تجزیہ

یادگار مرثیہ

"جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے"

ترتیب
تحقیق و تنقید

ڈاکٹر سید تقی عابدی
(کینیڈا)

خدائے سخن میر انیسؔ

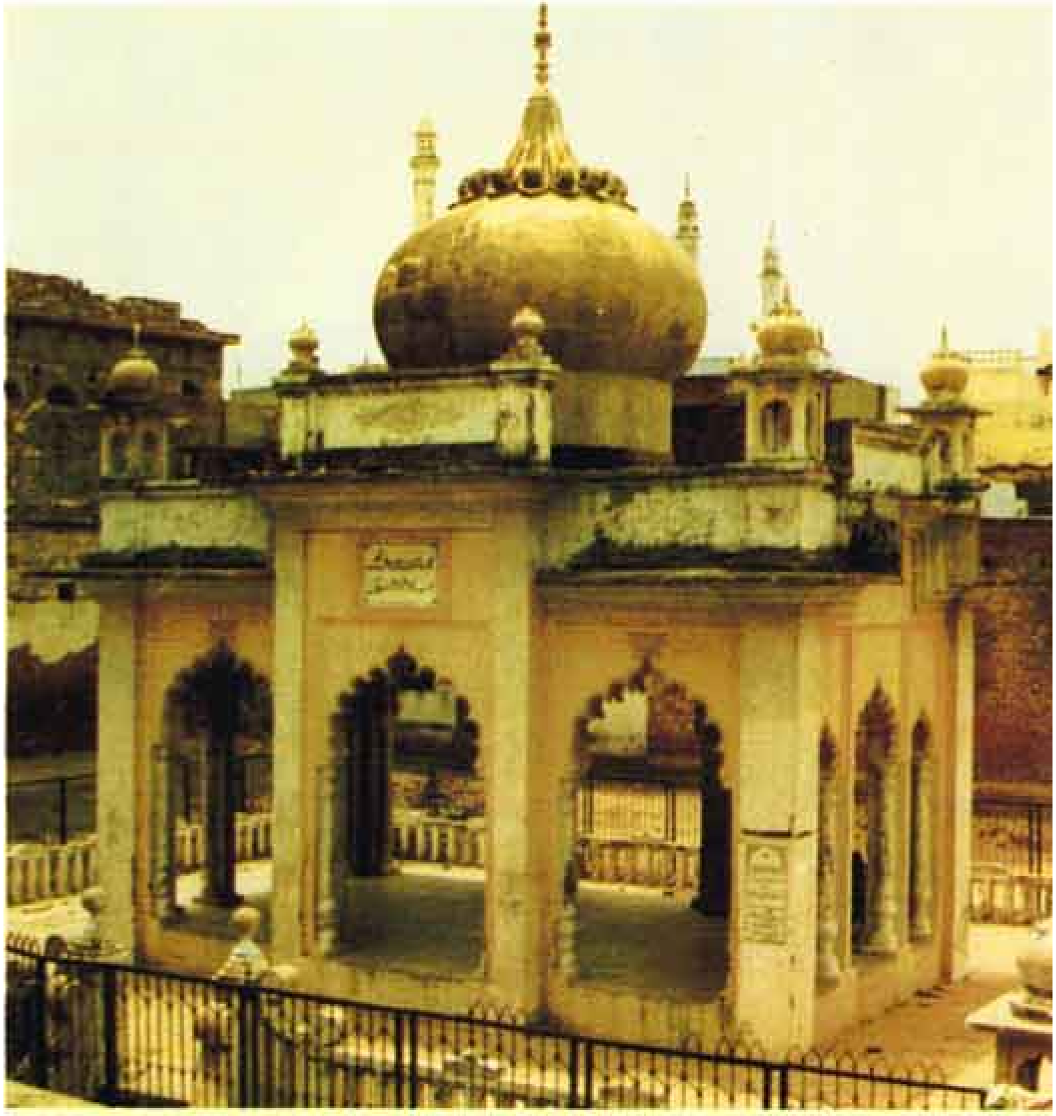

خواب گاہِ میر انیس مرحوم

خود نوید زندگی لائی قضا میرے لئے
شمع کشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لئے
(انیسؔ)

تجزیہ

یادگارِ مرثیہ

"جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے"

ترتیب

تحقیق و تنقید

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

(کینیڈا)

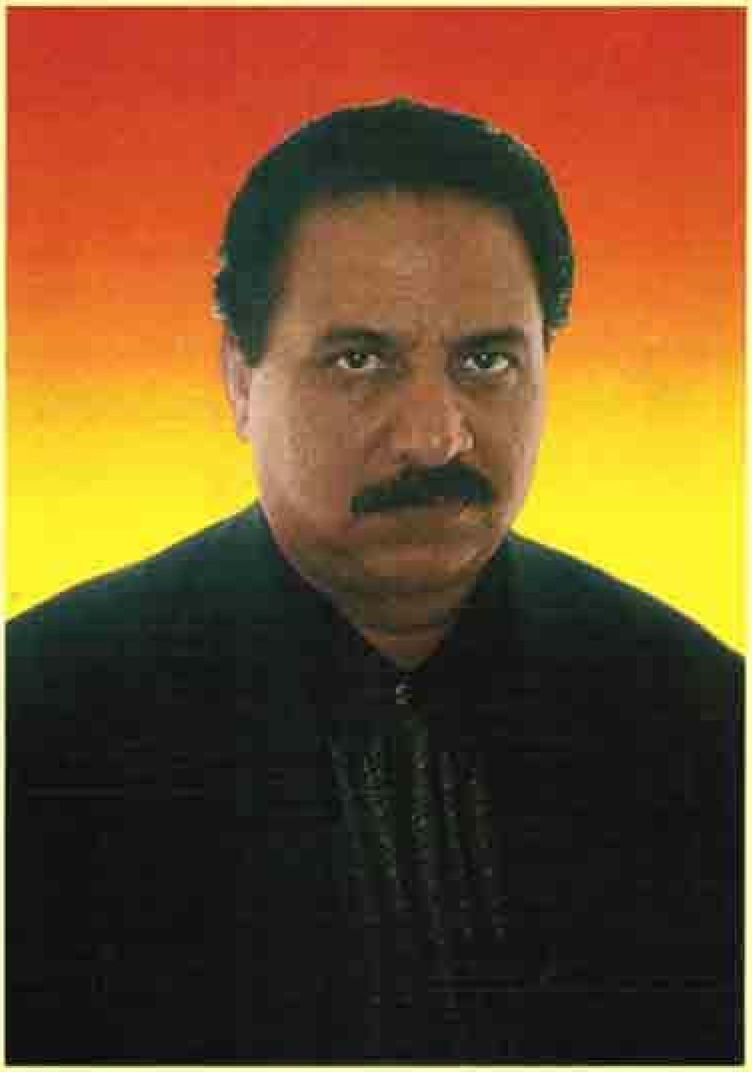

ڈاکٹر سید تقی عابدی

ہر بڑے کام کی تکمیل ہے خود اس کا صِلہ

فہرست

انتساب	: تقی عابدی	1
ڈاکٹر نیئر مسعود کا گرامی نامہ	:	2
تاریخ کامل انیس	: سید باقر زیدی	3
تجزیہ یادگار انیس	سید باقر زیدی	4
مکتوب گرامی	: سید عاشور کاظمی	5
حسین انجم	: ایڈیٹر طلوع افکار، کراچی	6
تقریظ	: سید اقبال کاظمی، کراچی	7
منظوم نذرانہ عقیدت	: سید اقبال کاظمی	10
مقدمہ	: پروفیسر اکبر حیدری کشمیری	11
پیش لفظ	: ڈاکٹر سید تقی عابدی	15

1	حیات میر انیسؔ	18
2	میر انیسؔ مشاہیرشعروادب کی نظرمیں	66
3	یاد گار مرثیہ کے متعلّقات	82
4	مرثیہ کے منتخب اشعار	116
5	نمونہ جات مطبوعہ مراثی	128
6	اشخاص مرثیہ	135
7	مرثیہ پر اعتراضات	138
8	مرثیے کے تجزیاتی نمونے	140
9	مرثیے کے تجزیۂ کا طریقہ کار	164
10	یاد گار مرثیہ کی معجزبیانی	185
11	محاسن مرثیہ	242
12	فہرست کامل جدول بہ ترتیب شعر و بند مرثیہ	288
13	تجزیہ کامل یاد گارِ مرثیہ	357
	کتابیات	752
14	مرثیے کے ترجمے	756
	(عربی منظوم ترجمہ مولانا سید علی نقی قبلہ)	
	(انگریزی منظوم ترجمہ ڈیوڈ میتھوس)	1-42

پروفیسر سیّد مسعود حسن رضوی ادیب

انتساب
جنت مکانی خلد آشیانی

پروفیسر سیّد مسعود حسن رضوی ادیبؔ کے نام جو بیسویں صدی کے سب سے بڑے انیسیئےؔ تھے

جو بیسویں صدی کے سب سے بڑے محقق انیسیات تھے۔

جنہوں نے اپنی ساری زندگی انیسؔ کے کلام کی تفسیر، تشہیر، تجلیل اور تحفظ پر صرف کردی۔

جنہوں نے یکہ وتنہا انیسیاتؔ پر کام کیا جو میر انیسؔ کا تمام خاندان بھی مل کر نہ کرسکا۔

جن کی تصانیف کے ذوق مطالعہ نے حقیر کو اس عظیم کام پر مامور کیا۔

ع آسماں اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے

تقی عابدی

تاریخ کامل انیسؔ

سید باقر زیدی (امریکہ)

3 2 4 1 ہجری

یہ فکرِ نظم دُر و لعل یادگارِ انیسؔ

2 0 0 2ء

خصوصِ رنگِ تقیؔ عابدی بکارِ انیسؔ

2 0 0 2ء

وہ اک عطائے سخن ہے تو یہ ہے دادِ سخن

2 0 0 2ء

یہ آرزوئے تقیؔ ہے وہ شاہکارِ انیسؔ

3 2 4 1 ہجری

تجزیہ یادگار انیسؔ

سید باقرزیدی

''مرحبا! تجزیہ نگارِ انیس اے تقی! اے نگاہ دارِ انیس

2002 = 9 3 4 1 0 6 8

امتیازِ قلم ہے کار انیسؔ فخرِ اردو ہے شاہکارِ انیس
''صاحبِ تجزیہ، جزاک اللہ محو گفتارِ رہگذارِ انیسؔ''

2 0 0 2

کھل گیا اور ایک در دانش بڑھ گیا اور اعتبارِ انیسؔ
حشر تک ہے جو وہ خدائے سخن حشر تک بن گیا حصارِ انیسؔ
ہے سخن پر وہ اختیار اس کا اہل اُردو ہیں زیرِ بارِ انیسؔ
ایک اک لفظ مستند مرغوب ایک اک بیت افتخارِ انیسؔ
ہے جنہیں کچھ پرکھ وہ جانتے ہیں ہے سخن کی بہار عیارِ انیس
ہر زمین سخن قلمرو میں کوئی دیکھے تو اقتدارِ انیسؔ
لکھنؤ کا مزہ ہو جنت میں ملے قسمت سے گرجوارِ انیسؔ
بات حالؔی کی کتنی سچی ہے دار اُردو ہوا دیارِ انیسؔ
پھول احساس کے چڑھاتے ہیں اہل انصاف برمزارِ انیسؔ
وجہ آبحیات ذوق کا ذکر کم نہیں ہے گنہگارِ انیسؔ
ایک شبلؔی ہی کا موازنہ ہے جو ہوا وجہ اعتبار انیسؔ
حق بہ حقدار کے جو داعی ہیں ان کو ہونا ہے پاسدارِ انیسؔ
نکلے چکبستؔ حالؔی اور اقبالؔ خوب پھیلے ہیں برگ دبارِ انیسؔ
اب بھی اس کا وظیفہ جاری ہے ہم بھی ہیں اک وظیفہ خوارِ انیس

تجزیہ مرثیے کا ہے باقرؔ
زیب ناموس رہگذارِ انیس

3 2 4 1ہجری

مکتوب گرامی

سید عاشور کاظمی. لند ن

فی زمانہ تحقیق وتنقید کا ایک انداز یہ ہے کہ اکابرین نقد ونظر کی آراء تلاش کی جائیں، انہیں ایک جگہ نقل کر کے فریضۂ تحقیق ادا کیا جائے۔ دوسرا انداز یہ ہے کہ تحقیق وجستجو سے حاصل کردہ آراء سامنے رکھ کر، کثرت آراء سے اتفاق کر کے اپنی رائے جلی حروف میں لکھ کر خود کو صائب الرائے محقق ثابت کر دیا جائے۔ لیکن بیسویں صدی میں ایک فرہاد صفت محقق ڈاکٹر تقی عابدی نے میر انیسؔ کے صرف ایک مرثیے میں 2856 محاسن اور صنعتوں کی نشاندہی کر کے عالمانہ تنقید کے لئے راستے متعین کر دئے ہیں۔ مرحبا ڈاکٹر تقی عابدی! آپ کی اس تحقیق کے بعد اکیسویں صدی میں میر انیسؔ پر جو کام ہوگا وہ روایتی تنقید کی بجائے معنوی کام ہوگا۔

حسین انجم

(مدیر طلوعِ افکار، کراچی)

جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے (انیس)

کچھ زیادہ پرانی بات نہیں میں اقبال کاظمی صاحب بانی و معتمدِ عمومی مرثیہ فاؤنڈیشن کی سواری میں حضرتِ تابش دہلوی کے ساتھ ہمسفر تھا غالباً ہم لوگ مرثیہ کی کسی مجلس میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اچانک نہ معلوم کیوں میں نے پوچھا ''حضرت، انیسؔ و دبیرؔ کی شاعری کے متعلق چند لفظوں میں کوئی حتمی بات فرمایئے''۔ ذرا سے تامل کے بعد کہنے لگے، ''حسین انجم صاحب یہ انسانوں کا کلام ہی نہیں معلوم ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے چند فرشتے اس کارِ خاص پر مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔ مدتِ قیام میں انہوں نے مرثیے کہے، پڑھے اور پھر چلے گئے''۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر اور مختصر طور پر انیسؔ و دبیرؔ کی عظمتِ کلام کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس پس منظر میں یہ اطلاع نہایت مسرت آمیز ہے کہ انیسؔ علیہ الرحمہ کا شاہکار مرثیہ:

جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے

کو جناب ڈاکٹر تقی عابدی (ایم۔ڈی) ساکنِ کنیڈا رثائی ادب کے مایہ ناز محقق جناب ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کی نگرانی میں اپنے فاضلانہ مقدمے اور عالمانہ تجزیے کے ساتھ شائع فرما رہے ہیں:

ہوئی اس واقعے پر ختم کب کی اک صدی انجم\
رثا کے ان گلوں میں آج بھی ہے تازگی انجم\
مشامِ جاں معطر دوستوں کا کیوں نہ فرمائیں\
دوبارہ چھاپ کر ان کو تقی عابدی انجم

اور ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کی خدمت مین یہ چار مصرعے نذر ہیں:

دلِ ہر کس را گو نمی گیرد\
سخنِ حق مگر نمی میرد\
دامنِ عابدی ز دست مدہ\
اکبر حیدری کشمیری

تقریظ برائے

''تجزیہ/یادگار مرثیہ/رجب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے''

ڈاکٹر اکبر حیدری صاحب مدظلہ، کا شمار مرثیہ فاؤنڈیشن کے بڑے ہمدرد سرپرستوں میں ہوتا ہے۔ موصوف راقم الحروف پر از حد مہربان ہیں اور شفقت فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے حالیہ مکتوب میں مطلع فرمایا ہے کہ بکرمی ومحترمی جناب ڈاکٹر تقی عابدی مقیم کینیڈا نے بڑی عرق ریزی اور تنقیدی بصیرت سے ایک منفرد کتاب تحریر فرمائی ہے۔ جس میں موصوف نے اپنی تنقیدی اور تجزیاتی کاوش کے لئے خدائے سخن میر انیس کے اُس مرثیے کا انتخاب کیا ہے جو آپ اپنا جواب ہے۔ ڈاکٹر عابدی کی اس تصنیف لطیف کا نام ہے'' تجزیہ/یادگار مرثیہ/رجب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے'' جو ڈاکٹر اکبر حیدری کے زیرِ نگرانی اشاعت پذیر ہو رہی ہے اور جس میں ڈاکٹر حیدری کا فاضلانہ مقدمہ بھی شامل کتاب ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کے بارے میں جو تفاصیل تعارف کے طور پر فراہم فرمائی ہیں اُس سے کتاب کی قدر و قیمت اور ادبی وقعت و اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کا حکم ہے کہ میں اس کتاب کے بارے میں کچھ اظہار خیال کروں، اس کے علاوہ وہ چاہتے ہیں کہ میں اس کتاب پر منظوم اظہار عقیدت بھی کروں۔ اس لئے بہ تعمیل حکم کے طور پر تقریظ قلمبند کر رہا ہوں جو نہایت عجلت میں لکھی گئی ہے تا کہ ڈاکٹر حیدری تک بر وقت پہنچ جائے اور اگر کسی لائق ہو تو شامل کتاب ہو جائے۔ حسب ارشاد منظوم خراجِ تحسین بھی حاضر ہے۔

قدیم تہذیب وتمدن کی حامل، زرخیز سرزمین ہندوستان میں تاریخی حوادث کے نتیجے میں ایک ایسی ''لشکری زبان'' نے جنم لیا جسے اُردو زبان کا نام دیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ لشکری زبان اپنی کم سنی اور کم مائیگی کے باوجود ہندوستان کے دل کی دھڑکن بن گئی اور ہندوستان کی زبانوں میں لذّت گفتار اور تہذیب و شرافت کی علامت قرار پا گئی۔ دنیائے شاعری کو کیا خبر تھی کہ ایک ایسی زبان میں جو اپنے حروف تہجی، قواعد وضوابط، ذخیرۂ الفاظ اور محاسن و معائب زبان و بیان میں دوسری زبانوں کی رہینِ منت رہی ہو، انیسویں صدی عیسوی میں آسمانِ شاعری پر ایک ایسا آفتاب طلوع ہوگا جو اُردو شاعری کو عالمی شعر وادب میں وہ مقام بلند عطا فرمائے گا جسے دیکھ کر دنیائے شاعری

دنگ رہ جائے گی۔ اُردو شاعری کو یہ بلند و بالا مقام اُس کو صنف مرثیہ کے طفیل حاصل ہوا جو خدائے سخن میر ببر علی انیسؔ کی کائناتِ شعر ہے۔ حیرانی سی حیرانی ہے کہ یہ معجزہ شاعری جسے مرثیۂ انیسؔ کہتے ہیں، اُردو زبان کی اُس صنف سخن میں رونما ہوا کہ جس کے بارے میں ایک انتہائی نامناسب اور غیر حقیقت پسندانہ مقولا اُردو زبان میں رواج پا گیا تھا کہ "بگڑا شاعر مرثیہ گو" گویا مرثیہ گوئی بگڑی شاعری کے مترادف تھی۔ شاید اسی تنگ نظری اور تعصب کی بنا پر اُردو مرثیے کو ایوانِ ادب میں باریابی بہت تاخیر سے ملی حالانکہ اُردو زبان میں شعر گوئی اور مرثیہ گوئی کا آغاز کم و بیش ایک ہی ساتھ عمل میں آیا ہوگا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ صنفِ مرثیہ نے اُردو زبان میں وہ رنگ روپ اختیار کیا اور ایسا قد و قامت نکالا کہ جس کا مثل دوسری زبانوں میں تو کجا خود عربی اور فارسی میں ناپید ہے کہ جہاں سے اُردو زبان نے اس صنف سخن کو حاصل کیا تھا۔ یہ شعری معجزہ انیسؔ کی خلاقانہ بصیرت، ناقابلِ یقین قوتِ زبان و بیان، انسانی احساسات و جذبات و نفسیات کا مکمل شعور و ادراک اور عقیدے کی صداقت و پختگی کا وہ منہ بولتا ثبوت ہے جسے دنیائے شاعری ہمیشہ یاد رکھے گی۔ انیسؔ کا مرثیہ انسانی شاعری کی وہ میراث ہے جس پر پوری نوع انسانی کا حق ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اُردو مرثیے کا موضوع امام حسین علیہ السلام کی ذات والا صفات ہے۔ اُردو مرثیہ امام حسینؑ اور اُن کے یکتائے روزگار عظیم رفقاءؑ کی اُس عظیم قربانی کی یادگار ہے جو ریگزارِ کربلا میں انسانی اقدار کی سربلندی، حق و صداقت کا پرچم بلند رکھنے اور دین اسلام کی حفاظت و بقا کی خاطر پیش کی گئیں۔ کربلا کے اس دردناک اور اندوہناک واقعہ نے تہذیب انسانی پر وہ دور رس اثرات مرتب کیے جس کی بدولت انسان اس لائق ہوا کہ وہ تہذیب و شرافت انسانی کو محفوظ رکھ سکے اور ظلم و استبداد اور شیطنت سے نبرد آزما ہو سکے۔

ڈاکٹر تقی عابدی صاحب ایم۔ ڈی ہیں اور عملی طور پر ایک ماہر معالج کی حیثیت سے کنیڈا کے ایک مشہور ہسپتال سے وابستہ ہیں۔ جوش سیمینار کے موقع پر پاکستان تشریف لائے تھے اور سیمینار میں اپنا مقالہ پڑھا تھا۔ اس موقع پر راقم الحروف کی موصوف سے مختصر ملاقات بھی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر اکبر حیدری نے میرے نام اپنے تازہ مکتوب میں ڈاکٹر عابدی کے اُردو شعر و ادب سے اُن کے والہانہ عشق کی جو روداد رقم فرمائی ہے اور موصوف کی تصنیف و تالیف کی جو تفاصیل دی ہیں اُس پر حیرانی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر عابدی اپنی پیشہ ورانہ طبی مصروفیات کے ساتھ کس طرح اتنا وقت نکال لیتے ہیں کہ "تجزیہ" جیسا قابل قدر اور غیر معمولی منفرد کام انجام دے سکیں۔ اس کتاب کی تکمیل میں جس محنت شاقہ اور دقت نظر سے کام لیا گیا ہے وہ ڈاکٹر عابدی کے اُردو شعر و ادب کے مطالعے کی گہرائی اور گیرائی کا غماز ہے۔ ڈاکٹر عابدی کو اُردو شعر و ادب سے واقعی والہانہ عشق ہے جب ہی تو ایسا معرکتہ الآرا کام انجام دیا ہے۔

ڈاکٹر عابدی کی یہ کتاب رثائی ادب میں ایک شاندار اضافہ ہوگی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں خداوندِ عالم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ سیّد الشہداء حضرت امام حسینؑ کے صدقے میں ڈاکٹر تقی عابدی کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور وہ اسی طرح ''مغرب'' میں ''مشرق'' کی آبروزبانِ اُردو کی خدمات انجام دیتے رہیں آمین! میں مرثیہ فاؤنڈیشن کی جانب سے ڈاکٹر عابدی کی اس بیش قیمت کتاب کی اشاعت پر اُن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوصد سالہ جشنِ ولادتِ انیسؔ کے موقع پر اس سال اس کتاب کا اجرا فروغ صنف رثا اور تبلیغ انیسیات کے لئے نیک فال ثابت ہوگا۔ آخر میں جناب ڈاکٹر اکبر حیدری کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ ڈاکٹر حیدری نے جو محنت اور قابل قدر کوششیں اس کتاب کو با کمالِ حسن وخوبی شائع کرنے کے لئے انجام دی ہیں وہ بھی لائق صد ستائش ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند عالم محمدؐ وآل محمدؐ کے صدقے میں ڈاکٹر حیدری کی توفیقات میں بھی اضافہ فرمائے تاکہ رثائی ادب کی تحقیق وتنقید کے حوالے سے جو گراں قدر اور مفید خدمات وہ انجام دے رہے ہیں وہ سلسلہ جاری وساری رہے۔ آمین!

صنفِ رثا کا ایک ادنیٰ خدمت گزار اور خیر اندیش

اقبال کاظمی

موسس ومعتمدِ عمومی مرثیہ فاؤنڈیشن، کراچی

ڈاکٹر تقی عابدی کی کتاب ''تجزیہ یادگار مرثیہ رجب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے'' پر

منظوم نذرانۂ عقیدت

''جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے''
تشریح کی ہے اس کی تقی کی کتاب نے

ظاہر کیے محاسنِ شعری کتاب نے
جادو تقی جگایا ترے انتخاب نے

وہ تجزیہ کیا ہے کلامِ انیس کا
دریائے فن سمیٹ لیا ہے کتاب نے

صورت گری کتاب کی کیا دیدہ زیب ہے
حیران ناظروں کو کیا ہے کتاب نے

مقبولِ خاص و عام تمہاری کتاب ہو
دی ہے دعا یہ تم کو ہر اک شیخ و شاب نے

جنّت سے دے رہے ہیں خدائے سخن صدا
ہم کو کیا ہے شاد تقی کی کتاب نے

اوج زمینِ شعر عطائے انیس ہے
ذرے کو آفتاب کیا آفتاب نے

موئے قلم کو دیکھ کر دستِ انیس میں
موئے قلم کو رنگ دیا ہے گلاب نے

ہر عہد میں انیس کی فکرِ نفیس کو
رکھا جواں عروسِ سخن کے شباب نے

بے مثل مرثیہ بھی ہے بے مثل ہیں انیس
کیا لاجواب کام کیا لاجواب نے

یہ اعترافِ فن نہیں عجزِ بیان ہے
یہ کہہ دیا ''خدائے سخن'' کے خطاب نے

ارضِ سخن کے چرخِ فصاحت انیس ہیں
رتبہ دیا یہ فیضِ مدحِ بوترابؑ نے

بزمِ عزا میں سن کے مراثی انیس کے
دی ہیں دعائیں بنتِ رسالت مآب نے

جامِ سخن انیس نے بھر بھر کے کیا دیے
بخشا شعور و فہم ولا شراب نے

پیدائشِ انیس کو دو صد برس ہوئے
چھیڑا ہے سازِ جشنِ ولادت کتاب نے

اے کاظمی تقی کو با اعجازِ فکر و فن
عالی گہر بنایا تقی کی کتاب نے

ھ1 4 2 3

آیا'' ازل'' سے مصرعۂ تاریخِ عیسوی
تنقید کو دیا ہے نیا رخ کتاب نے

38
2002 = 1964 + 38

نتیجۂ فکر اقبال کاظمی موسّس و معتمدِ عمومی مرثیہ فاؤنڈیشن

مقدمہ

پروفیسر اکبر حیدری کشمیری

میں نے ڈاکٹر تقی عابدی صاحب کو آج تک نہیں دیکھا ہے۔ وہ ہزاروں میل کے فاصلے پر کنیڈا میں بود و باش کرتے ہیں۔ ان سے میرا ادبی رشتہ نومبر 1997 میں اس وقت قائم ہوا جب خط کے ذریعہ مجھ سے میر انیسؔ کے ایک مرثیے (دو شیروں کی نیزوں کے نیستاں میں ہے آمد) کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا کہ مرثیہ مطبوعہ ہے یا غیر مطبوعہ۔ خط اتنا مربوط اور مبسوط تھا کہ گویا انیسؔ پر ایک چھوٹا سا تحقیقی مقالہ تھا۔ یہ اب رثائی ادب کراچی میں چھپ چکا ہے۔

ڈاکٹر صاحب ادب کے نہیں بلکہ علم طب (Medical Science) کے ایک ماہر اور ممتاز معالج (ڈاکٹر) ہیں جو اپنی نام آوری کے سبب برطانیہ، امریکہ اور کنیڈا میں خاصے مشہور ہیں۔ اس کے باوجود انہیں علم و ادب کے ساتھ جو والہانہ عشق ہے اس کی نظیر ملنا بہت مشکل ہے۔ موصوف متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں جوشِ مودّت، گلشنِ رویا، عروسِ سخن، رموزِ شاعری، اقبال کے عرفانی زاویے اور انشاء اللہ خان انشاء قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مزید دو کتابیں، مصحف تاریخ گوئی اور مراثی فرید لکھنوی۔ ذکرِ دُرباراں زیرِ تالیف ہیں۔

میں یہ بات بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر عابدی صاحب ادبیات اُردو کے ایک اعلیٰ شاعر، نثر نگار، ممتاز ناقد اور بہت اچھے محقق ہیں۔ انہیں علم عروض کے علاوہ علم بیان و معانی میں بھی خاصی دستگاہ حاصل ہے۔ اُردو ادب کی یہ بدقسمتی ہے کہ علم بیان کا یہ مایہ ناز سرمایہ عرصے سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہو رہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس میں دوبارہ تازگی پیدا کی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان دشوار گذار گھاٹیوں کی طرف وہ کیونکر متوجہ ہو گئے ہیں جبکہ لوگ ان سے گھبراتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ڈاکٹر صاحب کی قابلیت اور انفرادیت کے جوہر کھلتے ہیں۔ مجھے اس بات نے شش و پنج میں ڈال دیا ہے کہ آخر ڈاکٹر صاحب کو اتنی فرصت کہاں میسر ہوتی ہے کہ علاج و معالجہ اور مطب کی پابندیوں سے بالاتر ہو کر وہ ایسی معیاری کتابیں تصنیف کرتے ہیں۔ اللہ کی دین اور فطری علمی استعداد اسی کو کہتے ہیں۔ میں عابدی صاحب کی اعلیٰ صلاحیتوں اور وسعت فکر و نظر سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ موصوف میں دیگر خصوصیات کے علاوہ کتب بینی کا شوق اتنا غالب آ چکا ہے کہ انہوں نے

سال گذشتہ زرِ کثیر صرف کر کے لکھنو سے ذخیرۂ مراثی جو بیش بہا گوہر نایاب سے کم نہیں ہے کینیڈا منتقل کرا دیا۔

ڈاکٹر عابدی صاحب کی تازہ ترین تصنیف ''تجزیہ یادگار مرثیہ۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' اُردو لٹریچر خاص کر رثائی ادب میں ایک عظیم کارنامہ ہے جو علامہ شبلی کی معرکہ آرا کتاب موازنہ انیسؔ و دبیرؔ کے تقریباً ایک سو سال کے بعد منظر عام پر آ رہا ہے۔ کتاب دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو کمی اور تشنگی موازنہ میں محسوس کی جا رہی تھی اُسے ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف پورا کیا بلکہ اپنی کاوش فکر کو شبلی سے بہت آگے بڑھا دیا ہے۔ شبلی نے جا بجا انیسؔ کے متعدد مرثیوں پر تبصرہ کیا اور محدود صنائع بدائع کی مختصر خوبیاں بیان کیں۔ برعکس اس کے ڈاکٹر صاحب نے انیسؔ کے صرف ایک مرثیے (جب قطع کی......الخ) میں صنائع لفظی و معنوی کی تقریباً ایک سو خوبیاں تلاش کر کے نمایاں کی ہیں۔ یہ کام انتہائی مشکل ہے اور اس کا تصور آج تک کسی کے دل و دماغ میں نہیں آیا۔ ڈاکٹر صاحب لائق صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے تجزیہ کے اس مشکل اور پیچیدہ کام کو جو آج تک کسی ادارہ سے نہ ہو سکا یکتا و تنہا بخوبی انجام دیا۔

پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیبؔ مرحوم ماہر انیسیاتؔ نے آج سے ساٹھ سال قبل انیس کا یہی مرثیہ ''شاہکار انیس'' کے نام سے بڑے حسن اہتمام اور والہانہ جذبے کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا۔ اس کی ابتداء میں مرحوم نے ایک پرمغز اور مبسوط مقدمہ بھی شامل کیا۔ دراصل یہی مقدمہ ہمارے مایہ ناز ادیب ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا محرک ہوا۔ انہوں نے یہ شاندار اور صبر آزما کام برسوں خون جگر کھا کر پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا۔ موصوف نے ابھی کچھ دن ہوئے زیر نظر کتاب کا مسودہ میرے پاس بھیج دیا اور مجھ سے فرمائش کی گئی کہ میں اس پر مقدمہ لکھوں۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور بطور امتثال امر چند سطریں سپرد قلم کرتا ہوں۔

کتاب 14 باب پر مشتمل ہے۔ تین ابواب (13,12,11) غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ گیارھویں باب میں علم بیان کے تحت صرف اسی ایک مرثیے کے شعری محاسن کی تفصیلات درج ہیں۔ بارھویں میں جدول بہ ترتیب شعر و بند مرثیہ کی مکمل فہرست ہے۔ کتاب کا تیرھواں (13) باب ''تجزیہ کامل'' حاصل کتاب ہے۔ اس میں ''شاہکار انیسؔ'' کے ایک ایک بند کے سامنے ایک ایک صفحے میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ ''شاکار انیس'' میں 197 بند ہیں اور یہ بند اتنے ہی صفحات (197) کو محیط ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بند نمبر 85 کا تجزیہ اس لئے نہیں کیا ہے کہ بقول ان کے وہ 'روح انیسؔ'' کے بعد کے ایڈیشنوں سے خارج کیا گیا۔ تجزیہ کے اس بند کے لئے مرتب نے نوٹ بھی لکھا ہے۔

ڈاکٹر عابدی نے زیرِنظر مرثیے کے استعمال شدہ حروف، الفاظ، فقرات، فصاحت، بلاغت، محاورات، اصطلاحات مع امثال کے علاوہ علم بیان کے استعارات، تشبیہات، مجاز مرسل، کنایہ اور اشارات کے پہلو بہ پہلو علم بدیع کے لفظی اور معنوی صنائع جن کی تعداد سو کے قریب ہے۔ ان سب کو ایک جوہری کی طرح زرِمعیار پر پرکھا۔ پھر ان اشعار کو منظر نگاری، ۔ واقعہ نگاری، مرقع نگاری، رزم نگاری، اخلاق نگاری، جذبات نگاری، نفسیات نگاری، جدت نگاری اور مکالمہ نگاری میں اس ماہرانہ انداز سے پیش کیا کہ

ع   جوہری بھی اس طرح موتی پرو سکتا نہیں

غرضیکہ ڈاکٹر عابدی صاحب نے پورے مرثیے کا سیر حاصل تجزیہ جس دیدہ ریزی اور حسن سلیقہ سے کیا ہے اس کی نظیر اُردو ادب میں نہیں ملتی ہے۔ مرثیے کا ہر بند تین شعر پر مشتمل ہوتا ہے۔ ذیل میں موصوف کے تجزیہ کی ایک مثال بغیر تبصرہ کے یوں پیش کی جاتی ہے۔

بند نمبر۔ شعر نمبرا۔ کل تعداد الفاظ، عربی الفاظ، فارسی الفاظ، اُردو الفاظ اضافات شعر۔ کل تعداد حروف، ردیف مردف یا غیر مردف

اس کے بعد شعر نمبرا میں صنائع معنوی، صنائع لفظی اور محاسن علم بیان نمایاں کئے گئے ہیں۔ علاوہ بریں فصاحت و بلاغت بیان کی خوبیاں دکھائی گئیں۔ اس کے ساتھ ''لغات'' کے تحت الفاظ کے آسان معنی بھی لکھے گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے اشعار کے ادبی محاسن بھی پہلے شعر کی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ مزید برآں جن اصطلاحات کی نشاندہی ڈاکٹر صاحب نے اس مرثیے میں کی ہے۔ وہ حیران کن ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے ذوق تحقیق اور جدید طرز فکر کی داد دیجئے۔ انہوں نے بڑی محنت سے انیسؔ کے اس مرثیے کے الفاظ کا بھی شمار کیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ اس میں کل الفاظ کی تعداد بشمول تکرار 9493 ہے۔ ان میں عربی کے 1769، فارسی کے 1948 اور اُردو کے 5776 الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ موصوف نے ان الفاظ کا تناسب بھی لکھا ہے۔ یعنی عربی الفاظ ۔19 فیصد، فارسی 20 فیصد اور اُردو 61 فیصد۔ اسی طرح انہوں نے انیسؔ کے زیرِنظر مرثیے میں 25 سے زیادہ قسم کے جانوروں کا ذکر کیا ہے۔ چیونٹی کی عجیب کیفیت بیان کی ہے۔

میں ڈاکٹر صاحب کے اس عدیم المثال اور معلومات افزا کارنامے کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا۔ مجھے امید واثق ہے کہ انشاءاللہ موصوف اس صدی کے ممتاز ترین ماہر انیسیات کی صف میں شمار کئے جائینگے۔ انہوں نے پورے جذبے اور تن من دھن کے ساتھ اُردو ادبیات میں ایک ناقابل فراموش خزانہ پیش کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ خدائے

بزرگ و برتر انہیں سلامت رکھے اور رثائی ادب کی سربلندی اور جادودانی کے لئے مزید توفیق سے نوازے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ کتاب میں محاسن کلام انیسؔ کے سلسلے میں قارئین کو کہیں کہیں اشعار میں تکرار بھی نظر آئے گی۔ اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ شعرائے اُردو میں انیسؔ نے صنائع لفظی اور صنائع معنوی کا بکثرت استعمال کیا ہے۔ ان خصوصیات کی بدولت ان کے کلام کے حُسن میں نکھار آ گیا ہے۔ چونکہ مرتب کتاب ڈاکٹر صاحب علم بیان کے مشکل فن پر ماہرانہ نظر رکھتے ہیں، اس لئے انہوں نے کماحقہ انیسؔ کی ان پوشیدہ خوبیوں کو جن پر دبیز پردے پڑے تھے پھر سے اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تکرار ناگزیر تھی۔

کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مرتب نے ایک قابل ایڈوکیٹ (Advocate) کی طرح اپنی محکم اور استوار دلائل سے ان تمام کوتاہ بین معترضین کو دندان شکن جواب دئے ہیں جو بغیر کسی معقولیت کے کلام انیسؔ پر وقتاً فوقتاً ناقص تنقید کرنے کے عادی بن چکے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی تلاش و جستجو اور ژرف نگاہی کا کمال دیکھئے کہ انہوں نے کتاب کے بحرِ زخار میں دو ایسے نادر و نایاب گوہر بے بہا کو شامل کیا جو برصغیر سے ناپید ہو چکے ہیں۔ یعنی سید العلماء سید علی نقی جنّت مقام کا منظوم عربی ترجمہ اور ڈیوڈ میتھوس کا منظوم انگریزی ترجمہ۔ موصوف نے مجھے برطانیہ میں یاد کر کے میری عزت افزائی فرمائی اور اپنی بیش قیمت کتاب The Battle of Karbala (جنگ کربلا) کا تحفہ روانہ کیا ہے، جس کے لئے میں ان کا سراپا ممنون ہوں۔

الغرض ڈاکٹر عابدی صاحب کا یہ معجزاتی صحیفۂ ادب ہر لحاظ سے بلند پایہ اور عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جب شائع ہوگا تو اُردو ادب کی تاریخ میں عموماً اور رثائی ادب میں خصوصاً قابل قدر اضافہ ہوگا۔ آج تک ایسی معلومات افزا تصنیف میری نظر سے نہیں گزری ہے۔ جب تک انیسؔ کے شعر و سخن کا آفتاب دنیائے اُردو کے قلمرو پر چمکتا رہے گا یہ کتاب بھی بڑے انہماک سے پڑھی جائے گی۔ امید ہے کہ ارباب نظر اور صاحبان ذوق اس کی پذیرائی مشرق اور مغرب میں کریں گے۔

اسے پڑھئے، لطف اندوز ہوجیئے اور ڈاکٹر صاحب کے ذوق تحقیق اور اعلیٰ تنقیدی شعور کی داد دیجئے۔ میری رائے میں یہ اُردو ادب میں ایک گرانبار اضافہ اور موضوع پر حاکمانہ قدرت کی شاہد عینی ہے

پیش لفظ

مرتب

میر انیسؔ کے دوسو سالہ ولادت کی سالگرہ کے موقع پر بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس دوران انیسؔ کے فن پر جتنا کام ہونا چاہئے تھا وہ نہ ہو سکا۔ ان کی شاعری کے کئی گوشے ابھی تک عوام اور خواص کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ جناب انور سدید نے بہت سچ کہا ہے کہ

''اس سے بڑھ کر میر انیسؔ کے کلام کی قدر ناشناسی کی دلیل کیا ہوگی کہ ان کے فن کی تحسین شبلی کے موازنہ انیسؔ و دبیرؔ سے آگے نہ بڑھ سکی''

میر انیسؔ کا شمار اُردو کے چار عظیم شعراء میں ہوتا ہے جن میں میر تقی میرؔ، غالبؔ اور اقبالؔ شامل ہیں۔ کئی عظیم شاعروں، ادیبوں اور ناقدین نے میر انیسؔ کو ''خدائے سخن'' کے خطاب سے نوازا ہے۔ یہی نہیں بلکہ میر انیسؔ کے بعد جتنے بھی اُردو کے بڑے شاعر ہوئے اُنہوں نے میر انیسؔ سے استفادہ کیا۔ بعض شعراء نے اس کا کھلا اعتراف کیا اور جنہوں نے نہیں کیا ان کے کلام نے اس کا اقرار کیا۔ لیکن گذشتہ صدی اور خصوصاً گزشتہ چند دہائیوں سے میر انیسؔ کو ایک خاص طبقے کا شاعر بنا کر انہیں اُردو شاعری سے دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بعض افراد انیسؔ کو صرف مرثیہ کا سردار کہہ کر ساری اُردو شاعری کو سردار کھینچنے میں مصروف ہیں جس کا نقصان میر انیسؔ کو نہیں بلکہ اُردو ادب اور اُردو شاعری ہی کو ہو رہا ہے۔ میر انیسؔ دنیا کے سارے شاعروں میں وہ منفرد شاعر ہیں جن کا کلام کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہر سال تقریباً دس پندرہ ہزار مجالس عزا دنیا بھر میں اُردو زبان میں برپا ہوتی ہیں جن میں میر انیسؔ کا کم از کم ایک شعر اور زیادہ سے زیادہ کئی مرثیے کے بند پڑھے جاتے ہیں۔ مغربی ملکوں میں آباد اُردو کی نئی بستیوں میں بھی آج کل میر انیسؔ کے مرثیے بڑی آب و تاب سے پڑھے جاتے ہیں، یعنی بالفاظ دیگر آج میر انیسؔ کے انتقال کے سوا سو سال گزرنے کے بعد بھی ان کے کلام کا سورج کبھی غروب نہیں ہونے پاتا اور ہر لمحہ ان کا کلام فضاؤں میں بکھرتا رہتا ہے۔ یقیناً خدا نے ان کی دعا مستجاب کی ہے ؎

جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے
اقلیم سخن میرے قلمرو سے نہ جائے

اس کتاب کی تصنیف کا اصلی محرک پروفیسر ادیب مرحوم کے ''شاہکار انیسؔ'' کا مقدمہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی شخص انیسؔ کا صرف ایک ہی مرثیہ پڑھنا چاہتا ہو تو اس کو اسی مرثیہ

ع جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے''

کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس مرثیے میں پورا معرکہ کربلا مختصراً پیش نظر کر دیا گیا ہے۔ اس میں انیسؔ کے ہر طرح کے کلام کے نمونے موجود ہیں اور انیسؔ کے بیشتر محاسن جمع ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو مرثیے کے متعلقات پر کافی اطلاع نہیں، جنہوں نے انیسؔ کے مرثیوں کا گہرا مطالعہ کر کے وہ زاویہ نگاہ اور انداز فکر پیدا نہیں کر لیا ہے جو کلام انیسؔ کے محاسن کو بخوبی سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ بھی اس مرثیہ سے لطف اٹھا سکتے ہیں اور انیس کی شاعری کے بلند مرثیے کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں''

آج کی مصروف دنیا میں تمام مرثیوں کا مطالعہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ میں نے عوام اور خواص کے لئے اس مرثیے کا مکمل تجزیہ کیا ہے جو انشاء اللہ یادگار مرثیے کے ساتھ یادگار رہے گا۔ میر انیسؔ نے اسی مرثیے کے لئے کہا تھا۔

ع عالم میں یادگار رہیں گے یہ چند بند

اُردو ادب میں یہ پہلا ایک پورے مرثیے کا تفصیلی تجزیہ ہے جو ایک مکمل اور ضخیم کتاب کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس تجزیہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف ایک مرثیہ کی وسعت بیانی، محاسن کی ارزانی، صنعتوں کی فراوانی اور زبان کی روانی اردو شاعری کو اتنا سب کچھ نواز سکتی ہے تو ان کا پورا کلام اردو شعر و ادب میں کس قدر و منزلت کا حامل ہوگا۔ شاید اسی لئے میر صاحب نے فرمایا تھا ؎

مری قدر کر اے زمین سخن
تجھے بات میں آسماں کر دیا

مجھے اوائل عمر سے ہی میر انیسؔ کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت رہی ہے اور ہمیشہ ان کے کلام شیریں کی خاک کو بصارت افروزی کے لئے سرمہ کے طور پر لگاتا رہتا ہوں۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران اس کتاب کی ترتیب کے لئے مجھے دن رات جس دیدہ ریزی اور عرق فشانی سے مسلسل کام کرنا پڑا وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ میری محنت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان سے ہزاروں میل دور امریکہ اور کنیڈا میں جہاں نہ کوئی مشرقی طرز کا کتب خانہ ہے اور نہ رثائی ادب کا کوئی استاد ہی جس سے استفادہ کیا جا سکتا۔ حصول مواد کے لئے جن ہفت

خوانوں سے دوچار ہوناپڑااس کاذکر کرنا یہاں بے محل ہوگا۔اللہ کاشکر ہے کہ اس نے محمدؐ وآل محمدؑ کے صدقے میں اس کارعظیم کی انجام پذیری کے لئے مجھے سرخروئی اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔غرضیکہ یہ کتاب مرتب کر کے میرا دل روحانی مسرتوں اور لامحدود نعمتوں سے باغ باغ ہوجاتا ہے کہ اللہ نے مجھے اس کارنامے کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما کر میرے قلب ودماغ کو اطمنان کی دولت سے سرفراز کیا۔مجھے فخر سے کہنا پڑتا ہے کہ ؎

حاصلِ عمر نثارِ رہ یارے کردم
شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم

راقم حروف بخوبی اس حقیقت سے آشنا ہے کہ یہ کتاب اس وقت منظر عام پر آرہی ہے جب کہ ادبی جواہرات کا بازار ماند پڑ گیا اور قدر دانوں کی کمی محسوس ہورہی ہے۔بقول انیسؔ ؎

ع ہم آئے ہیں بازار میں گاہک جو اٹھ گئے

اس مسلمہ امر کے باوجود مجھے واثق امید ہے کہ جب تک دنیائے ادب میں ''خدائے سخن'' کا سکہ جاری رہے گا احقر کی یہ کتاب بھی انشاءاللہ پسندیدہ نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔

انیس شناسوں کو یہ مژدہ سن کر یقیناً خوشی ہوگی کہ ''شاہکار انیسؔ'' کا پاکٹ ایڈیشن بھی انشاءاللہ مناسب وقت پر شائع کیا جائے گا۔

میں تہہ دل سے پروفیسر اکبر حیدری کشمیری کا ممنون ہوں۔جو انیسیات کے عظیم محقق،دانشور،ادیب اور میرے خاص کرم فرما ہیں۔پروفیسر صاحب کی ہرگونہ مدد اس کتاب میں شامل ہے۔موصوف کی کاوشوں کی بدولت اس کتاب کو یہ مقام حاصل ہوا ہے کہ یہ انیسؔ شناسی کی ایک معتبر کتاب تصور کی جاسکے گی۔

میں پروفیسر نیّر مسعود صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میری حوصلہ افزائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

میں ڈاکٹر ظفر حیدری کشمیری اور علی محمد نقی کشمیری کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے قلمی تعاون سے سرفراز کیا۔ ناسپاس گزاری ہوگی اگر مسٹر ڈیوڈ میتھوس کا شکر ادا نہ کیا جائے۔موصوف نے مجھے اپنی بیش بہا تصنیف (The Battle Of Karbala) (جنگ کربلا) کو شامل کتاب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آخر میں صاحبان علم وفہم سے گزارش ہے کہ اگر انہیں ''تجزیہ یادگار مرثیہ'' میں کوئی خامی نظر آئے گی تو از راہ علم دوستی مجھے مطلع فرمانے کی زحمت کریں۔

سید تقی عابدی (کاناڈا)

پہلا باب

حیاتِ میر انیسؔ

تعارف:

اُردو شعروادب کے بعض تذکروں میں خدائے سخن کا عنوان دوعظیم شاعروں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ میر تقی میرؔ اور میر انیسؔ۔ میر تقی میرؔ نے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے غزل کو منتخب کیا اور میر انیسؔ نے مرثیہ کا انتخاب کیا۔ جرمن کے مشہور شاعر گوئیٹے نے کہا تھا ''ادب میں کوئی صنف اس وقت تک عظیم نہیں بن سکتی جب تک کہ اُس کا موضوع عظیم نہ ہو''۔ میر انیسؔ نے جس صنف شاعری مرثیہ کا انتخاب کیا اُس کا موضوع عظیم ترین موضوع یعنی شہادت امام حسینؑ تھا۔

فردوسیؔ شاہ نامہ میں کہتا ہے ؎

منم ساختم رستم داستان
وگر نہ یلے بود در سیستان

یعنی داستان میں، میں نے اپنے موئے قلم سے رستم کو رستم بنایا ورنہ وہ تو سیستان کے علاقہ کا ایک نیم وحشی شخص تھا۔ اِس کے برخلاف میرؔ انیس کو جن برگزیدہ ہستیوں کے واقعات، جذبات نفسیات اور اُن کی سیرت نگاری، کردار نگاری، رزم بزم اور سراپا کی مرقع کشی کرنی پڑی وہ داستان سازی نہ تھی بلکہ بڑی مشکل اور دشوار راہ تھی۔

میر انیسؔ نے اپنی عاجز بیانی اور مجبوری کا اظہار یوں کیا ہے ؎

میں کیا ہوں مری طبع ہے کیا اے شہ شاہاں — حسانؔ و فرزدقؔ ہیں یہاں عاجز و حیراں
شرمندہ زمانے سے گئے وایل و سحباںؔ — قاصر ہیں سخن فہم و سخن سنج و سخن داں
کیا مدح کفِ خاک سے ہو نور خدا کی
لکنت یہاں کرتی ہیں زبانیں فصحا کی

میر انیسؔ کا خاندان شاعری مدحت محمدؐ وآل محمدؐ سے سرشار تھا۔ چنانچہ فخریہ انداز میں فرماتے ہیں۔ ؎

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں
پانچویں پشت ہے شبیرؑ کی مداحی میں

میر انیسؔ کے پوتے دولہا صاحب عروجؔ فرماتے ہیں۔ ؎

سیر اک جام سے میں ہوں یہ مرا طور نہیں
سات پشتوں کا شرابی ہوں کوئی اور نہیں

میر انیسؔ خاندانی شاعر تھے۔ خاندان میر انیس کے سوا دنیا میں کوئی دوسرا ایسا سلسلہ نظر نہیں آتا جس میں پے در پے، نسل در نسل آٹھ ممتاز و معروف شاعر پیدا ہوئے ہوں۔ اس خاندان نے تقریباً تین صدیوں میں پہلے فارسی اور پھر اُردو زبان کی ایسی خدمت کی کہ اس خاندان کی زبان مستند، لب ولہجہ معتبر اور اس کا مقام شعر وادب کا گہوارہ بن گیا۔ اسی لئے مشہور شاعر شیخ ناسخ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے۔ ''بھئی زبان سیکھنی ہو تو میر خلیق کے ہاں جایا کرو'' میر انیسؔ بعض اوقات مرثیہ پڑھتے ہوئے فرماتے ''صاحبو! یہ میرے خاندان کا لب ولہجہ ہے اہل لکھنؤ اس طرح نہیں کہتے'' ایک مقام پر فرماتے ہیں ؏ حقا کہ یہ خلیق کی ہے سربسر زباں ؎

طرز کلام میں یہ فصاحت جو آئی ہے
اجداد باوقار سے میراث پائی ہے

میر انیس کے جد اعلیٰ میر امامی موسوی ہروی حضرت امام موسیٰ رضا کی نسل سے تھے۔ وہ ہرات کے شرفا میں بڑی عزت ووقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ شاہ جہاں کے عہد سلطنت میں ایران سے ہندوستان آئے اور اپنے علم وفضل کی بدولت سہ ہزاری منصب پر فائز ہوئے۔ میر امامی موسوی جید عالم تھے، فقہ میں دسترس رکھتے تھے۔ اُن کی زبان فارسی تھی۔ وہ طبعیت کی موزونی سے کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ اُن کی مثنوی ''باغ مراد'' مشہور ہے، لیکن ان کا تقریباً سارا کلام ضائع ہو گیا۔ میر امامی کے فرزند میر عزیز اللہ اور پوتے میر ہدایت اللہ کی شاعری کے بارے میں تاریخ اور تذکرے خاموش ہیں۔ میر ہدایت اللہ کے بیٹے میر غلام حسین ضاحک فارسی اور اُردو کے مشہور اور معروف شاعر گزرے ہیں۔ دہلی کے مستقل قیام سے اس خاندان کی زبان دو نسلوں بعد دہلی کی فصیح اور شستہ اُردو ہو گئی۔ میر ضاحک، میر تقی میرؔ اور مرزا سوداؔ کے ہم عصر صاحب دیوان شاعر اور مزاح نگار تھے۔ میر ضاحک اور مرزا سوداؔ کی باہمی چشمک کا ذکر تقریباً ہر تذکرے میں موجود ہے۔ میر ضاحکؔ کی تاریخ پیدائش اور

وفات کا صحیح پتہ نہیں چلتا، مگر ڈاکٹر وحید قریشی کی جدید تحقیقات کی روشنی میں ضاحکؔ کی پیدائش کا سال 1130ھ کے لگ بھگ معلوم ہوتا ہے۔ قاضی عبدالودود نے علی گڑھ میگزین طنز وظرافت شمارہ 1953ء میں ضاحکؔ کا انتقال 1196 اور 1198 کے درمیان بتایا ہے۔ میر ضاحکؔ کے دیوان کے قلمی نسخہ پر 1199 ہجری تاریخ ثبت ہے۔ اس دیوان میں ہزلیں غزلیں، رباعیات، سلام، نوحے اور مرثیے شامل ہیں۔

میر ضاحکؔ کے بیٹے اور میر انیس کے دادا میر غلام حسنؔ دہلوی نے شعروادب میں باپ سے زیادہ نام پیدا کیا۔ میر حسنؔ کی پیدائش 1154 ہجری میں ہوئی ان کا سال وفات مصحفیؔ کے کہے ہوئے مصرع ''شاعر شریں زبان تاریخ یافت'' کے ٹکڑے ''شاعر شریں زباں'' سے 1201 ہجری نکلتا ہے۔ میر حسنؔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ لیکن بقول نقش علی مولف تذکرۂ ''باغ معانی'' 1174ھ میں والد کے ہمراہ فیض آباد آچکے تھے اور صاحب تذکرہ ان سے آشنا بھی تھے۔ علوم شاعری اور قواعد کو پہلے اپنے والد میر ضاحک اور پھر میر ضیا سے سیکھے۔ شاعری میں میرؔ اور سوداؔ کی پیروی کی۔ میر حسن کی مثنویات میں سحر البیان، گلزار ارم، رموز العارفین، حویلی قصر جواہر، شادی اور تہنیت عید شامل ہیں۔ اُردو میں سینکڑوں مثنویاں کہی گئیں لیکن میر حسن کی سحر البیاں کا جواب نہ ہوسکا۔ اس کا ایک تحقیقی ایڈیشن 1987ء میں ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری نے شائع کیا۔ میر حسن کے کلیات میں غزلیں قصیدے، سلام، مرثیے اور رباعیات نظر آتی ہیں۔ 1188 ہجری میں میر حسنؔ نے ''تذکرۂ شعرائے ہندی'' فارسی زبان میں لکھا جس میں 307 اُردو شعرا کے حالات اور ان کا نمونہ کلام موجود ہے اور اس میں 1191 ہجری تک اضافہ کرتے رہے۔ یہ تذکرہ تاریخی اور ادبی دستاویز ہے۔ میر حسنؔ کے چاروں بیٹے یعنی میر مخلوقؔ، میر احسن خلقؔ، میر محسن خلیق اور میر محسن شاعر تھے۔ ان میں خلیقؔ اور خلقؔ صاحب دیوان تھے۔ میر انیسؔ کے والد میر خلیقؔ فیض آباد میں 1776 یا 1777 کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور آخری عمر میں لکھنو چلے آئے۔ سولہ برس کی عمر سے شاعری شروع کی اور مصحفیؔ کے شاگرد رہے۔ بقول محمد حسین آزادؔ پیرانہ سالی کی تکالیف اٹھا کر دنیا سے انتقال کیا۔ پروفیسر ادیبؔ نے ان کی تاریخ وفات 1260 ہجری مطابق 1844 عیسوی بتائی ہے۔ میر خلیقؔ کی غزلیات کا ایک دیوان مکمل ہوگیا تھا لیکن شائع ہونے کی نوبت نہ آسکی۔ خلیق کی غزل کا مطلع سُن کر عمر رسیدہ خواجہ آتش نے اپنی غزل پھاڑ ڈالی تھی ؎

رشک آئینہ ہے اس رشک قمر کا پہلو
صاف اِدھر سے نظر آتا ہے اُدھر کا پہلو

میر خلیقؔ کی چودہ غزلیں ''مجموعۂ سخن'' کے قلمی نسخہ میں، بارہ غزلیں مجمع الانتخاب مطبوعہ 1877ء مطبع نولکشور میں

درج ہیں۔اس کے علاوہ بھی تقریباً ستائیس مختلف مجموعات شعرا اور تذکرات میں ان کے بعض اشعار ملتے ہیں۔ پروفیسر اکبر حیدری کشمیری کے ترتیب اور تدوین شدہ ''مراثی خلیق'' کو مرثیہ فاؤنڈیشن کراچی نے دسمبر 1997 میں پہلی بار شائع کر کے اس گنج بے بہا سے عوام کو روشناس کروایا۔اس کتاب میں پروفیسر حیدری کے ایک معرکتہ الآرا مقدمہ کے ساتھ میر خلیق کی غزلوں اور سلاموں کے نمونے اور تین غیر مطبوعہ مرثیوں کو شامل کیا گیا ہے۔میر خلیق کا پلہ اس زمانے کے تین نامور مرثیہ گو شعرا یعنی میر ضمیر، مرزا فصیح اور دلگیر سے کسی طرح کم نہ تھا بلکہ مرثیہ خوانی ان سب سے بہتر تھی۔وہ چشم و آبرو کے اشاروں، اعضا کے مناسب حرکات سے اور آواز کے اتار چڑھاؤ سے مضامین کی تصویر ایسی کھینچ دیتے کہ سننے والے ان کے انداز بیان میں کھو جاتے۔میر خلیق کی چار بیٹیاں پیاری بیگم، بندی بیگم، آبادی بیگم، ہرمزی بیگم اور تین بیٹے میر ببر علی انیس، میر مہر علی انس اور میر محمد نواب مونس تھے۔انیس سب سے بڑے تھے۔لیکن خلیق کے تینوں بیٹے صاحب دیوان شاعر اور مرثیہ گو تھے۔

میر انیس کے منجھلے بھائی میر مہر علی اُنس 1807ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے اور 85 برس زندگی بسر کر کے لکھنو میں دفن ہوئے۔ان کا کلام 44 مرثیوں، 50 سلاموں اور رباعیات پر مشتمل ہے۔علاوہ ازیں محمود آباد ہاؤس لکھنو اور راقم حروف کے پاس انس کے بہت سے قلمی اور غیر مطبوعہ مرثیے موجود ہیں۔انس کے بیٹے وحید اور پروتے فرید کے مرثیے لاجواب ہیں۔میر انیس کے سب سے چھوٹے بھائی میر محمد نواب مونس 1811ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے اور 64 برس کی عمر میں 1875ء میں لکھنو میں انتقال کر گئے۔آپ کی شعری خدمات میں دیوان غزلیات، مرثیوں کی چھ جلدیں، مجموعہ سلام اور رباعیات شامل ہیں۔آپ لاولد تھے۔

میر انیس کے تینوں بیٹے میر خورشید علی نفیس، میر محمد عسکری رئیس اور میر محمد سلیس شاعر تھے۔جن میں میر نفیس نے بڑا نام کیا اور انیس کی زندگی ہی میں اپنا الگ چراغ جلا کر پروانوں کو جمع کیا۔میر خورشید علی نفیس 1822ء میں پیدا ہوئے اور 1901ء میں اپنے باپ کے پائینِ مزار دفن ہوئے۔ان کو ''خطیب منبر بلاغت'' کہا جاتا تھا۔نفیس کی تصنیفات میں ایک سو سے زیادہ مرثیے، سلاموں کا مجموعہ ''ہدیہ بیش بہا'' رباعیات، نوحہ جات اور مناجاتیں شامل ہیں۔اس کے علاوہ ایک رسالہ ''ریاض العابدین'' بھی لکھا۔میر افضال حسین تجم سیتاپوری نے دو تاریخیں وفات کی نکالیں۔''چھپا آہ خورشید اوج معانی'' (1318 ہجری) اور ''ہو گیا ملک شاعری تاراج'' (1318 ہجری)۔

میر محمد عسکری رئیس چونکہ نفیس کے بعد پیدا ہوئے اس لئے تذکروں میں ان کی تاریخ پیدائش جو 1822ء سے پہلے بتائی گئی ہے صحیح نہیں۔البتہ ان کی تاریخ وفات ۲ دسمبر 1991ء معتبر ہے۔آپ کی تصنیفات میں بائیس (22)

مرثیے، چند سلام، غزلیں اور رباعیات شامل ہیں۔ ان کا زیادہ تر کلام غیر مطبوعہ ہے۔ نظم طباطبائی مراثی انیس جلد اول مطبوعہ نظامی پریس میں کہتے ہیں کہ رئیس اپنے خاندانی فن کی طرف متوجہ نہ تھے۔ میر انیس نے مرثیہ ع ''نمک خوانِ تکلم ہے فصاحت میری'' کہہ کر اس میں رئیس کا نام مقطع میں ڈال دیا، تا کہ ان کو شوق پیدا ہو اور یہی ذریعۂ معاش ہو جائے۔ لیکن مرثیہ میں بے انتہا پختگی تھی اور لوگوں نے یقین نہ کیا کہ یہ مرثیہ رئیس کا ہے اگر چہ اس میں ایک مصرعہ میں رئیس کی عمر اور کلام کی نسبت سے ع ''متبدی ہوں مجھے توقیر عطا کر یارب'' تھا تو دوسری طرف رئیس ہی کی پشت کی نسبت یہ شعر بھی شامل تھا ؎

عمر گزری ہے اِسی دشت کی سیّاحی میں
پانچویں پشت ہے شبیرؑ کی مدّاحی میں

یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ راقم کے پاس دو قلمی مرثیے ہیں جو میر رئیس کی زندگی اور ان کی وفات کے دو سال بعد لکھے گئے، جن پر تصنیف انیس اور مقطع میں بھی تخلص انیس ہی درج ہے۔

ویسے بھی اگر میر ہدایت کو شاعر تسلیم کر لیا جائے تو خود میر انیس کی پانچویں پشت ہوتی ہے۔ اسی لئے تو دولہا صاحب عروج نے جو انیس کے پوتے تھے خود کو ع ''سات پشتوں کا شرابی ہوں کوئی اور نہیں'' کہا تھا۔ میر محمد عسکری رئیس بھی لکھنو میں انیس کے پائین مزار دفن ہیں۔

میر انیس کے چھوٹے بیٹے میر محمد سلیس 1829ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے اور ترسٹھ برس کی عمر میں 1890 میں لکھنو میں باپ کی پائینتی دفن ہوئے۔ سلیس کی تصانیف میں جو کچھ باقی ہے اس میں سولہ سترہ مرثیے، کئی غزلیں سلام اور قصائد شامل ہیں۔ میر سلیس کے کلام میں پختگی زیادہ تھی اور بقول شاد عظیم آبادی ''اگر چہ دوران قیام فیض آباد اور انیس کے انتقال کے بعد بھی انہوں نے کئی مرثیے نہایت مربوط کہے تھے لیکن ان کے ہم عصر یہی سمجھتے رہے کہ وہ اپنے والد میر انیس ہی کا کلام پڑھتے ہیں''

مراثی انیس میں نظم طباطبائی لکھتے ہیں'' جس دن میر انیس نے منبر و مجلس کو الوداع کہی، تینوں صاحبزادے سامنے حاضر تھے۔ چھوٹے فرزند میر محمد سلیس کو اشارے سے پاس بلایا۔ بستہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ان کے ہاتھ دے دیا۔ سلیس مرحوم مٹیا برج اور حیدر آباد دکن کی مجلسوں میں زندگی بھر یہی مرثیے پڑھا کئے''

میر انیس کے پوتے اور میر نفیس کے بیٹے سید خورشید حسن عروج 1282 ہجری میں لکھنو میں پیدا ہوئے اور 77 برس کی عمر گزار کر 1348 ہجری مطابق 1930ء میں مقبرۂ میر انیس لکھنو میں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات۔ ''عالی مقام و

زینت منبر عروج بود'' 1348 دولہا صاحب عروج کی ادبی خدمات میں پچیس مرثیے، سلام اور رباعیات ملتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ دولہا صاحب کا مرثیہ پڑھنے کا انداز بہت دلکش اور رعب دار تھا۔ جب دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی نے میر انیسؔ کے مرثیوں کی ترتیب کے لئے دولہا صاحب سے رجوع کیا تو دولہا صاحب نے اس کام کے لئے دس ہزار روپیوں کا مطالبہ کیا جو اشاعتی کمیٹی نے قبول نہیں کیا اور بعد میں اس کام کو نظم طباطبائی کے سپرد کیا گیا، جنھوں نے میر انیس کے کلام کو ترتیب دے کر تین جلدوں میں شائع کیا جو 1921، 1924ء اور 1930 میں شائع ہوا۔ دولہا صاحب عروج کے فرزند سید محمد فائز 1885 میں لکھنو میں پیدا ہوئے اور ترسٹھ برس عمر میں 1946 میں مقبرۂ میر انیسؔ میں دفن ہوئے۔ فائزؔ کے تقریباً چودہ پندرہ مرثیے کے کچھ سلام اور رباعیات شامل ہیں جو زیادہ تر غیر مطبوعہ ہیں۔ چونکہ فائز صاحب لاولد رہے اس لئے میر انیس کے خاندان کا یہ سلسلہ یہاں پر ختم ہوگیا۔

میر انیس کے خاندان میں دوسرے عظیم شعرا میر وحیدؔ، میر جلیسؔ، میر غیورؔ، قدیمؔ لکھنوی، جلیلؔ لکھنوی میر مانوسؔ، میر عارفؔ، ذکی لکھنوی، حزیںؔ لکھنوی، فرید لکھنوی، فائقؔ لکھنوی اور لائقؔ لکھنوی قابل ذکر ہیں جو اس گلشن مرثیہ کو اپنے قلم کی رنگینی اور خیالات کی خوشبو سے رشک شاعری بناتے رہے۔ اگرچہ آج میر انیس کی اولاد صلب موجود نہیں۔ لیکن ان کے فرزندان روحانی یعنی ''اشعار'' رہتی دنیا تک ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔ اسی لئے تو ذوقؔ نے کہا تھا ؎

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوقؔ
اولاد سے رہے یہی دو پشت چار پشت

میر انیس کی ولادت۔

میر انیسؔ فیض آباد کے محلے گلاب باڑی میں پیدا ہوئے۔ آپ میر خلیقؔ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ آپ کی تاریخ ولادت میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے جو 1216 ہجری اور 1220 ہجری کے درمیان ہے۔

1) جناب زوار حسین زیدی۔ اُردو شاعروں کا البم۔ تاریخ ولادت۔ 1216 ہجری
2) جناب میر مہدی حسن احسن لکھنوی۔ واقعات انیسؔ۔ تاریخ ولادت 1215 ہجری
3) جناب رام بابو سکسینہ۔ تاریخ اُردو ادب۔ تاریخ ولادت۔ 1212 ہجری-1217
4) جناب سیّد اعجاز حسین۔ مختصر تاریخ اُردو تاریخ ولادت۔ 1217 ہجری
5) جناب حامد حسن قادری مختصر تاریخ مرثیہ گوئی تاریخ ولادت۔ 1217 ہجری
6۔ جناب شبلی نعمانی۔ موازنہ انیس و دبیر۔ تاریخ ولادت 1218 ہجری

7۔مسعود حسین رضوی۔روح انیس۔تاریخ ولادت۔1218 ہجری

8۔اکبر حیدری کشمیری۔باقیات انیس تاریخ ولادت۔1218 ہجری

9۔جناب ڈاکٹر نیر مسعود۔بزم انیس۔تاریخ ولادت۔1218 ہجری

10۔جناب امجد علی اشہری۔حیات انیس۔تاریخ ولادت۔1219 ہجری

11۔جناب نظم طباطبائی۔مراثی انیس۔تاریخ ولادت 1220 ہجری

سید محمد ذکی الم شاگرد میر مونس نے میر انیس کی وفات پر قطعہ تاریخ کہا۔جس سے میر انیس کی عمر قمری لحاظ سے 73اور74 سال کے درمیان ہوتی ہے۔ ع ''سہ سال و چند ماہ بہ ہفتاد شد فزدن، چنانچہ 29رشوال 1291ھ شب جمعہ وفات کی تاریخ ہے۔اس لئے 1291 سے عمر طبعی کم کرنے سے میر صاحب کی تاریخ ولادت 1217اور1218 ہجری مطابق 1802اور 1803 کے درمیان کوئی بھی دن ہوسکتی ہے۔سید محمد ذکی الم لکھنوی کا قطعہ تاریخ رحلت میر انیس یہ ہے۔

اے وائے شد خزاں چو بہار گل سخن	از باغ نظم بلبل رنگین کلام رفت
می بود پنجشنبہ و بست و نہم ز عید	قبل از غروب پیش شہ خاص و عام رفت
سہ سال و چند ماہ بہ ہفتاد شد فزوں	چوں آن رفیع مرتبہ ذوالکرام رفت
از دل الم کشید سر آہ و زد ندا	سوئے ارم انیس امام انام رفت
	1 9 2 1 ہجری

میر انیس کی ماں بیگا بیگم تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔جنہیں عربی، فارسی اور اسلامیات میں اتنی دستگاہ حاصل تھی کہ میر انیس کی ابتدائی تعلیم انہی کے ذریعہ ہوئی۔وہ خوددار خوش اخلاق متقی و پرہیز گار خاتون تھیں اور ان کی سراسر زندگی دوسری عورتوں کے لئے نمونہ تھی۔یہ میر انیس کی والدہ کی تعلیم و تربیت کا ہی اثر تھا کہ میر انیس کو اسلامی اقتدار اور اپنے مذہبی عقیدے سے بے پناہ محبت تھی۔یہ اسی مومنہ کی آغوش کا بھی اثر تھا کہ ان کے تینوں بیٹے، کئی پوتے اور نواسے عظیم اُردو ادب کے شاعر بن کر ظاہر ہوئے اور اُس صنف سخن کو جو اعلیٰ اقدار انسانی اور کردار نوازی سے بھر پور تھی اُردو شعر و ادب کو مالا مال کر دیا۔

تعلیم و تربیت۔ میر انیس ابتدائی اُردو فارسی اور عربی تعلیم کو اپنی ماں سے حاصل کرنے کے بعد درسیات میں حکیم میر کلو کے شاگرد ہوئے۔مرحوم مسعود حسن ادیب کہتے ہیں کہ''میر انیس نے درسیات کی ابتدائی

کتابیں سید نجف علی قبلہ فیض آبادی سے پڑھی۔ سید نجف علی کشمیری بڑے جید شیعہ عالم تھے وہ تعلیم کتب درسیہ اور علم قرات میں بے مثل اور لا ثانی تھے۔

مولانا نجف علی علم طب میں کامل اور شاعر بھی تھے۔ وہ بائیس (22) سے زیادہ کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ آپ کا انتقال 1254 ہجری میں ہوا اور قطعہ تاریخ وفات ''اے ہے سید نجف علی فاضل'' سے نکلتی ہے۔ کہتے ہیں میر انیس نے عربی تعلیم کی تکمیل مولوی حیدر علی صاحب کے زیر نگرانی کی جو حنفی عالم تھے۔ تذکرہ علمائے ہند کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ علم مناظرہ وکلام میں ''فایق الاقرآن'' تھے۔ خصوصاً شعیوں سے مناظرہ کرنے کے فن میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ آخری عمر میں نظام حیدر آباد کے یہاں دو سو روپے ماہوار کے ملازم ہو گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ان کی سب سے مشہور کتاب منتہی الکلام ہے۔ ان کا انتقال 1293 ہجری میں ہوا اور ان کا قطعہ تاریخ وفات۔ ''ناصر دین ومذہب حق آگاہ'' سے نکلتی ہے۔

پروفیسر اکبر حیدر کی تحقیقات سے مولوی حیدر علی، صاحب منتہی الکلام کی استادی مشکوک نظر آتی ہے۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں اس نام کے دو علما ہوئے ہیں۔ ایک فیض آباد اور دوسرے لکھنو کے۔ دونوں مولوی صاحبان عمر میں انیسؔ سے چھوٹے تھے۔ لہذا ان میں سے کسی ایک کے استاد ہونے کا امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ اول الذکر نے امیر انیسؔ کے عقاید کے خلاف کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے منتہی الکلام سر فہرست ہے۔ رشک لکھنوی (متوفی 1284 ہجری) نے اپنی بے نام مثنوی جو 1261 ہجری میں مطلع احمدی لکھنو سے چھپی اسی میں مولوی حیدر علی کی زبردست ہجو کی ہے

ایک فیض آباد کا حیدر علی
وہ خفی مردود ہے مرتد جلی

دوسرے مولوی حیدر علی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عالم جید تھے اور ان کے نام ایک مسجد کڑہ حیدر حسین خان میں اب تک موجود ہے۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ لکھنو میں اس نام کی کوئی مسجد نہیں ہے۔ آزاد نے بھی مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام کو انیسؔ کا استاد بتایا ہے جو اوپر بیان کی گئی جدید تحقیقات کی رو سے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ راقم کا خیال ہے کہ ایک تیسرے مولوی صاحب مولوی حیدر علی سنڈیلوی جن کا ذکر سید انشا اللہ خان انؔشا نے اپنے کلیات میں کیا ہے اور جنہیں ایک جید عالم اور شاعر بھی بتایا ہے اور ان کی نعتیہ نظم پر مخمس تضمین کیا ہے۔ شاید یہی میر انیسؔ کے استاد ہوں، موصوف انشاء کے ہم عصر تھے اور میر انیسؔ سے عمر میں چالیس پچاس سال بڑے ہوں گے۔ انؔشا لکھتے ہیں'' چون تعریف مولوی حیدر علی سنڈیلوی شنیدم اتفاقاً خود جناب شان بتقریبی در لکھنو

آمدند۔ فی الفور سوار شدم رفتم وطور الکلام قصیدہ بے نقط خود برایشان عرض کردم''۔ انشا نے جوان کے نعتیہ کلام پر نعتیہ مخمس لکھا اس کا پہلا بند یہ ہے۔

جناب مولوی حیدر علی بلند مقام   کہ زمرۂ علما لیتے ہیں اونہیں کا نام
کلام ان کا یہ ہے مدظلہ العلام   رسول حق کا محمد نبی خیر الانام
ہے فخر کون و مکان تجھ اوپر درود و سلام

امجد علی اشہری حیات انیس میں شاد عظیم آبادی کے ایک خط کے اقتباس میں کہتے ہیں:

''میر صاحب کا مذاق علمی اس درجہ کو پہنچا ہوا تھا جو شاعری کی تمام ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہو، جو ایسے مستند استاد کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ میر صاحب جب لکھنو تشریف لائے تو یہاں اپنی تعلیم کو جاری کرر کھا اور چالیس برس کی عمر تک مطالعہ کتب سے بے نیاز ہوئے۔ اگر چہ میر انیس کو لکھنو میں عالمانہ درجہ میں تسلیم نہیں کیا جاتا تھا لیکن ان کی معلومات علمیہ کا سب کو اقرار تھا۔ میر صاحب کو بہ نسبت منقولات کے معقولات سے زیادہ دل چسپی تھی اور اکثر میر صاحب کے زیر مطالعہ وہی کتابیں رہتی تھیں جو اپنا مثل نہیں رکھتیں''

مراثی میر انیسؔ جلد دوم میں نظم طباطبائی لکھتے ہیں ''میر انیسؔ کے کلام سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ علوم متعارفہ سے ناواقف نہ تھے'' پروفیسر ادیبؔ لکھتے ہیں کہ ان کے کلام کا غور سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمی استعداد کے بارے میں مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

الف: وہ عربی زبان بہ خوبی جانتے تھے۔ اپنے کلام میں عربی لفظ، فقرے، محاورے اور ترکیبیں بے تکلف اور برمحل استعمال کرتے تھے۔ عربی صرف ونحو کے مسائل کی طرف جا بجا اشارہ کرتے ہیں۔ عربی اقوال اور امثال وغیرہ کا ترجمہ بھی ان کے کلام میں ملتا ہے۔

ب: قرآن اور احادیث کا کافی علم رکھتے تھے۔ آیات اور احادیث ان کے ترجمے، ان کی طرف اشارہ تفسیر و حدیث کی کتابوں کے نام راویون کے حوالے یہ سب چیزیں ان کے کلام میں موجود ہیں۔

ج: اپنے زمانے کے دوسرے علوم رسمی سے بھی واقف تھے۔ ان کے کلام میں عروض، منطق، فلسفہ، طب، رمل وغیرہ کی اصطلاحیں بکثرت موجود ہیں۔

د: فارسی زبان وادب پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ ان کے مرثیئے کا ایک ایک مصرعہ ان کی فارسی دانی پر شہادت دیتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ ایک من علم سے کام لینے کے لئے دس من عقل بھی رکھتے تھے۔ کتابیں پڑھ پڑھ

کر" چار پائے براو کتابی چند کا مصداق ہو جانا اور چیز ہے اور علم کو اپنی ذات کا جزو بنالینا اور اس پر حاکمانہ قدرت رکھنا اور بات ہے۔ میر انیسؔ کے نواسے میر علی مانوس جو نو برس کے سن سے پچیس برس تک میر انیس کے ساتھ رہے بیان کرتے ہیں کہ میر انیسؔ کے پاس کوئی دو ہزار کتابیں ہوں گی۔ دو بڑے بڑے صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے تھے۔ میر انیسؔ نے غدر کے بعد شاہنامہ فردوسیؔ کا ایک عمدہ نسخہ مطلا مصور بخط ولایت دو سو روپے کا خرید اتھا۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں کہ میر انیس نے منطق و فلسفہ کا درس مفتی میر عباس سے لیا۔ فن سپاہ گری کی تعلیم میر امیر علی سے لی۔ یہ فن آگے چل کر میر انیسؔ کی رزم نگاری میں بڑا مدد گار ثابت ہوا۔ میر انیسؔ فارسی نظم و نثر لکھنے پر بھی قادر تھے۔ فارسی نثر پر میر انیسؔ کے خطوط ہمارے اعاد کا ثبوت ہیں۔ فارسی نظم میں دو تاریخی قطعے مثال میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ علاّمہ مفتی میر محمد عباس کی مثنوی من وسلویٰ کی تاریخ طبع چھ اشعار میں لکھی جس کے آخری شعر سے 1263 ہجری کے اعداد نکلتے ہیں ؎

داد ہاتف ایں صدائے دل پذیر
ہست تاریخش کلام بے نظیر

جب ممتاز العلما فخر الملۃ رئیس سید محمد تقی جنت مآب کے یہاں پوتا پیدا ہوا تو میر انیسؔ سے تاریخ کی فرمائش کی۔ سمعاً و طاعاً کہہ کر وہ تعمیل ارشاد پر تیار ہوئے اور چھ اشعار پر مبنی ایک قطعہ لکھا، جس کے آخری شعر سے 1281ھ کی تاریخ نکلتی ہے ؎

"چو ارشاد جناب سیّدی شد
پئے تاریخ گفتم " نیک اختر"

شاعری کی ابتداء: میر انیسؔ نے گیارہ بارہ برس کی عمر ہی سے شاعری شروع کر دی تھی۔ وہ پہلے غزل گوئی کی طرف مائل تھے۔ اور اپنا کلام اپنے والد خلیقؔ اور چچا میر خلقؔ کو دکھاتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے لئے شیخ ناسخؔ کو غزلیات میں اپنا استاد بنایا۔ جب غزل میں پختگی آگئی اور فیض آباد کے مشاعروں میں آپ کی قدر ہونے لگی تو شفیق باپ کی نصیحت سُن کر غزل سے مرثیہ گوئی کی طرف رُخ کیا۔ آب حیات میں مولانا محمد حسین آزادؔ لکھتے ہیں۔

"جب میر انیس کہیں مشاعرے میں گئے اور غزل پڑھی وہاں بڑی تعریف ہوئی۔ شفیق باپ خبر سُن کر دل میں باغ باغ ہوا اور ہونہار فرزند سے پوچھا کل کہاں گئے تھے۔ انہوں نے حال بیان کیا۔ غزل سُنی اور فرمایا کہ "بھئی اب اس غزل کو سلام کرو اور اُس مشغل میں زور طبع صرف کرو جو دین و دنیا کا سرمایہ ہے"

شیخ ناسخ نے میر ببر علی کا تخلص حزیں سے بدل کر انیس کر دیا۔اس واقعہ کی تائید میں سید مہدی حسن احسن ''واقعات انیس''میں لکھتے ہیں کہ جب انیس نے اپنے والد کی موجودگی میں ناسخ کے سامنے اپنی غزل کا شعر پڑھا

کھلا باعث یہ اس بے درد کے آنسو نکلنے کا
دھواں لگتا ہے آنکھوں میں کسی کے دل کے جلنے کا

تو ناسخ جھومنے لگے اور فرمایا۔یہ فرزند رشید آپ کے یادگار خاندان ہوں گے اور یاد رکھئے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کی زبان اور ان کی شاعری کی عالم گیر شہرت ہوگی۔مگر بجائے حزیں کوئی اور تخلص ہونا چاہئے۔میر خلیق نے فرمایا۔آپ ہی کوئی تخلص تجویز کر دیجئے۔ناسخ نے تھوڑا سا سکوت کیا اور پھر کہا مجھے تو ''انیس'' پیارا لگتا ہے۔میر انیس نے بہ کمال ادب سلام کیا اور اُس روز سے انیس ہو گئے۔

ایک مشہور روایت یہ بھی ہے کہ میر انیس مرحوم نے بچپن میں ایک بکری پالی تھی جس کو بہت چاہتے تھے۔جب وہ مری تو ان کو بہت ملال ہوا اور اس کے مرنے پر یہ شعر فرمایا ہے

افسوس کہ دنیا سے سفر کر گئی بکری
آنکھیں تو کھلی رہ گئیں اور مر گئی بکری

جب میر خلیق کو خبر ہوئی تو ہونہار بیٹے کو بلا کر مکرر اس شعر کو پڑھوایا۔تعریف سے دل بڑھایا اور اس خوشی میں کہ صاحبزادے نے پہلے پہل شعر کہا ہے۔اپنے بیگانوں میں مٹھائی تقسیم کی اور بڑی دھوم دھام سے انیس مرحوم کی شاعری کی یہ بسم اللہ ہوئی۔

پروفیسر ادیب لکھتے ہیں کہ شاعری میں ان کے کسی استاد کا نام نہیں ملتا۔مگر ظاہر ہے کہ اس فن کے وہ شعبے جو اکتساب سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اپنے بڑے چچا میر خلق اور والد میر خلیق سے سیکھے ہوں گے۔مگر انہوں نے جا بجا میر خلیق اور ان کے اتباع کا ذکر کیا ہے۔مشہور ہے کہ میر انیس اُس روایت کو جس میں حضور اکرم فرط شفقت سے امام حسین کے لئے اونٹ بننا چاہتے تھے نظم کر رہے تھے اور دوسرا مصرعہ کہہ لیا تھا،لیکن پہلا مصرعہ جو پسند کے قابل ہو نہیں لگ رہا تھا چنانچہ میر خلیق نے پوچھا بیٹا کیا سوچ رہے ہو۔انیس نے ٹیپ کا دوسرا مصرعہ پڑھا۔میر خلیق نے فوراً کہا بیٹا مصرعہ لگا دو

جب آپ روٹھتے ہیں تو مشکل سے منتے ہیں
اچھا سوار ہوجئے ہم اونٹ بنتے ہیں

فنون سپاہ گری۔ مولف ''حیات انیسؔ'' امجد علی اشہری جو میر انیس کے استاد فن سپاہ گری میر امیر علی کے محلے میں رہتے تھے ان کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میر انیس نے ''علی مدد'' لکڑی کا ٹھاٹ اور بانک بنوٹ کی کچھ گھائیاں اُن سے سیکھیں۔ میر انیس کبھی ننگے بدن مشق نہیں کرتے تھے بلکہ ورزش کے مناسب کپڑے بنوائے تھے۔ میر انیس نے امرازادگان کے ساتھ فیض آباد میں ایک حد تک شمشیر زنی کی مشق کی تھی۔ اس فن سپاہ گری کی واقفیت نے رزم نگاری میں میر صاحب کی جزئیات بیانی میں مدد کی۔ میر انیس ہمیشہ ورزش کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ خلوت میں ایک مخصوص کمرے میں ورزش کرکے جو عموماً ڈنٹر کرنے اور مگدر ہلانے پر مشتمل تھی۔

حلیہ۔ پروفیسر مسعود حسن ادیبؔ نے میر انیسؔ کی شکل وصورت کو دو بزرگوں کے حوالے سے لکھا ہے جنہوں نے میر انیسؔ کو دیکھا اور سُنا تھا۔ میر انیس کے حقیقی نواسے سید علی مانوس نے کہا کہ ''میر انیس کا قد درمیانہ، مائل بہ درازی، ورزش کی وجہ سے جسم ٹھوس، اعضا متناسب و چست، چھریرا بدن، چوڑا سینہ، صراحی دار گردن، خوبصورت کتابی چہرہ بڑی بڑی آنکھیں، گیہواں رنگ، مونچھیں ذرا بڑی، ڈاڑھی اتنی باریک کترواتے تھے کہ دُور سے منڈی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ دوسرے بزرگ مولوی عبدالعلی جنہوں نے میر انیسؔ کو دیکھا اور ان کے انتقال کے وقت ان کی عمر تیس سال تھی اور ان کے والد میر سلامت علی صاحب مرثیہ خوانی میں میر انیسؔ کے شاگرد بھی تھے کہتے ہیں ''میر انیس کا قد لمبا میانہ سے کچھ زیادہ تھا۔ اُن کا بدن چست ٹھوس اور چھریرا تھا ڈاڑھی منڈواتے تھے''

حیات انیسؔ میں امجد علی اشہری میر انیسؔ کی شکل وصورت کے بارے میں لکھتے ہیں'' میر انیسؔ کا قد لانبا چھریرا متناسب الاعضا تھا۔ سر کے بال باریک اور ملائم چہرہ خوبصورت اور کتابی، رنگ کھلا ہوا گندمی، آنکھیں بڑی بڑی خوبصورت جن کی خوش آب سفیدی نرگس کا لطف دیتی تھی۔ آنکھوں کے تیور سے غیورانہ حالت ظاہر ہوتی تھی۔ پتلی کی روشنی بہت تیز تھی۔ مونچھیں بڑی بڑی افگندہ مُو، ڈاڑھی صاف، گردن صراحی دار، سینہ کشادہ اور عریض مگر زیادہ ابھرا ہوا نہ تھا۔ میر انیسؔ کی چال نستعلیق تھی۔

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ'' جب میرے دوست حافظ حکیم سید احمد شاہ مرحوم لکھنو میں حکیم علی صاحب سے طب پڑھتے تھے انہوں نے مجھ کو لکھ بھیجا کہ اب کہ قرینے میر انیسؔ کی صحت کا نہیں ہے تو میں نے گھبرا کر میر مونسؔ کو لکھا کہ جس طرح ہو سکے میر صاحب کا ایک فوٹو لے کر مجھ کو بھیج دیجئے۔ میر مونسؔ نے میر صاحبؔ کو میرا خط دکھایا۔ کوئی صاحب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ حضور مشکور الدولہ یہیں ہیں ان کو بلوا لیجئے۔ دم بھر میں فوٹو لے لیں گے۔ ان سے کہا کہ میں تو ہرگز ان کی تصویر نہیں چاہتا مگر ایسے شخص نے لکھا ہے کہ عذر نہیں کر سکتا۔ آپ ہی

مشکور الدولہ کو سلام کہہ دیجئے اور کہئے کہ میر انیسؔ نے بلوایا ہے۔ دوسرے دن مشکور الدولہ اپنا سامان لے کر آئے اور چاہا کہ اسی حالت کی تصویر لیں مگر میر صاحب نے نہ مانا۔ بہ مشکل کرسی پر بیٹھے فوٹو لیا گیا۔ میر مونسؔ نے ان سب حالات کو لکھ کر دو فوٹو مجھ کو اور دو نواب بہادر کے پاس بھیج دیئے۔ اُن دنوں زیادہ دن رہنے سے فوٹو کا رنگ اڑ جاتا تھا۔ کئی سال کے بعد یہی خرابی ہمارے یہاں فوٹو میں ہونے لگی تو اپنے شہر کے بہزادِ دوراں وقت میرزا نثار مہدی مرحوم کو بلا کر ایک مہینہ تک اپنا مہمان رکھا اور اس فوٹو کی نقل سے ایک آئل پینٹ (Oil Paint) یعنی ایک بڑی روغنی تصویر کھنچوائی اور جو جو حضرات اس زمانہ تک میر انیسؔ کے دیکھنے والے تھے ایک ایک کر کے سب نے دیکھا اور اچھی طرح سے جانچ لی گئی تو ایک نقل میر نفیسؔ مرحوم کو بھیج دی۔ انہوں نے بھی بہت پسند کیا۔ اب تک میرے کمرے میں موجود ہے''۔

معتبر ذرائع سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ قد آدم روغنی تصویر شادؔ عظیم آبادی کے ہال کمرے میں 15 رجنوری 1934 تک لٹکتی رہی مگر جب زلزلے میں گر گئی تو مرمت کر کے اس جگہ آویزاں کیا گیا جو 1940 میں برسات کی وجہ سے چھت گر جانے سے ملبہ میں رہ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور کسی نے اُس جانب توجہ بھی نہ کی، لیکن ہو بہو یہی تصویر پیارے صاحب مرحوم رئیس مظفر آباد کے تین گھاٹ والے مکان میں موجود تھی۔ خدا جانے یہ تصویر کیا ہوئی؟

پروفیسر نیر مسعود رضوی ''بزمِ انیسؔ'' میں کہتے ہیں کہ انیسؔ کی مستند ترین تصویر وہ ہے جو اُن کے ایک قدر دان نے کسی باکمال مصور سے ہاتھی دانت کی تختی پر بنوا کر اُن کی خدمت میں پیش کی تھی۔ میر انیسؔ کی جو تصویریں عام طور پر چھپتی رہتی ہیں وہ اسی ہاتھی دانت والی تصویر کا نقش مُستعار ہیں۔ لیکن ان نقوش میں اصل کے موقلم کی باریکیاں نہیں آسکیں۔ اصل تصویر میں میر انیسؔ کی غلافی آنکھیں، آنکھوں کے نیچے باریک جھرّیاں رخساروں کی ہڈیوں کا ہلکا سا ابھار، ذرا پھیلے ہوئے نتھنے اور بھچے ہوئے پتلے پتلے ہونٹ مل کر ایک ایسے شخص کا تاثر پیدا کرتے ہیں جو بے حد ذکی الحس اور ارادے کا مضبوط ہے۔ یہ تصویر میر خورشید علی نفیس کے نواسے میر علی محمد عارف کے خاندان میں موجود ہے۔ مرحوم مسعود حسن ادیب کے ذخیرہ میں اس تصویر سے مشابہ انیسؔ کی ایک دھندلی رنگیں تصویر ہے۔ یہ اصل میں ایک مٹا مٹا سا فوٹو گراف ہے۔ جسے کسی بد سلیقہ مصور نے رنگ بھر کر اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ میر انیسؔ کی سو سالہ برسی کے موقع پر ''ماہِ نو'' نے جو انیسؔ نمبر نکالا اس میں ایک کیمرہ سے کھینچی ہوئی تصویر میر انیسؔ سے منسوب کی گئی ہے جو جناب عباس علی بیگ صاحب ساکن ٹنڈو آغا حیدر آباد سندھ کے ذاتی البم سے حاصل کی گئی۔ اگر چہ اس تصویر میں ناک نقشہ خاندان میر انیسؔ سے ملتا ضرور ہے لیکن تصور کی تاریخ 1843ء کے وقت میر

انیس کی عمر تقریباً چالیس سال تھی اور یہ تصویر پچاس اور ساٹھ سال کے درمیانی سن کے شخص کی معلوم ہوتی ہے۔ یہ تصویر میر حسن علی خان والی سندھ نے جناب عباس علی بیگ کے پردادا مرزا فتح علی بیگ فتح کو دی تھی جوان کے درباری مرثیہ گو شاعر تھے۔ جناب عباس علی بیگ صاحب کا اصرار ہے کہ یہ تصویر میر انیسؔ کی ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کی تحقیق کے مطابق اس تصویر کو میر انیس کی طرف منسوب کرنا گمراہ کن ہے۔ یہ تصویر میر انیس کی نہیں بلکہ ان کے چھوٹے بیٹے میر محمد سلیس کی ہے۔ ''ماہِ نو'' کراچی کے اسی انیسؔ نمبر کے صفحہ 24 اور 25 کے درمیان میر سلیس کی ایک اور تصویر چھپی ہے اس کے نیچے ذیل کی عبارت درج ہے:

''میر انیسؔ کے والد میر خلیق''

بقول حیدری صاحب یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ انیس نمبر کے اس شمارے میں میر سلیس کو کبھی میر انیس اور کبھی میر خلیق قرار دیا گیا ہے۔

وضع اور لباس۔ میر انیس کی وضع خاص مشرقی لباس سے مرکب تھی۔ انیسؔ کے لباس کے بارے میں ان کے نواسے سید علی مانوس نے پروفیسر ادیب سے بیان کیا کہ ''سر پر حباب کی شکل کی قالب پر چڑھی ہوئی ٹوپی جو گرمیوں میں سفید اور جاڑوں میں ریشمی کام کی رنگین ہوتی تھی۔ نیچا نیچا خوب گھیر دار کرتا جو گھٹنوں سے کچھ نیچا اور سفید رنگ کا ہوتا تھا، جامدانی یا ململ کا گرمیوں میں صرف یہی کرتا مگر جاڑوں میں انگر کھے کی قطع کا روئی دار۔ گرمیوں میں ڈھیلی مہری کا سفید پاجامہ جسے عرض کا پاجامہ کہتے تھے۔ جاڑوں میں اسی وضع کا ریشمی رنگین پاجامہ جو اودے سبز یا گلابی مشروع کا ہوتا تھا یا گل بدن کا گھر میں زرد مخمل کا گھیتلا جوتا۔ باہر اسی وضع کا زردوزی جوتا جو اس وقت پچیس تیس روپے کا بنتا اور اکثر کاریگر گھر پر بلوا کر بنوایا جاتا تھا۔ ہاتھ میں چھڑی اور رومال۔ کبھی کبھی دوپٹا بھی کندھے پر آڑا کر کے ڈال لیتے تھے۔ امجد علی اشہری کہتے ہیں۔ میر صاحب نے اپنے لئے وہ لباس اختیار کیا تھا جو آخر وقت تک اُن کے جسم پر موزون رہا اگر چہ اس دوران لکھنو کی وضع میں کئی تغیرات آئے اور زبان نے کئی رنگ بدلے، لیکن میر انیسؔ کی وضع ان کی زبان کی طرح وہی رہی جو پہلے تھی۔ میر انیس سر پر پنج گوشہ ٹوپی لگاتے تھے اور ٹوپی کی درستی اور خوب صورتی سے لگانے میں ان کو بڑی دلچسپی رہتی تھی۔ جب وہ کہیں تشریف لے جاتے تو گولوں پر چڑھی ہوئی آٹھ دس ٹوپیاں حاضر کی جاتیں وہ جس کو پسند فرماتے اس کو سر پر رکھتے اور آئینہ سامنے رکھ کر اس کو بار بار درست کرتے۔ جب تک وہ صحیح موزونیت حاصل نہ کرتی اس شغل سے باز نہ آتے تھے۔ جسم میں خاص وضع کا گھیر دار کرتا پہنتے تھے۔ پاؤں میں لکھنو کی زرد مخملی جوتی شرف پابوس حاصل کر لی تھی۔ یہ گھیر دار کُرتا ہی ان کی وضع

داری کو خاص امتیاز سے ظاہر کرتا تھا۔ کبھی گول پردہ کا انگرکھا زیب جسم فرماتے تھے اور لکھنو کے عام رواج کے موافق غرارہ کا ڈھیلا پاجامہ پہنتے تھے۔ ہاتھ میں پتلی چھڑی اور سفید رومال ہوتا تھا۔

پابندی اوقات۔ میر انیسؔ ایک خاص رکھ رکھاؤ اور پابندی اوقات کے بے تاج بادشاہ تھے۔ وہ خود بھی وقت کی پابندی کرتے اور دوسروں سے بھی یہی امید کرتے تھے۔ وہ اپنے بے تکلف روز مرہ ملنے والے افراد حتیٰ خاندان والوں اور بھائیوں سے ایک خاص وضع سے ملتے اور کسی کو بھی حدِّ ادب سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ''حیات انیسؔ'' کے مولف امجد علی اشہری لکھتے ہیں کہ خود انہوں نے میر حامد علی اور نواب بڈھن صاحب جیسے اکابر لکھنو سے سُنا ہے کہ میر صاحب تک پہنچنے اور اُن سے ہم کلام ہونے کے لئے درباری قسم کے چند قواعد کی پابندی لازم تھی۔ کوئی یوں بے تکلف سامنے نہ جاسکتا تھا جب تک کہ میر صاحب اس کے آنے کی اجازت نہ دیں یا ملاقات کا وقت مقرر نہ ہو جائے۔ میر حامد علی سے ملاقات کے لئے انیس نے رات کا وقت مقرر کیا تھا۔ ایک بار انہوں نے رات کے بجائے دن کے بارہ بجے ملاقات چاہی تو انیسؔ نے انکار کر دیا۔ اس پر میر حامد علی نے انیسؔ سے آزردہ ہو کر اُن سے ملنا چھوڑ دیا۔ کچھ دن بعد انیس نے بارہ بجے دن کا وقت مقرر کر دیا اور میر حامد علی ان کے یہاں جانے لگے۔ لیکن دوپہر کے وقت انیس کے یہاں جانے میں جب زحمت ہونے لگی تو انیسؔ نے کہا کہ میں نے اسی لئے تمہارے لئے رات کا وقت مقرر کیا تھا۔ میر حامد علی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ انیسؔ سے معافی مانگی اور پھر رات کی ملاقات کا وقت مقرر ہوا۔ ان تمام پابندیوں کے باوجود لوگ انیسؔ سے ملنے کو مشتاق رہتے تھے۔

اخلاق و کردار۔ میر انیسؔ سادہ مزاج خوش مشرب اور پرخلوص فرد تھے۔ ان کی شخصیت بڑی دل نواز اور ان کی صحبت بڑی خوشگوار ہوتی تھی۔ میر حامد علی کے قول کے مطابق میر انیسؔ نہایت خوش گفتار تھے۔ جب تک وہ گفتگو کرتے رہتے تو کوئی بھی شخص کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوسکتا تھا۔ میر انیس کے حیدرآباد کے سفر کی روداد کا ذکر کرتے ہوئے جناب شریف العماء مولوی سیّد شریف حسین خان صاحب اپریل 1871 میں میر انیس کے ساتھ اپنی ہم نشینی کے بارے میں کہتے ہیں ''میں عرض نہیں کرسکتا ہوں کہ میر صاحب کی صحبت میں کیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ وہ بڑے غیور، خوش اخلاق، نیک مزاج اور نہایت خوش صحبت ہیں کہ انسان ان کی باتوں میں محو ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کسی بات کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بہتر ہو ہی نہیں سکتا۔'' امجد علی اشہری لکھتے ہیں کہ روز مرہ کے آنے جانے والے بھی ایک اطلاع کے بعد باریاب ہوتے تھے۔ جب میر صاحب باہر تشریف رکھتے تھے تو اپنی وضع کے پورے لباس میں زیب افزائے صدر نظر آتے تھے۔ ان کی معمولی باتوں میں بھی ادائے

page-33.gif

معافی مانگی۔اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انیس کسی کی دل آزاری برداشت نہیں کر سکتے تھے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ میر انیس ایک عظیم شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم انسان بھی تھے۔لیکن اُن کی حیات اور اُس کے شخصی معلومات تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں کیونکہ باوجود ان کی آفاق گیر شخصیت جو لکھنو کا طرّہ امتیاز تھی اور ان کا معجز بیان مرثیہ لکھنو کی آبرو سمجھا جاتا تھا، کسی نے ان کے ذاتی حالات اور اخلاقی سرنوشت کو مرتب نہیں کیا۔غالب کی طرح نہ اُن کو حالؔی اور تفتہؔ جیسے شاگرد نہیں ملے لیکن پھر بھی ان کے فرزندان روحانی یعنی ان کے اشعار ان کے باطن میں جھانکنے کیلئے ان کے ذاتی حالات اور ان کا فطری مزاج بخوبی سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔انکساری، خاکساری، عزت نفس، قناعت،توکل،فقر،احسان مندی،دوستی کی تعریف کے علاوہ غرور،فخر، کبر،نخوت،حسد،احسان فراموشی،خود پسندی اور سلطان کی مذمت میں جو اشعار میر صاحب کے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہیں آپ کی سیرت کے درخشندہ منار ہیں۔ہم یہاں کسی مزید توضیح کے بغیر کچھ اشعار نمونے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

کریم جو تجھے دینا ہے بے طلب دے دے فقیر ہوں پہ نہیں عادت سوال مجھے (قناعت)
کنج عزلت میں مثال آسیا ہوں گوشہ گیر رزق پہنچاتا ہے گھر بیٹھے خدا میرے لئے (توکل خدا)
قناعت و گہر و آبرو و دولت دیں ہم اپنے کیسۂ خالی میں کیا نہیں رکھتے
نہ پھیلائیو ہاتھ ہرگز انیسؔ فقیری میں بھی دل تونگر رہے (قناعت)
گر ضامنِ روزی ہے خدا وند کریم پھر کس لئے تو رزق کا غم کھاتا ہے (توکل)
در پہ شاہوں کے نہیں جاتے فقیر اللہ کے سر جہاں رکھتے ہیں سب ہم واں قدم رکھتے نہیں (خودداری)
اہل دولت سے نہیں مطلب انیسؔ یاں توکل ہے فقط اللہ پر (توکل خدا)
بھگو کے کھاتے ہیں پانی میں نان خشک کو وہ اس آبرو کو جو موتی کی آب سمجھے ہیں (خودداری)
کوئی انیس کوئی آشنا نہیں رکھتے کسی کی آس بغیر از خدا نہیں رکھتے (توکل خدا)
لبریز ہیں یہ دولت استغنا سے آنکھوں میں کوئی غنی سماتا ہی نہیں (قناعت)
دولت کا ہمیں خیال آتا ہی نہیں یہ نشۂ فقر ہے کہ جاتا ہی نہیں (فقر)
بخشی ہے خدا نے ہم کو یہ دولت فقر برسوں ڈھونڈے تو بادشاہ کو نہ ملے (فقر)
فقیر دوست جو ہو ہم کو سرفراز کرے کچھ اور فرش بجز بوریا نہیں رکھتے (فقر)
انیس عمر بسر کر دو خاکساری میں کہیں نہ یہ کہ غلام ابو ترابؑ نہ تھا (خاکساری)

دی ہے جو خدا نے سر فرازی مجھ کو — ثمرہ یہ نہال خاکساری کا ہے (خاکساری)
کبھی برا نہیں جانا کسی کو اپنے سوا — ہر ایک ذرے کو ہم آفتاب سمجھے ہیں (خاکساری)
خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم — انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آب گینوں کو (خاطر احباب)
کسی کا دل نہ کیا ہم نے پائمال کبھی — چلے جو راہ تو چونٹی کو بھی بچا کے چلے (دل جوئی)
آبرو و مال و فرزندان صالح عز و جاہ — کس کی خاطر یہ ہوا جو کچھ ہوا میرے لئے (شکر خدا)
انیس دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ — چراغ لے کر کہاں سامنے ہوا کے چلے (بے ثباتی دنیا)
راحت خدا نے دی تو کیا تو نے شکر کب — ایذا جو چار دن ہو تو شکوہ نہ چاہیئے (شکر خدا)
خدا بات رکھے جہاں میں انیسؔ — یہ دن ہر طرح سے گزر جائیں گے (شکر خدا)
گریباں میرا چھوڑ اے حرص دنیا — مرے ہاتھ میں دامن پنجتن ہے (مذمت حرص)
دیکھنا کل ٹھوکریں کھائے پھریں گے ان کے سر — آج نخوت سے زمیں پر جو قدم رکھتے نہیں (مذمت نخوت)
کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی — جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے (مذمت خودستائی)
لازم نہیں اپنے منہ سے تعریف انیسؔ — خالص جو ہے مشک آپ بو دیتا ہے (مذمت خودستائی)
سخن ہے اگر باعث تلخ کامی — تو ہم آپ اپنی زباں کھینچتے ہیں (مذمت سخت کلامی)
عقل و ہنر تمیز و جان و ایماں — اس ایک کف خاک کو کیا کیا بخشا (شکر خدا)

نازک مزاجی۔ مشہور ہے ع خدا جب حُسن دیتا ہے نزاکت آ ہی جاتی ہے

اگرچہ اُردو ادب میں میر تقی میر شہزادہ علی حزیںؔ اور شیخ امام بخش ناسخؔ کی نازک مزاجیاں مشہور ہیں جو بعض اوقات بد دماغی کی حد سے ٹکرانے لگتی تھیں۔ شاید یہ نازک مزاجیاں ان عالی دماغ شہسوارانِ اقلیم سخن کے لئے کسی حد تک زیبا ہوسکتی ہیں۔ چونکہ شاعر حساس اور زود رنج ہوتے ہیں۔ وہ جزئیات بیانی اور دقیق شناسی کی وجہ سے عام لوگوں سے زیادہ حساس ہوتے ہیں اور معمولی سی حرکت جو بعض عام افراد کے لئے اہمیت نہیں رکھتی ان افراد کیلئے ایک خاص موضوع ہوسکتی ہے۔ میر انیسؔ ایک خاص وضع قطع کے آدمی تھے۔ خود اخلاق و آداب و نزاکت کے پابند تھے اور دوسروں سے بھی اس برتاؤ کے امیدوار۔ وہ اگرچہ کم سخن تھے لیکن جب شگفتہ بیانی شروع کر دیتے تو لوگ ان کی باتوں میں اتنے مگن ہو جاتے کہ دستر خوان پر مگن بھر کھانا کھا جاتے۔ میر حامد علی کی شادی کا واقعہ اس بات کی دلیل ہے۔

شادؔ عظیم آبادی پہلی ملاقات میں میر صاحب کی خاص طبیعت اور کم سخنی کو اچھی طرح سے پہچان نہ سکے۔ چنانچہ

میر صاحب کے برتاؤ اور کم اہلی سے رنجیدہ ہو کر اُن کی پہلی تین مجلسوں میں شریک نہ ہوئے۔ لیکن جب میر صاحب کے اندرونی قلب میں موجزن لطف وایثار ومحبت کا طوفان دیکھا تو آخری عمر تک اُن کے اخلاق اور مزاج کے فدا کار ہو کر رہ گئے۔

مشہور ہے کہ میر صاحب اپنی نازک مزاجی کی وجہ سے اپنے منجھلے بھائی میر مہر علی اُنس سے آزردہ تھے اور مدت تک دونوں بھائیوں میں بات چیت اور ملاقات کا سلسلہ بند تھا۔ یہاں تک کہ میر صاحب نے اپنے بیٹیوں کو یہ وصیت کر رکھی تھی کہ میر مہر علی اُنس کو میرے جنازے پر نہ آنے دینا اور اگر وہ جنازے پر آئیں گے تو جب تک وہ نہ جایں گے میرا جنازہ نہ اٹھانا۔ بزم انیسؔ میں ڈاکٹر نیر مسعود لکھتے ہیں کہ میر صاحب نے یہ کہہ رکھا تھا کہ اگر مہر علی ''اُنس میری عیادت کو آئیں گے تو میں چھریاں اپنے مارلوں گا۔ لیکن سب نے دیکھا کہ جب مہر علی اُنس میر انیسؔ کی عیادت کیلئے گئے اُن کے سرہانے بیٹھ کر گال پر گال رکھ کر رونے لگے تو انیسؔ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور آہستہ سے فرمانے لگے ارے بھائی کیوں اپنے تئیں مارے ڈالتے ہو میں تو اب اچھا ہوں اور میرے سر کی قسم سکوت کرو نہیں تو میرا دم اکھڑ جائے گا۔'' یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حقیقت میں میر صاحب بڑے رقیق القلب تھے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ یہ ہے کہ میر انیس اپنے بڑے بیٹے میر نفیس سے ناراض ہو گئے تھے جس سے دونوں میں سخت کبیدگی تھی۔ چنانچہ ایک روز ایک صاحب نے باپ بیٹے میں صلح کرانے کے لئے میر انیسؔ کو ایک مرثیہ یہ کہہ کر دیا کہ ایک صاحب نے یہ مرثیہ لکھا ہے جو آپ کے کلام سے ملتا جلتا ہے۔ میر انیسؔ نے اول سے آخر تک مرثیہ پڑھ کر فرمایا کہ یہ میرے خاندان کی زبان میں کہا گیا ہے۔ شاید مونسؔ یا اُنس کا ہو۔ دریافت کرنے پر اُس شخص نے بتایا کہ یہ آپ کے فرزند نفیس کا ہے۔ نفیس کا نام سنتے ہی شفقت پدری جوش میں آ گئی اور نفیسؔ کو بلا کر لپٹا لیا۔ ادھر نفیسؔ نے میر صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اس کے بعد دونوں میں کدورت دور ہو گئی اور انیسؔ نے نفیسؔ کو اپنا صحیح جانشین بنا کر چھوڑا چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ میر نفیسؔ پر محنت نے میرے بال سفید کر دئے۔

میر انیسؔ اور مفتی محمد عباس صاحب کے تعلقات بہت اچھے تھے، لیکن میر انیسؔ کے فرزند کی دوسری شادی کی نسبت ٹوٹنے کی وجہ سے کسی قدر شکر رنجی ہو گئی تھی۔ چنانچہ جب انیسؔ کی تاکید کے برخلاف مفتی صاحب کے فرزند کی شادی کا رقعہ اور حصہ بھیجا گیا تو میر صاحب نے واپس کر دیا اور خط کے جواب میں یہ شعر لکھ دیا:

مرنجاں دلم را کہ ایں مرغ وحشی
ز بامی کہ برخواست مشکل نشیند

یعنی میرے دل کو رنج مت دے کیوں کہ یہ وحشی مرغ جب کسی چھت سے اُڑ جاتا ہے تو بڑی مشکل سے اس پر دوبارہ بیٹھتا ہے۔ان واقعات کے باوجود دنوں ہستیوں میں دوستی برقرار رہی۔میر انیسؔ بڑے اصول کے پابند اور حفظ مراتب کے نمایندے تھے۔ڈاکٹر رشید موسوی نے دکن میں مرثیہ اور عزاداری میں نواب عنایت جنگ بہادر کا بیان کردہ واقعہ نقل کیا ہے۔''ایک دن مجلس کے ختم پر انیسؔ لوگوں سے کچھ گفتگو کر رہے تھے۔ایسے میں کوتوال شہر نواب تہوّر جنگ کی ڈیوڑھی پر پہنچے اور انیس کے قریب آ کر مختار الملک سرسالار جنگ کا پیام پہنچایا کہ دیوان سلطنت آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔انیسؔ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔دوبارہ انہوں نے اس خواہش کو دہرایا۔دوسری مرتبہ بھی انیسؔ چپ رہے اور اپنی گفتگو جاری رکھی۔تیسری مرتبہ کوتوال نے یہ سمجھ کر کہ وہ اونچا سنتے ہیں قریب آ کر بلند آواز میں اپنا جملہ دہرایا۔اس مرتبہ بھی میر انیسؔ نے کوتوال کا کوئی جواب نہیں دیا اور سر درد کر رہا ہے کہہ کر اپنی قیام گاہ کو چلے گئے۔اس واقعہ کی اطلاع کچھ دیر بعد نواب تہوّر جنگ کو ہوئی۔لیکن اس وقت انہوں نے اس معاملہ میں انیس سے گفتگو کرنا مناسب نہ جانا۔رات میں کھانے پر جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو تہور جنگ نے انیسؔ سے پوچھا کہ آپ نے کوتوال کے ساتھ بے اعتنائی کیوں برتی۔وہ مختار الملک دیوان ریاست کا بھیجا ہوا تھا۔اس پر انیسؔ نے کہا میں آپ کا مہمان ہوں۔اس شخص کو چاہئے تھا کہ وہ آپ سے گفتگو کرنے کے بعد ملاقات کا کوئی وقت مقرر کرتا۔یہاں اس بات کا ذکر بھی بے محل نہیں کہ انیس نے سرسالار جنگ کی عظمت وشہرت اور اقتدار کے باوجود تہور جنگ کے توسط بغیر ان کے ہاں جانا پسند نہیں کیا۔عنایت جنگ کا کہنا ہے کہ انیسؔ جب تک حیدرآباد میں رہے مختار الملک سے ایک بار بھی ملاقات نہیں کی۔

جناب سید محمد ہادی نے وضع داران لکھنو میں لکھا جسے ڈاکٹر نیر مسعود نے بزم انیسؔ میں بھی نقل کیا ہے کہ''اودھ کے وزیر اعظم نواب علی نقی خان کی بڑی خواہش تھی کہ انیسؔ کو اپنے یہاں پڑھوائیں۔لیکن انیسؔ اُن کی ملاقات سے کتراتے تھے۔آخر نواب نے انیس کے ایک معتقد داروغہ محمد خان سے ساز باز کر کے خود کو بیمار مشہور کر دیا۔داروغہ محمد خان نے انیسؔ کو اُن کی عیادت کے لئے جانے پر یہ کہہ کر آمادہ کر لیا کہ آپ تلوار ساتھ لے چلیں۔اگر نواب صاحب آپ کی تعظیم وتکریم میں ذرا بھی کمی کریں تو اُسی وقت میرا سر قلم کر دیجے گا۔جب انیس وہاں پہنچے تو نواب صاحب نے بظاہر اس بیماری ہی میں میر صاحب کی سروقد تعظیم کی اور آخر میں میر انیس سے مجلس پڑھنے کا وعدہ لیا۔

میر انیسؔ حساس اور نازک مزاج تو تھے لیکن مرثیہ پڑھتے وقت فن وفکر وکمال کے بحر میں ایسے موجزن ہوتے کہ معمولی سی بدنظمی یا بےتوجہی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔''واقعات انیس'' میں احسنؔ لکھتے ہیں۔''وہ منبر پر پہنچ

کر اپنے جذبات غیظ کو روک نہیں سکتے تھے۔ اُن پر ایک عالم محویت طاری ہوتا تھا اور ان کا نشۂ کمال ان کو عالم قدس کی اُس منزل پر پہنچا دیتا تھا جہاں سے اہل دول کی شان نہایت پست دکھائی دیتی تھی۔ ان کے غصہ اور جلال کے وقت بڑے بڑے صاحب اقتدار لوگ آنکھیں نیچی کر لیتے تھے۔ احسن لکھنوی لکھتے ہیں ''دوران مرثیہ خوانی ایک رئیس مجلس میں تشریف لائے اور چاہا کہ کسی طرح مجمع کو طے کر کے منبر کے قریب پہنچ جائیں۔ میر صاحب ارادہ سمجھ گئے اور اپنی رعب دار آواز سے فرمایا۔ وہیں بیٹھ جاؤ ایک قدم آگے نہ بڑھنا۔ رئیس صاحب نے وہیں غوطہ مارا اور جوتیوں کے پاس آرام سے بیٹھ گئے''۔

عظیم آباد کی مجلس میں جب خیرات علی مرحوم پنکھا ہلاتے ہلاتے ذرا جھک گئے تو آپ نے منبر سے ڈانٹا ''مرثیہ سنتے ہو یا سوتے ہو'' چوک لکھنو کی کسی مجلس میں جب بعض روسا مجلس کے دوران کچھ ضروری کام کے لئے اٹھ گئے تو میر صاحب نے مرثیہ روک لیا اور فرمایا۔ لکھنو میں سخن فہمی اور قدر شناسی کا مادہ نہ رہا۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا مگر مرثیہ نہ پڑھا اور منبر سے اتر گئے۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ تو بہ!! کوئی بڑا آدمی مجلس کرے گا تو دوڑے جائیں گے۔ میر انیسؔ کو بڑا ملال ہوا اور قطعی حکم دیا کہ اگر لکھنو میں رہنے دینا گوارا ہو تو کوئی صاحب اب مجھ سے مجلس کیلئے اصرار نہ کریں۔ ورنہ میں لکھنو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ جہاں جہاں مقررہ مجالس تھیں میر خورشید علی نفیسؔ یا میر مونس پڑھا کئے۔ غرض تین برس پورے ہو گئے میر انیسؔ نے کوئی مجلس نہیں پڑھی پھر کچھ ایسی تدبیر کی گئی کہ میر صاحب نے پڑھنا منظور کیا۔

ایک اور چشم دید واقعہ جسے مرحوم معصوم علی سوز خوان نے مسعود حسن ادیبؔ کو سنایا اور جسے پروفیسر نیر مسعود نے لکھا کہ ''میر انیس مجلس پڑھ رہے تھے۔ شہر کے بڑے رئیس نواب مرزا حیدر تشریف لائے اور منبر کے پاس بیٹھے۔ پھر دستور کے مطابق ان کا بھنڈی خانہ آب دار خانہ اور دست لبچہ وغیرہ بھی آنا شروع ہوا۔ اس میں کچھ دیر ہوئی۔ میر صاحب خاموش مگر غصے میں بیٹھے رہے۔ اسی اثنا میں حاضرین مجلس میں کسی نے کہا۔ جناب میر صاحب! بسم اللہ آپ مرثیہ شروع فرمائیں۔ انیسؔ نے جھلا کر جواب دیا کہ شروع کروں۔ آپ کا جہیز تو آلے!

میر انیس نے جب حیدر آباد دکن میں پہلی مجلس پڑھی تو روسا اور امراء ان کے گرد تھے اور وہ شعر کی تحسین اور داد دینا اس وقت کی تہذیب کے خلاف سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب میر انیسؔ نے رباعی اور مرثیے کے چند بند پڑھے تو وہ صرف خاموشی سے میر صاحب کے منہ تکتے رہے اس پر میرؔ صاحب نے جھنجلا کر کہا:

ہائے لکھنو تجھے کہاں سے لاؤں

اس پر بھی محفل میں سکوت طاری رہا تو میر صاحب نے کہا کہ حضرات! انیسؔ کو اس سے اچھا کہنا نہیں آتا اور پھر دو تین بند پڑھ کر منبر سے اتر گئے۔ میر انیس کے میزبان تہور جنگ سمجھ گئے۔ دوسرے دن انہوں نے روسا اور امراء کی نشت بدل کر ایک طرف کر دی اور منبر کے گرد دو تین سو شمالی ہند کے ادب شناس افراد کو بٹھا دیا۔ پھر کیا تھا ہر ایک مصرعہ کو کئی بار پڑھایا جاتا اور لوگ کھڑے ہو کر تعریفیں کرتے۔ حیدرآباد کی سرزمین نے نہ ایسی مجلس دیکھی اور نہ ایسی تعریف پھر سُنی۔

واقعات انیسؔ میں مہدی حسن احسنؔ لکھتے ہیں کہ اودھ کے وزیراعظم نواب علی نقی صاحب کے یہاں آٹھویں محرم کی مجلس میر انیس پڑھتے تھے۔ ایک وقت نواب صاحب نے دردِ سر کا بہانہ کر کے مجلس میں حاضر نہ ہونے کی معذرت چاہی۔ میر صاحب نے کہا کہ آج میرا بھی مزاج درست نہیں، مناسب ہے کہ مجلس موقوف رکھی جائے۔ انشاءاللہ سال آئندہ دیکھا جائے گا۔ نواب صاحب گھبرا کر باہر نکل آئے اور میر صاحب سے معافی مانگی اور اسی تکلیف میں آخر مجلس تک بیٹھے رہے۔

مرثیہ پڑھتے وقت میر انیسؔ اپنے سیدھے سادے لباس میں ملبوس ہو کر آتے اور کسی مقام پر بھی انہوں نے اس وضع داری کو ترک نہیں کیا۔ مشہور واقعہ ہے کہ حیدرآباد کے امیر الامرا نواب آسمان جاہ بہادر نے چاہا کہ انیسؔ اپنی لکھنوی ٹوپی کی جگہ حیدرآباد کی منصب داری پگڑی رکھ کر مرثیہ پڑھیں تو میں سننا چاہتا ہوں اور پانچ ہزار روپے پیش کیا جائے گا۔ تو انیس نے اس پیش کش کو رد کرتے ہوئے یہ شعر لکھ کر بھیج دیا ؎

اک دن تو خدا کو منہ دکھانا ہے انیسؔ
کس منہ سے میں بندہ کو خدا وند کہوں

جب انگریزوں نے 1856 میں اودھ کی سلطنت کا خاتمہ کر کے لکھنو کو برباد کر دیا اور انیس کا بنایا ہوا امام باڑہ اور ان کا گھر بھی اسی آفت میں مسمار ہو گیا۔ قدردان لٹ گئے۔ امراء اور روسا محتاج ہو گئے تو میر انیسؔ کو اپنی معاش بر قرار رکھنے کے لئے عظیم آباد، بنارس، آلہ آباد، کانپور اور حیدرآباد جانا پڑا۔ اس کا مثبت اثر یہ ہوا کہ تمام ہندوستان میں میر انیسؔ کی شہرت کا ڈنکا بجنے لگا اور ان کے قدرداں برصغیر میں ہر جگہ پیدا ہو گئے۔ لیکن اس کا نقصان لکھنو والوں کو ہوا۔ میر انیسؔ نے لکھنو میں مرثیہ پڑھنا تقریباً ترک کر دیا۔ ایک قول کے مطابق میر انیسؔ نے تقریباً بارہ سال تک لکھنو میں مرثیہ نہیں پڑھا۔ ڈاکٹر نیر مسعود نے بہت صحیح لکھا ہے کہ میر انیسؔ کو اپنی قابلیت اور اپنے کمال کلام کا احساس تھا۔ وہ جانتے تھے وہ عدیم المثال ہیں۔ انہیں سخت شکایت یہ تھی کہ مشکل اور حساس وقت میں لکھنو والوں

نے ان کی مدد نہیں کی اور انہیں معاش کی تلاش میں لکھنو سے باہر جانا پڑا۔ جو مزا مرثیہ خوانی کا لکھنو میں تھا وہ ہندوستان کے کسی بھی شہر میں موجود نہ تھا۔

اس خفگی کا ثبوت بنارس کے اُس واقعہ سے بھی ملتا ہے جب میر انیسؔ عظیم آباد کی مجالس پڑھ کر میر مونسؔ کے ساتھ بنارس میں مجلس پڑھنے کے لئے مقیم ہوئے جو قاضی میر علی کے امام باڑے واقع تلیا نالے میں منعقد ہوئی تھی۔ وہ آغا میر تقی شیرازی کے گھر مہمان تھے۔ کوٹھا سر راہ تھا۔ میر انیس کوٹھے پر ٹہل رہے تھے۔ چند من چلے راہ سے گذرے۔ میر انیس افسردہ ہو کر پلٹ گئے اور میر تقی شیرازی کو مخاطب کر کے کہا ابھی چند افراد نے تعجب سے کوٹھے کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ لوگ جو یہاں فروکش ہوئے ہیں کیسے مرثیہ خوان ہیں جو عظیم آباد کو لوٹ لائے۔ پانچ پانچ ہزار ایک ایک کو ملے۔ پھر میر انیسؔ نے کہا کہ اُن کو اس پر تعجب ہے اور مجھ کو اس پر کہ لکھنو سے باہر جانا پڑا۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ لکھنو کی سرزمین تھی جہاں مجلس میں پہلو بدلنا معیوب اور جملہ کسنا مردود سمجھا جاتا تھا۔ میر انیسؔ کی مجلس میں تو امراء اور روسا بھی دم نہیں مار سکتے تھے۔ لیکن جب میر صاحب کو لکھنو سے باہر جانا پڑا تو انہوں نے عظیم آباد میں یہ بھی دیکھا کہ جب کسی ناوان سوز خوان نے ایک شعر ایسا پڑھا جس کے معنی اگر کھینچے جا ہیں تو اہل سُنت کے عقائد کے خلاف ہوتے تھے تو فوراً مجلس میں لاٹھی اور مکا بازی شروع ہو گئی۔ سُنی اور شیعہ افراد زخمی ہوئے لیکن صورت حال بہت جلد قابو میں آ گئی اور پھر دونوں فریق شیر و شکر ہو گئے۔ میر انیسؔ پر بڑا اثر ہوا۔ کہنے لگے افسوس میرے پڑھنے کی مجلس میں ایسا کیوں ہوا۔ میر انیس کی حساس طبیعت اور نازک مزاجی لکھنو والوں کی کم توجہ کی وجہ سے انہیں لکھنو میں رہتے ہوئے بھی لکھنو سے دور کر دیا تھا۔ اسی لئے 10 محرم 1870 کے اودھ اخبار نے لکھا۔ ''ہم کو نہایت افسوس ہے کہ میر انیسؔ صاحب نے مرثیہ پڑھنا ترک فرمایا ہے اور شاید تصنیف فرمانا بھی چھوڑ دیا ہے۔ غیر ملکوں کے آدمی جو لکھنو میں وارد ہوتے ہیں۔ بیشتر حسرت اور افسوس سے کہتے ہیں کہ ہم نے میر صاحب کو نہیں سُنا''۔

یہ سب جانتے ہیں کہ میر انیسؔ کی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے ہوا تھا اور اس صنف میں وہ فیض آباد کی محفلوں اور مشاعروں میں پسندیدہ نظر سے بھی دیکھے جانے لگے تھے۔ اُستاد حضرت ناسخ کو بھی میر انیسؔ نے اپنی غزلیں سُنائی تھی۔ چونکہ انیس کی طبیعت میں غضب کا تغزل موجیں مار رہا تھا اور سارے اودھ میں چو ماچاٹی شاعری کا شہرہ تھا۔ اس لئے شفیق باپ خلیقؔ نے بیٹے کو غزل کو سلام کہنے کی نصیحت کی اور عزیز استاد ناسخؔ نے اس وادیٔ عشق کی سرگردانی سے حزیںؔ سرگرداں کو انیسؔ اہل بیتؑ بنا دیا۔ تذکرۂ ''خوش معرکہ زیبا'' میں ناصرؔ لکھنوی لکھتے ہیں ''انیسؔ نے عہد شباب میں جب کہ وہ فیض آباد میں مقیم تھے چند غزلیں بھی کہی تھیں لیکن۔ جب لکھنو تشریف لائے تو سب

غزلیں یک قلم دھوڈالیں''۔ چنانچہ آج اگر چہ اُردوادب کے دامن میں میر انیسؔ کے دوسو سے زیادہ مراثی، صدہا سلام اور چھ سو کے قریب رباعیات موجود ہیں لیکن غزلوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ادب کی جدید تحقیقات کی روشنی میں میر انیس کے صرف 44 غزل کے اشعار مختلف تذکروں، بیاضوں اور مرثیوں کی جلدوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ یعنی چار پوری غزلیں، ایک آدھی غزل اور پانچ مُفرد شعر میر انیسؔ کے تغزل کے نمونے ہیں۔ اگر چہ یہ تمام اشعار میر صاحب کا غیر منتخب کلام ہے لیکن اس کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میر انیسؔ کو غزل گوئی میں دستگاہ تمام اور قدرت کامل حاصل تھی۔ تذکرہ ''خوش معرکہ زیبا'' میں ناصرؔ لکھنوی نے میر انیس کی دس اشعار پر مشتمل اس غزل کے ساتھ دو شعر اور بھی لکھے جو یہ ہیں:

خموش اے بلبل شودیدہ اس میں کیا ہے بس میرا — یہ اپنی اپنی قسمت ہے چمن تیرا قفس میرا
بنے یوں تین در دریا کے اندر — کہ ششدر ہو گئی سدِ سکندر

غزل

شہید عشق ہوئے قیسِ نامور کی طرح — جہاں میں عیب بھی ہم نے کئے ہنر کی طرح
کچھ آج شام سے چہرہ ہے فق سحر کی طرح — ڈھلا ہی جاتا ہوں فرقت میں دوپہر کی طرح
تمہارے حلقہ بگوشوں میں ایک ہم بھی ہیں — پڑا رہے یہ سخن کان میں گہر کی طرح
نحیف وزار ہیں کیا باغباں سے زور چلے — جہاں بٹھا دیا بس رہ گئے شجر کی طرح
خدا جہاں میں سلامت رکھے تجھے اے قبر — کہ سوئے پاؤں کو پھیلا کے اپنے گھر کی طرح
ہماری قبر کو کیا احتیاجِ عنبر و عود — سُلگ رہا ہے ہر اک استخواں اگر کی طرح
سیاہ بختوں کو یوں باغ سے نکال اے چرخ — کہ چار پھول تو دامن میں ہوں سپر کی طرح
تمام خلق ہے خواہانِ آبرو یا رب — چھپا مجھے صدفِ قبر میں گہر کی طرح
تجھ ہی کو دیکھوں گا جب تک ہیں برقرار آنکھیں — مری نظر نہ پھرے گی تری نظر کی طرح

انیسؔ یوں ہوا حالِ جوانی و پیری
بڑھے تھے نخل کی صورت گرے ثمر کی طرح

مولانا آغا مہدیؔ صاحب لکھنوی نے کسی معتبر شخص کی روایت سے جس نے میر انیس کی قدیم بیاض سے کچھ

اشعار صفحۂ دل پر نقش کئے تھے نقل کر کے تین شعر میر انیس سے منسوب کئے ہیں۔

لکھ کر زمیں پہ نام ہمارا مٹا دیا ۔ اُن کا ہے کھیل خاک میں ہم کو ملا دیا
چمن کے افشاں نظر اس مہ نے جو کی تاروں پر ۔ آسماں رشک سے لوٹا کیا انگاروں پر
دل لے لیا ہے یار نے مٹھی میں بند ہے ۔ کھلتا نہیں پسند ہے یا نا پسند ہے

میر انیس کی ایک اور نایاب غزل جس میں مطلع سے مقطع تک سات شعر ہیں یہ ہے ۔

غزل

اشارے کیا نگہ ناز دلبربا کے چلے ۔ جب اُن کے تیر چلے نیچے قضا کے چلے
پکار کہتی تھی حسرت سے لاش عاشق کی ۔ صنم کہاں ہمیں تو خاک میں ملا کے چلے
کسی کا دل نہ کیا ہم نے پائمال کبھی ۔ چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے
ملا جنہیں انہیں افتادگی سے اوج ملا ۔ انہیں نے کھائی ہے ٹھوکر جو سر اٹھا کے چلے
مثال ماہی بے آب موج تڑپا کی ۔ حباب پھوٹ کے روئے جو وہ نہا کے چلے
تمام عمر جو کی سب نے بے رخی ہم سے ۔ کفن میں ہم بھی عزیزوں سے منہ چھپا کے چلے

انیس دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

میر انیس کی زندگی میں ''دیوان غریب'' میں کلب حسین نادر نے میر انیس کی مکمل سات شعر کی غزل درج کی ہے۔

غزل

وجد ہو بلبلِ تصویر کو جس کی بُو سے ۔ اس سے گل رنگ کا دعویٰ کرے پھر کس رو سے
کس سے اے شوخ ہوئی رات کو ہاتھاپائی ۔ نورتن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے
کل تو آغوش میں شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا ۔ آج کی شب تو نکل جاؤ میرے قابو سے
شمع کے رونے پہ بس صاف ہنسی آتی ہے ۔ آتشِ دل کہیں کم ہوتی ہے چار آنسو سے
ایک دن وہ تھا کہ تکیہ تھا کسی کا زانو ۔ اب سر اٹھتا ہی نہیں اپنے سرزانو سے
نزع میں ہوں مری مشکل کرو آساں یارو ۔ کھو لو تعویذ شفا جلد مرے بازو سے

شوخی چشم کا تو کس کے ہے دیوانہ انیسؔ
آنکھیں ملتا ہے جو یوں نقش سُمِ آہو سے

انیسات کے ممتاز محقق اکبر حیدری کشمیری نے باقیات انیسؔ میں ایک مکمل دس شعر کی غزل جو انہیں ندوۃ العلوم لکھنو کے کتاب خانے سے دریافت ہوئی نقل کی ہے

غزل

بتوں سے آنکھیں لڑا چکے ہیں غضب کے صدمے اٹھا چکے ہیں
ہوئی ہے برباد زندگانی کیئے کو ہم اپنے پا چکے ہیں
بقصد شب خون لگا کے مسی لبوں پہ لاکھا جما چکے ہیں
نہ باز آئیں گے میرے خوں سے وہ اس کا بیڑا اٹھا چکے ہیں
بچائی تم نے جو میری جاں اب جہاں میں ہے دھوم اے شکر لب
جدھر نکلتے ہو کہتے ہیں سب یہی تو مردہ جلا چکے ہیں
عجیب طبعت اُدھر لگی ہے مری نظر سوے در لگی ہے
ذرا ٹھہر جا خبر لگی ہے سُنا ہے در تک وہ آچکے ہیں
اندھیرا ہے خوف کچھ نہ کھاؤ خیال نقش قدم نہ لاؤ
نظر کی صورت چلے بھی آؤ ہم اپنی آنکھیں بچھا چکے ہیں
صفیرِ غم کیا جو وہ نہ آیا اجل بھی آخر نہ آئے گی کیا
جنہیں کہ مرنے کی ہے تمنا وہ جینے سے ہاتھ اٹھا چکے ہیں
گئے ہیں چھپ کر رقیب کے گھر قدم نکالے ہیں حد سے باہر
ابھی تو آگے نہ ہوگا کیا کیا، حیا کا پردہ اٹھا چکے ہیں
انیسؔ ایسے نہیں وہ ناداں سمجھ نہ جائیں سخن کی تہہ کو
غزل کے پردے میں اپنا مطلب ہم ان کو بالکل سُنا چکے ہیں

ان غزلوں کے علاوہ سید محمد رشید صاحب کے ذخیرۂ مراثی میں ڈھائی غزل کے اشعار جو انیسؔ سے منسوب ہیں

اس طرح ہیں:

زبان میں لکنت، صدا میں رعشہ، نہ دل میں طاقت، نہ تن میں جاں ہے
نہ وہ فصاحت نہ وہ بلاغت نہ وہ طلاقت نہ وہ بیاں ہے
ہوئی ہے بالوں پہ برف باری،فسردگی سر بسر عیاں ہے
گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمیِ عشق اب کہاں ہے
جو کی ہے اس وقت آہ میں نے بجھی ہوئی آگ کا دھواں ہے

میر انیسؔ کے تین مختلف شعر جو تذکرۂ ''خوش معرکہ زیبا'' میں درج ہیں پیش کرتے ہیں۔ان غزلیات اور ان چیدہ چیدہ اشعار سے جو منتخب نہیں ہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ میر انیس کو تغزل اور زبان پر عبور حاصل تھا اور اگر وہ مشق غزل گوئی برقرار رکھتے تو غالبؔ اور میرؔ کے کم از کم ہم پلہ ہوتے۔میر انیس نے اپنے تغزلانہ طبع کو مرثیوں کے چہرہ اور سراپا میں آزمایا ہے ؎

رہا تن میں نہ خوں باقی گیا موسم جوانی کا
شباب آخر ہوا روشن چراغ زندگانی کا
جو میں رگڑا سر ترے پاؤں پہ مرا دفعتہً گیا دردِ سر
یہ خواص صندل سُرخ ہے مری جان رگِ حنا نہیں
یہی باعث ہے اس بے رحم کے آنسو نکلنے کا
دھواں لگتا ہے آنکھوں سے کسی کے دل کے جلنے کا

میر انیسؔ کا شعری ذخیرہ۔ آج سے تقریباً ایک ہزار سال گزرنے پر بھی فارسی ادب میں فردوسیؔ کی فرضی داستان کے پچاس ہزار اشعار بہ مشکل ''شاہ نامہ'' میں موجود ہیں۔لیکن اسے زمانے کی ستم ظریفی کہیے کہ ابھی میر انیسؔ کا کفن میلا بھی نہ ہوا تھا کہ ان کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا۔میر انیسؔ نے یہ کہہ کر'' جاگیر خلد لینا ہے اس کا صلہ مجھے'' اس کی حفاظت اور طباعت کی طرف چنداں توجہ نہ کی۔خاندانی افراد نے بھی اس کی جمع آوری کی کوئی خاص کوشش نہ کی بلکہ مولف ''حیات انیسؔ'' امجد علی اشہری سے میر انیسؔ کے سگے بھائی میر مہر علی انس نے سعدیؔ کا شعر پڑھ کر اس سہل انگاری کی تمام تر ذمہ داری خاندان پر رکھی ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند

سعدیؔ از دست خویشتن فریاد

میر انیسؔ نے گیارہ بارہ برس سے شعر گوئی شروع کی تھی۔ چنانچہ ساٹھ سال کی ریاضت کی مقدار زیادہ تھی کیوں کہ انیسؔ نے تمام عمر مرثیہ کہا اور اپنی عمر عزیز کے روز و شب اسی شغل نیک میں صرف کر دیئے ''حیات انیسؔ'' میں امجد علی اشہری انیسؔ کے مرثیوں کی تعداد ہزاروں بتاتے ہیں ۔خود انہوں نے دو ڈھائی سو مرثیے دیکھے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد'' آب حیات'' میں مرثیوں کی تعداد دس ہزار بتاتے ہیں'' یادگار انیسؔ'' میں امیر احمد علوی نے میر انیس کے مرثیوں کی تعداد لگ بھگ چودہ سو بتائی ہے۔'' فکر بلیغ'' میں شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں۔'' میر صاحب نے ایک ہزار سے زیادہ مرثیے نظم کئے اور اسی قدر یا اس سے کچھ کم سلام و رباعیات۔ پھر مرثیہ بھی زیادہ تر دو دو سو اکثر تین تین سو بند۔ ہر مرثیہ بلکہ ہر بند میں ایک لفظ کے مناسب دوسرا لفظ اس افراط و احتیاط سے لے کر آتے جس کی تعریف محال اور جسے دیکھ کر عقل گنگ ہوتی ہے۔ کہہ سکتا ہوں کہ قریب ایک لاکھ لفظوں کے جواہر اس خوب صورتی اور بے تکلفی سے چن کر بہ سلیقہ و ترتیب جمع کر لئے تھے کہ اب جو چاہے اپنے دامن فکر میں بے کھٹک بھر لے''۔

مرحوم ڈاکٹر صفدر حسین اس وقت موجود مراثی انیسؔ کی تعداد 250 کے قریب بتاتے ہیں۔ پروفیسر نیر مسعود'' بزم انیس'' مطبوعہ 1990 میں میر صاحب کے مطبوعہ مراثی کی تعداد تقریباً دو سو، سوا سو کے قریب سلام، کوئی چھ سو رباعیاں چند منقبتیں، نوحے، فارسی میں بعض قطعات اور کچھ خطوط کے علاوہ کچھ غیر مطبوعہ کلام بتاتے ہیں۔ انیسیاتؔ کے بعض علماء نے غزلیات کے تقریباً 144 اشعار بھی میر صاحب سے منسوب کئے ہیں۔ جو چار غزلوں اور کچھ مفرد شعروں کی شکل میں موجود ہیں۔ شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالیؔ مقدمہ شعر و شاعری صفحہ 328 میں لکھتے ہیں۔'' آج کل یورپ میں شاعر کے کمال کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاتا ہے کہ اس نے اور شعرا سے کس قدر زیادہ الفاظ خوش سلیقگی اور شائستگی سے استعمال کئے ہیں۔ اگر ہم بھی اس کو معیار کمال قرار دیں تو بھی میر انیس کو اُردو شعرا میں سب سے برتر ماننا پڑتا ہے۔ اگر چہ نظیرؔ اکبر آبادی نے شاید میر انیسؔ سے بھی زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں مگر اس کی زبان کو اہل زبان کم مانتے ہیں۔ بخلاف انیسؔ کے کہ اس کے ہر لفظ اور محاورے کے آگے سب کو سر جھکانا پڑتا ہے''۔ حالیؔ کا یہ جملہ کہ نظیرا کبر آبادی نے شاید انیس سے بھی زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں کو، کورانہ بغیر تحقیق کے دوسرے علمائے ادب نے استعمال کرتے ہوئے لفظ شک'' شاید'' بھی نکال دیا۔ راقم نے اس امر کی

تحقیق کے لئے کلیات نظیر اکبرآبادی چھاپ لکھنو 1922ء کا مطالعہ کیا جو 428 صفحات پر مشتمل ہے۔ نظیر اکبرآبادی (متوفی 16راگست 1820) کے دو اُردو دیوان، ایک فارسی دیوان اور سات فارسی مضامین ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ان کے کلیات میں تقریباً سات ہزار اشعار ہیں۔ ان کا پہلا دیوان جس کی بابت مشہور فرانسیسی مُستشرق گارساں دی تاسی نے لکھا تھا وہ دیوانا گری رسم الخط میں 1820 میں شائع ہوا۔ اب عنقا ہے۔ نظیر اکبرآبادی کے سوانح نگار پروفیسر شہباز کے قول کے بموجب صرف پانچ فارسی مضامین مخطوطات کی شکل میں دہلی یونیورسٹی کی لائبریری میں مخطوطات کے سکشن میں موجود ہیں۔ ان تصانیف سے اس بات کی تائید نہیں کی جا سکتی کہ نظیر آکبر آبادی نے میر انیسؔ سے زیادہ الفاظ استعمال کئے۔

اگر چہ میر انیسؔ کے جملہ اشعار کا تعین کرنا دشوار ہے لیکن جو مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلام ہمارے پاس موجود ہے ان میں کل اشعار کی تعداد اسی (80) ہزار اشعار سے زیادہ نہیں اور اس طرح الفاظ اور اشعار کی تعداد کے لحاظ سے میر انیسؔ اُردو شاعروں میں سرفہرست ہیں۔

انتخاب بحر۔ میر انیسؔ نے مرثیوں کے لئے چار بحروں کے اوزان مقرر کر لئے تھے۔ چنانچہ مطبوعہ مرثیوں میں بحر ہزج کے اوزان اخرب، مکفوف ومحذوف میں (87) مرثیے، بحر مضارع کے اوزان اخرب مکفوف ومحذوف میں (52) مرثیے، بحر رمل کے اوزان مخبون اور محذوف میں (53) مرثیے اور بحر مجتث کے وزن مخبون ومحذوف میں تین چار مرثیے موجود ہیں۔

مرثیوں کے مطلعے۔ مراثی میر انیسؔ میں نظم طباطبائی لکھتے ہیں کہ انیسؔ نے جو مرثیے ابتدائی عمر میں لکھے وہ مختصر ہوتے تھے اور زیادہ تر اے مومنو یا مومنو سے شروع ہوتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے مشق سخن بڑھتی گئی مطلعوں میں نکھار آتا گیا۔ چنانچہ میر انیس کے 67 سے زیادہ مرثیے لفظ ''جب'' سے شروع ہوتے ہیں جن میں کئی شاہکار مرثیے شامل ہیں۔

نظام اوقات۔ میر انیسؔ کے نواسے سید علی مانوس نے میر انیسؔ کے نظام اوقات کے بارے میں بتایا کہ میر انیس قریب قریب ساری رات جاگتے تھے۔ نماز صبح پڑھ کر آرام کرتے تھے۔ کوئی نو بجے سو کر اٹھتے تھے۔ دس گیارہ بجے کھانا کھاتے تھے۔ اس کے بعد میر مونسؔ اور میر نفیس کے کلام پر اصلاح دیتے تھے۔ دو بجے کے قریب پھر آرام کرتے تھے۔ عصر کے وقت اٹھتے اور نماز سے فارغ ہو کر دیوان خانہ میں تشریف لے جاتے تھے اور کھانا کھانے کے بعد مرثیے کی تصنیف میں مشغول ہو جاتے تھے۔ مرثیہ کہنے کے وقت مکان کے جنوبی رخ کے

دوسرے دریچے میں تخت پر بیٹھتے تھے۔ سامنے کنول روشن رہتا تھا۔ پہلو میں کتابیں ہوتی تھیں۔ زیادہ تر دوزانو بیٹھتے تھے۔ جب کچھ سوچنے لگتے تو اکثر کہنیاں زانوؤں پر ہوتی تھیں اور رخسار ہاتھوں پر۔ مرثیہ گوئی کا مشغلہ نماز صبح کے وقت تک جاری رہتا تھا۔ میر مانوس نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ میر انیسؔ مرثیہ کہتے وقت چادر اوڑھ کر لیٹ جاتے تھے اور خود بولتے جاتے تھے اور کوئی شخص لکھتا جاتا تھا۔

شعراء کی قدر دانی ۔ میر حامد علی تقریباً ہر رات نو بجے سے بارہ بجے رات تک میر انیس کی خدمت میں رہتے۔ کبھی کبھی مونسؔ اور نفیسؔ بھی شریک ہو جاتے۔ ان صحبتوں میں زیادہ تر شعر و ادب کے متعلق گفتگو رہا کرتی تھی۔ اچھے اچھے اشعار پڑھے جاتے اور اُن پر تبصرہ کیا جاتا۔ جن میں فارسی کے اشعار زیادہ اور اُردو کے کم ہوتے۔ میر انیسؔ ہمیشہ دوسرے شعرا کے اشعار سُناتے تھے لیکن کبھی اپنے شعر نہیں پڑھتے تھے۔ ان راتوں کی محفلوں میں شاہنامہ فردوسیؔ کا اکثر ذکر ہوتا۔ میر انیسؔ کو شاہنامہ کے بہت سے اشعار یاد تھے۔ وہ فردوسیؔ کو خدائے سخن کہا کرتے تھے۔ حیدرآباد کے قیام کے دوران کسی عالم شخص نے میر انیسؔ کی شاعری کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میر کی شاعری کا پایہ بھی آپ کے سامنے پست نظر آتا ہے۔ انیسؔ نے فرمایا میرؔ غزل کے استاد۔ میں ایک مرثیہ گو۔ مجھے ان سے کیا نسبت۔ انہوں نے کہا جناب عالی میرا قول بے دلیل نہیں، مقابلہ کر لیجئے۔

میرؔ کا مطلع۔

اس زلف پہ محو ہو گئے ہم   یعنی سرِ شام سو گئے ہم

اور آپ نے فرمایا ؎

اک آہ میں سرد ہو گئے ہم   ٹھنڈی جو ہوا تھی سو گئے ہم

میرؔ کا ایک اور شعر ؎

ہاتھوں پہ جھرّیاں نہیں ہیں
پیری جامے کو چن رہی ہے

آپ نے فرمامایا ؎

یہ جھرّیاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری سے
چنا ہے جامۂ ہستی کی آستینوں کو

یہ سُن کر میر انیسؔ مسکرانے لگے۔ میر انیسؔ غالبؔ سے اور غالبؔ میر انیسؔ کے کلام سے بخوبی واقف تھے۔ میر انیسؔ

غالبؔ کو یگانۂ روزگار جانتے تھے اور قربان علی سالکؔ شاگردِ غالبؔ کے سامنے غالبؔ کو انہی الفاظ سے یاد بھی کیا تھا۔

مرزا غالبؔ کے انتقال پر میر انیسؔ کے قلم سے لکھتے ہوئے چار مصرعے ان کے قلبی تاثرات کو بیان کرنے کیلئے کافی ہیں۔

گلزار جہاں سے باغ جنت میں گئے   مرحوم ہوئے جوار رحمت میں گئے
مداح علیؑ کا مرتبہ اعلا ہے   غالبؔ اسد اللہ کی خدمت میں گئے

جب شادؔ عظیم آبادی نے خواجہ آتشؔ کی تعریف کی تو اُن سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں وہ ہمارے فیض آباد ہی کے تھے۔ پھر جب شادؔ نے شیخ ناسخؔ کے بارے میں کہا تو کہنے لگے۔ ذی علم تو ضرور تھے لیکن دل میں خاک اُڑتی تھی۔ شادؔ نے خواجہ وزیر کے متعلق کہا کہ یہاں لوگ ان کے رنگ پر مرمٹتے ہیں تو کہنے لگے لکھنو کا بھی یہی حال ہے مگر اب لوگ سمجھتے جاتے ہیں۔

میر انیسؔ نے سالکؔ کے سامنے مومن خان مومنؔ کو اپنی طبیعت کا بادشاہ کہہ کر یہ شعر پڑھا ؎

نہ کچھ شوخی چلی باد صبا کی
بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

''آبِ حیات'' میں محمد حسین آزادؔ لکھتے ہیں کہ ''سلسلۂ تقریر میں ایک دن میں نے استاد ذوقؔ کا مطلع پڑھا:

کوئی آوارہ تیرے نیچے اے گردوں نہ ٹھہرے گا
دلیکن تو بھی گر چاہیے کہ میں ٹھہروں نہ ٹھہرے گا

میر صاحب نے دوبارہ اپنی زبان سے پڑھا اور یہ بھی کہا کہ صاحب کمال کی یہ بات ہے کہ جو لفظ جس مقام پر اُس نے بٹھا دیا ہے اُسی طرح سے پڑھا جائے تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو شعر رتبے سے گر جاتا ہے۔ آزاد یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب ذوقؔ کے بارے میں انیس کی رائے پوچھی گئی تو فرمایا۔ میر دردؔ کے بعد پھر دلی میں ایسا کوئی شاعر ہوا ہے؟ میر عشقؔ سے میر انیسؔ کی قرابت داری تھی لیکن طرفین کی بیگمات کی وجہ سے کشیدگی ہوگئی تھی۔ جب ایک روز میر عشق کا ذکر آیا تو فرمانے لگے'' میں عشقؔ کو خوب جانتا ہوں۔ ان کو پہلے۔ ایک بات نکالنا اور پھر رونا دھونا خوب آتا ہے۔ پھر میر تقی میرؔ کے یہ شعر پڑھے۔

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال   ہر جگہ اس کی اک نئی ہے چال
کہیں آنسوؤں کی روایت ہے   کہیں یہ خونچکاں حکایت ہے

تقلید طرز مرثیہ۔ بعض افراد نے میر انیسؔ کو میر ضمیرؔ کا متبع کہا ہے۔ان لوگوں نے مرثیہ کا ڈھانچہ جو مسدس ہیئت میں میر ضمیرؔ کے دور میں اس کے مختلف اجزا کے ساتھ تیار ہو چکا تھا اس کو طرز ضمیرؔ سمجھ کر ان کے اس شعر کو اس کی سند بنائی ہے ۔

دس میں کہوں سو میں کہوں یہ ورد ہے میرا
جو بھی کہے اس طرز میں شاگرد ہے میرا

لیکن یہاں طرز سے مراد ہیئت مرثیہ یا اجزائے مرثیہ نہیں بلکہ مرثیہ کی داخلی ساخت ہے۔چنانچہ جن افراد نے میر ضمیرؔ کے مرثیوں کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ضمیرؔ کے طرز میں مرثیہ کا چہرا اور سراپا تخیل کی بلندی، معنی آفرینی اور استعاروں کی نمایش ہوتا ہے جب کہ میر انیسؔ کا طرز بیان اس سے بہت جدا ہے۔

اِسی لئے تو میر انیسؔ نے کہا تھا:

جدّ و آبا کے سوا اور کی تقلید نہ ہو لفظ مغلق نہ ہو گنجلک نہ ہو تعقید نہ ہو
طرز کلام میں یہ فصاحت جو آئی ہے
اجداد باوقار سے میراث پائی ہے

ایک مرثیے میں فرماتے ہیں ۔

خلق میں مثل خلیق اور تھا خوش گو کوئی کب نام لے دھولے زباں کوثر وتسنیم سے جب
بلبل گلشن زہراؑ و علیؑ عاشق رب متبع مرثیہ گوئی میں ہوئے جس کے سب
ہو اگر ذہن میں جودت تو وہ موزونی ہے
اس احاطے سے جو باہر وہ بیرونی ہے

یہ طرز اسلوب انیسؔ اور ان کے خاندان کے لئے مخصوص تھی۔فرماتے ہیں۔

سچ ہے یہ طرز خاص کوئی جانتا نہیں
جو جانتا ہے اور کو وہ مانتا نہیں

تلامذہ ۔ جن افراد نے میر انیسؔ سے اپنے کلام پر اصلاح لی اور خواندگی مرثیہ سیکھی اُن میں مونسؔ نفیسؔ، رئیسؔ اور سلیسؔ کے علاوہ فارغؔ سیتاپوری، ذکیؔ لکھنوی، رفیقؔ لکھنوی قابل ذکر ہیں۔میر انیسؔ کے شاگردوں میں مونسؔ، نفیسؔ اور فارغؔ نے نام حاصل کیا۔فارغؔ کے صرف ایک مرثیہ پر انیسؔ کی اصلاح ہے۔فارغ نے ایک

مرثیہ 800 بند کا لکھا ہے۔

اقامت گاهیں ۔ میر انیسؔ گلاب باڑی فیض آباد میں پیدا ہوئے اور چالیس بیالیس سال کی عمر میں لکھنو تشریف لائے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ فیض آباد میں میر انیسؔ کا گھر محلّہ راٹھ حویلی جسے بنگلہ بھی کہتے ہیں واقع تھا۔ میر انیسؔ نواب امجد علی شاہ کے زمانے (1846ء) میں لکھنوآئے اور لکھنو کے مختلف محلوں میں سکونت پذیر ہوئے، جن میں شیدیوں کا محلّہ، سبزی منڈی، نخاس، پنجابی ٹولہ، منصور نگر، سبزی منڈی، عقب چوک اور محلّہ آئینہ سازاں مشہور ہیں۔

ذاتی امام باڑہ۔ میر انیسؔ نے 1271 ہجری میں اپنے پیسوں سے لکھنو میں گومتی کے کنارے خوبصورت عزاخانہ تعمیر کروایا تھا جس میں بیش قیمت تبرکات، علم پنکھے اور ضریح موجود تھے۔ مفتی میر عباس صاحب نے ایک پندرہ شعری فارسی قطعہ میں میر انیسؔ کی مدح اور اس امام باڑہ کی تاریخ اس طرح لکھی ۔

یکتائے عصر بیر علی آں کہ مثل او — نے چشم چرخ دید نہ گوش جہاں شنید
آن سید انیسؔ لقب عندلیب ہند — کا وصافِ او توان زمین و زمان شنید
ہر جا کہ خواند مرثیہ از بام و در تمام — گرسنگ خارا بود از ان ہم فغان شنید
سالِ بنالیش گشت رقم از سرالم — اینجا مدام نالۂ زہراؑ توان شنید

افسوس کہ میر صاحب اس عزاخانہ میں دو تین برس سے زیادہ مجلسیں نہ کر سکے۔ غدر میں گولہ باری کے اثر سے یہ امام باڑہ دوسری عمارتوں کے ساتھ منہدم ہو گیا اور اس کی تاریخ امام باڑہ کی قسمت بن گئی جہاں ہمیشہ حضرت زہراؑ کے رونے کی آواز سنی جائے گی۔

منبر پر نشست اور پڑھنے کا انداز ۔ معتبر چشم دید افراد کے قول کے مطابق میر انیسؔ منبر کے دوسرے زینہ پر بیٹھ کر مرثیہ پڑھتے تھے۔ بعض وقت وہ دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے تو لوگوں کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ وہ اوپر کے زینہ پر بیٹھیں۔ لیکن انہوں نے کبھی اسے پسند نہیں کیا۔ میر انیسؔ نہایت وقار اور ادب سے منبر پر بیٹھتے تھے اور پہلے نقش تصویر ہو کر چند منٹ تک چپ بیٹھے رہتے۔ مرثیہ پڑھتے وقت گھٹنوں پر سفید رومال ڈال لیتے۔ مرثیہ کے درمیان اگر ان کا حلق سوکھ بھی جاتا تو پانی نہیں پیتے تھے۔ ''حیات انیس'' میں امجد علی اشہری نے لکھا ہے کہ میر خلیقؔ منبر کے دوسرے زینہ اور میر انیسؔ منبر کے تیسرے زینہ پر بیٹھتے۔ لیکن دوسرے چشم دید افراد نے اس کی تائید نہیں کی۔

میر صاحب کا انداز مرثیہ خوانی بے نظیر تھا۔ جب وہ شعر پڑھتے تو شعر کی صورت بن جاتے تھے۔ یعنی شعر میں

جو جذبات ہوتے وہ مجسمہ کی صورت میں لوگوں کی نظروں کے سامنے آجاتے تھے۔ وہ چشم و آبرو کے اشارات اور تیور سے شعر کے جذبات بناتے تھے اور بہت ہی کم جسم کے کسی حصہ کو جنبش دیتے۔ شعر میں اگر غم خوشی حیرت غصہ، رحم، تعجب یا شجاعت کا ذکر ہوتا تو وہ اس کی تصویر بن جاتے۔ یہ طرز مرثیہ خوانی میر صاحب نے کسی سے سیکھا نہیں تھا بلکہ وہ خود اس کے موجد تھے اور یہ عطائے الٰہی تھی۔ چنانچہ امیر احمد علوی ''یادگار انیسؔ'' میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی شاگرد میر انیسؔ سے مرثیہ خوانی سیکھنے کی درخواست کرتا تو وہ اس سوال سے منغض ہو جاتے اور فرماتے ''یہ کیا سیکھے گا اور میں کیا سکھاؤں گا؟ بھئی یہ کچھ سیکھنے کا فن ہے؟

مولانا آزادؔ ''آب حیات'' میں لکھتے ہیں ''میر انیسؔ مرحوم کو میں نے پڑھتے ہوئے دیکھا، کہیں اتفاقاً ہی ہاتھ اٹھ جاتا یا گردن کی ایک جنبش یا آنکھ کی گردش تھی کہ کام کر جاتی ورنہ کلام سارے مطالب کے حق پورے کر دیتا تھا''۔

مولانا امجد علی اشہری مولف ''حیات انیسؔ'' لکھتے ہیں۔ میں نے میر انیسؔ کو پڑھتے ہوئے سُنا وہ فقط ابرو کے اشارے اور گردن کی حرکت سے کام لیتے تھے۔ اُن کے اعجاز وضاحت کے اظہار سے میری زبان قاصر ہے۔ آنکھوں نے جو دیکھا اس کے لئے زبان نہیں جو کچھ کہہ سکے۔ شیخ حسن رضا ''تردید موازنہ'' میں لکھتے ہیں کہ ''میر انیسؔ کے اندر مرثیہ خوانی میں افراط وتفریط کا نام نہ تھا بنوٹ اور تصنع کی ہوا تک نہ آنے پائی تھی۔ تیور اور اشارات مہذبانہ جیسے ان بزرگوں سے ادا ہوئے آج تک کسی غیر سے تو کیا ان کے خاندان میں کسی سے حتیٰ کہ ان کی اولاد سے بھی وہ شان اور وہ بات دیکھنے میں نہیں آئی''۔ خود میر انیسؔ اپنی خوش کلامی کے بارے میں ایک رباعی میں فرماتے ہیں۔

شہرہ ہو سو جو خوش کلامی کا ہے　　باعث مدح امامِ نامی کا ہے
میں کیا آواز کیسی، پڑھنا کیسا　　آقا یہ شرف تیری غلامی کا ہے

مولف حیات رشیدؔ، میر انیسؔ کے نواسے جناب پیارے صاحب رشید کی زبانی لکھتے ہیں کہ ''میر انیسؔ کا پڑھنا بہت مہذب تھا۔ وہ صرف آواز کے اتار چڑھاؤ اور اشارات سے کام لیتے تھے۔ شادؔ عظیم آبادی جنھوں نے میر صاحب کا شاہکار مرثیہ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' کو بیسویں بند سے عظیم آباد کے عاشور خانہ میں سُنا، لکھتے ہیں۔ میر انیسؔ ہال میں پورب کی طرف ایک چھوٹے سے سیاہ پوش منبر پر پڑھ رہے تھے۔

ع وہ دشت اور وہ خیمۂ زنگار گوں کی شان

وہ دشت کو سریلی بلند آواز میں ایسا کھنچا تھا کہ وسعت دشت آنکھوں میں پھر گئی۔ اللہ اللہ وہ لفظوں کا ٹھہراؤ وہ لب ولہجہ وہ لبوں پر مسکراہٹ غرض کس بات کو کہوں۔ اُس وقت میر انیسؔ کی جو بات تھی کلیجہ کے اندر اتری چلی جاتی

تھی۔ وہ میر انیسؔ ہی نہ تھے جن کو چند دنوں پہلے دیکھا تھا۔ پھر اور ہی ترکیب اور زیادہ مطبوع طریقہ سے منبر پر پڑھا۔ ع ''بیت العتیق، دیں کا مدینہ جہاں کی جان''۔ تعریفوں کا یہ عالم ہوا کہ لوگ تعریفیں کرتے کرتے کھڑے ہو جاتے اور میں آئینۂ حیرت بن گیا۔ تعریفوں کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک بند پانچ پانچ مرتبہ پڑھوایا جاتا تھا۔ غرض چہرے سے صف آرائی، رخصت، بین، شہادت پورا مرثیہ پڑھا۔ اخیر میں پسینہ میں شرابور ہو گئے۔ ٹوپی اور کپڑے تر ہو گئے۔ جسم میں چپک گئے۔ ہاتھ تھام کر منبر سے اتارے گئے اور آہستہ آہستہ اپنی فرودگاہ کی طرف بڑھے۔

سید باقر حسین جون پوری جنہوں نے بنارس میں میر انیسؔ کو پڑھتے سُنا تھا لکھتے ہیں ''جب میر صاحب منبر سے اترے تو آٹھ آٹھ آدمی فرش پر بے ہوش تھے'' صاحب یادگار انیسؔ 1915ء میں بسلسلۂ ملازمت بنارس میں مقیم تھے اور انیسؔ کی یہ مجلس وہاں کے بزرگوں کو یاد تھی اور بقول علوی صاحب میر صاحب کا اندازِ مرثیہ خوانی فراموش نہیں ہوا تھا۔ شاد عظیم آبادی کہتے ہیں میں نے جیسے جیسے کہرام دیکھے ہیں کیا بیان کروں۔ روتے روتے آٹھ دس آدمیوں کو غش آ گیا۔

مشہور ہے کہ میر انیس جب کوئی مقام رقت آمیز پڑھتے اور جوش گریہ سے بے چین ہو جاتے تو ضبط کی غرض سے نیچے کے ہونٹوں کو دانتوں میں دبا لیتے جس سے داہنی جانب کا رخسارہ متحرک ہو جاتا تھا۔ ان کا تو اس انداز سے یہی مقصود تھا کہ جوش گریہ سے آواز گلوگیر نہ ہو مگر قدرتاً یہ دلفریب ادا دل کو بے تاب کر دیتی۔ رزم پڑھتے وقت چہرے پر جذبات کے نقوش یوں ظاہر ہوتے کہ چہرے کی جھرّیاں مٹ جاتی اور چہرے کی رگ وپے میں خون کا دورہ اس قدر رہوتا کہ چہرہ پر جوانی کے آثار نمودار ہو جاتے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

جو ہر شناس تیغ زبان منہ ادھر کریں　　تیزی کو حرف حرف کی مدِّنظر کریں
دشمن ہزار سینے کو اپنے سپر کریں　　مصرعے وہ جاں گزا ہیں کہ ٹکڑے جگر کریں
بیتوں میں ذوالفقار کی سب آب تاب ہے
بین السطور تیغِ حسینؑ کی آب ہے

رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی　　بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی
یہ شرط ہے کہ نہ دعویٰ کروں طلاقت کا　　کسی کی تیغ جو بڑھ کر مری زبان سے چلے

شمس العلما مولانا ذکا اللہ صاحب سابق پرنسپل عربی کالج الہ آباد بیان کرتے ہیں ''جب میں الہ آباد کی میر انیسؔ کی مجلس میں پہنچا تو عالی شان مکان آدمیوں سے بھر چکا تھا۔ اس لئے میں کھڑا ہو کر سننے اور دور سے ٹکٹکی باندھ کر

میر انیس کی صورت اور ان کے ادائے بیان کو دیکھنے لگا۔ میر انیسؔ بڈّھے ہو چکے تھے۔ مگر ان کا طرز بیان جوانوں کو مات کرتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ منبر پر ایک کل کی بڑھیا بیٹھی لڑکوں پر جادو کر رہی ہے۔ جس کا دل جس طرف چاہتی ہے پھیر دیتی ہے اور جب چاہتی ہے ہنساتی ہے اور جب چاہتی ہے رُلاتی ہے۔ میں اس حالت میں دو گھنٹے کھڑا رہا۔ میرے کپڑے پسینہ میں تر ہو گئے اور پاؤں خون اترنے سے شل ہو گئے۔ مجھ کو یہ بات محسوس نہ ہوئی۔ اس سے زیادہ دلچسپ محویت کیا ہوگی' پیری کے ضعف اور ناتوانی میں بھی وہ زور بیانی تھا کہ خود فرماتے ہیں۔

گو پیر ہوں، پر زور جوانی ہے ابھی تک سوکھے ہوئے دریا میں روانی ہے ابھی تک
دنداں نہیں، پر تیز بیانی ہے ابھی تک قبضے میں وہ تیغ صفاہانی ہے ابھی تک

گھٹا زور مشق سخن بڑھ گئی
ضعیفی نے ہم کو جواں کر دیا

سید آغا میر جو مرثیہ خوانی میں میر انیسؔ کے شاگرد تھے کہتے ہیں "میر انیسؔ کی آواز میں جو دل کشی تھی وہ کسی انسان کا کیا کسی خوش الحان اور کسی باجے کی آواز میں نہیں۔ وہ بعض اوقات کمرہ بند کر کے اپنے دادا میر حسنؔ کی مثنوی بلند آواز میں پڑھتے تھے تو راہ گیر کھڑے ہو کر دیر تک سُنا کرتے تھے۔

شیخ حسن رضا مظفر پوری مرزا دبیرؔ کے طرف داروں میں تھے۔ انہوں نے مولانا شبلیؔ کے موازنۂ انیسؔ و دبیر کی رد میں ایک رسالہ "تردید موازنہ" لکھا جس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:-

"بس فصاحت کلام اور پڑھنے کا ڈھنگ میر انیسؔ مرحوم کے ساتھ ساتھ راہی جنت ہو گیا۔ نہ قبل کوئی ایسا گزرا ہے میرے قیاس میں نہ آیندہ کوئی ہوگا" (تردید موازنہ، مطبع تصویر عالم لکھنؤ)۔

شریف العلماء مولوی سید شریف حسین اپنے مکتوب میں حیدر آباد سے لکھتے ہیں "حقیقت یہ ہے کہ میر انیس کا پڑھنا دلوں کیلئے مقناطیس ہے۔ آج آپ نے چند شعر پڑھے تھے۔ یہاں تک کہ نافہم لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے۔ اہل فن کا کیا ذکر"۔ سید انور حسین آرزو لکھنوی اپنے والد ذاکر حسین یاسؔ کا بیان یوں نقل کرتے ہیں کہ "جب میر انیسؔ نے یہ مصرعہ پڑھا۔ "صحرا زمرّدی تھا پھریرے کے عکس سے" تو مرثیہ کو اس طرح ذرا پلٹ دیا کہ پھریرے کا لہرانا آنکھوں کے سامنے آگیا"۔ مرزا دبیر کے شاگرد سید فرزند احمد صفیر بلگرامی کا بیان ہے کہ جب میر انیسؔ نے ذیل کی بیت

ساتوں جہنم آتش فرقت میں جلتے ہیں
شعلے تری تلاش میں باہر نکلتے ہیں

اس انداز سے پڑھی تو گویا مجھے شعلے بھڑ کتے ہوئے دکھائی دینے لگے اور میں ایسا محو ہو گیا کہ اپنے تن من کا ہوش نہ رہا۔ احسنؔ لکھنوی لکھتے ہیں۔ جب میر انیسؔ نے یہ مصرع پڑھا ہے۔ ''دانتوں میں شجاعان عرب ڈاڑھیاں دابے'' تو مرثیے کو زانو پہ رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ڈاڑھی کے قریب لا کر اس طرح گردش دی اور ہونٹوں میں فرضی ڈاڑھی کو دبایا کہ یہ معلوم ہوا کہ پوری تصویر کھینچ رہے ہیں۔

پروفیسر ادیبؔ لکھتے ہیں کہ میر انیسؔ نہایت خوش آواز تھے اور جتنے خوش آواز تھے اُس سے زیادہ کہیں خوش بیان تھے۔ خوش آوازی اور خوش بیانی کے علاوہ تقریر کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ مقرر کی آواز کا اتار چڑھاؤ چہرے کا تغیر، آنکھوں کی گردش، اعضا کی حرکت یہ سب چیزیں موقع و محل کے مناسب ہوں۔ اس طرح تقریر کے ہر لفظ کا صحیح مفہوم سامعین کے ذہن نشین ہو جاتا ہے اور بہت کچھ جو لفظوں سے ادا نہیں ہو سکتا وہ بیان کے انداز سے ادا ہو جاتا ہے۔ انیسؔ مرثیہ اس طرح پڑھتے تھے کہ کلام کا اثر بدرجہا بڑھ جاتا تھا۔ ایک ایک اشارے سے واقعات کی تصویر کھینچ دیتے تھے۔ بڑے بڑے لوگ ان کا پڑھنا سن کر مبہوت و متحیر ہو جاتے۔ عام طور سے مسلّم ہے کہ میر انیسؔ کا سا مرثیہ پڑھنے والا آج تک پیدا نہیں ہوا۔

منتخب مجالس۔ جب میر انیس نے غزل گوئی سے ہٹ کر سلام اور مرثیہ نگاری شروع کی تو سب سے پہلے اپنے گھر کی زنانی مجلس کے لئے سلام اور کچھ مرثیے کے بند کہے۔ ابتدا میں انہوں نے رباعیات، سلام اور چند مرثیے لکھ کر اپنے باپ اور چچا میر خلیقؔ کو بھی دکھائے تھے۔ اس کے علاوہ تحت اللفظ پڑھنے کی بھی گھر میں مشق کر لی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب لکھنو میں ایک طرف ناسخؔ اور آتش کا مشاعروں میں چرچا تھا تو دوسری طرف ضمیر، خلیق، فصیح اور دلگیرؔ کی مرثیہ گوئی کی دُھوم مچی تھی۔ میر خلیق میر انیسؔ کو بعض مجالس میں لے جاتے جہاں وہ بڑے متانت اور تمکنت کے ساتھ منبر کے قریب بیٹھ کر ان بزرگوں کے مرثیوں کو سنتے۔ اسی دوران حاضرین مجلس میر انیسؔ سے ان کی مرثیہ گوئی کے بارے میں دریافت کرتے۔

پہلی مجلس۔ انیسؔ کی پہلی مجلس کے بارے میں لوگوں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں انہوں نے قیاس آرائیوں سے کام لیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انیسؔ کی پہلی مجلس اکرام اللہ خان کے امام باڑے میں واقع ہوئی جس میں میر خلیق اور میر ضمیر پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن دونوں بزرگوں کی رائے سے انیسؔ نے یہاں مجلس پڑھی۔ شروع میں انہوں نے ذیل کی رباعی پڑھی تھی۔

بالیدہ ہوں وہ اوج مجھے آج ملا ظل علم صاحب معراج ملا
منبر پہ نشست سر پہ حضرت کا علم اب چاہئے کیا تخت ملا تاج ملا

لیکن ڈاکٹر اکبر حیدری اپنی کتاب ''باقیات انیسؔ'' میں لکھتے ہیں کہ:

''نجات حسین خان عظیم آبادی 1259 ہجری (مطابق 1843ء) میں بادشاہ امجد علی شاہ (متوفی 1846ء) کے ابتدائی عہد میں وارد لکھنو ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے سفر نامہ میں میر انیسؔ کی ایک مجلس کا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ کتاب فارسی میں ہے اور ہنوز غیر مطبوعہ۔ اس کا نام ''سوانح لکھنو'' ہے۔ اس کا ایک نسخہ ڈاکٹر نیر مسعود کے پاس محفوظ ہے۔ نجات حسین کے بیان کا خلاصہ اور ترجمہ یہ ہے:۔

''مجھے 26 ربیع الاول 1259ھ جمعرات کو میر انیس کی مجلس سننے کا اشتیاق ہوا۔ میں مصطفیٰ خان کے امام باڑے میں گیا۔ جو میرے گھر سے بہت دور تھا۔ مجلس لوگوں سے چھلک رہی تھی۔ پہلے ایک شخص نے منبر پر فضائل اہلبیت اور حدیث خوانی کی۔ بعد آں میر انیسؔ نے بکمال فصاحت و بلاغت و متانت مجلس پڑھی۔ حاضرین و سامعین پر رقت کا غلبہ طاری ہوا۔ مجلس کے دوران ہر فرد واحد کی زبان سے واہ وا اور سبحان اللہ کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ ان کے کلام کی جس قدر تعریف کی جائے اس میں مبالغہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس فن میں وہ مرزا دبیرؔ سے آگے ہیں''

غالباً نجات حسین پہلے شخص تھے جنہوں نے میر انیسؔ کا ذکر سب سے پہلے ''سوانح لکھنو'' میں کیا تھا۔ ان کے بیان کی تائید نوبت رائے نظر سے بھی ہوتی ہے کہ میر انیس نے پہلی مجلس مصطفیٰ خان نامی ایک بزرگ کے یہاں تحسین گنج میں پڑھی تھی۔ البتہ تاریخ کے بارے میں وہ خاموش ہیں۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انیسؔ سے بہت پہلے دبیرؔ لکھنو میں مرثیہ گوئی کا سکہ جما چکے تھے۔ اس کی کئی شہادتیں موجود ہیں۔ دبیرؔ کے کمال فن کا ذکر رجب علی بیگ سرورؔ نے 1245ھ میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''فسانۂ عجائب'' میں باکمال مرثیہ گویوں کے ساتھ کیا تھا۔ غالبؔ نے تو مرثیہ گوئی کے فن میں دبیرؔ کے آگے ہتھیار ڈال دئے تھے۔ انیس نے جب لکھنو میں مجلس پڑھنا شروع کی تو ان کی زیادہ تعریف ہونے لگی۔ اس طرح غزل کے پرانے شہسواروں یعنی ناسخ اور آتش کے مقابلے میں مرثیہ کے میدان میں انیسؔ اور دبیرؔ نے اپنے اپنے جوہر دکھلا دئے۔ یہاں تک کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پورا لکھنو دو گروہوں میں بٹ گیا۔ انیسؔ کے حامی انیسیئے اور دبیرؔ کے طرف دار دبیریے کہلانے لگے۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ دونوں عظیم شاعروں کا ایک جگہ جمع ہونا مشکل ہو گیا تھا۔

مجلس چھلم اھلیه میر ضمیر۔ مرزا دبیر کے استاد میر ضمیرؔ نے میر انیسؔ کی بڑھتی ہوئی

شہرت اور ان کے عروج کمال کو دیکھتے ہوئے اپنی اہلیہ کی مجلس چہلم میر انیسؔ سے پڑھوائی۔ اُس وقت میر انیسؔ کی عمر 45 سال تھی۔ اس مجلس میں تمام شہر کے امراء، روساء اور خاص و عام کے علاوہ خواجہ آتش اور شیخ ناسخ بھی موجود تھے۔ اس مجلس میں میر صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا جس کا مطلع ہے

آمد ہے کربلا کے نیستاں میں شیر کی

جب میر انیسؔ نے تلوار کی تعریف میں یہ بیت پڑھی

اشرف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے

شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے

تو خواجہ آتش جو پہلے ہی سے جھوم رہے تھے اور جن پر عالم وجد طاری تھا نصف قد سے کھڑے ہو گئے اور بلند آواز میں کہا۔ کون بے وقوف کہتا ہے کہ تم محض مرثیہ گو ہو واللہ تم شاعر گر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے ہی سر کیلئے موزوں بنایا گیا ہے۔ خدا مبارک کرے۔

میر انیسؔ کی ایک تاریخی مجلس

برہم ہے مرقع چمنستانِ جہاں کا

1272 ہجری

اس یادگار مجلس کے بارے میں اکثر و بیشتر لوگ ناواقف ہیں۔ اس لئے بعض لوگوں سے فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ مجلس کے مرقع کا فوٹو غالباً پہلی مرتبہ پروفیسر مسعود حسن ادیبؔ مرحوم کی کتاب ''روح انیسؔ'' کے پہلے ایڈیشن مطبوعہ ہندوستانی پریس الہ آباد 1931ء میں چھپا تھا۔ ادیب نے امام باڑہ اور مجلس کے پس منظر کے بارے میں تصویر کے نیچے کوئی رائے زنی نہیں کی تھی۔ فوٹو کا عکس دوسری مرتبہ ماہ نو کراچی انیس نمبر اضافی شمارہ 1974ء میں چھپا۔ اس کے نیچے کسی نے اپنی طرف سے یہ عبارت درج کی:

''محل شاہی میں میر انیسؔ مجلس پڑھ رہے ہیں۔ ان کی تکریم کے لئے تاجدار اودھ واجد علی شاہ مورچھل لئے بازو میں استادہ ہیں''

مجلس کی یہی تصویر تیسری بار ایک اور رسالہ ''دبستان انیسؔ'' راولپنڈی مطبوعہ دسمبر 1974ء میں چھپی تھی۔ اس کے نیچے ذیل کی عبارت موجود ہے:-

''حیدرآباد دکن میں ایک مجلس۔ میر انیس منبر پر۔ میر مونسؔ کھڑے ہوئے ہیں''

ہم ذیل میں ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری کے اس مضمون کا خلاصہ حتمی فیصلے کے لئے درج کرتے ہیں جو مشہور شاعر اور ممتاز صحافی جناب حسین انجم کے مقتدر ادبی رسالہ ''طلوع افکار'' کراچی بابت جولائی واگست 1998ء میں ''انجمن'' کے زیر عنوان شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر حیدری لکھتے ہیں کہ:-

''اصل واقعہ یہ ہے کہ لکھنؤ کے ایک پرانے محلے''احاطہ مرزا علی خان (مرزا صاحب نواب سالار جنگ اور بہو بیگم صاحبہ کے چھوٹے بھائی تھے) میں شہزادی بتولی بیگم صاحبہ کا شاندار امام باڑہ اب تک خستہ حالت میں موجود ہے۔ میں نے یہ آج سے 35 سال قبل اچھی حالت میں دیکھا تھا۔ شاہی زمانہ سے ہی میر انیس یہاں پڑھتے تھے۔ مجلس کا انتظام داروغہ محمد خان کے ہاتھ میں رہتا تھا۔ بتولی بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد ان کے نواسے اور نواب امین الدولہ بہادر وزیر کے پر پوتے نواب خادم حسین خان المعروف نواب سن10ء (جو ہماری اہلیہ کے سگے نانا تھے) امام باڑے کے مالک اور وارث ہوئے۔ ان کا انتقال 1963ء میں کراچی میں ہوا۔ مشہور معروف مرثیہ گو جناب ساحر لکھنوی مدظلہٗ موصوف کے بھانجے ہیں۔ راقم حروف نے عرصہ ہوا کہ نواب 10ء کے بھتیجے پیارے نواب صاحب سے ملاقات کی۔ موصوف امام باڑے کے حصہ دار تھے۔ اس وقت اس کی حالت غنیمت تھی اور صحنچیاں بھی موجود تھیں۔ نواب صاحب نے کہا کہ انیس تاحیات امام باڑے میں ہر مہینے کی 23 کو پڑھتے تھے۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ امام باڑے کا ایک مرقع (قلمی تصویر) ان کے پاس موجود تھا جو راجہ صاحب محمود آباد نے ان سے حاصل کیا تھا۔ دوسرے دن میں مہاراجکمار آف محمود آباد امیر محمد حیدر خان مرحوم سے ملا۔ اوران سے مرقع کے بارے استفسار کیا۔ موصوف نے مجھے وہ قدآدم مرقع دکھایا جس کے نیچے 1272ہجری کی تاریخ پڑی تھی''۔

مرقع کا ایک فوٹو امیر الدولہ راجہ امیر حسن خان (م1905ء) والی محمود آباد کی تعمیر کردہ پبلک لائبریری قیصر باغ کے البم میں بھی راقم نے دیکھا تھا۔ البم میں لکھنؤ کی شاندار شاہی عمارات کی تصویریں موجود تھیں جن کا اب کہیں نام ونشان نہیں ملتا ہے۔ غالبًا ادیبؔ مرحوم نے البم والے فوٹو کا ہی عکس ''روح انیس'' میں شائع کیا تھا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ میر انیسؔ نے بتولی بیگم صاحبہ کے امام باڑے میں جو مرثیہ پڑھا تھا وہ جان عالم واجد علی شاہ کی معزولی کے بعد ہی تصنیف کیا گیا تھا۔ یہ 97 بند پر مشتمل تھا۔ اس کے کئی نسخے مہاراجکمار صاحب مرحوم کے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہیں۔ ایک 22 ذی الحجہ 1272 ہجری (مطابق 24 اگست 1856ء) اور دوسرے پر

1288ہجری (1871ء) کے ترقیمے موجود ہیں۔ یاد رہے کہ سلطان عالم واجد علی شاہ فروری 1856ء میں معزول کر کے کلکتہ جیل میں ڈال دیے گئے تھے۔

مجلس کے مرقع میں جو صاحب منبر کے پاس کھڑے ہیں اور جنہیں لوگوں نے غلطی سے واجد علی شاہ اور میر مونس قرار دیا ہے وہ دراصل ''واقعات انیسؔ'' میر احسنؔ لکھنوی کے والد گرامی اور نواب مرزا شوقؔ لکھنوی کے داماد میر حسن علی ہیں۔ احسنؔ لکھنوی واقعات انیس میں مقبرۂ انیسؔ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''جس وقت سے کہ میر انیس مرحوم نے اس اراضی کو اپنے خاندانی مزاروں کیلئے حسب ضابطہ گورنمنٹ سے مستثنیٰ کرالیا ہے اس کے اندر مقبرہ کے طور پر ایک چھوٹا سا کمرہ بنایا گیا ہے جس میں چند قبریں ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ اس کمرے میں میر انیسؔ مرحوم کی قبر کے سرہانے ایک مجلس کا مرقع بھی لگا ہوا تھا جسے داروغہ محمد خان نے میرے والد مرحوم کے انتظام سے تیار کروایا تھا۔ مرقع عہد شاہی کی فن تصویر کشی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ میر محمد علی صاحب مصور نے بڑی جانکاہی سے کھینچا ہے۔ منبر کے قریب داہنی جانب میرے والد مرحوم کھڑے ہیں۔ میر صاحب کے ہاتھ میں جو مرثیہ ہے اس پر یہ مصرعہ لکھا ہے

برہم ہے مرقع چمنستان جہاں کا

ذیل میں مرثیے کا مطلع اور مقطع پیش کئے جاتے ہیں۔ سلطان جہاں اور جان جہاں اور دوسری ترکیبیں قابل غور ہیں۔

*برہم ہے مرقع چمنستانِ جہاں کا ہوتا ہے سفر خلق سے سلطانِ جہاں کا
سائے میں ہے تیغوں کے بدن جانِ جہاں کا جنات میں ماتم ہے سلیمانِ جہاں کا
مضطر ہیں ملک شور تظلّم ہے فلک پر
آہِ دلِ زہراؑ سے تلاطم ہے فلک پر

خاموش انیسؔ اب کہ تڑپتا ہے دلِ زار فریاد کی کانوں میں صدا آتی ہے ہر بار
موجود ہے روحِ حسنؑ وحیدرؑ کرار اس مرثیے کا دیں گے صلا احمدؐ مختار
تاثیر ہر اک بند کی خالی نہ سمجھنا
مضمون کتابی ہے خیالی نہ سمجھنا

*بعض لوگوں نے غلطی سے بتولی بیگم صاحبہ کے امام باڑے کو داروغہ محمد خان کا امام باڑہ کہا ہے۔

مجلس سرائے معالی خان۔ یہ مجلس سرائے معالی خان میں 1261ھ (مطابق 1845) میں ہوئی۔ میر انیس مجلس پڑھنے سے پہلے خواجہ آتش کے گھر گئے اور کہا کہ مجلس آپ کے گھر کے قریب ہے اگر آپ شرکت فرمائیں تو مجھے اپنے کلام کی داد مل جائے گی۔ اس مجلس میں انیس نے جو مرثیہ پڑھا اس کا مطلع ہے۔

بخدا فارس میدان تہور تھا حر

جب انیس نے یہ بیت پڑھی ؎

سخن حق کی طرف کانوں کو مصروف کرو
شور باجوں کا مناسب ہو تو موقوف کرو

تو خواجہ آتش کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے واہ اب اس سے زیادہ ترقی مرثیہ کی کیا ہو گی۔ بعدِ مجلس میر انیس کے پاس گئے اور کہا کہ بھئی اس میدان میں تمہارا سامنا کوئی نہیں کر سکتا۔

مجلس میاں مداری۔ میاں مداری لکھنو کے بااثر شخص تھے۔ انہوں نے کسی نواب صاحب کے سامنے میر انیس کی تعریف کی کیوں کہ نواب صاحب طرفدار دبیر تھے۔ بگڑ کر کہنے لگے میر انیس رخصت اور بین کہہ لیں مگر رزم مرزا دبیر کا حصہ ہے۔ مداری صاحب نے کہا اس سال، آپ ہمارے یہاں آ کر مجلس سنیے، پھر انہوں نے میر انیس سے قصہ بیان کر کے رزمیہ مضامین باندھنے کی خواہش کی۔ ادھر نواب صاحب نے مرزا صاحب کی مجلس کی تاریخ مداری صاحب کی مجلس سے ایک دن قبل مقرر کر کے مشتہر کر دیا۔ انہوں نے بھی مرزا صاحب سے رزمیہ مضامین پڑھنے کی خواہش کی۔ چنانچہ مرزا دبیر نے جدت میں پچیس 25 بند صنعت مہملہ میں تصنیف کئے۔ غرض مرزا صاحب نے مجلس ایسی پڑھی کہ سارے لکھنو میں دھوم مچ گئی۔ دوسرے دن تمام شہر معرکہ کا دوسرا رُخ دیکھنے کیلئے میر انیس کی مجلس میں جمع ہوا۔ جہاں میر صاحب نے مرثیہ ''شمشاد بوستان رسالت حسین ہے'' پڑھا۔ مجلس کی یہ حالت ہوئی کہ لوگ تھک تھک گئے اور خود نواب صاحب نے میر انیس سے مصافحہ کر کے کہا کہ میں ابھی تک غلطی پر تھا آپ کا جواب نہیں۔

مسجد چوک کی مجلس۔ میر انیس نے خفا ہو کر تین سال لکھنو میں مرثیہ نہیں پڑھا۔ لوگ میر صاحب کے سُننے کیلئے بڑے بے چین تھے۔ چنانچہ عجز اور تدبیر سے مسجد چوک میں میر صاحب کو پڑھوایا گیا جس میں سارا شہر ٹوٹ کر آیا تھا۔ جو مرثیہ میر صاحب نے پڑھا اس کا مطلع ہے

''جب باغ جہاں اکبر ذی جاہ سے چھوٹا''۔

میر انیس چالیس بیالیس سال کی عمر میں فیض آباد سے آ کر لکھنو میں مقیم ہوئے تو واجد علی شاہ کے دور تک لکھنو

سے باہر نہیں گئے۔ لکھنو پر جب برطانوی حکومت قابض ہوگئی تو انیسؔ عظیم آباد، بنارس، الہ آباد، کانپور اور حیدرآباد دکن میں مجلسیں پڑھنے لگے۔

مجالس عظیم آباد۔ میر انیسؔ چار سال 1859,1860,1861 اور 1862 میں عظیم آباد تشریف لے گئے۔ تین سال آپ نواب قاسم علی خان اور آخری بار ان کے فرزند کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ میر مونسؔ بھی جاتے تھے لیکن ایک سال تینوں بھائی عظیم آباد گئے۔ چنانچہ پہلے مونسؔ پھر انیسؔ اور آخر میں میر انیسؔ نے مرثیے پڑھے۔ میر انیسؔ نے اپنا شاہکار مرثیہ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' عظیم آباد میں 1859 میں پڑھا تھا۔ یہ سال اختلاف کا شکار ہوگیا ہے۔ اس لئے تحقیق طلب ہے

الہ آباد کی مجلس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اب حیدرآباد کی مجلس کا حال سماعت فرمادیں۔

میر انیسؔ حیدر آباد میں۔ 1871ء میں حیدرآباد دکن کے رئیس نواب تہور جنگ بہادر نے انیسؔ کو حیدرآباد آنے کی دعودت دی۔ یہ دعوت ارسطو جاہ مولانا مولوی رجب علی صاحب جگراؤں کے فرزند شریف العلما مولوی شریف حسین صاحب جو حیدرآباد میں ناظم عدالت تھے کے ذریعہ اور مولانا سید حامد حسین مجتہد العصر لکھنو کے توسط سے دی گئی تھی۔ نواب تہور جنگ جانتے تھے کہ شریف حسین صاحب سے میر انیس کے تعلقات مربوط ہیں اور مولانا حامد حسین صاحب قبلہ سے خود تہور صاحب کی ملاقات سفر حج کے دوران ہوئی تھی۔ میر انیسؔ کے حیدرآباد کے سفر کے تعلق سے ''حیات انیس'' میں امجد علی اشہری، ''واقعات انیس'' میں احسن لکھنوی، پروفیسر ادیب ''میر انیس کے حیدرآباد کے سفر کا روزنامچہ'' اور ڈاکٹر رشید موسوی نے ''دکن میں مرثیہ اور عزاداری'' مین تفصیل سے واقعات لکھے ہیں۔ مولوی شریف حسین کے پوتے سید آغا حسن صاحب نے رسالہ ہمایوں لاہور بابت 1940ء میں مولوی شریف حسین صاحب کے سترہ خطوط جو وہ میر انیسؔ کے حیدرآباد کے قیام کے دوران اپنے بڑے بھائی کو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے لکھتے رہے شائع کئے۔ یہ خطوط بیشتر فارسی میں ہیں اور چند اُردو میں۔ ایک خط میر انیسؔ کا ہے جو انہوں نے 4 اپریل 1871 کو حیدرآباد سے میر مونسؔ کے نام لکھا تھا۔ ایک خط میر مونس کا ہے جو انہوں نے میر انیسؔ کے عقیدت مند حکیم سید علی بنارسی کے نام بھیجا تھا۔ اسی سفر کی یادگار ہیں۔ نواب تہوّر جنگ کے فرزند نواب عنایت جنگ بہادر کے مستند بیانات جو انہوں نے ڈاکٹر رشید موسوی کو دئے اور جن میں انہوں نے بعض واقعات کی تائید نہیں کی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر چہ انہوں نے انیسؔ کو خود نہیں دیکھا۔ لیکن ان کے حوالات کو تفصیلی اپنے والد مرحوم سے سنا تھا۔ بہر حال جگر جگر است دیگر دیگر است۔

میر انیسؔ 10 مارچ 1871 سے 15 اپریل 1871ء تک حیدر آباد میں رہے۔ 13 مارچ سال مذکور کو مولانا شریف حسین صاحب لکھتے ہیں کہ الحمداللہ جناب میر انیسؔ 18 ذی الحجہ کو عید غدیر کے دن شام کے قریب یہاں پہنچ کر اس شہر کے لئے اس آیت کے مصداق ہو گئے۔ الیوم اکملت لکم دینکم وَ اَتمَمتُ علیکم نِعمتی۔ پھر 23 محرم کے خط میں لکھتے ہیں "جناب میر انیسؔ صاحب کل یہاں سے روانہ ہوں گے" خلاصہ یہ کہ یہاں سے بہت خوش گئے ہیں۔ پہلی محرم کو انہوں نے مرثیہ سنانے سے پہلے یہ رباعی پڑھی۔

اللہ و رسولؐ کی امداد رہے سر سبز یہ شہر فیض بنیاد رہے
نواب ایسا رئیس اعظم ایسے یا رب آباد حیدر آباد رہے

پھر "مرثیہ ع بخدا فارس میدان تہور تھا حُرؑ" پڑھا۔ جب مرثیہ شروع ہوا تو ایک سماں بندھ گیا اور چاروں طرف واہ وا کا شور بلند ہوا۔ میر صاحب کمزوری اور کسالت کی وجہ سے چودہ بند سے زیادہ نہ پڑھ سکے۔ میر انیسؔ نے پورے دس دن یکم محرم سے عاشور تک مسلسل مجالس پڑھیں مولوی شریف حسین صاحب لکھتے ہیں کہ میر انیسؔ ضعف پیری اور ضعف مرض کے باوجود ہر روز مرثیہ پڑھتے ہیں۔ جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو عرض نہیں کر سکتا ہوں۔ سارا حیدر آباد مشتاق بلکہ "انیسیہ" ہو گیا ہے۔ کسی مجلس میں پانچ ہزار سامعین سے کم نہ تھے۔ یہاں کے معمر لوگ کہتے ہیں کہ سو برس سے ایسی مجلس اور ایسے مجمعے یہاں نہیں ہوئے۔ خاص کر نویں تاریخ کو میر صاحب نے ایک لاجواب مرثیہ پڑھا۔ مرثیہ ہے ع "جب خاتمہ بخیر ہوا فوجِ شاہ کا"

تہور جنگ بہادر نے پانچ ہزار روپے نقد نذرانہ دیا۔ اس کے علاوہ آمد و رفت کا خرچہ اور خلعت سے بھی سر فراز کیا۔ 4 اپریل 1871 کو میر مونسؔ کے نام خط میں میر انیسؔ لکھتے ہیں "انیسویں ذی الحجہ کو یہاں پہنچا۔ صبح نزلہ اور کھانسی ہو گئی اور شام کو بخار آ گیا۔ محرم کی ابتدا تک یہی حال رہا۔ پہلی تاریخ (محرم) کو پانچ ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ عجب حال زار سے مجلس میں پہنچا۔ چند بند آہستہ آہستہ پڑھے۔ فقط سید الشہداؑ کی تائید تھی کہ مجلس کا رنگ دگر گوں ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا لکھنو میں پڑھ رہا ہوں۔ پڑھنے کے بعد تمام مجلس جو امیروں اور دوسرے عقیدے کے لوگوں سے بھری ہوئی تھی میرے پاؤں پر گر پڑی۔ اس دن سے بخار کی شدت میں سات دن برابر پڑھتا رہا۔ روزانہ سات ہزار آدمیوں سے کم نہ ہوتے تھے اور نویں تاریخ کو مجلس کا حال کیا لکھوں۔ محرم کے بعد بھی کامل صحت نہیں ہوئی۔ روزانہ یہاں سے روانہ ہونے کا قصد کرتا ہوں لیکن لوگ نہیں چھوڑتے۔

آخری مجلس۔ "حیات انیسؔ" میں امجد علی اشہری لکھتے ہیں کہ میر انیس نے آخری مجلس نواب باقر علی

باڑے میں ہوئی۔ چہلم کی مجلس میں جب نفیسؔ نے انیس کی یہ رباعی پڑھی تو رونے کا کہرام مچا۔

دردا کہ فراق روح و تن میں ہوگا تنہا تن ناتواں کفن میں ہوگا
اس وقت کریں گے یاد رونے والے جس دن نہ انیسؔ انجمن میں ہوگا

اس وقت میرے پیش نظر ایک نادر و نایاب کتاب ''تذکرۂ میر انیس مرحوم'' مولفہ حاجی حفیظ الدین احمد مزاج دہلوی مطبوعہ 1907 شہر بنارس ہے۔ کتاب کے صفحہ 9 میں انیسؔ کے انتقال کے بارے میں امام حسینؑ کی بشارت عبارت ذیل میں درج کی گئی ہے۔

''جب لکھنو میں میر انیسؔ صاحب نے انتقال فرمایا تو بعض معتبر شخص روایت بیان کرتے ہیں کہ کربلائے معلیٰ میں مزار امام حسین علیہ السلام کے کلید بردار خادم کو بشارت ہوئی کہ ہمارے روضے کا قفل کھول دو۔ ہمارا ایک دوست آتا ہے۔ خادم نے اسی وقت حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب روضۂ مبارک کا دروازہ بند ہوگیا تب کلید بردار خادم قفل لگا کر واپس آیا۔ صبح کو کربلائے معلیٰ کی بستی کے تمام لوگ متحیر و متعجب تھے اور وہ تاریخ، دن اور وقت لوگوں نے لکھ چھوڑا۔ چند دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ ٹھیک اس تاریخ میں اس روز اس وقت لکھنو میں میر انیسؔ مداح و ذاکر خاص آل عباؑ نے اس دنیائے دوں سے انتقال فرمایا''

قاضی عبدالودود مجلّہ ''معاصر'' پٹنہ شمارہ ایک میں مضمون ''مرگ انیسؔ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ اودھ اخبار کی خبر کے مطابق حضرت مرزا دبیرؔ میر انیسؔ کی میت پر جا کر بہت روئے اور فرمایا ایسے معجز بیان، فصیح اللسان اور قدر دان کے اٹھ جانے سے اب کچھ لطف نہ رہا۔

بقول صاحب یادگار انیسؔ (مطبوعہ سرفراز پریس لکھنو 1957ء صفحہ 131) مرزا سلامت علی دبیرؔ نے ایک درد ناک تاریخ میر باقر سوداگر کے امام باڑہ (چوک) کی مجلس میں پڑھی۔ چشم دید شہادت ہے کہ مرزا صاحب تاریخ کے اشعار پڑھتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے تھے ؎

آسمان بے ماہ کامل، سدرہ بے روح الامین
طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیسؔ

پورے شعر سے 1874ء نکلتے ہیں۔ مصرعۂ ثانی سے 1291 ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ بیسویں صدی کے سب سے بڑے ''انیسیے'' سید مسعود حسن رضوی ادیبؔ نے دبیر کی یہ تاریخ لوح مزار انیسؔ پر کندہ کروائی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مرزا دبیر کا یہ قطعہ ۱۵ اشعر پر مشتمل ہے۔ ذیل کا شعر ہنوز غیر مطبوعہ ہے ؎

حیف شد تاریخ در چشم محبّانِ حسینؑ

نہ سپہر و مہر و ماہ و ہفت اختر بے انیسؔ

ہم مزید کچھ یادگار اور شاہکار مادہ تاریخ وفات انیسؔ یہاں درج کرتے ہیں۔

جلالؔ لکھنوی۔ انیسؔ بودہ بعالم چہ شاعر یکتا (1291ہجری)

جلالؔ لکھنوی۔ مرد ہے ہے سخن ورکامل (1291ہجری)

منشی اشرفؔ۔ انتخاب زمانہ بود انیس (1291ہجری)

سید محمد آلمؔ۔ سوئے ارم انیسؔ امام انام رفت (1291ہجری)

مونسؔ لکھنوی۔ گفتا اکمال نظم برباد (1291ہجری)

فارغؔ مرادآبادی۔ مرثیہ ہی ہوا تمام اے وائے (1291ہجری)

فارغؔ مرادآبادی۔ پنجے میں شیر مرگ کے آیا ببر علی۔ (1291ہجری)

آغا حجو شرفؔ لکھنوی۔ روح امیں عرش مبارک ہوا ہے انیسؔ (1291ہجری)

مشہور عالم دین میر محمد عباس نے میر انیسؔ ہی کی رباعی کے چوتھے مصرعے سے مرحوم کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

سال تاریخ بھی گویا کہ کلام ان کا ہے

''ہائے جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا'' (1291ہجری)

چونکہ مرزا دبیرؔ کا انتقال میر انیسؔ کے انتقال کے تین ماہ بعد 1292ھ (مطابق 1875ء) میں ہوا، اس لئے بعض شعراء نے دونوں کی تاریخیں ایک ہی مصرعے میں نکالیں۔

عاشقؔ لکھنوی۔ شد بہ جنت جناب میر انیسؔ بعدے چندے دبیرؔ عالی جاہ

از سر جوش و درد ہاتف گفت شدہ پیہم غروب مہر و ماہ

1874 - 1875

آغا شرفؔ لکھنوی۔ آنکھوں میں مرے جو یہ آنسو بھرے ہوئے لکھتا ہوں واقعہ میں انیسؔ و دبیرؔ کا

دو داغ دونوں کے سن رحلت میں اے شرفؔ

ہے ہے غم انیسؔ میں غم ہے دبیرؔ کا

1291 - 1292

ممتاز ادیب وخطیب جناب ضیاالحسن موسوی نے میر انیسؔ کی لاجواب تاریخ وفات انیسؔ کے ہی مشہور مصرعے سے نکالی ہے۔

اپنے بارے میں حسنؔ فرما گئے ہیں جو انیسؔ　　اس سے بہتر سالِ رحلت اور کیا ہوسکتا نہیں
اِک صدی کے بعد بھی تاریخ دیتی ہے صدا　　''جوہری بھی اس طرح موتی پرو سکتا نہیں''

95　9　7　7　1

''صدا'' کے 95 اعداد انیسؔ کے چوتھے مصرعے کے ساتھ ملائے تو سالِ وفات برآمد ہوگا۔

دوسرا باب

میر انیسؔ مشاہیرِ شعروادب کی نظر میں

ہم یہاں اُردوشعروادب کے عظیم مشاہیر کے بیانات جومیر انیسؔ کی قدردانی میں ہیں مختصر طور پر پیش کرتے ہیں:

مرزا غالبؔ۔ اُردوزبان نے انیسؔ اور دبیرؔ سے بہتر مرثیہ گو نہیں پیدا کئے۔ایسے مرثیہ گو ہوئے ہیں نہ آئندہ ہوں گے۔انیسؔ کا مرتبہ نہایت بلند ہے(یادگارغالب۔واقعات انیسؔ) میر انیسؔ کے مقابلہ میں دوسرے کا مرثیہ کہنا میر انیسؔ نہیں بلکہ خود مرثیہ کا منہ چڑھانا ہے آج دلی اور لکھنو میں میر انیس کی مرثیہ گوئی کو معجزۂ کلام مانا جاتا ہے(حیات انیسؔ۔امجداشہری)

شیخ ناسخؔ۔ایک دن ایسا آئے گا کہ ان کی زبان اوران کی شاعری کی عالم گیرشہرت ہوگی۔

خواجہ آتش۔: کون بے وقوف کہتا ہے کہ تم محض مرثیہ گو ہو۔ واللہ باللہ تم شاعرگر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے سر کے لئے موزوں بنایا گیا ہے۔خدا مبارک کرے۔بھئی اس میدان میں تمہارا سامنا ایک نہیں کرسکتا۔انیسؔ کے مرثیہ پر سیکڑوں غزلوں کے دیوان صدقے کئے جاسکتے ہیں۔

مرزا دبیر۔

تازہ مضمون نظم می فرمود در ہر بحر شعر   چشمۂ چشم شودہم چشم کو ثر بے انیسؔ

آسمان بے ماہ کامل سدرہ بے رح الامین   طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیسؔ

دبیرمیر انیسؔ کی میت پر جاکر روئے اور فرمایا ایسے معجز بیاں، فصیح اللسان اورقدردان کے اٹھ جانے سے اب کچھ زندگی میں لطف نہ رہا۔

محمد حسین آزادؔ: جس طرح انیسؔ کا کلام لاجواب تھا اسی طرح ان کا پڑھنا بے مثال تھا۔ان کے گھرانے کی زبان اُردومعلیٰ کے لحاظ سے تمام لکھنو میں سند تھی۔ان کے ذریعہ ہماری نظم کو قوت اورزبان کو وسعت حاصل ہوئی۔

مفتی میر عباس لکھنوی:

بود از قلم اش مایہ دکانِ حلاوت   می زد رقمش موج بہ دریائے سلاست

می ریخت زکلکش شکرو شیر فصاحت　　برخوانِ سخن بودٗ ازو شور ملاحت
تارفت ہمہ نعمتِ ایوان سخن رفت　　از رحلت او قدرت و امکان سخن رفت

الطاف حسین حالیؔ۔ الفاظ کو خوش سلیقگی اور شائستگی سے استعمال کرنے کو اگر معیار کمال قرار دیا جائے تو بھی میر انیس کو اُردو شعرا میں سب سے برتر ماننا پڑے گا۔ میر انیسؔ کے ہر نقطہ اور ہر محاورہ کے آگے اہل زبان کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ اگر انیس چوتھی صدی ہجری میں ایران میں پیدا ہوتے اور اسی سوسائٹی میں پروان چڑھتے جس میں فردوسیؔ پلا بڑھا تھا وہ ہرگز فردوسیؔ سے پیچھے نہ رہتے۔ رباعیؔ

اُردو گو راج چار سو تیرا ہے　　شہروں میں رواج کو بکو تیرا ہے
پر جب تک انیسؔ کا سخن ہے باقی　　تو لکھنو کی ہے لکھنو تیرا ہے
دلی کی زبان کا سہارا تھا انیسؔ　　اور لکھنو کی آنکھ کا تارا تھا انیسؔ
دلی جڑ تھی تو لکھنو اُس کی بہار　　دونوں کو ہے دعویٰ کہ ہمارا تھا انیسؔ

شیخ عبدالقادر۔ اڈیٹر مخزن لاہور، بابت دسمبر 1906ء

''میر انیسؔ مرحوم اس جہاں سے اٹھ گئی۔ مگر ان کا نام زندہ ہے اور جب تک اردو علم وادب اور اُردو دنیا میں بولی اور سمجھی جائے گی مرثیہ کو ہندوستان میں میر انیسؔ مرحوم اور ان کے معاصرین کے زمانے میں وہ عروج حاصل ہوا جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا''

> ''انیس کی شاعری میں علاوہ صداقت واثر کے شاعری کے دیگر لوازمات تمام وکمال پرائے جاتے ہیں۔ تشبیہہ واستعارہ کے وہ بادشاہ ہیں اور کبھی تشبیہہ کے معاملے میں اپنے چلتے کے دیگر شعراء کی تقلید میں صحتِ مذاق کا خون نہیں کرتے۔ بلکہ غیر معمولی نازک خیالی وحسن بیان کا ثبوت دیتے ہیں۔ کسی خوبصورت نوجوان کے رخ پر سبزۂ آغاز ہوتے دیکھ کر اس سے بہتر کیا تشبیہہ سوجھ سکتی ہے کہ

ع　　دیکھو نئی بہار کہ سبزہ ہے پھول پر

یا اس سے بہتر کیا مطالعۂ فطرت کا ثبوت ہوگا کہ خزاں کے موسم میں درختوں کے پتوں کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی جائے

ع　　پتے برنگ چہرۂ مدقوق زرد تھے

غرضیکہ اس قسم کی نازک خیالی کی مثالیں انیسؔ کے کلام میں سیکڑوں کیا ہزاروں دی جاسکتی ہیں۔ نازک خیالی

ان کا خاص جوہر تھا''

نوبت رائے نظرؔ۔ ''لکھنو میں سبزی منڈی کی پشت پر ایک سنسان مقام میں ایک مختصر سی عمارت نظر آتی ہے جس میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جو المیکؔ اور ہومرؔ، شیکپیئرؔ اور فردوسیؔ ایسے یگانہ آفاق شاعروں کا ہم پلہ تھا اور جس نے اُردو شاعری کو حدِ کمال تک پہنچا دینے میں ید بیضا دکھایا ہے۔ ہمارے نامور شعراء میں میر تقی میرؔ، مرزا محمد رفیع سوداؔ، شیخ امام بخش ناسخؔ، خواجہ آتشؔ اور مرزا غالبؔ اپنے اپنے رنگ کے موجد اور فرد کامل تھے۔ لیکن ان سب کملائے فن کی خوبیاں جن ذات واحد میں جمع ہو گئی تھیں وہ ''خدائے سخن'' انیسؔ تھے جنہوں نے مرثیہ کی ایک صنف میں تمام اصناف سخن کا جوہر کھینچ لیا تھا''

(مضمون۔ میر انیسؔ مغفور۔ مطبوعہ زمانہ کانپور، بابت فروری 1908ء)

مزاج دھلوی۔ '' کبھی کسی زمانے میں لوگ بگڑے شاعر کو مرثیہ گو کہا کرتے تھے۔ مگر میر انیسؔ سے موجد کی اختراعات وایجادوں نے بڑے بڑے شاعروں اور ملک اشعراء کے دم بند کر دئے اور فن مرثیہ گوئی کو اہم و دشوار اور سنگلاخ سے سوا سخت کر دیا۔ یہی باعث تھا کہ ہمعصر شعرائے ہندوستان نے متفق الزبان ہو کر کہہ دیا کہ بس حضور! حقیقی اور تحقیقی شاعر آپ ہیں۔ جیسا کہ فن مرثیہ گوئی کے بارے میں خود میر انیسؔ صاحب کا کلام ہے ؎

سبک ہو چلی تھی ترازوئے شعر
مگر ہم نے گیراں کر دیا

لیکن اللہ رے انکساری۔ جب کوئی سخن فہم آپ کی تعریف کرتا تو آپ کس محبوب بشرے سے فرماتے کہ بھائی شاعر کون ہے؟ میں تو دکھڑے (مصیبت) کا کہنے والا ہوں۔ وہ بھی خدا جانے جس طرح چاہئے ہوتا ہے یا نہیں'' (تذکرۂ میر انیسؔ مرحوم صفحہ 2۔3 از مزاج دہلوی 1907ء)

شبلیؔ نعمانی۔ میر انیس کے کمال شاعری کا بڑا جوہر یہ ہے کہ باوجود اس کے انہوں نے اُردو شعرا میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے اور سیکڑوں مختلف واقعات بیان کرنے کی وجہ سے ہر قسم ہر درجہ کے الفاظ ان کو استعمال کرنے پڑے۔ تاہم ان کے کلام میں غیر فصیح الفاظ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان کے کلام میں انسانی جذبات یا احساسات ایسے ہیں جہاں آکر انیسؔ کا اصلی جوہر کھلتا ہے اور یہیں ان کی شاعری کی حد ان کے ہم عصروں سے جدا ہوتی ہے۔ میر انیسؔ کا کلام شاعری کی تمام اصناف کا بہتر سے بہتر نمونہ ہے۔ ان کے کلام میں شاعری کی جس قدر اصناف پائی جاتی ہیں اور کسی کے کلام میں نہیں پائی جاتیں۔

اکبرؔ الہ آبادی۔ انیسؔ کے کلام پر غور کرنا ذوق فہمی، نکتہ سنجی اور زبان شناسی کا فائدہ دیتا ہے۔

شادؔ عظیم آبادی۔ ہر مرثیہ بلکہ ہر بند میں ایک لفظ کے مناسب دوسرا لفظ اس افراط و احتیاط سے لے آئے جس کی تعریف محال اور جسے دیکھ کر عقل گنگ ہوتی ہے۔ کہہ سکتا ہوں کہ قریب ایک لاکھ لفظوں کے جواہر اس خوب صورتی اور بے تکلفی سے چن کر بہ سلیقہ و ترتیب جمع کر لئے تھے کہ اب جو چاہئے اپنا دامن فکر بے کھٹکے بھر لے۔ فیاض مطلق کے دریائے فصاحت میں سے ایک ایسا در بے بہا نکلا جس کی زرق و شرق سے ہمالیہ کی اونچی چوٹیوں سے لے کر بے آف بنگال تک دفعتاً جگمگا اٹھا۔ وہ کون۔ میر انیس۔ بعض بعض سچے شعر میر تقی میرؔ کے اور اس کے بعد حقیقت کا انشائے راز کرنے والے اکثر فطرتی اشعار انیسؔ کے اگر پڑھے جائیں تو اُردو کا بینا کار اور انگریزی سے واقف کار شاید شیکسپئر سے پیچھے ان دونوں بزرگوں کو نہیں رہنے دے گا۔

اشھری۔ مناظر قدرت اور جذباتِ فطرت کی تصویر کھینچنے کا کمال اُردو شاعروں میں میر انیسؔ کا حصہ سمجھا جائے۔ میر انیسؔ کی شاعری میں ایک بڑا کمال یہ ہے کہ جس موقع پر جو الفاظ خاص اثر دے سکتے ہیں وہی الفاظ استعمال کرتے تھے۔ میں نے میر انیسؔ کو لکھنؤ میں مرثیہ پڑھتے دیکھا اُن کے اعجاز وضاحت کے اظہار میں میری زبان قاصر ہے۔ آنکھوں نے جو دیکھا اس کے لئے زبان نہیں جو وہ کچھ کہہ سکے اور زبان جو کچھ کہہ سکتی ہے وہ اس کی ان دیکھی بات ہے۔

احسنؔ لکھنوی۔ خدائے سخن میر تقی میرؔ کے چھ دیوانوں سے (۷۲) نشتر ارباب بصیرت نے انتخاب کئے ہیں اور میر انیسؔ کے ترکش میں کتنے تیر ہیں یہ آج تک کوئی شمار نہ کر سکا۔

حامد علی خان بیرسٹر لکھنوی۔ میر انیسؔ کی نسبت خدائے سخن سے کم درجے کے الفاظ بولنا سوءِ ادب ہے۔

امداد امام اثرؔ۔ شعرائے نامی یعنی ہومر ورجل اور فردوسیؔ میں ابوالشعرا ہومر ہی ہے۔ جس کے ساتھ میر صاحب کا موازنہ صورت رکھتا ہے۔ ورنہ ورجل جو ہومر کا متتبع ہے میر صاحب کا ہرگز ہم پایہ نہیں قرار دیا جا سکتا اور نہ اُن کی ہم پائیگی کا استحقاق فردوسیؔ کو حاصل ہے۔ میر صاحب کو فردوسیؔ ہند کہنا میر صاحب کی ایک بڑی ناقدر شناسی ہے۔ راقم کی دانست میں میر صاحب کی کریکٹر نگاری ہومر کی کریکٹر نگاری سے بڑھی معلوم ہوتی ہے۔ بلاشبہ وشک میر صاحب وہ الہامی شاعر ہیں کہ تائیدِ غیبی کے بغیر میر صاحب کا کمال کوئی بنی آدم پیدا نہیں کر سکتا۔ میر انیسؔ کا موید من اللہ ہونا ایک امر یقینی ہے۔

ڈپٹی نظیر احمد: آپ دیکھئے کہ حق تعالیٰ نے ایک اُردو شاعر انیسؔ کو کیسی قدرت عطا فرمائی اور اس کے قلب پاک کو کیا نور بخشا ہے کہ وہ خاصان خدا کے ارواح پاک کی باتوں کو اس پاک وصاف طریقے سے نظم کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے بلکہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہی ارواح پاک بول رہی ہیں اور بات بغیر الہام کے غیر ممکن ہے۔ اس لئے میری رائے میں اور شعراء دنیا میں آ کر اپنے کسب علوم سے نامور ہوتے گئے۔ لیکن میر انیسؔ وہیں سے شاعر بنا کر بھیجے گئے تھے اور مدارج اعلٰی پر فائز ہوئے۔

ڈاکٹر گراھم بیلی:

"Anis employed an enormous number of words but preferred a simple, easy and flowing style.His family is famous for the use of pure and idiomatic Urdu.He had a wonderful power of description.This is seen best when he depicts human feelings,especially pathos and bravery or scenes of nature and fighting.He writes as if he had been present himself on the occasion which he describes and as if the people had spoken the very words which he has put down"

(History of Urdu Literature (P.60) by Dr. Graham Baily)

نظم طباطبائی۔ میر انیسؔ کے مراثی پر تبصرہ کرتے ہوئے طباطبائی نے مراثی کی اہمیت اور خصوصیات کو اس طرح بیان کیا ہے: ''اس محفل میں یگانہ و بیگانہ، آشنا و نا آشنا، زباں داں و بے زباں سب اس کے مشتاق ہیں۔ کان اس آواز کو ڈھونڈتے ہیں جو دل دُکھا دے۔ آنکھ اُس رنگ کو پسند کرتی ہے جو کوئی سماں دکھا دے۔ خدا نے ہر انسان کو زبان اور زبان کو قوت بیان عطا کی ہے۔ لیکن ہر بیان مین سحر اور ہر زبان میں اعجاز نہیں ہوتا۔ ہر زمین سے خزانہ نہیں نکلتا۔ ہر بدلی سے مُن نہیں برستا۔ رونا ہنسا کس کو نہیں آتا۔ مگر کسی کے رونے میں موتی بکھرتے ہیں، ہنسنے میں پھول جھڑتے ہیں۔ بہت لوگوں نے چورنگ لگانے کی کبادہ کھینچنے کی مدتوں مشق کی ہوگی، مگر ایک شخص ہے کہ اس کا وار خالی ہی نہیں جاتا۔ نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ جو زبان سے نکلتا ہے دل میں اتر تا چلا جاتا ہے''۔ اس کے بعد نظم طباطبائی نے انیسؔ کا یہ مصرعہ پیش کیا

ع۔ جان آ گئی بھائی کو جو بھائی نظر آیا

پھر لکھتے ہیں: ''دیکھنے میں ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس مقام کو دیکھئے جس مقام پر یہ بات ان کی زبان سے نکلی ہے اور کتنے معنی اس مصرعے میں بھرے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ہجوم فوج میں بھائیوں کا ساتھ چھوٹ گیا تھا۔ دونوں شہید ہونے کی آرزو میں آئے تھے۔ ایک دوسرے کو سمجھا کہ شہید ہو گیا کہ یکا یک

بیان اوران کے طرز بیان کی دل فریب اداؤں کی تصویر نہیں کھینچ سکتا۔صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے کبھی ایسا خوش بیان نہیں سُنا اور نہ کسی کے ادائے بیان سے یہ مافوق العادت اثر پیدا ہوتے مشاہدہ کیا۔

امیرؔ احمد علوی۔ ایک دن وہ تھا کہ میر صاحب نے فرمایا تھا ؎

گر قدر داں ہیں کم تو نہ کر اتنا اضطراب　　جلدی مدد کریں گے شہ آسماں جناب

اور ایک وقت وہ آیا کہ انیسؔ کی زبان سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ قدر شناس موتیوں اور جواہرات کی طرح عزیز رکھتے تھے اور ان کا کلام تحفہ کے طور پر دوسرے شہروں کو بھیجا جاتا تھا۔

عبدالحلیم شررؔ۔ میر انیسؔ میں ساری بے تکلف اور جذبات انسانی پر حکومت کرنے والی زبان کی وہ خوبیاں تھیں جو سوائے مبدائے فیاض کی عنایت کے سیکھنے سے نہیں آسکتیں۔انہوں نے فن مرثیہ گوئی کو شاعری کی اور تمام اصناف سے بڑھا دیا اور اُردو ادب میں وہ نئی چیزیں پیدا کردیں جن کو انگریزی تعلیم کے اثر سے طبیعتیں ڈھونڈنے لگی تھیں۔

سر تیج بہادر سپرو۔ انیسؔ ایک فطری اور پیدایشی شاعر تھے۔شاعری ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔پاکیزہ اور نکھری ہوئی اُردو کے ماہر کی حیثیت سے ان کا کوئی ہمسر نہیں۔جدید تر کیبیں وضع کرنے کے نازک فن میں آج تک کوئی ان سے آگے نہ جا سکا۔ان کی تشبیہیں اور استعارے فطرت،حیات انسانی اور جذبات کی نامعلوم گہرائیوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ان کے اشعار میں بلا کی آمد ہے۔ان کی زبان اس قدر پر شکوہ ہے اور ان کی شاعری فنی حیثیت سے اس قدر مکمل ہے کہ ناقد کو ان کے باب میں مجال سخن نہیں۔میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دوسرے مصنف نے ہمارے لئے انیسؔ سے زیادہ گراں قدر خزانہ نہیں چھوڑا۔ان کے کلام کے مطالعہ سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ زبان اُردو میں انسانی دماغ کے عمیق ترین خیالات وجذبات کے اظہار کا ذریعہ بننے کی کس قدر اہلیت ہے۔اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اُردو میں کتنی استعداد اور صلاحیتیں موجود ہیں:

مخمور اکبر آبادی۔ ''یونانی میں جو درجہ ہومرؔ یا فارسی ادب میں جو مقام فردوسیؔ کا ہے وہی اُردو میں انیسؔ کا ہے۔انیسؔ سے پہلے مرثیہ صرف مذہبی واعتقادی صنف نظم سمجھا جاتا تھا۔اس میں کوئی نمایاں ادبی اہمیت پیدا نہ ہوئی تھی۔یہ فخر انیسؔ کا حصہ ہے کہ اردو زبان میں ایسے نئے اور پر مغز باب کا ایسی قدرت اور حسن کمال سے اضافہ کیا۔مرثیے پیکری حیثیت سے جو قوت واثر لطافت وتازگی،سلاست وروانی انیسؔ نے پیدا کردی وہ اب تک متقدموں سے ممکن نہ ہوئی تھی......بہر عنوان مناظر کی نقاشی،میدان جنگ کی مصوری اور محبت کے علاوہ

جس موقع پر جو کام لینا چاہئے ہیں وہ خادمانہ اطاعت کے ساتھ حکم بجالاتے ہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد۔ انیسؔ روزمرہ کا استعمال نہایت خوبی سے کرتے تھے۔ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی باتیں کررہا ہے۔زبان میں روانی اور برش ذوالفقار کی سی تھی۔اثر میں تیرونشتر سے کم نہیں۔ اگر انیس سے پہلے اور بعد کی شاعری پرنظرِغور سے دیکھا جائے تو اس بات کا صحیح اندازہ ہوگا کہ انہوں نے اُردو شاعری کو کہاں سے کہاں پہنچادیا۔انہوں نے مرثیے کو اُردو نظم میں بلند ترین مقام دیا اور یہی وہ صنف شاعری ہے جس نے ہماری زبان کو شائستہ زبان کا ہم پلہ بنادیا۔اگر ارسطو کا یہ نظریہ تسلیم کرلیا جائے کہ شاعری دراصل مصوّری ہے تاہم یہ بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ میر انیسؔ کو دنیا کے شعراء میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

پروفیسر اکبر حیدری کاشمیری۔ میر انیسؔ اُردو کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔اُن کے کلام میں ایپک کی جملہ خوبیاں بدرجہ کمال پائی جاتی ہیں۔انیسؔ کی رزم نگاری سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ وہ شاعر تھے۔مورخ نہیں۔انیسؔ کی خداداد صلاحیت کی بلندی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے ہر مرثیہ کے واسطے اُتنے ہی واقعات منتخب کئے جو ایک نظر میں سما سکتے ہوں اور پورے کے پورے ایک ہی نشت میں سنے جاسکتے ہوں۔

شاعر اهلبیت نجم آمدنی۔

جو اہل دل ہیں سمجھتے ہیں وہ مقام انیسؔ
یہ فن مرثیہ گوئی میں اہتمام انیسؔ
حسینیت کی جو خدمت انیسؔ نے کی ہے
رہے گا تا بہ قیامت بلند نام انیسؔ

پروفیسر ایس جی عباس،کراچی۔

" Anis had the power of expressing one and the same thing in manifold ways .He was well. Versed in the art of expanding and compressing a passage,He had such a rich and inexhaustible stock of words which no other poet of Urdu ,nor Probably any poet in any other language except John Milton,appears to have possessed.He was an accomplished master of synonyms which found a prominent place in his poetry.Similarly,he described an event either fully or partly and in a variety of ways but his descripition was highly natural and life-like.At the same time it never tended to be heavy.monotonous and

uninteresting. Similarly,the effect of his poetry was never lost even for a moment" (The Immortal Poetry and Mir Anis p 164 by Prof.S.G. Abbas- Karachi,1983)

صالحہ عابد حسین۔ میر انیسؔ نے صرف مرثیہ ہی کو معراج کمال پر نہیں پہنچایا بلکہ اُردو کے خزانے کو بھی مالا مال کیا ہے۔ ان کے ضخیم کلام میں ایسے ایسے کمالات زبان اور بیان کے ایسے ایسے معجزے ملتے ہیں جن کو سمجھنے اور پوری قدر کرنے کے لئے ابھی اور بہت وقت درکار ہوگا۔ اُن کے کلام کو جتنا پڑھتے جائے اس پر جتنا غور وخوض کرتے جائے بس ذہن خود اُن ہی کا یہ شعر دہراتا رہتا ہے۔

کسی نے تری طرح سے اے انیسؔ
عروسِ سخن کو سنورا نہیں

پروفیسر گوپی چند نارنگ۔ انیسؔ نے دراصل وہ کیا جو کسی بھی قوم یا کسی بھی ملک یا کسی بھی عہد میں کوئی بڑا شاعر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے کلام میں عقیدے کی اصلیت کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی زندگی اور اپنے سماج کی سچائی کی نبض بھی چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ قاری اور تخلیق کی اس موافقیت سے انیسؔ کے کلام میں وہ شدت تاثیر پیدا ہوئی ہے جس پر اُردو ناز کرتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہندوستانیت انیسؔ کے پورے کلام میں چاندنی کی طرح پھیلی ہوئی ہے اور اس کی بدولت بھی وہ ہمارے دلوں سے اس قدر قریب ہوگئی ہے۔

ڈاکٹر شبیہ الحسن۔ میر انیسؔ کی فنی کرشمہ سازی کا ایک حیرت آفرین کمال یہ ہے کہ وہ اپنے مرثیوں کی بیت میں بڑی مہارت کے ساتھ رباعی کے چوتھے مصرعے کا سارا زور حسن پیدا کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ نازک ہنر ان کی فن کاری کی عظمت کا واضح ثبوت ہے۔

رام بابو سکسینہ۔ بہ حیثیت شاعر کے انیسؔ کی جگہ صف اولین میں ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اُن کو اُردو کے تمام شعرا سے بہترین اور کامل ترین سمجھتے ہیں اور ان کو ہندوستان کا شیکسپئر اور خدائے سخن اور نظم اُردو کا ہومر اور ورجل اور بالمیکؔ خیال کرتے ہیں...... انیسؔ صحتِ محاورہ کا حد درجہ خیال رکھتے تھے اُردو میں سیکڑوں نئے محاورے ان کے دم سے آئے اور سیکڑوں پرانے محاوروں کا بھی استعمال انہوں نے سکھایا۔

سفارش حسین رضوی۔ انیسؔ کا کلام زمان ومکان کی قید و بند سے آزاد ہے۔ وہ رہتی دنیا تک زندہ رہے گا۔ میر انیسؔ یعنی میر حسنؔ کے فن اور میر خلیق کی زبان کے امتزاج سے تیار کیا ہوا مرکب جس میں شاعر کے ذہن کی آب اور طبیعت کی تاب ہے''۔

نسیم امروہوی۔

انیس چہرہ نویس نگاہ شعروسخن کمالِ فکر کا اک معجزہ انیس کا فن
دماغ شعر ہے طبعِ انیس سے روشن کہ صدق وحق ہے تخیل میں اس کے جلوہ فگن
سخن میں جذبہ واحساس کو رواج دیا
ہر ایک نفس کو بالکل نیا مزاج دیا

سردار جعفری۔ میں انیس کا شمار اُردو کے چار عظیم شعرا میں کرتا ہوں۔باقی تین میر، غالب اور اقبال ہیں۔مرثیے سے نظم نگاری تک ہر سفر میں انیس کی شاعری نے میری بہت رہنمائی کی ہے۔انیس کے اثرات جوش کے ہاں بہت واضح ہیں اور اقبال کے یہاں بھی تلاش کیے جا سکتے ہیں۔بیسوی صدی کی نظم کی زبان کو انیس انیسویں صدی میں مستند بنا چکے تھے(مضمون انیس کی معجز بیانی)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ یوں تو انیس کا شمار اُردو کے ممتاز ترین شاعروں میں ہوتا ہے لیکن کسی قدر تعجب کی بات ہے کہ ان کی زندگی اور فن پر کوئی جامع کتاب مرتب نہ ہو سکی۔یہ انیس جیسے صاحب کمال شاعر پر بہت بڑا ظلم ہے۔میر انیس سے ہماری بے اعتنائی کا یہ اثر ہوا ہے کہ وہ مجالس عزا اور عشرہ محرم کے شاعر بن کر رہ گئے۔اُن کی وہ شاعرانہ بڑائی جس کے سبب ان کا نام دنیا کے بلند پایہ رزم نگاروں اور اُردو کے ممتاز ترین شاعروں کے نام کے ساتھ کیا جاتا ہے نظروں سے اوجھل ہوئی جا رہی ہے۔

مولانا کوثر نیازی۔ انیس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر کے زوال آشنا اسلامی معاشرے میں ان قدروں کو مرثیہ کی شکل میں محفوظ کر دیا ہے جو مذہب اسلام کی تہذیب وثقافت کا اصل مظہر ہیں۔یہ اُن کا بہت بڑا ادبی اور ثقافتی کارنامہ ہے۔ہماری نوجوان نسل اگر ان اخلاقی قدروں کو پورے شعور اور اعتماد کے ساتھ اپنا لے تو ملت مسلمہ کی شیرازہ بندی میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔انیس کی تراوش فکر نے جو مضامین نو کے انبار لگائے ہیں اُن سے خوشہ چینی کے بغیر نہ اُردو زبان آ سکتی ہے اور نہ اُردو ادب کا مطالعہ مکمل ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر ناظر حسین زیدی۔ اب تک انیس کو محض مذہبی شاعر سمجھا گیا ہے اور اس کے کلام پر صرف ایک فرقہ کی اجارہ داری تسلیم کی گئی ہے۔اب ضرورت ہے کہ اسے مذہبی شاعر سمجھنے کے بجائے آفاقی شاعر کی حیثیت سے دیکھا جائے اور شاعری کے مسلمہ عالم گیر معیاروں پر اس کا کلام جانچ کر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ادب کے مبصر اس کا صحیح درجہ پہچان لیں۔

مہاراجہ کشن پرشاد۔ اگر انیسؔ نہ ہوتے تو نئی شاعری کے لئے آزادؔ، حالیؔ چکبستؔ اور کیفیؔ کو بڑے ہمت شکن تجربے کرنے پڑتے اور شاید کامیابی نہ ہوتی۔

لالہ سری رام۔ میر انیس مرحوم صرف مرثیہ گویوں ہی کے سر تاج نہ تھے بلکہ زبان اُردو کے ایک بڑے محترم اور مستند سرپرست فنِ سخن کے مسلم الثبوت اور قادر الکلام اُستاد تھے۔

پروفیسر محی الدّین قادری زورؔ۔ دنیا کی عظیم الشان نظمیں جن کی زبان اور خیالات نے اپنے اپنے ملک وقوم کی ذہنیت اور اخلاق و عادات کی اصلاح کی حسب ذیل ہیں۔ ایلڈ، مہابھارت، رامائن پراڈائز لاسٹ، شیکسپئر کے ڈرامے اور شاہنامہ۔ گو ان تمام کے مصنفین زندۂ جاوید فلسفی ممتاز شاعر اور بلند خیال معلم اخلاق ہیں۔ ان کے دماغوں کی ساخت میں یکسانیت نمایاں ہے اور ان کے خیالات میں اس درجہ وسعت نظر آتی ہے کہ ان کا کلام انسانی طاقت سے باہر نظر آتا ہے لیکن ان سب شہکاروں پر ظاہری و معنوی دونوں حیثیتوں سے مراثی انیسؔ کو فوقیت حاصل ہے۔

ڈاکٹر مسیح الزماں۔ انیسؔ کا شمار اُردو کے اُن عظیم شعرا میں ہے جن کے احسان سے اُردو شاعری کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔

شارب ردولوی۔ یہ میر انیسؔ کی کردار نگاری کا عظیم کارنامہ ہے کہ وہ بنے بنائے اور تاریخی کرداروں کو زندہ اور متحرک بنا کر پیش کرتے ہیں۔ میر انیسؔ کردار کو زندگی کے تقاضوں سے اس قدر ہم آہنگ کر دیتے ہیں کہ ان کے مثالی یا تاریخی ہونے کا شبہ تک نہیں ہوتا اور سامع اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ یہ شخص اس کے قریب کا کوئی آدمی ہے۔ یہ اُن کے فن کا معجزہ ہے۔

امیر امام حُر۔ انیسؔ کو اپنی ثقافتی تاریخ میں جو واقع غیرت دلانے اور ہمت بڑھانے کے لئے نظر آیا تو وہ کربلا کا عظیم الشان اور جلیل القدر معرکہ تھا۔ اس میں انیسؔ کو اخلاقیات، نفسیات خودداری، شجاعت اور صبر و حریت کے جوہر نظر آئے جنھیں اس باکمال شاعر نے سلکِ نظم میں پرو کر اُردو ادب میں ایک غیر فانی اور گراں مایہ اضافہ کر دیا۔

شہید صفی پوری۔ اصول تنقید میں یہ امر مسلمہ حیثیت رکھتا ہے کہ کسی شاعر کے کلام کو سمجھنے کے لئے نقاد کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ زندگی کو اپنے نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ شاعری کے زاویۂ نگاہ سے دیکھے۔ مذہب اور شاعری کا ایک ایسا اِمتزاج جب مذہب مذہب نہ رہے شاعری بن جائے اور شاعری شاعری نہ رہے مذہب بن

جائے ایک معجزہ ہے اور ایسے معجزے روزانہ ظہور میں نہیں آیا کرتے۔قدما کا ایسا سب سے پہلا شاعر ہومر تھا اور متاخرین کا سب سے آخری شاعر انیسؔ تھا۔مذہبی شاعری ہومر سے شروع ہو کر انیسؔ پر ختم ہو گئی۔

ڈاکٹر مسعود حسین خان۔ میر انیسؔ زبان کے بادشاہ تھے۔ایک ایسے جوہری تھے جو الفاظ کو تراش کر استعمال کرتے تھے اور جس کی آب و تاب سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ میر انیسؔ نے فن مرثیہ گوئی کو حد کمال کو پہنچا دیا۔

انوز سدید۔ اس سے بڑھ کر میر انیسؔ کے کلام کی قدر کی ناشناسی کی دلیل کیا ہوگی کہ ان کے فن کی تحسین موازنہ انیسؔ اور دبیرؔ سے آگے بڑھ نہ سکی۔میر انیسؔ کے اشعار میں بے پناہ روانی اور تحرّک ہے لفظوں قافیوں اور ردیفوں کا ایک سیل بے پناہ ہے کہ لحہ بہ لحہ واقعات کے موتی اگلتا ہے اور قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور قاری ہے کہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا ہے اور معنی و مفہوم کے عمیق باطن میں غوطہ لگانے میں ہی اپنی عافیت محسوس کرنے لگتا ہے۔یہ حرکت اور روانی میر انیسؔ کے فن کی خصوصیت ہی نہیں بلکہ ان کے مزاج کا ایک اہم زاویہ بھی ہے۔

ڈاکٹر نیر مسعود۔ بڑے اور حقیقی شاعر کی پہچان یہ ہے کہ اس کی اہمیت اس کے عہد سے لے کر بعد کے آنے والے ہر دور میں برقرار رہتی ہے۔اُردو میں اس معیار پر پورے اترنے والے شاعر میرؔ غالبؔ انیسؔ اور اقبالؔ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے عہد سے لے کر آج تک اپنی اہمیت برقرار رکھی ہے۔اصلی شاعری میں معنی اور آہنگ الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔شعر کی آدھی معنویت اس کے آہنگ میں آدھا آہنگ اس کی معنویت میں پوشیدہ رہتا ہے۔اُردو میں غالبؔ، انیسؔ اور اقبالؔ کے یہاں معنی اور آہنگ کا ادغام کامل ہے اور انیسؔ کے یہاں اس ادغام کی جتنی مختلف النوع صورتیں نظر آتی ہیں اتنی تو غالبؔ اور اقبالؔ کے یہاں بھی نظر نہیں آتیں۔

ڈاکٹر فضل امام۔ انیسؔ نے اپنے فکر و فن کی وسعتوں سے صرف اُردو مرثیہ نگاری کو ہی توانا اور مؤثر نہیں بنایا ہے بلکہ اُردو شاعری کو باآبرو بنا دیا۔اگر مراثی انیسؔ نہ ہوتے تو جدید نظم نگاری کی بنیاد اور ابتدا کا تصور ہی ایک امر محال تھا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ۔ انیسؔ کے کلام میں زخموں کے گلستان کھلے ہیں۔وہ زخم اہلبیتؑ کے بھی ہیں اور اُن کے اپنے دل کے زخم بھی۔فرق صرف یہ ہے کہ میر تقی میرؔ روکر اوروں کو صرف رلانا ہی جانتے ہیں۔انیسؔ روتے اور رلاتے بھی ہیں مگر اس طرح کہ رونے والا محظوظ بھی ہو سکتا ہے اور یہ حظ اس تہذیب غم سے پیدا ہوتا ہے

جس نے انیسؔ کے مرثیوں کو دنیا کی شاعری میں ایک منفرد اور برتر مقام عطا کیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر شان الحق حقی۔ انیسؔ کے مراثی میں ڈرامائی انداز اور ڈرامائی فضا اتنی عام ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انیسؔ کے ہاں ڈراما بیانیہ شاعری کے ساتھ ہی ساتھ موجود ہے اور بعض مرثیوں میں بیان پر حاوی نظر آتا ہے۔ یوں تو انیسؔ کا کوئی بھی مرثیہ مکالمے اور ڈرامائی مناظر سے خالی نہیں لیکن ایسے بھی مرثیے ہیں جو بیشتر تقریر و مکالمے پر مشتمل ہیں۔ انیسؔ اپنی طرف اتنا نہیں بولتے جتنا کہ ان کے کردار بولتے نظر آتے ہیں۔ انیسؔ کے مرثیوں میں مناظر کو اسٹیج پر برپا کرنے کی ضرورت یا کمی محسوس نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر وقار عظیم۔ انیسؔ کے فن کارانہ تصرف کے بعد قومی شاعری ایک مستقل سانچا بن گئی۔ حالیؔ کے مُسدّس اور اقبال کے شکوہ اور جواب شکوہ میں اسی کا عکس ہے۔

فضل قدیر۔ میر انیسؔ ایک عظیم شاعر ہی نہیں ایک عظیم انسان بھی تھے۔ انہوں نے مشاہدۂ حق کی گفتگو کی ہے لیکن باوضو اور پر تقدیس انداز میں۔ ان کے کلام میں ایک بھی شعر ایسا نہیں جس میں مذہبی معتقدات پر اشارتاً بھی کوئی چوٹ کی گئی ہو۔ انیسؔ مسلمانوں کے آپس کے اختلافات کے سخت مخالف تھے۔ وہ ملت اسلامیہ کو متحد اور مضبوط دیکھنا چاہتے تھے۔

ڈاکٹر فدا حسین۔ واقعہ نگاری جب اس حد تک پہنچ جاتی ہے تب اس کو مرقع نگاری یعنی آج کل کے محاورے میں سین کھنچا کہتے ہیں اور یہ کمال فردوسیؔ اور انیسؔ ان دونوں ہستیوں پر ختم ہو گیا۔ جہاں بھی جو واقعہ بیان کیا گویا اس کی ایک زندہ تصویر پیش کر دی۔

سید ہاشم رضا۔

جہاں میں سطوت شاہی کو مختصر دیکھا — سخن میں تری خدائی کو معتبر دیکھا
سند ہیں شعر ترے مستند زبان تیری — ترے ہنر کا ہے پرتو جدھر جدھر دیکھا
ہر ایک بحر میں تونے گہر فشانی کی — ہر ایک بیت میں ہیروں کو منتشر دیکھا
خزانہ تونے لٹایا ہے شعر و معنی کا — جسے بھی فکر ہوئی اس نے تیرا در دیکھا

حامد حسن قادری۔ ''میر انیسؔ نے مرثیہ کو معراج کمال پر پہنچا دیا۔ مرثیے کے تمام اجزاء بہترین اسلوب کے ساتھ لکھے۔ مرثیہ کی جملہ خوبیاں زبان و ادب و فن کے لحاظ سے ایسی پیدا کیں کہ ان سے بہتر تصور نہیں آ سکتیں۔ خصوصاً مناظر و جذبات کی محاکات (تصویر کشی) میں تمام متقدمین و معاصرین سے ممتاز ہیں۔ بین اور الم

کے مضامین بھی سب سے زیادہ دل گداز تھے''

(تاریخ وتنقید صفحہ 111 تیسرا ایڈیشن 1969 آگرہ)

احسنؔ فاروقی: انیسؔ شاعروں کا شاعر ہے اور جسے شاعری سیکھنی ہے اُسے انیسؔ کے در کی جبہ سائی کرنی پڑے گی۔

سید عابد علی عابدؔ۔انیسؔ کا کمال یہ ہے کہ اس نے ہر صنف کے رمز سے فائدہ اٹھا کر مرثیے کو ایک ایسی چیز بنا دیا جس میں مثنوی قصیدہ غزل، ڈرامہ داستان سب ہی چیزوں کا رنگ جھلکتا ہے اور اس کے باوجود اس صنف سخن کی انفرادیت قائم رہتی ہے۔

آل احمد سرورؔ۔اُردو شاعری میں میر انیسؔ کا درجہ بڑے بڑے شاعروں میں بھی بہت بڑا ہے۔ پڑھنے والا انیسؔ کی خطابت ان کی جادو بیانی اور ان کی عقیدت کے سیلاب میں بہہ جاتا ہے۔

ڈاکٹر وحید اختر۔انیسؔ کا اثر بعد کی نسلوں پر گہرا ہے کہ اسے سمجھے بغیر اُردو نظم کے لب ولہجہ کو سمجھنا ممکن نہیں۔چکبست کے مسدس تو صاف انیسؔ کا چربہ نظر آتے ہیں۔اقبالؔ کے مسدسوں ہی میں انیسؔ کا پرتو نہیں بلکہ دوسری نظموں میں بھی انیسؔ کے اسلوب کا عکس جھلکتا ہے۔جوشؔ جن کے لئے کہا جاتا ہے کہ اُردو میں الفاظ کا اتنا بڑا جادوگر دوسرا نہیں ہوا انیسؔ ہی سے کسب فیض کرتا نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر سیدہ جعفر۔میر انیسؔ مرثیہ نگاری کو ایک ایسا ہمہ گیر اور با مقصد آرٹ سمجھتے تھے جو افادیت و مقصدیت اور سادگی و پرکاری اور بے خودی و ہوشیاری کا بہترین امتزاج ہو۔اس لئے انیسؔ کے ساتھ ''توصیف'' اور ''رقت'' کے ساتھ تعریف کے التزام کو ضروری تصور کرتے تھے۔

احمد ندیمؔ قاسمی۔

جہان شعر کا اک ایک نامور دیکھا
انیسؔ تجھ سا نہ کوئی بھی باہنر دیکھا
ہیں متفق سبھی اہل ہنر کہ تیرا مثیل
نہ تیرے بعد ہی دیکھا نہ پیشتر دیکھا

سید فیضیؔ۔

پروردگارِ شعر خدائے سخن انیسؔ نور تخیلات کا ہے بانکپن انیسؔ

مجلس انیسؔ بزم انیسؔ انجمن انیسؔ   منبر کی جان طرز خطابت کا فن انیسؔ
حکمت کی روشنی ہے وضاحت کا ذوق ہے
جادو بیاں انیسؔ دبستانِ شوق ہے

سیّد عاشو کاظمی۔ میر انیس نے مرثیہ گوئی میں جو راہیں تراشی ہیں ان کے بعد آنے والے کم و بیش انہیں راہوں پر چل رہے ہیں، مگر اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مرثیے کا قافلہ جہاں پہنچا ہے وہ میر انیسؔ کے صدقے میں پہنچا ہے۔ جدید مرثیے کے ساتھ چلنے والوں نے بھی میر انیسؔ کی احسان فراموشی کبھی نہیں کی۔ میر انیسؔ کی عظمت نہ کبھی متنازعہ تھی نہ ہوگی۔

ڈاکٹر ہلال نقوی۔ انیسؔ اس لئے بھی اُردو کے سب سے بڑے مرثیہ نگار کہلائے کہ اُن کے مرثیوں میں ادبیّت اپنے پورے جلال و جمال کے ساتھ موجود ہے جس نے انسانی جذبات کو روشنی کی زبان دی۔ اُن کی شاعرانہ عظمتوں کی وہ صفات جو انہیں تمام مرثیہ گو شعرا سے الگ کر دیتی ہے ان کے متعدد زاویئے ہیں لیکن دو زاویے اس ذیل میں بہت اہم ہیں۔ ایک تو کردار و واقعات کے ذیل میں اُن کی نفسیاتی پہنچ اور دوسرے ان کی زبان۔

تیسرا باب

یادگار مرثیے کے متعلقات

تاریخ تصنیف مرثیہ

مرثیہ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' کب تصنیف ہوا اس کی صحیح تاریخ معلوم نہیں۔ میر انیسؔ کے اس مشہور مرثیہ کو شاہکار مرثیہ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، اگر چہ میر انیس کی تصنیفات میں دسیوں مرثیے شاہکار اور یادگار ہیں اور ہر مرثیہ کا ایک خاص مقام ہے۔ شادؔ عظیم آبادی جن کو میر انیسؔ سے بیسوں بار ملاقات اور گفتگو کرنے کا شرف حاصل تھا کہتے ہیں ''ایک دن سید محمد خان رندؔ نے استاد خواجہ حیدر علی آتشؔ کے سامنے کہا کہ جب سے میں نے غزلیں کہنی شروع کی ہیں مرثیہ کا ذوق جاتا رہا۔ اگر یہ مرثیہ گو غزلیں کہیں تو معلوم ہو کہ کس قدر دشوار فن ہے۔ آتشؔ نے جواب دیا کہ شاید آپ نے خلیقؔ والوں کو نہیں سُنا۔ رندؔ نے کہا میں نے فیض آباد میں سب کو سُنا ہے۔ آتشؔ نے برہم ہوکر کہا کہ کانوں سے سنتے تو یہ نہ کہتے۔ انیسؔ کے مرثیہ پر سیکڑوں غزلوں کے دیوان صدقے کئے جاسکتے ہیں''۔

سچ تو یہ ہے کہ صرف انیسؔ کے ایک اس شاہکار مرثیہ پر اُردو کے ہزاروں دیوان صدقے اور قربان کئے جاسکتے ہیں۔ معتبر واقعہ ہے کہ ''منشی اسیرؔ نے محنت کر کے سولہ سترہ مرثیے کہے تھے وہ اپنی جگہ خود استاد باکمال تھے چنانچہ مرثیوں کو خوب خوب اصلاحیں دے کر مرتب کیا۔ میر انیسؔ سے جب یہ مرثیہ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' سُنا تو اسیرؔ مرحوم پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ گھر جا کر خود پالکی میں سوار ہوئے اور اپنے سارے مرثیے چپکے سے دریا میں ڈبو آئے''۔

تاریخی اور کتابی حوالوں سے بہ تحقیق معلوم نہ ہوسکا کہ یہ مرثیہ میر انیسؔ نے کب تصنیف کیا؟ لیکن اس مرثیہ کے آخری بند کے مصرعون سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مرثیہ میر انیسؔ کی ضعیفی کے زمانے کا ہے ؎

بس اے انیسؔ ضعف سے لرزاں ہے بند بند عالم میں یادگار رہیں گے یہ چند بند

نکلے قلم سے ضعف میں کیا کیا بلند بند   عالم پسند لفظ ہیں سلطاں پسند بند
یہ فصل اور یہ بزم عزا یاد گار ہے
پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے

امیر احمد علوی ''یادگار انیسؔ'' میں لکھتے ہیں کہ میر صاحب کا مشہور مرثیہ۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے (جب آسمان پہ ختم ہوا دور جام شب) عہد پیری کا کلام ہے۔ لیکن یہ بات اس لئے صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ اس کے مقطع میں انیسؔ نے ''عالم پسند'' اور ''سلطان پسند'' بند لکھا ہے۔ سلطان عالم واجد علی شاہ کا خطاب تھا۔ اس طرح یہ مرثیہ 1856ء سے پہلے ہی کا ہوگا۔ میر مہدی احسنؔ جو میر نفیسؔ فرزند انیسؔ کے شاگرد تھے ''واقعات انیسؔ'' میں لکھتے ہیں۔ اس مرثیہ کا قریب قریب نصف حصہ میر انیسؔ نے ایک شب میں تصنیف فرمایا ہے۔ اس مرثیہ پر کسی نے اعتراض کیا کہ آفتاب کا مسافت شب طے کرنا ایک تازہ خیال ہے۔ مسافت شب ماہتاب طے کرتا ہے نہ کہ آفتاب۔ میرؔ صاحب نے منبر پر بیٹھ کر معترض کو للکارا اور علم ہیئت سے فاصلہ شب میں دورہ شمسی کو ثابت کیا۔

وجہ تصنیف: حیات انیسؔ میں اشہریؔ کا بیان ہے کہ ایک محفل میں جہاں انیسؔ مونسؔ اور نفیسؔ موجود تھے کسی خوش فکر صاحب نے کہا کہ آپ کے خاندان کے سب صاحبوں نے اپنے اپنے مذاق کے موافق مرثیے لکھے ہیں اگر ایک مضمون پر ایک بحر میں تین مرثیے لکھے جائیں تو بڑی دل چسپی سے دیکھے اور سُنے جائیں گے۔

چنانچہ وہیں یہ بات طے ہوگئی کہ حضرت زینبؑ کے بیٹوں کی جنگ مع تشبیب صبح کے ایک بحر میں لکھا جائے۔

چنانچہ میر انیسؔ نے   ع   ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے''
میر مونسؔ نے   ع   ''جب آسمان پہ مہر کا زریں نشاں کھلا''   اور
میر نفیسؔ نے   ع   ''جب عابدوں کو طاعت رب میں سحر ہوئی''

رقم کئے۔ ناظرین کو ان تینوں مرثیوں کے دیکھنے سے تینوں کے مدارج شاعری کا فرق اور میر صاحب کا درجہ امتیاز معلوم ہوسکتا ہے۔

کب اور کہاں پڑھا؟۔ شادؔ عظیم آبادی کے بیان کے مطابق میر انیسؔ نے یہ مرثیہ پہلی بار عظیم آباد پٹنہ میں 4 رمحرم 1275 ہجری (مطابق 1859ء) کو دو بجے دن نواب قاسم علی خان کی حویلی میں پڑھا۔ اس مجلس میں خود شادؔ عظیم آبادی نے شرکت کی تھی۔ مجلس میں دیر سے پہنچنے کی وجہ اس مرثیے کو بیسویں بند'' وہ دشت اور وہ خیمہ زنگار گوں کی شان'' سے سُنا تھا۔ اُس وقت میر انیسؔ کی عمر انسٹھ سال تھی۔ پھر دس سال بعد یعنی 1286 ہجری

(مطابق1870ء) میں انیس نے اٹہتر برس کے سن میں دوبارہ اس مرثیہ کو میر عشق کے اصرار پر افضل محل لکھنو میں پڑھا۔ جناب ضمیر اختر نقوی نے روزنامہ جنگ 9/دسمبر 1973ء کی اشاعت میں اس کی تائید کی ہے۔ قیاس یہ بھی ہے کہ میر انیس نے اس مرثیہ کو تیسری بار حیدر آباد دکن میں 1871ء (مطابق1288ہجری) میں پڑھا ہوگا۔ ڈاکٹر رشیدہ موسوی نے ''دکن میں مرثیہ اور عزاداری'' میں لکھا ہے کہ ''انیس نے تہور جنگ کے یہاں محرم کے پہلے عشرہ کے پورے دس دن مجلیس پڑھیں'' پہلی محرم کو انہوں نے ''بخدا فارس میدان تہور تھا حُر'' پڑھا۔ شریف العلماء اپنے خط مورخہ 4/محرم1288ء (مطابق26مارچ1871) میں لکھتے ہیں: ''میر انیس صاحب ضعف پیری اور ضعف مرض کے باوجود ہر روز مرثیہ پڑھتے ہیں۔ جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو عرض نہیں کرسکتا۔ سارا حیدر آباد مشتاق بلکہ ''ہیتیہ'' ہوگیا ہے۔'' پھر 12 محرم کے خط میں لکھتے ہیں: ''سو برس میں ایسی مجلیس اور مجمعے یہاں نہیں ہوئے تھے''۔ ان شواہد اور بیانات کو پیش نظر رکھ کر یہ قیاس محکم کیا جاسکتا ہے کہ میر صاحب نے اس مرثیہ کو حیدر آباد دکن میں بھی آخری بار پڑھا ہوگا۔

میر انیس دوسری بار 1860ء میں میر مونس کے ہمراہ نواب سید قاسم علی خان کی دعوت پر عظیم آباد گئے تو نواب صاحب نے پہلے ہی سے کلکتہ، بہار، مرشد آباد، بنارس، الہ آباد وغیرہ کو اشتہاری خط روانہ کئے تا کہ میر انیس کے مشتاق اور مرثیے سے دلچسپی رکھنے والے وقت مقررہ پر تشریف لاکر شریک مجالس ہوں۔ اس لئے وقت مقررہ پر چاروں طرف سے بڑے بڑے رئیس و امیر و ارباب علم و کمال میر صاحب کو دیکھنے اور سُننے کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ ان مجالسمیں ہزاروں آدمی کا مجمع تھا اور زیادہ تر ہر فرقہ کے چیدہ اور منتخب لوگ شریک تھے۔ شاد عظیم آبادی اور امجد علی اشہری لکھتے ہیں۔ 4/محرم1276ھ (مطابق1859ء) کو نو بجے صبح مجلس شروع ہوئی۔ سوزخوانی کے بعد دو ڈھائی گھنٹے تک میر مونس لکھنوی نے منبر پر تحت اللفظ مرثیہ پڑھا۔ کبھی بند بند پر واہ واہ تو کبھی اہل مجلس جوش گریہ سے بے تاب۔ بہرحال میر مونس کی مرثیہ خوانی کے بعد میر انیس کی باری آئی۔ ارباب مجلس زانو بدل بدل کر ان کو سننے کے لئے بے قرار تھے۔ میر انیس منبر پر تشریف لے گئے اور جب مجلس سماعت کے لئے تیار ہوئی تو فرمایا ''صاحبو مجلس کو بہت طول ہوگیا اور غالباً آپ سب صاحب میر مونس کو سُن کر سیر ہوگئے ہوں گے اور اب فریضہ ظہر کا وقت آگیا۔ میں نماز پڑھ لینا چاہتا ہوں جس کو جناب سید الشہدا نے تلواروں کی دھاروں میں ادا فرمایا ہے۔ آپ بھی نماز سے فارغ ہولیں۔ پھر جن صاحبوں کو انیس کو سُنتا ہو وہ تشریف لائیں اور جو میر مونس کو سُن کر سیر ہوچکے ہیں، گھروں میں آرام فرمائیں''۔ اس کو سُن کر عام مایوسی کی صورت ظاہر ہوئی اور میر صاحب نماز

پڑھنے تشریف لے گئے اور عالی شان مجمع برخاست ہوگیا۔ بعض افراد کو سخت افسوس ہوا کہ میر صاحب نے ایسی جمی جمائی مجلس کو منتشر کر دیا۔ لیکن ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ لوگ واپس آنے لگے اور بعض اُن افراد کو بھی ساتھ لے آئے جو پہلے موجود نہ تھے۔ اس وقت مجمع پہلے سے زیادہ ہوگیا اور مجلس میں بیٹھنے اور کھڑے رہنے کے لئے جگہ نہیں تھی۔ جب مجلس پورے طریقہ سے تیار ہوگئی تو میر انیس آہستہ آہستہ منبر پر گئے اور کہا کہ حضرات! مجھ کو اس کا اندازہ کرنا تھا کہ انیس کے دیکھنے والے کتنے ہیں۔ الحمد اللہ آپ صاحبوں نے میری قدر دانی کا ثبوت دیا۔ یہ کہہ کر ساری مجلس کو اپنا گرویدہ کرلیا۔ پھر دو چار رباعیاں اور ایک سلام پڑھ کر یہ مرثیہ شروع کیا۔ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں۔ ''چوتھی محرم ڈھائی بجے دن تک نواب بہادر کے کمرے میں لیٹ کر حوض پر نہا کر جب دفعتاً بے وقفہ تعریفوں کا شور ہونے لگا اور معلوم ہوا کہ میر انیس پڑھ رہے ہیں تو کپڑے پہنے اور جا کر دیکھا تو اللہ الصمد۔ سارا صحن دونوں طرف پورب پچھم کی چھتیں آگے کا برآمد، اندر کا ہال سب بھرا ہے۔ میر انیس ہال کمرے میں پورب کی طرف ایک چھوٹے سے سیاہ پوش کے منبر پر پڑھ رہے ہیں۔ ایک طرف میر مونس اور دوسری طرف میر سید محمد کھڑے رومال جھل رہے ہیں۔ برساتی تک پہنچ کر میں ٹھہرا۔ میر صاحب یہ بند پڑھ رہے تھے: ''وہ دشت اور وہ خیمۂ زنگار گوں کی شان'' ''وہ دشت'' کو سریلی آواز بلند آواز سے ایسا کھنچا کہ وسعت دشت آنکھوں میں پھر گئی۔ اللہ اللہ وہ لفظوں کا ٹھہراؤ، وہ لب ولہجہ، وہ لبوں پر مسکراہٹ، غرض کس بات کو کہوں اس وقت میر انیس کی جو بات تھی کلیجہ کے اندر اتری چلی جاتی تھی۔ وہ میر انیس ہی نہیں تھے جن کو چند دنوں پہلے دیکھا تھا۔ پھر دوسرا مصرعہ زیادہ مطبوعہ طریقہ سے منبر پر پڑھا۔ ''بیت العتیق دیں کا مدینہ جہاں کی جاں'' تعریفوں کا یہ عالم ہوا کہ لوگ تعریفیں کرتے کرتے کھڑے ہو جاتے تھے اور میں آئینۂ حیرت بن گیا۔ تعریفوں کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک بند پانچ پانچ مرتبہ پڑھوایا جاتا تھا۔ ہال کمرے سے صحن تک جہاں جس کو جگہ ملی تھی وہیں سایہ چاہے دھوپ میں بیٹھ کر خواہ کھڑے ہو کر سُن رہا تھا۔ غرض چہرے سے صف آرائی، رخصت، بین، شہادت پورا مرثیہ پڑھا۔ اخیر میں پسینے سے شرابور ہو گئے۔ ٹوپی اور کپڑے تر ہو گئے۔ جسم میں چپک گئے۔ ہاتھ تھام کر منبر سے اتارے گئے اور آہستہ آہستہ اپنی فرودگاہ کی طرف بڑھے۔ نواب بہادر نے بہ ایں وقار خدمت گار سے گھیتلا جوتا لے کر سامنے رکھ دیا۔ میر صاحب نے فرمایا کہ آپ کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ نواب صاحب نے کہا کہ آپ اس سے کہیں زیادہ احترام کے سزاوار ہیں''۔

یہ بات قابل غور ہے کہ ناقدین نے مرثیہ کے مقطع میں ''لرزاں ہے بند بند'' ''ضعف'' اور ''پیری'' کے الفاظ پر

کوئی دھیان نہیں دیا۔ 1859ء میں میر صاحب کی عمر 54 سال سے زیادہ نہیں تھی اور ان کی صحت متوازن تھی۔ شاد عظیم آبادی (اگر ان کی تاریخ ولادت 1262 ہجری صحیح ہے تو وہ 14 سال کے تھے) کے بیان کی تائید معاصرین میں کسی اور نے نہیں کی۔ ادھر پروفیسر اکبر حیدری نے اطلاع دی کہ پروفیسر ادیبؔ مرحوم اور امیر محمد حیدر خان مہاراجکمار آف محمود آباد (ان کے یہاں محمود آباد ہاؤس لکھنو میں خاندان انیسؔ کا ذخیرہ مراثی قلمی موجود ہے) فرماتے تھے کہ زیر بحث مرثیہ میر انیسؔ کے آخری زمانے کی یادگار ہے۔ یعنی انتقال سے دو چار سال قبل کا۔ بہر حال یہ مسئلہ ہنوز تحقیق طلب ہے اور اتنا کہا جاسکتا ہے کہ مورخ مخطوطوں کی روشنی میں مرثیہ 1285ھ تک کہا جاچکا تھا۔

مرثیہ کے بندوں اور مطلعوں میں اختلاف: میر انیسؔ کے کئی مرثیوں کی طرح اس شاہکار مرثیہ کے مطلع اور تعداد بند میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم نے اس تجزیہ میں پروفیسر نظم طباطبائی اور پروفیسر ادیبؔ کے مرثیہ سے استفادہ کیا ہے جس میں کل (196) بند ہیں اور اس کا معروف مطلع ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' ہے۔ شاید ان اختلافات کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ مرثیے میر صاحب کی زندگی میں شائع نہ ہو سکے۔ لوگ مرثیوں کو ایک دوسرے سے نقل کر لیتے تھے جن میں غلطی کا بھی امکان رہتا۔

مولوی عبدالعلی کے بیان کے مطابق جن کے نانا میر انیسؔ کے یہاں داروغہ تھے: ''میر صاحب مرثیہ کئی مجلسوں میں پڑھنے کے بعد تقسیم کر دیتے تھے'' کیوں کہ خود انیسؔ فرماتے تھے۔ ''جاگیر خلد لینا ہے اس کا صلہ مجھے'' اس لئے اس کی حفاظت کی چنداں فکر نہیں رکھتے تھے۔

ہر عظیم شاعر کی طرح میر انیسؔ نے بھی اپنے مرثیوں پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی کی ہے۔ بعض مرثیوں سے کچھ بند یا کچھ اشعار کاٹ دئے اور بہت سے مرثیوں میں اضافہ کیا تا کہ مضمون تشنہ نہ رہ جائے۔

پروفیسر اکبر حیدری باقیات انیسؔ میں لکھتے ہیں:

> ''میرے پیش نظر انیسؔ کے کوئی چھ سو سے زائد قلمی مرثیے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض مرثیوں کے نسخے پانچ پانچ چھ چھ کی تعداد میں دستیاب ہیں اور اکثر و بیشتر ایسے ہیں جو انیس کے زمانہ حیات میں نقل کئے گئے ہیں۔ ان میں 1252 ہجری مطابق 1836 عیسوی سے 1291 ہجری مطابق 1874 عیسوی تک کی تاریخیں درج ہیں۔ بعض نسخوں میں بندوں کی تعداد مطبوعہ نسخوں کے مقابلے میں نسبتاً کم ہے لیکن ایسے نسخے وافر تعداد میں محفوظ ہیں جن میں بندوں کی تعداد مطبوعہ نسخوں سے بہت زیادہ ہے۔ قلمی اور مطبوعہ مرثیوں کے بعض مصرعوں اور بیتوں میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کے مطلع اور مقطعے بھی مختلف ہیں۔ اس

سلسلہ میں مثال کے طور پر ذیل کے مرثیے پیش کئے جاتے ہیں۔

1۔ جب قتل کی شب سبط نبی کوخبر آئی۔ (مطبوعہ۔ جب زلف کوکھولے ہوئے لیلیٰ شب آئی)

2۔ یارب میری زبان کوشیرین کلام کر۔ (مطبوعہ۔ جب کربلا میں داخلۂ شاہ دیں ہوا)

3۔ جب آسماں پہ ختم ہوا دور جام شب۔ (مطبوعہ۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے)

دیکھئے تینوں مرثیوں کے مطلع مطبوعہ مرثیوں سے مختلف ہیں۔ان مرثیوں کے ایک سے زیادہ قلمی نسخے دریافت ہوئے ہیں اور سب کے سب جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے مستند اور معتبر ہیں اور حیات انیس کے مکتوبہ ہیں۔مرثیوں کے کچھ نسخے جناب مہاراجکمار صاحب کے پاس محفوظ ہیں جن میں جا بجا کاٹ چھانٹ کی گئی ہے۔ان کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر انیس سخت محنت اور عرق ریزی کر کے کس طرح مرثیہ نظم کیا کرتے تھے اور جب تک ان پر بار بار نظر ثانی نہ کرتے مجلسوں میں نہیں پڑھتے تھے۔"

ہمارے پیش نظر میر انیس کا شاہکار مرثیہ "جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے" میں بھی مطلعوں اور بندوں کی تعداد میں فرق پایا جاتا ہے۔

پروفیسر حیدری نے اس شاہکار مرثیہ کے دس قلمی اور چھ مطبوعہ نسخوں میں پائے جانے والے فرق کو واضح کرتے ہوئے اس مرثیہ میں ۳۳ بندوں کا اضافہ کیا ہے جو دوسرے قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں موجود نہیں۔جن دس قلمی نسخوں کو اس اسٹڈی میں شامل کیا گیا ہے وہ مرزا امیر علی جون پوری، نواب سید محسن قبلہ مجتہد، پروفیسر ادیب، مہاراجکمار آف محمود آباد اور ڈاکٹر اکبر حیدری کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ان مرثیوں میں کم از کم 34 اور زیادہ سے زیادہ 198 بند موجود ہیں۔قلمی نسخوں میں زیادہ تر نسخے میر انیس کی زندگی میں 1291 ہجری سے قبل لکھے گئے۔ان پر تاریخ کے ساتھ ساتھ میر انیس کے نام کے ساتھ "سلمہ" اور "مدظلہ" کے الفاظ درج ہیں۔جن چھ مطبوعہ نسخوں سے موصوف نے استفادہ کیا ہے ان میں مطبع نول کشور، مطبع دبدبۂ احمدی لکھنو، مطبع شاہی لکھنو، مطبع نظامی بدایونی، مطبع انڈین پریس الہ آباد اور مطبع مجلس ترقی ادب لاہور شامل ہیں۔یہ مطبوعہ مرثیے 1876ء سے 1974ء تک کے ہیں اور ان میں صرف 197 بند ہیں۔آٹھ قلمی نسخوں میں اس مرثیہ کا مطلع یوں ہے:

جب آسماں پہ ختم ہوا دور جام شب   پایا سحر نے دخل گیا انتظام شب
فرش سفید بچھ گیا اکھڑے خیام شب   آغاز روز تھا کہ ہوا اختتام شب
رونق نشان صبح نے دکھلائی برق کی

آمد ہوئی سواری سلطاں شرق کی

دو قلمی نسخوں اور پانچ مطبوعہ مرثیوں میں مرثیہ کا مطلع یہی ہے ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے''۔ پروفیسر ادیب نے اپنے مضمون ''انیسؔ مختصر تعارف'' میں بغیر کسی توضیح کے لکھا ہے کہ بعض قلمی نسخوں میں جو مطلع ''جب آسماں پہ ختم ہوا دور جام شب'' ملتا ہے یہ دوسرا مطلع میر نفیسؔ کا کہا ہوا ہے۔ قلمی نسخوں میں دوسرا بند یوں ہے۔

چھپنے لگا جو عابد شب زندہ دار ماہ　　اختر چلے لپیٹ کے سجادۂ سیاہ
غالب جنودِ شب پہ ہوئی صبح کی سپاہ　　تھا شور دور دور شہنشاہ کج کلاہ
ہر سو نشانِ آمدِ خورشید گڑ گیا
گردوں کے چاند تارے کا خیمہ اکھڑ گیا

ایک قلمی نسخہ جو لکھنؤ کے مشہور مجتہد محسن نواب صاحب قبلہ کے کتب خانے میں محفوظ ہے اس کا مطلع ہے ۔

جب آسماں پہ ختم ہوا دورِ جام شب

یہ قلمی نسخہ میر انیسؔ کے شاگرد سید محمد ہاشم جون پوری کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ جو میر صاحب کی زندگی ہی میں یعنی 1288 ہجری میں لکھا گیا ہے۔ چونکہ ہر قلمی نسخہ میں کچھ بند ایسے موجود ہیں جو معروف مطبوعہ مرثیہ میں موجود نہیں اس لئے ہم ان بندوں کے چند نمونے یہاں درج کرتے ہیں۔

بند نمبر 111 ۔

آیا اجل کے دام میں ناگہہ وہ نوجواں　　شمشیر ظلم سر پہ، جگر پر لگی سناں
مایوس زندگی سے ہوئے شاہِ دو جہاں　　آنکھوں سے نور، تن سے گئی طاقت دتواں
کی آہ دل پکڑ کے شہہ دیں پناہ نے
معذور کر دیا غمِ نورِ نگاہ نے

بند نمبر 112 ۔

خم ہو گئے یہ داغ اٹھا کے امامِ دیں　　جھک کر بنا ہلال ، نبیؐ کا مہِ جبیں
یوں درد میں تڑپ کے کیا نالۂ حزیں　　ہلنے لگے پہاڑ لرزنے لگی زمیں
آئی جگر کو تاب نہ اس واردات کی
خشکی میں ڈوبنے لگی کشتی حیات کی

بند نمبر 118 ۔

جب صف کشی کی دھوم ہوئی قتل گاہ میں   تصویرِ مرگ پھر گئی سب کی نگاہ میں
ڈوبے رفیقِ یوسفِ دیں حق کی چاہ میں   دفتر کھلا اجل کا حسینؑ سپاہ میں
جانبازیاں دکھا کے جری نام کر گئے
خاکِ شفا پہ نور کے دانے بکھر گئے

بند نمبر 119 ۔

دکھلا چکے وہ اہلِ وفا جب دلاوری   نکلے عزیزِ شاہ پے نام آوری
وہ حیدری جواں وہ عقیلی و جعفری   کانپی زمین ہلنے لگا چرخِ چنبری
شمشیرِ ہاشمی کا تماشا دکھا دیا
دشتِ دغا میں خون کا دریا بہا دیا

بند نمبر 120 ۔

جس وقت رن میں آمد سیفِ خدا ہوئی   ہل چل پڑی ہر ایک کے در پے قضا ہوئی
نابود زندگی ہوئی ہستی فنا ہوئی   ہمت دلوں سے جسم سے قوت جُدا ہوئی
لبریز ہو کے عمر کے ساغر چھلک گئے
کانپی زمیں پہاڑ جگہ سے سرک گئے

بند نمبر 121 ۔

گردن اٹھا کے جانبِ گردوں یہ دی ندا   یا صاحب المعاطف و یا سامع الدّعا
تو ناصر و بصیر ہے تو دافعِ بلا   کچھ جائے قیل و قال نہیں جو تری رضا
بندے کا نیک و بد کا سمجھتے اختیار ہے
شبیرؑ جان و مال سے تجھ پر نثار ہے

بند نمبر 122 ۔

جنگل میں گھر لٹا تو لٹا، غم نہیں مجھے   رنجِ عزیز و مونس و ہمدم نہیں مجھے

زخمی ہے دل، یہ خواہش مرہم نہیں مجھے   راحت یہ ہے کہ چین جو اِک دم نہیں مجھے
یہ حال ہے مگر نہیں صورت ہراس کی
فاقے کا ہے گلا نہ شکایت ہے پیاس کی

بند نمبر 123ہے

پیاروں کو تیری راہ میں قربان کر چکا   قسمت میں جو لکھا تھا وہ صدمہ گزر چکا
مقتل میں زیرِ تیغ کلیجے کو دھر چکا   بیٹا جوان سامنے آنکھوں کے مر چکا
سینہ ہے چاک چاک جگر داغدار ہے
اب آرزوئے مرگ ہے اور جانِ زار ہے

بند نمبر 124ہے

بار سفر اٹھا کے ہوا کارواں رواں   آفت میں رہ گیا تن تنہا یہ خستہ جاں
واماندہ وغریب ہوں اے ربِّ ذوالمنان   منزل کا نے سراغ نہ کچھ راہ کا نِشاں
توشہ نہیں، رفیق نہیں، راہبر نہیں
جانا ہے کِس جگہ کہ جہاں کی خبر نہیں

بند نمبر 125 ہے

امید وار عفو ہوں اے خالقِ انام   گر تو کرم کرے تو بن آئے ہر ایک کام
بدنام تیرے لطف سے ہو جائے نیک نام   ادنیٰ کو تو چاہئے تو اعلیٰ ملے مقام
رعشہ ہے تن میں عالمِ امید و بیم ہے
تو ساترِالعیوب و غفورُ الرّحیم ہے

بند نمبر 126 ہے

دل جس کا منتظر ہے وہ ساعت قریب ہے   اعضا سے جانکنی کی صعوبت قریب ہے
شورِ رحیل ہے دم رحلت قریب ہے   ہنگام ذبح وقتِ شہادت قریب ہے
یہ ہے گلوئے خشک وہ خنجر وہ تیغ ہے

حاضر ہوں حسب وعدہ مجھے کب دریغ ہے

بندنمبر127 ؎

آیا ہوں گھر سے وعدہ وفائی کے دھیان میں حسرت ہے یہ درست رہوں امتحان میں
کانٹے پڑے ہیں پیاس کے مارے زبان میں پر اب تلک تو فرق نہیں آن بان میں
غش آرہے ہیں ضعف کی شدت کمال ہے
لیکن جو کچھ کہا تھا اسی کا خیال ہے

بندنمبر128 ؎

خیمے جلائیں آگ سے ناری میں چپ رہوں سجاد پہنے بیڑیاں بھاری میں چپ رہوں
رانڈیں اٹھائیں ذلت وخواری میں چپ رہوں ہوں بے رِدا بتولؑ کی پیاری میں چپ رہوں
قید حرم اسیری زینبؑ قبول ہے
توخوش ہو، اے کریم ! مجھے سب قبول ہے

بندنمبر198 ؎

زخموں سے چور چور ہوا فاطمہؑ کا لال سرورِ ریاض احمدؐ و حیدرؑ ہوا نڈھال
چہرے پہ خون مل کے بصد حسرت و ملال کی عرض شبہ نے شکر ہے اے رب ذوالجلال
بچپن سے روز و شب تھی یہی آرزو مجھے
یارب تیرے کرم نے کیا سرخرو مجھے

بندنمبر199

اس حال سے جو ضعف کی شدت ہوئی سوا صدمہ ہوا جدا تعب تشنگی جدا
آہستہ رہوار سے حضرت نے یہ کہا اب وقت ہے وِداع کا اے اسپ باوفا
جنگل میں گھر بتولؑ کا لٹتا ہے ذوالجناح
اب ساتھ ایک عمر کا چھٹتا ہے ذوالجناح

بندنمبر204

ظالم مرے گلے پہ جو خنجر پھرائے گا   تجھ سے یہ حال قہر کا دیکھا نہ جائیگا
نالہ حرم کا حشر زمانے میں لائے گا   فرطِ غم والم سے جگر تھر تھرائے گا
اب ہوگا سامنا قلق و اضطرار کا
نیزے پہ سر چڑھے گا ترے شہسوار کا

بندنمبر227

ہاں عاشق حسینؑ! کہ آہ و بکا کرو   زہراؑ کا ساتھ دو مدد مصطفٰےؐ کرو
حقِ محبتِ شہہ والا ادا کرو   بے سر ہوئے حسینؑ، قیامت بپا کرو
سمجھو شریکِ مجلس ماتم رسولؐ کو
سب مل کے دو حسینؑ کا پرسا بتولؑ کو

بندنمبر228

کل ہونگیں مجلسیں نہ یہ شیون نہ یہ فغاں   سُنسان ہوں تعزیہ داروں کے سب مکاں
عشرہ ہوا تمام چلے شاہ بے کساں   مولا تمہارے آج کے سب کے ہیں میہمان
پاؤ گے کل نہ فاطمہؑ کے نور عین کو
رخصت کرو علم سے لپٹ کر حسینؑ کو

بندنمبر229

روکر کہو کہ اے شہ ذی جاہ! الوداع   بیکس حسینؑ، کُل کے شہنشاہ! الوداع
دیں کے چراغ فاطمہؑ کے ماہ! الوداع   اے امت نبیؐ کے ہواخواہ! الوداع
مولا اجل کے ہاتھ سے مہلت جو پائیں گے
پھر اگلے سال بزم میں رونے کو آئیں گے

مرثیہ کی اشاعت۔ اگر چہ یہ مرثیہ اپنی خاص مقبولیت اور معجز بیانی کی وجہ سے میر صاحب کی زندگی ہی میں مشہور ہو چکا تھا اور لوگوں کو اس کے کئی کئی بند زبانی یاد تھے لیکن سب سے پہلے زیور طباعت سے مطبع

نولکشور نے مراثی میر انیسؔ میں آراستہ کیا۔ پھر دبدبہ احمدی لکھنو پھر اس کے بعد نظامی پریس بدایوں میں شائع ہوا۔

1943ء میں پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیبؔ نے فن خطاطی کے مشہور ماہر مرزا محمد جواد مالک نظامی پریس لکھنو سے کتابت کرا کر ''شاہکار انیسؔ'' کے نام سے شائع کیا۔ اس کتاب کو جو بڑی سائز 30x20 انچ کی ہے دبیز آرٹ پیپر پر سیاہ زرد نیلے سنہرے اور سرخ رنگ کے چوڑے اور خوش وضع حاشیے میں ہر صفحہ پر صرف ایک بند لکھا گیا ہے جس پر ایک باریک سفید کاغذ لگایا گیا ہے۔ شاہکار انیسؔ میں پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیبؔ کے سیر حاصل مقدمہ کے علاوہ پروفیسر احتشام حسین اور شیخ ممتاز حسین کے مضامین شامل ہیں۔ اس میں سر تیج بہادر سپرو اور سید علی اختر تلہری کے تبصرے بھی ہیں۔ جس زمانے میں میر انیسؔ کے مرثیوں کی جلدیں چھ آٹھ روپے میں ملتی تھیں اس کتاب کی قیمت بہتر روپے رکھی گئی تھی۔ جسے عاشقان انیسؔ نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ اس شاہکار مرثیہ میں 196 بند ہیں۔ اس لئے ہم نے اس شاہکار مرثیہ کو صرف 196 بند ہی کا مرثیہ سمجھ کر تجزیہ کیا ہے۔

بحر اور ردیف۔ شبلی لکھتے ہیں۔ شعر کی دل آویزی اور دل فریبی کا ایک بڑا نکتہ یہ ہے کہ ہر مضمون کی مناسبت سے مناسب بحر اختیار کی جائے۔ شاہ نامہ کی بحر رزم کے لئے مخصوص ہے۔ فردوسیؔ نے عشقیہ واقعات بھی اُسی بحر میں ادا کرنے چاہے۔ چنانچہ اس غلطی کی وجہ سے اس کی یوسف زلیخا مقبول نہ ہوسکی۔ 19 بحروں میں عربی اور فارسی کے شعرا نے وہ بحریں اختیار کیں اور انہیں رواج دیا جوان کی زبان کی ساخت اور اسلوب کے مطابق تھیں۔ اسی طرح اُردو میں عموماً بارہ بحروں کو منتخب کر کے ہر گونہ مضامین کو نظم کیا گیا۔ دوسرے عظیم شعرا کی طرح میر انیسؔ نے بھی اپنے کلام کے لئے چند بحروں کا انتخاب کر لیا تھا۔ چنانچہ میر صاحب کے تقریباً تمام مراثی چار بحروں کے اوزان میں ملتے ہیں۔ ایک حساب کے مطابق انیسؔ کے مطبوعہ مرثیوں میں 87 بحر ہزج، 52 بحر مضارع، 25 بحر رمل اور تین چار بحر مجتث کے اوزان میں تصنیف کئے گئے ہیں۔ زیر نظر مرثیہ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' بحر مضارع کے وزن میں ہے۔ چونکہ مرثیہ ایک ایسی واحد صنف ہے جس میں رزم، بزم، تسلسل بیان، پند و وعظ، اخلاق و کردار، رفتار و گفتار، مکالمہ نگاری، منظر نگاری، واقعہ نگاری، جذبات نگاری، نفسیات نگاری، سوز و گداز بین اور گریہ کے مضامین ایک ہی بحر میں نظم ہوتے ہیں۔ اس لئے میر انیسؔ نے اپنے جوہر دکھانے کے لئے جو بحریں انتخاب کیں وہ نہ متقدمین کے مراثی کی طرح بڑی تھیں اور نہ نہایت چھوٹی بلکہ رزم و بزم کے لئے موزوں، غنایت سے سرشار اور فقروں اور لفظوں کی بندشوں کیلئے چست اور شگفتہ تھیں۔

اس مرثیہ کی بحر مضارع کا ترنم لطیف اور نرم میٹھے راگ کی طرح ہے۔ اس میں دریا کی سی سبک روانی ہے۔ اس

راگ کو سننے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میٹھا راگ کانوں کے ذریعۂ سارے بدن میں سرایت کر رہا ہے۔'' ہر گوش بنے کان ملاحت وہ نمک ہو'' (انیسؔ) اس راگ کا اثر بلمپت راگ کا سا ہے، جس میں بہت ٹھہراؤ پایا جاتا ہے اور جس وقت ہم اس کو پڑھتے ہیں تو ہم ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور وقفہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔

جب۔ قطع کی۔ مسافت شب۔ آفتاب نے صرف یہ راگ نرم اور شگفتہ بیان کے لئے ہی موزوں نہیں۔ بلکہ جب انیسؔ اسی راگ میں فولادی الفاظ آتشی بندش اور رنگوں کی آمیزش سے کام لیتے ہیں تو یہی بحر، بحر طلاطم بن جاتی ہے اور بقول انیسؔ

ع دکھلا دوں ہر ورق میں مرقع لڑائی کا

ع مرثیہ ہر اک دکھائے برش ذوالفقار کی

"خون برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ''۔ کی مماثل ہو جاتی ہے۔ اسی مرثیہ کے چند اشعار بطور مثال پیش کر کے ہم اسی بحر میں منظر کشی، مکالمہ نگاری، رزم نگاری اور بین کے مطالب کا جدا جدا اثر دکھاتے ہیں۔

منظر کشی ؎

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور
وہ جابہ جا درختوں پر تسبیح خواں طیور
وہ قمریوں کا چار طرف سرد کے ہجوم
کوکو کا شور نالۂ حق سرہ کی دھوم

مکالمہ نگاری ؎

سر کو ہٹو بڑھو نہ، کھڑے ہو علم کے پاس
ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہ فلک اساس
رونے لگو گے پھر جو بُرا یا بھلا کہوں
اس ضد کو بچپنے کے سوا اور کیا کہوں

رزم نگاری ؎

غل تھا کہ برق گرتی ہے ہر دِرع پوش پر بھاگو خدا کے قہر کا دریا ہے جوش پر
منہ کس طرف تھے تیغ زنوں کو خبر نہ تھی سر گر رہے تھے اور تنوں کو خبر نہ تھی

بازار بند ہو گیا جھنڈے اکھڑ گئے — فوجیں ہوئیں تباہ محلے اُجڑ گئے
ماری جو ٹاپ ڈر کے ہٹے ہر لعیں کے پاؤں — ماہی پہ ڈگمگا گئے گاؤ زمیں کے پاؤں

بین ۔ جنگل سے آئی فاطمہؑ زہرا کی یہ صدا — امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمدؐا
اُنیس سو ہیں زخم تن چاک چاک پر — زینبؑ نکل حسینؑ تڑپتا ہے خاک پر
چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسینؑ پر — ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسینؑ پر
قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسینؑ پر — یہ دکھ بئیؑ کے گود کے پالے حسینؑ پر
تیر ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا — گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

ان اشعار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر بحر کا انتخاب صحیح ہو تو ایک ہی بحر میں مختلف مطالب بڑی خوبی سے نظم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ شاعر عظیم اور قادر الکلام ہو۔ میر انیسؔ کے تقریباً تمام مرثیوں میں یہی کیفیت ملتی ہے۔

ڈاکٹر محمد احسن فاروقی کہتے ہیں۔ جو شاعر اپنے کلام میں صوتی اثرات پیدا نہ کر سکے وہ بڑا شاعر نہیں۔ یہ چیز ہمیں مرزا غالبؔ اور میر انیسؔ میں اس طرح ملتی ہے کہ ہم اس کے خصوصیات کا تجزیہ کر سکتے ہیں۔ ناسخؔ اور ذوقؔ کے پاس یہ حقیقت نہیں ملتی، اس لئے ہم ان کو بڑا شاعر کہنے کے لئے تیار نہیں۔

علامہ شبلیؔ نے صحیح کہا کہ ''فارسی اور اُردو میں ردیف تال اور سم کا کام کرتی ہے۔ جس طرح راگ میں تال نہ ہو تو وہ بے مزہ ہے، یہی حالت اُردو شعر کی ہے۔ لیکن ردیف کے التزام کے لئے قادر الکلامی ضروری ہے۔ اس مرثیہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس کے تمام ٹیپ کے بند مردف یعنی ردیف رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ 47 بند مکمل مردف ہیں یعنی اس مرثیے کے 290 اشعار مردف اور 298 غیر مردف ہیں۔

مرثیہ کا مطلع۔ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے''

علی حیدر نظم طباطبائی ''مراثی انیسؔ'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ میر انیسؔ نے جو مرثیے ابتدائی عمر میں لکھے وہ زیادہ تر ''اے مومنو'' یا ''مومنو'' سے شروع ہوتے ہیں۔ لیکن جیسے جیسے مشق سخن بڑھتی گئی مرثیوں کے مطلعے بھی حسین سے حسین تر ہوتے گئے۔ انیسؔ کے زیادہ تر شاہکار مرثیے لفظ 'جب' سے شروع ہوتے ہیں'' اور ان کے تقریباً 70 مرثیے لفظ ''جب'' سے شروع ہوتے ہیں۔

انیس کے خاندان کے مشہور شاعر بابو صاحب فائق فرماتے ہیں ''انیس کا کوئی مرثیہ جب لفظ ''جب'' سے شروع ہوگا یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مرثیہ میں کوئی اہم بات ہے۔ لفظ ''جب'' سے جو بھی مرثیہ شروع ہوگا وہ معرکتہ الآرا ہوگا''

انیس جب کسی مرثیے کو لفظ ''جب'' سے شروع کرتے ہیں تو اس مرثیہ کی ابتدا ہی ایک درمیانی منزل سے ہوتی ہے جس کے قبل اور بعد کی منازل سے سننے والا ذہن آگاہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے ایک مصرع کے بعد دوسرا مصرعہ واقعہ کو کسی حد تک واضح کرنے میں مدد دیتا ہے لیکن سامع اور قاری پر ایک قسم کا تحیر یا Suspence طاری رہتا ہے کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟

خانوادۂ انیس کے چشم و چراغ جناب علی احمد دانش ''ادبی میراث'' میں اس مرثیہ کے ذیل صفحہ 15 پر لکھتے ہیں ''میر انیس کا طریقۂ تصنیف یہ تھا کہ پہلے مختلف مطلعے کہتے اور ان میں سے کسی کا انتخاب کر کے مرثیہ مکمل کر لیتے تھے۔ وقت گزر جانے کے بعد اگر نیا مرثیہ کہنے کا موڈ نہ ہوا تو اسی مرثیے کو اٹھا لیتے تھے اور مصرعوں کو بلند تر کرنے کی فکر میں کھو جاتے تھے جب انہوں نے یہ مرثیہ کہنے کی فکر کی تو درج ذیل مطلع قائم کیا۔

جب کربلا میں ختم ہوا دورِ جامِ شب

پھر غور و فکر کے بعد دوسرا مطلع نظم فرمایا ع۔ جب چرخِ اخضری پہ ہوا انتظامِ شب

یہ بھی پسند خاطر نہ ہوا، تو تیسرا مطلع کہا ع جب قطع کی مُسافتِ شب آفتاب نے

اور جب مرثیہ کہتے ہوئے اس بند پر پہنچے تو حسبِ عادت اسی ادھیڑ بن میں تھے اور بیت پیشِ نظر تھی ۔

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے   قائم سہاگ مانگ رہے بر تری رہے

مصرعۂ ثانی قلم فکر کے زیرِ غور تھا کہ اہلیہ نے فی البدیہہ کہا:

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے
صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

جب ''قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے'' سننے والے کے ذہن کو جھنجھوڑ کر ایک ایسے مقام پر کھڑا کر دیا ہے جو صبح کاذب کا وقت ہے۔ اندھیرا ختم ہو رہا ہے اور روشنی پھیل رہی ہے۔ ایک عظیم ہستی دوستوں کو فریضۂ سحر کے لئے بلا رہی ہے۔ اس مطلع کے سپنز کے بعد واقعہ کی گتھیاں کچھ کھلتی نظر آتی ہیں کہ آج کے دن جنگ و جدال اور قتال ہوگا۔ یہاں آلِ رسولؐ کا خون بہے گا اور تب جا کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم شخصیت جو گفتگو فرما رہی ہے وہ فاطمہ کا لال حسینؑ ابن علیؑ ہے جن کو اپنا وعدہ یعنی روزِ عاشورا اپنے اصحاب انصار اقربا اور اولاد کے ساتھ جامِ شہادت نوش

کرنا ہے اوران ہی بزرگ ہستیوں کا غم رہتی دنیا تک منایا جائے گا۔

ع گزری شب فراق دن آیا وصال کا

ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

مرثیہ کے چہرے میں تحیّر Suspence میر انیسؔ کے مرثیوں کی ایک خصوصی شناخت ہے۔میر صاحب سننے والے ذہن کو مرثیے کے چہرے ہی سے کس بڑے واقع اور حادثہ کے لئے اس طرح تیار کر دیتے ہیں کہ وہ اس دائرۂ فکر سے باہر نکل ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اپنے تمام محسوسات سے ہمہ تن گوش ہو کر سُنتا ہے اور بقول مولوی ذکا اللہ۔ ''پٹنہ میں تمام مرثیہ کھڑے ہو کر سنتا رہا۔ سر تا پا پسینے میں نہا گیا اور پیروں پر ورم بھی آ گیا لیکن کسی چیز کا احساس ہی نہیں ہوا۔''

الفاظ کا استعمال۔ شعر میں ہر لفظ ایک قسم کا سُر ہوتا ہے اور بحر یا راگ یا نغمہ سُروں کے مجموعے کا نام ہے۔ راگ یا نغمہ کے دلکش ہونے کے لئے اُسے ایسے سُروں سے ترتیب دیا جائے کہ ان میں باہمی تناسب ہو۔ اس لئے ان کی لطافت روانی اور شرینی اُس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک کہ گرد و پیش کے الفاظ سے ان کی مناسبت برقرار رہے۔ مضمون اور الفاظ کے باہمی رشتے کے بارے میں ابن خلدون نے کہا تھا کہ الفاظ کو پیالہ اور مضمون کو پانی سمجھو۔ جس طرح پانی کو مٹی کے پیالے میں دینے کے بجائے سونے کے پیالہ میں پیش کیا جائے تو اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اُسی طرح سے اگر مضمون کو عالی اور پُر شکوہ الفاظ میں بیان کیا جائے تو اُس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ابن خلدون کے اس فلسفے سے فارسی اور اُردو کے علماء نے اختلاف کرتے ہوئے پانی کا خوشگوار ہونا یعنی مضمون کا اچھوتا اور شگفتہ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ میر انیسؔ مضمون کے لحاظ سے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں۔ شبلی موازنہ انیسؔ و دبیر میں لکھتے ہیں۔ ''میر انیسؔ کے کمال شاعری کا بڑا جوہر یہ ہے کہ باوجود اس کے انہوں نے اُردو شعراء میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے اور سیکڑوں مختلف واقعات بیان کرنے کی وجہ سے ہر قسم اور ہر درجے کے الفاظ ان کو استعمال کرنے پڑے۔ تاہم ان کے تمام کلام میں غیر فصیح الفاظ نہایت کم پائے جاتے ہیں۔ اکثر جگہ عربی فارسی کے الفاظ جو اُردو زبان میں کم مستعمل ہیں ضرورت سے لانے پڑے ہیں۔ لیکن اس قسم کے الفاظ جہاں آتے ہیں فارسی ترکیبوں کے ساتھ آتے ہیں جس سے ان کی غرابت کم ہو گئی ہے۔ فصاحت کے مدارج میں اختلاف ہے۔ بعض الفاظ فصیح ہیں، بعض فصیح تر بعض اس سے بھی فصیح تر۔ میر انیسؔ کے کلام کا بڑا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر فصیح سے فصیح الفاظ ڈھونڈ کر لاتے ہیں''۔

حسن کلام کا ایک بڑا راز مضامین کی نوعیت سے الفاظ استعمال کرنا ہے۔ میر انیسؔ اس نکتہ سے بخوبی واقف تھے

اور یہ ان کے کلام کی تاثیر کا بڑا راز ہے۔ جس طرح آواز نرم سخت لطیف شریں اور رعب دار ہوتی ہے اُسی طرح الفاظ بھی نرم سخت لطیف شرین جلال اور شان سے بھرے ہوتے ہیں۔ میر انیسؔ ان مراتب سے واقف تھے۔ چنانچہ صبح کی تازگی ہو یا شام کی خستگی، رزم ہو کہ بزم، مدح ہو کہ ہذم، لڑائی ہو یا شہادت، رجز ہو یا دعا شعر میں اس کے مطابق الفاظ لاتے تھے۔

ڈاکٹر اعجاز حسین نے مختصر تاریخ اُردو ادب'' میں صحیح لکھا ہے کہ ''انیسؔ کو زبان پر وہ قدرت حاصل ہے جو خالق کو مخلوق پر۔ جن الفاظ سے جس موقع پر جو کام لینا چاہتے ہیں وہ خادمانہ اطاعت کے ساتھ حکم بجالا سکتے ہیں''

پروفیسر کلیم الدین احمد'' نگار پاکستان انیسؔ نمبر'' میں لکھتے ہیں ''انیسؔ روزمرہ کا استعمال نہایت خوبی سے کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی باتیں کر رہا ہے۔ انیسؔ کی زبان صاف اور دلکش ہے''۔

حالیؔ مقدمہ شعر و شاعری میں کہتے ہیں۔ آج کل یورپ میں شاعر کے کمال کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاتا ہے کہ اُس نے اور شعراسے کس قدر زیادہ الفاظ خوش سلیقگی اور شائستگی سے استعمال کئے ہیں۔ اگر ہم بھی اس کو معیار کمال قرار دیں تو بھی میر انیسؔ کو اُردو شعراء میں سب سے برتر ماننا پڑے گا۔ شادؔ عظیم آبادی کے قول کے مطابق'' میر انیسؔ ایک لفظ کے مناسب دوسرا لفظ اس افراط و احتیاط سے لے آئے جس کی تعریف محال اور جسے دیکھ کر عقل گنگ ہوتی ہے۔ کہہ سکتا ہوں کہ قریب ایک لاکھ لفظوں کے جواہر اس خوب صورتی اور بے تکلفی سے چن کر بہ سلیقہ اور ترتیب کے ساتھ جمع کرتے تھے کہ اب جو چاہے اپنا دامن فکر بے کھٹکے بھرے۔

اس ایک 196 بند کے مرثیے میں کل الفاظ جن میں تکرار شامل ہے ان کی تعداد 9493 ہے۔ عربی الفاظ کی تعداد 1769 فارسی الفاظ کی تعداد 1948 اور اُردو الفاظ کی تعداد 5776 ہے۔ اُردو الفاظ میں ہندی کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ ہم نے ان کو اُردو اور ہندی میں اسلئے جدا نہیں کیا کیونکہ اُردو خود ہندی نژاد ہے اس مرثیے میں 61 (ایکسٹھ) فیصد الفاظ اُردو میں، بیس فیصد الفاظ فارسی اور انیس فیصد الفاظ عربی زبان کے ہیں۔ انیسؔ نے مرثیوں، سلاموں، رباعیوں، قصیدوں اور نوحوں میں کتنے الفاظ استعمال کئے اس کا تعین کرنا آسان نہیں جیسا کہ خود اپنے مرثیہ میں فرماتے ہیں جس کا مطلع ہے ع ''جب شاہ کو فرصت نہ ملی طوف حرم کی''

کر لیجے شمار اس کا محاسب نے یہ چاہا — جو کچھ تھا مہندس کا طریقہ وہ بنایا
دی کلک نے آواز کہ ہاں عقل زباہا — لشکر کی سیاہی سے لکھا جائے سیاہا
تحریر خط و خال کا اب دھیان نہیں ہے

ذرّوں کا یہ گننا ہے کچھ آسان نہیں ہے

اورفرماتے ہیں ؎

لاکھوں میں بھی تعداد نگار اس کا نہوگا بے روز حساب آئے شمار اس کا نہ ہوگا

آج سے بیس سال قبل نائب حسین نقوی مرحوم نے فرہنگ انیسؔ پر کام کرنا شروع کیا تھا۔ میں نے فرہنگ کی پہلی مطبوعہ جلد دیکھی تھی۔ اس فرہنگ کا نام سن کر ایک شخص کورشک آیا اور دعویٰ کیا کہ اس نے فرہنگ انیسؔ کی تین جلدیں مرتب کی ہیں جوعنقریب منظر عام پر آئیں گی۔ اس شخص کا یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہوگیا۔ یہ کام اب نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ کاش کوئی ادارہ اس عظیم الشان کارنامہ کوانجام دیتا۔

میر انیسؔ ہرلفظ کے مقام اوراثر کے اسرار سے واقف تھے اِسی لئے تو مولف'' آبِ حیات'' مولانا آزادؔ سے دوران گفتگو انیسؔ نے فرمایا تھا کہ'' صاحب کمال کی یہ بات ہے کہ جولفظ جس مقام پر اُس نے بٹھادیا اُسی طرح پڑھا جاوے تو ٹھیک ہوتا ہے ورنہ رتبہ سے گرجاتا ہے''

مولانا شبلی نے موازنہ انیسؔ ودبیرؔ میں کلام انیسؔ سے کئی مثالوں کو دے کر اس نکتہ کو بہت اچھی طرح واضح کیا ہے جو ہماری اس گفتگو سے خارج ہے۔ ہمارے لئے تو صرف اس ایک مرثیے میں استعمال شدہ الفاظ کے بارے میں اظہار خیال کرنا بھی مشکل ہے۔

میر انیسؔ جب غیر زبان کے ثقیل اور غیر مانوس الفاظ حسب ضرورت استعمال کرتے تو انہیں خوب صورت اضافتوں اور چست بندشوں سے سنوارتے۔ اس کے علاوہ خط کشیدہ الفاظ کو اپنے کمال کی آنچ سے پگھلا کر اُردو کے سانچے میں ڈال دیتے۔ چنانچہ ان کا عربی فارسی مفہوم اور پس منظر پوری طرح باقی بھی رہتا اور اُردو کیلئے غیر مانوس بھی نہیں ہوتا۔ یہی ان کے کلام میں قادرالکلامی اور معجز بیانی کی ایک وجہ بھی ہے۔

زیر بحث مرثیہ کا شعر ؎

عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے
وہ لوذعی کہ جس کی طلاقت دلوں کو بھائے

اس شعر میں انیسؔ نے نظر بد کے لئے'' عین الکمال'' عقل مند کے لئے'' لوذعی'' اور خوش بیانی کیلئے طلاقت'' کے الفاظ کا انتخاب کر کے ان کے اردگرد وہ صاف اور سلیس نرم الفاظ جمادئے کہ ان لفظوں کی اجنبیت بڑی حدتک کم ہوگئی جس کا اثر ارباب ذوق و ہنر پر واضح ہے۔ اگر چہ یہ انتخاب اور لفظوں کی نشست وہی شاعر کرسکتا ہے

جو خود منتخب ہو اور بقول امداد امام اثر ''موید من اللہ'' ہو۔ خود انیس فرماتے ہیں

جو نکلے منہ سے لفظ وہ قدرت خدا کی ہو
یعنی موقع ہو جہاں جس کی ضرورت ہو وہی
لفظ بھی چست ہوں مضمون بھی عالی ہووے
مرثیہ درد کی باتوں سے نہ خالی ہووئے
لفظ مُغلق نہ ہو گنجلک نہ ہو تعقید نہ ہو
مضمون میں تناسب الفاظ لا جواب
لفظوں میں یوں ہے معنیٰ روشن کی آب و تاب
جس طرح عکس آئینہ میں جام میں گلاب
پھولا ہوا فصاحت الفاظ کا چمن

میر انیس نے اس مرثیہ میں بیس سے زیادہ قرآنی آیات کے حصے یا مرکب الفاظ یا عربی تلمیحات اس خوبی سے استعمال کئے ہیں کہ اُن میں کسی قسم کی اجنبیت یا غیر مانوسی ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ یہ انگوٹھی پر نگینہ کی طرح درخشاں اور خوب صورت نظر آتے ہیں۔ حسب ذیل الفاظ کو مرثیے کے مصرعوں میں دیکھئے اور میر انیس کے فن کے کمال کی داد دیجئے۔

صف میں ہوا جو نعرہ'' قد قامتِ الصلوۃ''
'' بسم اللہ'' آگے جیسے ہو یوں تھے شہِ حجاز
'' یاحی یا قدیر'' کی تھی ہر طرف پکار
''سبحان ربنا'' کی صدا تھی علی العموم
حقا کہ'' افصح الفصحا'' ہے انبیںؑ کا جد
دنیا سے اٹھ گیا وہ'' قیام'' اور وہ ''قعود''
ان کے لئے تھی بندگی ''واجب ۔الوجود''
خم گردنیں تھیں سب کی'' خضوع و خشوع'' میں
کچھ گل فقط نہ کرتے تھے رب عُلا کی'' حمد''
بیت العتیق، دین کا مدینہ، جہاں کی جاں

سب آیتیں تھیں مصحف ناطق کے نور کی
''روح القدس'' کی طرح دعائیں تھیں عرش پر
جلوہ تھا تابہ ''عرشِ معلیٰ'' حسینؑ کا
مصحف کی لوح تھی کہ مصلیٰ حسینؑ کا

میر انیسؔ الفاظ کے بادشاہ تھے۔منظر کشی جب خود منظر بن جائے تو اُسے ''مرقع کشی'' کہتے ہیں۔انیسؔ الفاظ کے ذریعے سہ بُعدی (Three dimensional) کیفیت پیدا کرتے تھے۔چنانچہ سننے والے کو منظر دکھائی دینے لگتا۔خود فرماتے ہیں۔

خوں برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ
دکھلادوں ہر ورق میں, مرقع لڑائی کا
مصرعہ ہراک دکھائی برش ذوالفقار کی
قلم فکر سے کھینچوں جو کسی بزم کا رنگ
شمع تصویر پہ گرنے لگیں آآ کے پتنگ
رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی
بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی
وہ مرقع ہو کہ دیکھیں اسے گراہل شعور
ہر ورق پہ کہیں سایا نظر آئے کہیں نور

میر انیسؔ دشت و در، سبزہ وصحرا، چشمہ و دریا، ریگستان ونخلستان وغیرہ ہر جگہ کی نسبت سے وہاں کی آب وہوا، چرند پرند اور جانوروں کا ذکر کرتے ہیں۔میر صاحب کی منظر کشی کی باریک بینی انہیں دوسرے شعرا سے جدا کرتی ہے۔اس ایک مرثیے میں میر انیسؔ نے پچیس سے زیادہ قسم کے جانوروں کا ذکر کیا ہے ہے جن کے نام یہ ہیں۔
شیر۔ دراج۔ کبک۔ تیہو۔ طاؤس۔ مرغان۔ قمریوں۔ کوکو۔ ساہی، چیونٹی۔ ہرن۔ پروانہ۔ مچھلیوں۔ سمندر۔ چیتے۔نہنگ۔اونٹ۔گھوڑے۔عقاب۔بلبل، گرگ۔گاؤ۔اژدر۔شاہین اور سیمرغ وغیرہ

خاص بات یہ ہے صرف ان جانوروں کے نام بحر اور وزن کی نسبت یا بھرتی کے لئے نہیں چُنے بلکہ ان سے مربوط خصوصیات کو مضمون شعر سے ایسا ربط دیا کہ اس میں نئی کیفیت پیدا ہوگئی۔اسی کو قادر للکلامی اور معجز بیانی کہتے ہیں۔اس

مرثیہ سے ہم نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ حضرت علی اکبر کی اذان کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

"بلبل" چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں　　شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں

قمریوں کا ہجوم اور کوکو کی بولی کی آواز سے فائدہ اٹھا کر کہتے ہیں ؎

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
"کوکو" کا شور نالۂ "حق سرہٗ" کی دھوم

مچھلیوں کو اس لئے انتخاب کیا کہ ان کے بدن کے پولکوں پر زرہ کا گمان ہوتا ہے۔ امام حسینؑ کی تلوار کے خوف سے مچھلیوں نے بھی جسم پر زرہ پہن رکھی تھی۔ نہنگ (Whale) جو سمندر کی تہہ میں زندگی کرتے ہیں وہ بھی آپ کی تلوار کے خوف سے چھپ گئے تھے۔

منہ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن ادھر اُدھر　　ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
تھے تہہ نشین نہنگ مگر آب تھے جگر

سب جانتے ہیں کہ بھوکا شیر اپنے شکار پر کس طرح حملہ آور ہوتا ہے۔ چناں چہ حضرت علی اکبرؑ کے حملے کو اس تشبیہ دینے کے لئے "شیر" کا انتخاب کیا ؎

آفت تھی حرب و ضربِ علی اکبر دلیر
غصے میں جھپٹے صید پہ جیسے گرسنہ شیر

یا اس شعر سے بھی لطف اندوز ہوجیئے ؎

چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار
اے دانہ کش ضعیفوں کے رازق ترے نثار

شعر میں حسن ادا کی جدت ملاحظہ ہو۔ جہاں وقت سحر ہر چیز حمد خدا میں مصروف ہے وہاں چیونٹی بھی دعا میں محو نظر آتی ہے۔ چیونٹی کو روز سبھی لوگ دیکھتے ہیں۔ یہ اتنی حقیر شے ہے کہ سیکڑوں کی تعداد میں روز پائمال ہوتی جاتی ہے۔ لیکن باوجود حقیر ہونے کے انیسؔ کے یہاں اس کی بھی وقعت ہے۔ ذرا اس Observation کی وسعت کو دیکھئے کہ ہم لوگ اکثر و بیشتر چیونٹیوں کو پچھلے پاؤں قائم رکھتے ہوئے اور اگلے پاؤں اٹھاتے ہوئے کسی دانے کو لے جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ کبھی ذہن میں نہ آیا ہوگا کہ اس انداز کا استعمال ایسی شان و شوکت اور دلاویزی سے کیا جاسکتا ہے۔ ایک اور جگہ چیونٹی کو ذی حیات سمجھ کر فرماتے ہیں ؎

کسی کا دل نہ کیا ہم نے پائمال کبھی
چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے

اوپر کے بند (چیونٹی بھی......) کی ٹیپ بھی لاجواب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گویا انیسؔ ایک ماہر حیوانات یعنی Zoologist بھی تھے۔ ملاحظہ ہو ؎

طاہر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر ہونک رہے تھے کچھار میں

پرندوں کے ماہروں نے شاہین (عقاب) کے حملہ پر تفصیل سے گفتگو کر کے اس کے بجلی کی طرح کے حملے کی رفتار اسّی نوّے میل فی گھنٹہ بتائی ہے۔ مرثیہ کے ذیل کے شعر میں امام حسینؑ کا تیز رفتاری سے دشمن کی فوج پر حملہ کرنا اس سے بہتر انداز میں نظم نہیں کیا جا سکتا ؎

آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح — آہو پہ شیر شرزۂ غاب آئے جس طرح

کبک کی چال دل فریب ہے اور یہ جھومتا ہوا سینہ تان کر چلتا ہے۔ اسی لئے امام مظلوم کے گھوڑے کی شان جس میں چال اور رفتار کو بڑی اہمیت حاصل ہے انیسؔ نے کبک کو اسی لئے انتخاب کیا۔

ع — سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے

انیسؔ کا کمال تشبیہات کے میدان میں خاص طور سے نمایاں ہے، جس کو ہم تشبیہات کے ذیل میں بیان کریں گے۔ یہاں تو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مشابہت کے لئے جو چیزیں انیسؔ ڈھونڈ کر لاتے ہیں اُن کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ امام حسینؑ پر اتنے تیر لگے تھے کہ تمام جسم مبارک تیروں سے بھرپور تھا۔ ایسے موقع پر انیس کا کمال یہ ہے کہ اس عظیم ہستی کی تصویر کشی میں ایک ایسے حقیر حیوان کو سامنے لاتے ہیں کہ اس کی طرح کا کوئی دوسرا حیوان موجود نہیں۔ اس طرح تشبیہ سے مضمون پورا ہو جاتا ہے ؎

یوں تھے خدنگ ظلِ الٰہی کے جسم پر — جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر

یہاں یہ بات بھی خارج از محل نہیں کہ ایک اور موقع پر اسی حالت کو میر صاحب نے آفتاب اور کرنوں سے تشبیہ دی لیکن یہ شعر اوپر بیان کئے گئے شعر کی کیفیت کا حامل نہیں۔

یوں برچھیاں تھیں چار طرف اس جناب کے
جیسے کرن نکلتی ہے گرد آفتاب کے

اُردو شاعری میں رزم نگاری کے میدان کے شہسوار میر انیسؔ ہی ہیں۔ کچھ شعرا نے میر انیسؔ کے بعد ان ہی کے کلام سے فائدہ اٹھا کر کامیاب تجربات کئے۔ لیکن پھر بھی میر انیسؔ کے کینوس (Canvass) سے باہر نکل نہ سکے۔ ویسے بھی ہم نقل کو اصل سے مقایسہ کرنے کے قائل نہیں۔ میر انیسؔ نے فارسی رزمیات تفصیل سے دیکھی تھیں۔ مقائیسہ شاہ نامہ فردوسی کا مطالعہ ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ فنون سپاہ گری سے واقف تھے خود بھی کچھ فنون سیکھے تھے۔ رزم نگاری میں یوں تو کئی درجن لوازمات، ہتھیار، ملبوسات اور حیوانات نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم نے اختصار کی خاطر اس مرثیہ میں گھوڑوں کے نام، تیر کمان کے لوازمات، جنگ کے آلات اور اس کے مربوط سروسامان کے ناموں کو پیش کر کے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اگر میر انیس کو لفظوں کا شہنشاہ نہ کہیں تو پھر کسے کہیں؟

اس مرثیہ میں گھوڑے کے بیان میں صرف دو تین بند ہیں۔ لیکن ان ہی آٹھ نو اشعار میں دس سے زیادہ گھوڑے کے لئے نام انتخاب کئے۔ جیسے براق، فرس، دلدل، اسپ، توسن، ذوالجناح ابلق، راہوار، سرنگ، گھوڑا اور ہرنے وغیرہ۔ جس مصرعہ میں رفتار دکھانا مقصود تھا تو اُسے براق کہدیا۔

ع اُترا ہے پھر زمیں پہ براق آسمان سے

جہاں عظمت اور نسب دکھانا تھا دلدل اور ذوالجناح کہہ دیا۔

ع تصویر ذوالجناح پہ تھی بوترابؑ کی

ع خوش خو تھا، خانہ زاد تھا دلدل نژاد تھا

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں میر صاحب نے بحر اور وزن کی خاطر الفاظ اشعار میں نہیں رکھے وہ تو ایک ادنیٰ شاعر کا کلام ہے بلکہ وہ ہر لفظ کے باریک باریک فرق سے بخوبی واقف تھے۔

ذیل کے شعر میں حرف ''ڑ'' کی تکرار ہے۔ اگر اس مصرعہ ثانی میں ''گھوڑے'' کی جگہ انیسؔ ''توسن'' یا ''فرس'' رکھ دیتے تو مضمون اور وزن میں فرق نہ ہوتا مگر شعر کی تمام شعریت ختم ہو جاتی۔ اس شعر کو ''گھوڑے'' کے لفظ کی جگہ ''توسن'' یا ''فرس'' رکھ کر پڑھیے اور خود فیصلہ کیجیے۔

ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گڑگڑائے
غصے میں آ کے ''گھوڑے'' نے بھی دانت کڑکڑائے

اس لئے تو انیس نے کہا تھا۔

ع اے حسن بیان خوبی گفتار دکھا دے

ع۔ اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں

ع۔ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

اُردو، فارسی اور عربی میں گھوڑوں کے اسم عام کے ساتھ ساتھ ان کے اسم خاص بھی بیان کئے جو تلمیحات کے ذیل میں ایک ایک لفظ کے اندر پوری داستان کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ جیسے ابلق، ذوالجناح، براق، دلدل وغیرہ جس کے استعمال سے میر انیسؔ ایک لفظ سے پوری داستان کی تشریح کر دیتے تھے۔ اسی لئے خود فرماتے ہیں ؎

ایک قطرے کو جودوں بسط تو قلزم کردوں
ماہ کو مہر کروں ذرہ کو انجم کردوں

اس مرثیہ میں صرف تیر کمان اور اس کے جزئیات کے لئے سترہ سے زیادہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔
تیر۔ ترکش (تیر رکھنے کا خول) برچھی۔ سنان (تیر کی نوک) سوفار (تیر کی چٹکی)
زِہ (کمان کا چلہ) گوشہ (کمان کا سرا) زہ گیر (کمان کی زہ کو کھینچنے کا چھلہ) چلے۔ ترنگ
(تیر کے چھوٹنے کی آواز) خدنگ (چھوٹا تیر) پیکان (تیر کی انی) سیسر (کمان کا فیہ یعنی زہ)
سری (تیر کا گز) ناوک (تیر) تین بھال (تین شاخوں والا تیر)

اس شعر میں ''برچھی کے پھل'' اور ''تیر اور تن'' سے جو مرقع کشی کی ہے اس کی داد دئے بغیر کوئی ارباب فن نہیں رہ سکتا ؎

اٹھ بیٹھے جب تو زخموں سے برچھی کے پھل گرے
تیر اور تن میں گڑ گئے جب منہ کے بھل گرے

خدنگ باریک اور چھوٹے تیر کو کہتے ہیں۔ جس کو ساہی کے کانٹوں سے تشبیہہ دی گئی ہے ؎

یوں تھے خدنگ ظلِ الٰہی کے جسم پر
جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر

دشمن پر امامؑ کی تلوار سے جو اثر ہوا اُس کا نقشہ اس شعر میں دیکھئے۔ یہاں پانچ الفاظ یعنی تیر۔ گوشہ۔ کماں۔ پیکان اور خدنگ استعمال ہوئے ہیں اور تیر جو خود میں پیوست تھے کٹے، کمان کے کٹنے کی وجہ گوشے نہ رہے اور خدنگ کے کٹنے سے اس کی نوک پیکان نہ رہی ؎

وہ تیر کٹ گئے جو در آتے تھے سنگ میں

گوشے نہ تھے کماں میں نہ پیکاں خدنگ میں

سوفار یعنی تیر کی چٹکی "ے" کی طرح ہوتی ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔

ع سوفار کھول دیتے تھے منہ سہم سہم کے

اس مرثیے میں جنگی لوازمات کے ناموں کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔ قاری تقریباً تمام لوازم حرب سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ لشکر کے ساتھ صفوں، سپاہ، پروں، فوج، قلب جناح، میمنہ، میسرہ، مخبر، پیک، عَسس، پہلوان، کارزار، جنگ، ظفر، شکست وغیرہ۔ ہتھیاروں میں تلوار، نیزہ، شمشیر سپر ڈھال، زرہ، جوشن، تیر، خود کلغی، دستانے، تیغ، چھری، ترکش، نیمچے، کاٹھی، آہن سنگ۔ گرز خنجر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ان مصرعوں میں زور بیان اور لفظوں کی گرج اور ذوالفقار کی بُرش دیکھئے۔

ع۔ قلب و جناح و میمنہ و میسرہ تباہ

ع۔ جنباں زمیں صفیں تہ و بالا پرا تباہ

ع۔ صف پر صفیں پروں پہ پرے پیش و پس گرے

ع۔ منجر پہ پیک پیک پہ مرکر عَسس گرے

اس مرثیے میں پرچم کے لئے علم، پھریرے، رایت، نشان پنجہ اور جھنڈا وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ چونکہ مرثیے میں علم حاصل کرنے کے لئے حضرت عون و محمد کے مکالمات پیش کیے ہیں اس لئے علم کی بلندی اس کی چمک، اس کے پھریرے کی دمک اور اس کی عظمت کو ظاہر کیا ہے۔

ع رایت بڑھا کہ سر در ریاض ارم بڑھا (علم کی بلندی اور اہمیت)

ع پنجہ اِدھر چمکتا تھا اور آفتاب اُدھر (چمک اور عظمت)

ع اس کی ضیا تھی خاک پہ، ضو اس کی عرش پر

زرریزی علم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر (پھریرے کی چمک دمک)

امامؑ کے دشموں کے جھنڈوں کو یوں نظم کیا۔

کالے نشاں سپاہ سیہ رو میں کھل گئے

یقیناً اگر مرثیہ میں رزم نگاری نہ ہوتی تو اُردو شاعری میں یہ کمی کیسے پوری ہوتی۔ میر انیسؔ حقیقت میں رزم

نگاری کے عظیم شاعر ہیں۔

اس ایک مرثیہ میں جو اعداد ہندسہ استعمال ہوئے ہیں اُس کی گنتی اس طرح ہے۔ایک ۔دو ۔تین ۔چار ۔پانچ ۔ چھ۔سات ۔آٹھ ۔نو دس ، بارہ ، اٹھارہ ۔انیس ۔سو ، ہزار ۔ ہزاروں ۔ لاکھ اور لاکھوں وغیرہ وغیرہ۔

میر انیسؔ نے اس مرثیہ میں جن رنگوں کا ذکر کیا ہے اور جن سے ان کے اشعار رنگین ہیں وہ سفید ، سرخ ، سیاہ ، سونلا ، سبز ، اُودا ، زرد ، لال ، کبود ، زنگار گوں (نیلا) اور سیمین (چاندی کا رنگ) ہیں۔

اس مرثیے میں خوشبوؤں میں مشک ، زباد ، عطر ، عُود ، عنبر اور سمن بُو کے نام ملتے ہیں۔

ایک ہی مصرعہ میں تین قسم کی خوشبوئیں اس طرح استعمال کی ہیں۔

ع مشک و زباد وعطر میں کپڑے بسے ہوئے

مرثیے کے چہرے میں صبح کی دلکشی کو بڑے ہی موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔اس میں پنتالیس (45) سے زیادہ عنوانات سے وادیٔ مینواساس کو مزین کیا گیا ہے۔جیسے سبزہ ۔ درخت ۔ پھول ۔ برگ گل ۔ سبد گل ۔ گل ۔ گلشن ۔ گلاب ۔ گل آفتاب ۔ کانٹا ۔ غنچہ ۔ پنکھڑی باغ ۔ بہار ۔ نسیم نخیل ۔ بلبل ۔ شاکوں ۔ خوشبو ۔ کلی ۔ پتے ۔ ثمر ۔ شجر ۔ مہک ، خار ۔ چمن ۔ چنار ۔ سبزہ زار ۔ شبنم اور سارے الفاظ اس طریقہ سے استعمال کئے گے ہیں کہ بقول شبلیؔ اگر ''اوس'' کی جگہ شبنم اور صحرا کی جگہ جنگل رکھ دیا جائے تو شعر کا کمال ختم ہو جاتا ہے۔ جو لفظ جہاں رکھ دیا بس وہی اس کا موزوں مقام ہے اور یہ تمام کام ملک سخن کے بے تاج بادشاہ انیسؔ نے بڑے نظم ونسق کے ذریعہ کیا ہے میر صاحب فرماتے ہیں ع ''ہر جا ہے ملک نظم میں نظم ونسق مرا''

صرف اس ایک مرثیے میں آسمان یا فلک کے مضمون کو چند جگہ باندھتے ہوئے کہیں گردوں ۔ آسمان ، سپہر بریں ۔ آسمان دہم ، چرخ ، عرش ، گنبد دوار ، چرخ اثیر ۔ مینائے لاجورد اور کرۂ زمہریر جیسے تازہ اور شگفتہ الفاظ رقم کرتے ہیں ۔علمائے ادب کا خیال بہت درست ہے کہ ہزاروں جدید الفاظ یا نئی ترکیبات کے ساتھ ساتھ پرانے ذخائر کا استعمال میر انیسؔ کے مرثیوں کی وجہ سے اُردو ادب میں رواج پایا ۔

سبک ہو چلی تھی ترازوئے شعر
مگر ہم نے پلّہ گراں کر دیا

میر انیسؔ نے سچے اور باوقار الفاظ استعمال کر کے امام حسینؑ اور ان کے رفیقوں کی سیرتوں میں اخلاق حسنہ کی انتہا ان کے اعمال وافعال کے ذریعہ سے دکھائی ہے۔اس کی وجہ سے وہ حُسن اخلاق کے محض خیالی معیار ہو کر نہیں

رہ گئے بلکہ لوگوں کے لئے قابل تقلید نمونے بن گئے۔ اس مرثیے میں امام حسینؑ کے انصار اور اصحاب کے انسانی کردار اور اخلاقی صفات کو سات بندوں یعنی 21 (اکیس) اشعار میں بیان کیا گیا ہے جس سے قارئین اور سامعین کے دلوں میں ان کی عظمت اور اُن سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہاں سترہ اشعار میں 49 اوصاف حمیدہ کو جمع کیا ہے جن میں تکرار اور تناقص نہیں بلکہ یہ ایک ایسا اخلاق و کردار کا گلدستہ معلوم ہوتا ہے کہ ان انسانوں پر فرشتوں کا گماں ہوتا ہے۔

ع حوروں کا قول تھا یہ ملک ہیں بشر نہیں

نماز گزار۔ وحید عصر۔ شہید۔ سرخ رو۔ خدا شناس۔ بے ہراس، حمدِ الٰہی۔ پرنور خوف و ہراس اور کدورت سے دور۔ فیاض۔ حق شناس۔ اولوالعزم۔ ذی شعور۔ کوش فکر۔ بذلہ سنج۔ ہنر پرور۔ غیور۔ حسنِ صوت۔ ساونت۔ بردبار۔ فلک مرتبت۔ دلیر۔ عالی منش سلیمان۔ شیر۔ نیت سیر۔ دریا دل۔ دہن کتاب بلاغت۔ زبان شہد فصاحت۔ ہنس مکھ شگفتہ رو۔ پرہیزگار۔ زاہد۔ ابرار۔ نیک خو۔ خاکسار وغیرہ

مرثیہ کی لسانی اہمیت کا تعین کرتے وقت یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے تخلیقی سرمائے میں استفادہ شدہ ذخیرۂ الفاظ اور اسالیب بیان کا احتساب کیا جائے جس سے زبان کی قوت اظہار میں اضافہ ہوا ہے۔ مرثیہ کثیرالابعاد (Multidimensional style) ہونے کی وجہ سے اس میں لسانی اقدار کی بے پناہ قوت پیدا ہوگئی ہے۔

''سب ہیں وحید عصر یہ غل چار سو اٹھے
دنیا سے جو شہید اُٹھے سرخ رو اُٹھے''

یہ سُن کے بستروں سے اٹھے وہ خدا شناس ایک اک نے زیبِ جسم کیا فاخرہ لباس
شانے محاسنوں میں کیے سب نے بے ہراس باندھے عمامے، آئے امامِ زماں کے پاس
رنگین عبائیں دوش پہ، کمریں کسے ہوئے
مشک و زباد و عطر میں کپڑے بسے ہوئے

انیسؔ نے ان بندوں میں جو امام کے اصحاب، انصار اور رشتہ دار تھے حسن اخلاق اور حسن سیرت کو آشکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں ۔

سوکھے لبوں پہ حمدِ الٰہی، رُخوں پہ نور خوف و ہراس و رنج و کدورت دلوں سے دور

فیاض،حق شناس ،اولوالعزم،ذی شعور خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور وغیور
کانوں کو حسنِ صوت سے حظ بر ملا ملے
باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مزا ملے

ساونت ، بردبار ، فلک مرتبت ، دلیر عالی منش، سبا میں سلیماں ، وغا میں شیر
گردانِ دَہر اُن کی زبردستیوں سے زیر فاقوں میں دل بھی،چشم بھی اور نیتیں بھی سیر
دنیا کو ہیچ و پوچ سراپا سمجھتے تھے
دریا دِلی سے بحر کو قطرہ سمجھتے تھے

تقریر میں وہ رمزوکنایہ، کہ لا جواب نکتہ بھی منہ سے گر کوئی نکلا،تو انتخاب
گویا دہن کتابِ بلاغت کا ایک باب سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب
لہجوں پہ شاعرانِ عرب تھے مرے ہوئے
پتے لبوں کے وہ،جو نمک سے بھرے ہوئے!

لب پر ہنسی،گلوں سے زیادہ شگفتہ رو پیداتنوں سے پیرہنِ یوسفی کی بو
پرہیز گار و زاہد و ابرار و نیک خُو غلماں کے دِل میں جن کی غلامی کی آرزو
پتھر میں ایسے لعل ، صدف میں گہر نہیں
حوروں کا قول تھا'' یہ ملک ہیں ،بشر نہیں''

امام حسین کے اصحاب انصار اور عزیزوں کو صبح عاشور نماز فجر بجالانے کے لئے تیمم کرنا پڑا کیوں کہ تین دن سے خیموں میں پانی کا قطرہ بھی موجود نہ تھا۔میر انیسؔ ان چہروں کو نورانی دکھانا چاہتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ چہرے خاک آلودہ ہیں۔دیکھئے انیسؔ نے اپنی معجز بیانی اور لسانی مہارت سے خاک آلود چہروں کو کس طرح تابناک بنادیا ۔

پانی نہ تھا، وضو جو کریں وہ فلک جناب پر تھی رخوں پہ خاک تیمم سے طرفہ آب
باریک ابر میں نظر آتے تھے آفتاب ہوتے ہیں خاکسار غلامِ ابو تراب

مہتاب سے رخوں کی صفا اور ہو گئی!
مٹی سے آئینوں پہ جلا اور ہو گئی!

شخصیات کے نام، القاب اور کنیات۔ اس 196 بند کے مرثیہ میں امام حسینؑ کا نام، القاب اور کنیت وغیرہ 143 سے زیادہ بار استعمال ہوئے ہیں۔ حسین 31 بار اور شبیرؑ صرف چار بار نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ چونسٹھ سے زیادہ القاب اور کنیات سے امام حسینؑ کو خطاب کر کے یا امام کا تعارف کر کے انیس اپنے ممدوح کی فضیلت اور اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دیتے ہیں۔ امامِ زماں۔ شہ گردوں رکاب۔ زہرا کا لال۔ فلک جناب۔ شہ کیوان جناب۔ شہ زماں۔ شاہ انس و جاں۔ شہ حجاز۔ شاہ کائنات۔ شاہ سرفراز۔ شاہ فلک سریر۔ سرورِ زماں۔ آسمان سریر۔ خلق کے امیر۔ امام فلک وقار۔ شاہ بحروبر۔ خیر النساء کا لال۔ سید۔ شہ آسماں جناب۔ کیواں جناب، شاہ دیں۔ شہ زمن۔ شاہ۔ امام فلک بارگاہ۔ عزّ وجاہ۔ شہ دیں۔ زہراؑ کا لال۔ بندۂ خدا۔ سرور قدسی خصال۔ آقائے خاص و عام۔ امام۔ شہ امم۔ سبطِ نبیؐ۔ شاہ فلک اساس۔ شاہ انس و جاں۔ شہنشاہ خوش خصال۔ مشکل کشا کا لال۔ شہ آسماں حشم۔ سردار خاص و عام، شہ آسمان مقام۔ شاہ غیور۔ دین پناہ۔ شہ عرش بارگاہ۔ مولا۔ آقا۔ ابن فاطمہؑ۔ حضرت، دو عالم کا بادشاہ۔ شہ آسماں سریر۔ فرزند فاطمہؑ۔ آسماں جناب۔ ابن بوترابؑ۔ خلف بوترابؑ۔ شہ نام دار۔ ظلِ الٰہی۔ نبیؐ کا نواسہ۔ نورِ چشم علیؑ۔ اسد حق کا یادگار۔ شہِ حجاز وغیرہ۔

حضرت محمدؐ کا نام لقب یا کنیت 36 بار نظر آتا ہے جو محمدؐ، رسولؐ، رسالت پناہ، امیر عرب، پیغمبر زماں، پیغمبر انام اور نبیؐ پر مشتمل ہے۔

حضرت علیؑ کا نام لقب یا کنیت 49 بار نظر آتا ہے جو علیؑ۔ حیدر۔ بوترابؑ۔ شیر کردگار، علیؑ ولی۔ شیر رب۔ جناب امیرؑ۔ صفدرؑ۔ خدا کے ولی۔ اسد ذوالجلال۔ مرتضیٰؑ۔ سردار حق شناس۔ اسد کردگار۔ مشکل کشا۔ شہ لافتیٰ اور اسد حق کی تکرار میں نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ اس ایک مرثیے میں حضرت زینبؑ کا نام 21 بار۔ حضرت فاطمہؑ 17 بار۔ حضرت علی اکبرؑ 13 بار۔ حضرت عباسؑ 12 بار۔ حضرت سکینہؑ، حضرت بانوؑ پانچ پانچ بار۔ حضرت جعفر طیار چار بار۔ حضرت علی اصغرؑ تین بار۔ روح الامین تین بار۔ امام حسنؑ، امام باقرؑ، حضرت قاسمؑ، حضرت یوسفؑ دو دو بار۔ حضرت خلیل حضرت سلیمانؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت داؤد کے علاوہ حضرت عقیل، حضرت مسلم، مالک اشتر، شہزادی کلثوم، ام البنین اور فضہ کے نام ایک ایک بار اس مرثیے میں لئے گئے ہیں۔ اس طرح کل 344 بار امام مظلوم حسینؑ اور

آپ کے خاندان، اصحاب اور پیغمبر اسلام کے نام، القاب اور کنیتیں اس مرثیہ میں ملتی ہیں۔ چونکہ مرثیہ میں واقع نگاری میں مقابل کا بھی ذکر ضروری ہوتا ہے اس لئے دشمنان اور ظالمان میں سات نام نظر آتے ہیں جن میں مرحب، عنتر، ازرق شامی، بن کاہل، پسر سعد، اعور سلمیٰ اور ابن انس شامل ہیں۔

مرثیہ کا خاکہ۔ میر انیسؔ ہر مرثیہ کا خاکہ پہلے ہی درست کر لیتے اور اس کے مطابق مرثیہ نگاری کرتے تھے۔ ہر مرثیہ میں عموماً تمام اجزائے ترکیبی یعنی چہرا، ماجرا، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین شامل رہتے۔ اگر چہ ان اجزا کو بعض مرثیوں میں مختصر کر دیتے اور بعض میں طول دیتے۔ چنانچہ اس مرثیہ میں حضرت علی اکبرؑ کی رخصت صرف ڈیڑھ بند میں لکھی۔ جب کہ مرثیہ ''کیا غازیان فوج خدا کام کر گئے'' میں اس شہزادہ کی رخصت ساٹھ بندوں میں لکھی۔ ڈاکٹر اعجاز حسینؔ ''انیسؔ کی زبان اور انتخاب الفاظ'' میں لکھتے ہیں:

خاندانی روایات اور احتیاط کے تحت میر انیسؔ کا خاندان زیادہ تر دہلی اسکول کا پابند تھا۔ مگر رہتے سہتے لکھنو اسکول کی بھی خاص خاص لسانی خوبیوں کو اپنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس لحاظ سے انیسؔ کے خاندان کی زبان مخصوص تھی، جس میں دلی کی سادگی اور پھر لکھنوکی صفائی و روانی کا امتزاج پیدا ہو گیا تھا۔ اس طرح زبان کا ایک ایسا نمونہ تیار ہو گیا تھا جو نہ کلیتاً دہلوی نہ خالصاً لکھنوی تھا بلکہ دونوں اسکولوں کا مذاقی نچوڑ۔ اسی لئے انیسؔ کبھی کبھی کہہ دیتے۔ صاحبو! یہ میرے گھر کی زبان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میر انیسؔ کے خاندان نے اس سرمایہ میں اضافہ بھی کیا۔ کہا جاتا ہے کہ دور جدید سے پہلے جتنے الفاظ میر انیسؔ نے اُردو میں استعمال کئے کسی اور شاعر نے نہیں کئے۔ کیوں کہ موضوع بھی نسبتاً وسیع تر تھا اور ایسے مناظر و مواقع بھی آتے رہتے تھے جو عموماً دوسرے شاعروں کو پیش نہیں آتے تھے اس لئے ان کو الفاظ بھی نئے اور زیادہ کام میں لانے پڑتے تھے لیکن یہ کارنامہ کوئی بڑا کارنامہ نہ ہوتا اگر انیسؔ بے کار و بے محل الفاظ کو جا بجا صرف کرتے۔ خوبی تو یہی ہے کہ انہوں نے حشو و زائد اور فضول الفاظ سے اتنا اجتناب کیا ہے کہ بعض وقت خیال ہوتا ہے کہ جیسے جیسے وہ الفاظ کی کمی محسوس کر رہے ہیں ان کا کلام تمام تر بھرتی کے الفاظ سے پاک ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بے جا نہیں مدح شہِ میں غزا میرا
بھرتی سے کلام ہے معرّا میرا

یہ سب تو تھا کہ الفاظ کا ذخیرہ میر انیسؔ کے پاس عمدہ اور کثیر تھا۔ مگر محض اچھے الفاظ کا یکجا کر لینا کسی شاعر کو ممتاز شعرا کی صف میں نہیں لا سکتا جب تک اس کو استعمال پر وہ قابو نہ ہو جو ایک اعلیٰ پایہ کے مصور کو موقلم پر ہوتا

چاہے۔ جب تک وہ کسی حیثیت کا مالک نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اوروں کو جانے دیجئے میر انیس کے خاندان ہی میں ان کے دوش بدوش ان کے باپ اور دوسرے بھائی بھی بیک وقت مرثیے کہہ رہے تھے۔ وہ بھی خدائے سخن سمجھے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ انیس موقع و محل کے لحاظ سے ایسے الفاظ چن کر لاتے تھے جو پورے ماحول کے ترجمان ہو جائیں۔ اس نزاکت کو روبہ کار لانے میں انیس نہ یہ دیکھتے تھے کہ دہلی اسکول اب اس کو ترک کر چکا ہے یا لکھنو اسکول کے اصول کے لحاظ سے اس لفظ یا محاورہ کا استعمال نامناسب ہوگا یا یہ لفظ ہندی کا ہے۔ اس کے مترادف عربی و فارسی کے الفاظ سامنے موجود ہیں۔ وہ صرف اس کو دیکھتے تھے کہ مفہوم کا زیادہ سے زیادہ ترجمان کون لفظ ہو سکتا ہے۔ کسی محاورہ یا لفظ سے مخصوص معانی کا پورا نقشہ نظروں کے سامنے آ سکتا ہے۔ یہ وہ جوہر تھا جو صرف ایک بڑے شاعر کو نصیب ہو سکتا ہے۔ یہی وہ نازک پہلو ہے جو انیس کو دنیا کے بڑے بڑے فن کاروں میں جگہ دلانے کا سردار بنا تا ہے۔

اس مرثیے کے خاکے کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

1۔ بند 1 سے 3 صبح عاشور امام حسینؑ کا خطاب	3 بند
2۔ بند 4 سے 9 اوصاف اصحاب امامؑ	6 بند
3۔ بند 10 امامؑ کے اہلبیت	ایک بند
4۔ بند 11 سے 17 صبح کا منظر	7 بند
5۔ بند 18 سے 21 امامؑ کے خیمے اور دشت کا منظر	4 بند
6۔ بند 22 سے 26 نماز سحر کی تیاری اور علی اکبرؑ کی اذان	5 بند
7۔ بند 27 سے 35 نماز گزاری	9 بند
8۔ بند 36 سے 39 آغاز جنگ اور تاکید امامؑ	4 بند
9۔ بند 40 سے 42 جنگ کی تیاری	3 بند
10۔ بند 43 سے 53 امامؑ کا جنگی لوازمات اور ہتھیار سے آراستہ ہونا	11 بند
11 ۔ بند 54 سے 71 عون و محمدؑ کا علم کا طلب گار ہونا	19 بند
12۔ بند 72 سے 76 حضرت عباسؑ کا علمدار ہونا۔	5 بند

13۔بند77سے78 حضرت عباسؑ کے تاثرات	3بند
14۔بند79سے81 زوجہ حضرت عباسؑ کے تاثرات	3بند
15۔بند82سے84 حضرت سکینہؑ سے گفتگو	3بند
16۔بند85سے86 حضرت عباسؑ کا علم لے کر برآمد ہونا	2بند
17۔بند88 سپاہ حسینیؑ کا آراستہ ہونا	ایک بند
18۔بند89سے91 گھوڑے کی تعریف	3بند
19۔بند92 علم کی تعریف	ایک بند
20۔بند93سے95 ہاشمی جوانوں اور نوجوانوں کی تعریف	4بند
21۔بند97 شروع جنگ رفیقان امامؑ	ایک بند
22۔بند 98 اقربا اور عزیزوں کی جنگ	ایک بند
23۔بند 99سے100 جنگ عون ومحمدؑ	2بند
24۔بند101 جنگ حضرت قاسمؑ	ایک بند
25۔بند102سے103 جنگ حضرت عباس	ایک بند
26۔بند104 جنگ حضرت علی اکبرؑ	ایک بند
27۔بند105سے108 خاتمہ فوج حسینیؑ	4بند
28۔بند109سے113 شہادت حضرت علی اصغر	5بند
29۔بند114 امام حسینؑ کا لباس اور اسلحہ	ایک بند
30۔بند115 امام حسینؑ کا گھوڑا	ایک بند
31۔116سے123 گرمی روز عاشور	8بند
32۔بند124سے126 امام حسینؑ کی پیاس	3بند
33۔بند127سے129 ابن سعد سے امامؑ کا مقالہ	3بند
34۔بند130سے131 امام کی جنگ کی تیاری	2بند
35۔بند132 رجز امام حسینؑ	ایک بند

36۔بند133سے152	امام حسینؑ کی شمشیر،شمشیر زنی،دشمن کی شکست	20بند
37۔بند153سے159	خوف جنگ	7بند
38۔بند160سے176	امام حسینؑ کی جنگ اور متعدد حملے	17بند
39۔بند177سے191	دشمنوں کا حملہ اور قتل امامؑ مظلوم	15بند
40۔بند192سے196	حضرت زینبؑ کا بین	5بند
41۔بند197	مقطع	ایک بند

مرثیہ کا اس طرح سے تجزیہ کر کے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اغلب انیسؔ کے مراثی میں یہی طرز بیان نظر آتا ہے۔ یہ طرز میر انیسؔ کا خاص طرز ہے۔ اگر چہ مرثیہ کے ڈھانچے میں چہرا، ماجرا، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین اس کے اجزا ہیں لیکن بعض ناقدین نے اسے طرز مرثیہ کہہ کر اس کو میر ضمیرؔ سے منسوب کیا ہے۔

دس میں کہوں سو میں کہوں یہ وِرد ہے میرا
جو جو کہے اس طرز میں شاگرد ہے میرا

اگر چہ مرثیہ کے ڈھانچے کو میر ضمیرؔ، میرزا فصیحؔ، میر خلیقؔ اور دلگیرؔ کے زمانے میں تقویت حاصل ہوئی، لیکن ان عظیم مرثیہ گو شعرا سے پہلے بھی ایک حد تک مرثیہ کی ہیئت مقرر ہو چکی تھی۔ میر ضمیرؔ کا طرز سراپا، رزمیہ مضامین اور منظر کشی میں شوکت الفاظ، صنعت گری اور معنی آفرینی کی نمائش ہے جس کے سچے مقلِد مرزا دبیر ہیں۔ اپنی طرز بیانی پر انیسؔ کہتے ہیں ۔

طرز بیان میں یہ فصاحت جو آئی ہے
اجداد با وقار سے میراث پائی ہے

روز مرہ شرفا کا ہو سلاست ہو وہی ۔لب و لہجہ وہی سارا ہو متانت ہو رہی
سامعیں جلد سمجھ لیں جسے صنعت ہو وہی یعنی موقع ہو جہاں جس کی ضرورت ہو وہی
لفظ بھی چست ہوں مضموں بھی عالی ہووے
مرثیہ درد کی باتوں سے نہ خالی ہووے

میر انیسؔ کے خاص طرز کی ایک اہم شناخت مرثیہ میں تسلسل بیان اور مسائل کا ایک دوسرے سے گہرا ربط ہے۔ ڈرامہ کی طرح ایک پلاٹ کے بعد دوسرا پلاٹ ایسا بدلتا ہے کہ اس میں کوئی وقفہ نہیں آتا۔ میر انیسؔ اپنے

سامعین کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔اس طرح کے خاکے کے تجزیے سے اُن ناقدین کے جھوٹ اور مبالغہ آمیز بیانات کی بھی تردید ہوتی ہے جولوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ڈاکٹر احسن فاروقی ''اُردو مرثیہ اور میر انیسؔ'' میں لکھتے ہیں''اگر میر انیسؔ کے مرثیوں میں تلوار اور گھوڑے دونوں کی تعریفیں نکال دی جائیں تو ان کے مراثی کی ضخامت آدھی رہ جائے''اس شاہکار مرثیے کو588 اشعار میں صرف چار بند گھوڑے کی تعریف اور تقریباًبارہ بند خالص تلوار کی تعریف میں ہیں،یعنی تقریباً48 اشعار ان موضوعات پر اس مرثیہ میں ملیں گے جو دوسرے مرثیوں کی نسبت زیادہ ہیں اور اس طرح سات فی صد سے بھی کم اشعار ان موضوعات پر ہیں۔پروفیسر کلیم الدین احمد''اُردو شاعری'' میں لکھتے ہیں''سیرت نگاری تو اُردو شعراء میں سراسر مفقود ہے۔انیسؔ کے مراثی میں بھی اس کا وجود نہیں۔وہ ہر فرد کی شخصیت کو الگ الگ واضح نہیں کرتے۔سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ہر فرد میں وہی خوبیاں جو دوسروں میں پائی جاتی ہیں۔'' پروفیسر احتشام حسین اور ڈاکٹر مسیح الزماں نے اس اعتراض کا جواب پروفیسر کلیم الدین احمد کا محدود اور سرسری مرثیوں کا مطالعہ بتایا ہے جس کو ہم تفصیل سے اخلاق و کردار نگاری کے ذیل بیان کریں گے۔یہاں ہم قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس خاکے کے تجزیہ سے مختلف شخصیتوں کو چن کر خود ہی فیصلہ کریں کہ اگر چہ یہ تمام اصحاب،انصار اور اقربا میں پسندیدہ خصائل مشترک ہیں پھر بھی انیسؔ نے ان خصائل میں ایسے ایسے باریک پہلو پیدا کیے ہیں کہ ایک سے دوسرے کی شخصیت الگ محسوس کی جا سکتی ہے۔

ع اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

چوتھا باب

مرثیہ کے منتخب اشعار

بہتّر (72) جواہر

اس مرثیہ کے پانچ سواٹھاسی 588 اشعار سے بہتر منتخب اشعار پیش کیے جا رہے ہیں جنہیں ہم نے ''بہتر جواہر'' سے موسوم کیا ہے ۔

1۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے
جلوہ کیا سحر کے رُخ بے حجاب نے

2۔ ہم وہ ہیں، غم کریں گے ملک، جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

3۔ رنگیں عبائیں دوش پہ کمریں کسے ہوئے
مشک و زباد و عطر میں کپڑے بسے ہوئے

4۔ کانوں کو حسنِ صوت سے حظ بر ملا ملے
باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مزا ملے

5۔ گویا دہن کتابِ بلاغت کا ایک باب
سوکھی زبانیں شہدِ فصاحت سے کام یاب

6۔ لبجوں پہ شاعرانِ عرب تھے مرے ہوئے
پستے لبوں کے وہ جونمک سے بھرے ہوئے

7۔ باریک ابر میں نظر آتے تھے آفتاب
ہوتے ہیں خاکسار غلامِ ابو ترابؑ

8۔ سب کے رخوں کا نور سپہر بریں پہ تھا
اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پہ تھا

9۔ ہیرے خجل تھے گوہر یکتا نثار تھے
پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

10۔ پھولوں سے سبز سبز شجر سُرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبدگل فروش تھے

11۔ خواہاں تھے زہر گلشنِ زہراؑ جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

12۔ طائر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر ہونک رہے تھے کچھار میں

13۔ بے چوبہٗ سپہرِ بریں جس کا سائبان
بیت العتیق دیں کا مدینہ جہاں کی جاں

14۔ دیکھا جو نور شمسۂ کیواں جناب پر
کیا کیا ہنسی ہے صبح گلِ آفتاب پر

15۔ شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

16۔ جلوہ تھا تا بہ عرش معلّٰی حسینؑ کا
مصحف کی لوح تھی کہ مصلّٰی حسینؑ کا

17۔ قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
بسم اللہ آگے جیسے ہو، یوں تھے شہہ حجاز

18۔ خم گردنیں تھیں سب کی خصوع وخشوع میں
سجدوں میں چاند تھے، مہ نو تھے رکوع میں

19۔ تھرّائے آسمان، ہلا عرش کبریا
شہپر تھے دونوں ہاتھ پئے طائر دعا

20۔ وہ خاکسار محوِ تضرع تھے فرش پر
روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر

21۔ پروانے تھے سراج امامت کے نور پر
رو کی سپر، حضورؑ کرامت ظہور پر

22۔ شوکت میں رشکِ تاجِ سلیماں تھا خودِ سر
کلغی پہ لاکھ بار تصدق ہما کے پر

23۔ بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے
صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

24۔ مشک و عبیر و عود اگر ہیں تو ہیچ ہیں
سنبل پہ کیا کھلیں گے یہ گیسو کے پیچ ہیں

25۔ سرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس
ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اساس

26۔ مہندی تمہارا لال مَلے ہاتھ پاوں میں
لاؤ دلہن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں

27۔ سارا چلن خرام میں کبکِ دری کا ہے
گھونگھٹ نئی دلہن کا ہے، چہرہ پری کا ہے

28۔ اُڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

29۔ مردم تھی سات پردوں کے اندر عرق میں تر
خس خانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر

30- گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

31- گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

32- گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں
انگارے تھے حباب تو پانی شررفشاں

33- پانی تھا آگ گرمیِ روز حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

34- بھڑکی تھی آگ گنبدِ چرخ اثیر میں
بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر میں

35- لازم ہے سوچ غور کرے پیش وپس کرے
جو ہو سکے نہ کیوں بشر اس کی ہوس کرے

36- ڈھالیں تھیں یوں سروں پہ سواران شوم کے
صحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

37- کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا
جیسے کنار شوق سے ہو خوب رو جدا

38- مہتاب سے شعاع جدا،گل سے بو جدا
سینے سے دم جدا،رگ جاں سے لہو جدا

39- ظاہر نشانِ اسم عزیمت اثر ہوئے
جن پہ علیؑ لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے

40- اس آب پر یہ شعلہ فشانی خدا کی شان
پانی میں آگ،آگ میں پانی خدا کی شان

41- غصہ میں شیر شرزۂ صحرائے کر بلا
چھوڑے تھے گرگ منزل و ماوائے کر بلا

42 وہ شورِ صیحۂ فرس ابلق و سرنگ
وہ لوں وہ آفتاب کی تابندگی وہ جنگ

43- کثرت عرق کے قطروں کی تھی روئے پاک پر
موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر

44- بالا قدوکلفت و تنومند و خیرہ سر
روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر

45- دل میں بدی طبعیت بد میں بگاڑ تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

46- بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر
تھے تہ نشیں نہنگ، مگر آب تھے جگر

37- دریا نہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے

48- نقشہ کھینچے گا صاف صفِ کار زار کا
پانی دوات چاہتی ہے ذوالفقار کا

49- ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گڑ گڑائے
غصے میں آ کے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے

50- ماری جو ٹاپ ڈر کے ہٹے ہر لعیں کے پاؤں
ماہی پہ ڈگمگا گئے گاؤ زمیں کے پاؤں

51- بدہاتھ میں شکست، ظفر نیک ہاتھ میں
ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ، ایک ہاتھ میں

52- فیاض، حق شناس اوالعزم ذی شعور
خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غیور

53- لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو
پیدا تنوں سے پیرہن یوسفی کی بو

54- صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتیں تھیں مصحف ناطق کے نور کی

55- حیدر کی فاطمہؑ کی حسینؑ حسنؑ کی بو
پھیلی ہوئی تھی چار طرف پنجتن کی بو

56- لٹتا تھا عطر وادیٔ عنبر سرشت میں
گل جھومتے تھے باغ میں، رضواں بہشت میں

57- اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو درسنگ سخت سے
جس طرح توڑے کوئی پتا درخت سے

58- ان کی خوشی وہ ہے جو رضا پنجتنؑ کی ہے
لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے

59- رہ رہ کے اشک بہتے تھے روئے جناب سے
شبنم ٹپک رہی تھی گل آفتاب سے

60- بجلی گری پروں پہ شمال و جنوب کے
کیا کیا لڑے ہیں شام کے بادل میں ڈوب کے

61- بچے کو دفن کرکے پکارا وہ ذی وقار
اے خاکِ پاک حرمت مہمان نگاہ دار

62۔ آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

63۔ سرخی اُڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاہ سے
پانی کنوؤں میں اترا تھا سائے کی چاہ سے

64۔ گرمی یہ تھی کہ زیست سے دل سب کے سرد تھے
پتے بھی مثل چہرۂ مدقوق زرد تھے

65۔ اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہ امم
نہ دامنِ رسولؐ تھا نہ سایۂ علم

66۔ چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
الٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

67۔ قرآن رحلِ زیں سے سرفرش گر پڑا
دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

68۔ جنگل سے آئی فاطمہ زہراؑ کی یہ صدا
امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمداً

69۔ ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
مُنہ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن اِدھر اُدھر

70۔ یوں تھے خدنگ ظلِ الٰہی کے جسم پر
جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر

71۔ اب چھوڑیو نہ دشتِ بلا میں حسینؑ کو
یا فاطمہؑ چھپا لو ردا میں حسینؑ کو

72۔ بس اے انیسؔ ضعف سے لرزاں ہے بند بند
عالم میں یادگار رہیں گے یہ چند بند

نورتن

ان بہتر (72) جواہر کے نورتن یہ ہیں ۔

1۔ شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

2۔ خواہاں تھے زہر گلشن زہراؑ جو آب کے
شبنم نے بھر دئے تھے کٹورے گلاب کے

3۔ سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے
گھونگھٹ نئی دلہن کا ہے چہرہ پری کا ہے

4۔ گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

5۔ پانی تھا آگ گرمئی روز حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

6۔ ظاہر نشانِ اسم عزیمت اثر ہوئے

جن پر علیؑ لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے

7۔ ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گڑ گڑائے

غصہ میں آ کے گھوڑے نے بھی دانت کڑ کڑائے

8۔ قرآن رحلِ زیں سے سرِ فرش گر پڑا

دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

9۔ جنگل سے آئی فاطمہ زہراؑ کی یہ صدا

امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمداؐ

شعر

حاصلِ مرثیہ

جنگل سے آئی فاطمہؑ زہرا کی یہ صدا
امّت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمدا

پانچواں باب

نمونہ جات مطبوعہ مراثی

1۔ مرثیہ میر انیسؔ (مطبوعہ نولکشور لکھنو)

2۔ نمونہ مطبع شاہی لکھنو

3۔ نمونہ مطبوعہ نظامی پریس بدایون

بعون صانع بیچون و بکمال فضل خلاق زمین و آسمان

ذریعۂ اشک ریزی مومنین و وسیلۂ استحصال حسنات بعزاداران ائمۂ طاہرین حسینی

مجموعہ

مرثیہ انیس

جلد رابع

از کلام ندرت انضمام سرکردۂ مرثیہ گویان نامی و ذاکران گرامی میر ببر علی صاحب متخلص بہ انیس مرحوم لکھنوی

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع مزین چھپکر شائع ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نظر ہو رات حمد و ثنائے خدا کرو
اٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو

رنگیں عجب تھی وہ شب کہ گلشن کھلے ہوئے
مشک در یا و عطر میں کپڑے بسے ہوئے

پر نیزہ خواران عرب تھے کھڑے ہوئے
پیتے لہو کو ہو کر تمنا سے بھرے ہوئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہم وہ ہیں جو گم کریں گے ملک کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

کانوں کو حسن صورت خط برملا ملے
باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مزا ملے

پتھر میں لعل صدف میں گہر نہیں
خورد و کلاں تھا کہ ملک میں بشر نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سب میں وحید عصر یہ عالی جاہ ہوئے
دنیا سے جو شہید ہوئے سرخرو ہوئے

دنیا کو ہیچ لوح سراپا سمجھتے ہیں
دریا دلی سے بحر کو قطرہ سمجھتے ہیں

مہتاب سے رخوں کی صفا اور ہو گئی
مٹی سے آئینوں میں جلا اور ہو گئی

جدید جلد ششم

مرثیہ ہائے

میر انیس صاحب مرحوم

جسمین نئے نئے مراثی کا ذخیرہ ہے

دوسری مرتبہ

بفرمائش جناب سید عبد الحسین صاحب تاجر کتب

لکھنؤ محلہ درگاہ سردار باغ

باہتمام عابد علیخان صاحب

مطبع شاہی لکھنؤمین طبع ہوئی

[illegible]	ہاں غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا یاں آج خوں بہے گا محمد کی آل کا چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا گزری شب فراق دن آیا وصال کا	[illegible]
کانوں کو حسن صوت سے حظ بر ملا ملے باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مزا ملے	ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے	رونق نشان صبح نے دکھلائی برق کی آمد ہوئی سواری سلطان شرق کی
[illegible]	[illegible]	[illegible]
دنیا کو ہیچ و پوچ سراپا سمجھتے ہیں دریا دلی سے بحر کو قطرا سمجھتے ہیں	سب ہیں حید عصر یہ غل چار سو اٹھے دنیا سے جو شہید اٹھے سرخرو اٹھے	ہر سو نشان آمد خورشید گڑ گیا گردوں کے چاند تارے کا چہرہ [illegible] گیا
[illegible]	[illegible]	جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے دیکھا سوئے فلک شہ گردوں رکاب نے مڑ کر صدا رفیقوں کو دی اس جناب نے
لہجوں پہ [illegible] عرب تھے مرے ہوئے شیریں کلام وہ کہ نمک سے بھرے ہوئے	عنبر میں اور مشک میں کپڑے بسے ہوئے رنگین عمامے دوش پہ کمریں کسے ہوئے	آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو اٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو

سلسلۂ آصفیہ نمبر (۳)

مراثی انیس

جلد اوّل

یعنی

جناب میر ببر علی صاحب انیس لکھنوی مرحوم و مغفور کے زمانہ پیری کا کلام

مُرتبہ

مولانا سید علی حیدر طباطبائی نظم مرحوم لکھنوی المخاطب نواب حیدر یار جنگ وغیرہ
و پروفیسر نظام کالج حیدرآباد دکن

مع مقدمہ

مولوی نظام الدین حسین نظامی بدایونی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں

۱۹۳۵ء

بار دوم　　　　۵۰۰ جلد

مرثیہ (۱۶)

۱
جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے
جلوہ کیا سحر کے رخِ بے حجاب نے
دیکھا سوئے فلک شہِ گردوں رکاب نے
مڑ کر صدا رفیقوں کو دی اس جناب نے
آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو
اٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو

۲
ہاں غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا
یاں خوں بہے گا آج محمد کی آل کا
چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا
گذری شبِ فراق دن آیا وصال کا
ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

۳
یہ صبح ہے وہ صبح مبارک ہے جس کی شام
یاں سے ہوا جو کوچ تو ہے خلد میں مقام
کوثر پہ آبرو سے پہونچ جائیں تشنہ کام
لکھے خدا نماز گزاروں میں ان کا نام
سب ہیں وحیدِ عصر یہ غل چار سو اٹھے
دنیا سے جو شہید اٹھے سرخرو اٹھے

۴
یہ سن کے بستروں سے اٹھے وہ خدا شناس
اک اک نے زیبِ جسم کیا فاخرہ لباس
شانے محاسنوں میں کیے سب نے بے ہراس
باندھے عمامے آئے امامِ زماں کے پاس
رنگیں عبائیں دوش پہ کمریں کسے ہوئے
مشک و زباد و عطر میں کپڑے بسے ہوئے

۵
سوکھے لبوں پہ حمدِ الٰہی رخوں پہ نور
خوف و ہراس و رنج و کدورت دلوں سے دور
فیاض حق شناس اولوالعزم ذی شعور
خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غیور
کانوں کو حسنِ صوت سے حظ برملا ملے
باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مزا ملے

۶
ساونت بردبار فلک مرتبت دلیر
عالی منش سبا میں سلیماں وغا میں شیر
گردانِ دہر اُن کی زبردستیوں سے زیر
فاقے سے تین دن کے مگر زندگی سے سیر
دنیا کو ہیچ و پوچ سراپا سمجھتے تھے
دریا دلی سے بحر کو قطرہ سمجھتے تھے

چھٹا باب

اشخاص مرثیہ

اس مرثیہ میں جن برگزیدہ ہستیوں اور فوج مخالف کے جن ظالموں کے نام آئے ہیں اُن کے نام کے ساتھ ان کی خصوصیات مختصر طور پر اس لئے پیش کی جارہی ہیں کہ واقعہ کربلا کے واقعات کو سمجھنے میں آسانی ہو اور مطالب مضامین، محاسن اشعار اور اسالیب بلاغت کے نکات واضح ہو جائیں۔

1۔ **حضرت محمد مصطفیؐ۔** رسولؐ خدا۔ محمد ابن عبداللہ۔ امام حسینؑ کے نانا۔ خاتم الانبیاء۔ اس مرثیے میں آپ کا نام لقب اور کنیت 38 سے زیادہ بار آیا ہے۔

2۔ **حضرت علیؑ ۔** امام علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ امام حسینؑ کے باپ۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام، لقب اور کنیت 49 سے زیادہ بار نظر آتا ہے۔

3۔ **حضرت فاطمہ زہراؑ ۔** دخترِ رسول خداؐ۔ زوجۂ علی مرتضٰی۔ والدہ گرامی امام حسینؑ۔ اس مرثیے میں آپ کا نام لقب اور کنیت اکیس مقامات پر آیا ہے۔

4۔ **حضرت امام حسن ۔** امام دوم۔ حسن ابن علیؑ ۔ امام حسینؑ کے بڑے بھائی۔ حضرت قاسمؑ کے والد۔ اس مرثیہ آپ کا نام دو بار نظر آتا ہے۔

5۔ **حضرت امام حسینؑ۔** واقعہ کربلا کے ہیرو۔ رسولؐ کے نواسے۔ علیؑ اور فاطمہؑ کے بیٹے جو 10 محرم 61 ہجری بروز جمعہ اپنے اصحاب، انصار، اعزہ، اور بیٹوں کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ اُس وقت آپ کی عمر 56 برس تھی۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام کنیت اور لقب 43 بار نظر آتا ہے۔

6۔ **حضرت امام باقر ۔** آپ امام زین العابدین کے بیٹے اور پانچویں امام ہیں۔ کمسنی کی وجہ سے لڑائی میں شریک نہ ہوسکے۔ آپ کا نام اس مرثیہ میں دو بار آیا ہے۔

7۔ **حضرت عباسؑ۔** امام حسینؑ کے سوتیلے بھائی۔ امّ البنین کے فرزند۔ فوج حسینی کے علم دار۔ شہادت

کے وقت آپ کی عمر چونتیس 34 برس تھی۔ آپ کا نام لقب اور کنیت بارہ جگہ نظر آتا ہے۔

8۔ **حضرت زینبؑ۔** حضرت علیؑ کی بڑی بیٹی۔ عون ومحمد کی ماں۔ امام حسینؑ کی بہن، آپ کا نام لقب اور کنیت یہاں 21 مقامات پر نظر آتا ہے۔

9۔ **حضرت شہر بانو۔** آپ امام حسینؑ کی پہلی زوجہ اور امام سجاد کی والدہ ہیں۔ آپ نوشیروان کی پوتی تھیں۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام لقب اور کنیت پانچ بار آیا ہے۔

10۔ **حضرت مسلم ابن عقیل۔** آپ امام حسینؑ کے چچازاد بھائی تھے جنھیں آپ نے اپنا سفیر بنا کر کوفہ بھیجا تھا جہاں کوفہ کے حکمران ابن زیاد نے آپ کو اور آپ کے دونوں فرزندوں کو جدا جدا شہید کر ڈالا۔ آپ کا نام دو بار آیا ہے۔

11۔ **حضرت امّ کلثوم ۔** حضرت علیؑ کی چھوٹی بیٹی۔ آپ امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں تھیں۔ آپ کا نام دو بار آیا ہے۔

12۔ **حضرت علی اکبرؑ۔** امام حسینؑ کے منجھلے فرزند۔ آپ کی ماں کا نام امّ الیلیٰ تھا۔ آپ شکل و صورت، رفتار و گفتار، میں ہم شبیہہ رسولؐ تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ کا نام اس مرثیہ میں تیرہ (13) بار آیا ہے۔

13۔ **حضرت علی اصغرؑ ۔** امام حسینؑ کے چھوٹے بیٹے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف چھ مہینے تھے۔ آپ کی شہادت حرملہ بن کاہل کے سہ شعبہ تیر سے ہوئی۔ یہاں آپ کا نام تین بار آیا ہے۔

14۔ **حضرت سکینہؑ۔** امام حسینؑ کی چھوٹی بیٹی جو حضرت رباب کے بطن سے تھیں۔ آپ کی عمر کربلا کے واقعہ کے وقت چار سال تھی۔ آپ کا انتقال شام کے قید خانہ میں ہوا۔

15۔ **حضرت امّ ا لبنین۔** یعنی بیٹوں کی ماں۔ آپ کی کنیّت آپ کے چار بیٹوں کی نسبت سے تھی۔ حضرت عباس آپ کے بڑے فرزند تھے۔ آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

16۔ **حضرت قاسمؑ۔** امام حسنؑ کے فرزند۔ آپ کا سن شہادت کے وقت تیرہ برس کا تھا۔ روایت ہے کہ آپ کا عقد امام حسینؑ کی بیٹی کبریٰ سے ہوا تھا۔ آپ کربلا کے دولہا مشہور ہیں۔ آپ نے ازرق نامی پہلوان اور اس کے چار بیٹوں کو قتل کیا۔ آپ کا نام مرثیہ میں دو بار آیا ہے۔

17۔ **حضرت جعفرؑ طیّار۔** آپ حضرت علیؑ کے بھائی تھے۔ آپ کے جنگ میں دونوں ہاتھ قطع

ہونے پرطیار کا خطاب دیا گیا۔اس مرثیہ میں آپ کا نام چار بار آیا ہے۔

18۔ **حضرت حمزہ**ؑ۔ آپ حضرت حمزہ شہید مشہور ہیں۔آپ پیغمبر اکرم کے چچا تھے۔یہاں آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

19۔ **حضرت عونؑ و محمدؑ**۔ یہ دونوں حضرت زینبؑ اور حضرت عبداللہ کے بیٹے ہیں جو کربلا میں شہید ہوئے۔اس مرثیہ میں علم کا قضیہ انہی شہزادوں سے منسوب ہے۔

20۔ **حضرت فضہؑ**۔ حضرت فاطمہؑ کی کنیز جنھوں نے امام حسینؑ کو پالا تھا۔امام آپ کی عزت کرتے تھے۔آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

21۔ **مالک اشتر**۔ آپ حضرت علی کے سپہ سالار تھے۔آپ بڑے جنگجو اور بہادر تھے۔اس مرثیہ میں آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

22۔ **حضرت یوسفؑ**۔ پیغمبر جن کا نام قرآن میں ہے۔آپ حضرت یعقوب کے بیٹے تھے۔آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

23۔ **حضرت داودؑ**۔ آپ معروف پیغمبرؑ تھے آپ کا لحن پر سوز تھا۔آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

24۔ **حضرت سلیمانؑ**۔ آپ بھی مشہور اور اولوالعزم پیغمبر تھے۔آپ کی سلطنت مشہور تھی۔آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

25۔ **جم**۔ ایران کا بادشاہ جس کے پیالے میں ساری دنیا دکھائی دیتی تھی۔

26۔ **عبداللہ ابن زیاد**۔ کوفے کا حکمران جس نے یزیدی فوجوں کو اپنی نگرانی میں کربلا روانہ کیا.

27۔ **عمر ابن سعد**۔ یزیدی فوج کا سپہ سالار.

28۔ **حرملہ بن کاہل**۔ ماہر تیر انداز۔جس کے سہ شعبہ تیر سے حضرت علیؑ اصغر شہید ہوئے

29۔ **سناں ابن انس**۔ جس کی برچھی سے حضرت علی اکبرؑ شہید ہوئے۔

30۔ **ازرق شامی**۔ نامور پہلوان جسے حضرت قاسم ابن حسنؑ نے اُس کے چار بیٹوں کے ساتھ قتل کیا۔

31۔ **اعور سلمیٰ**۔ جس ظالم نے امام حسینؑ کے سر پر تیغ سے حملہ کیا

32۔ **مرجب**۔ قلعہ خیبر کا مشہور پہلوان جو حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوا

33۔ **عنتر**۔ قلعہ خیبر کا مشہور پہلوان جو حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

ساتواں باب

مرثیہ پر اعتراضات

عبدالغفور نساخ ۔جہاں تک محاسن اور تعریضات کا تعلق ہے ہم نے بڑی احتیاط اوراعتدال کے ساتھ دلیلوں اور مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ تصویر کا دوسرا رخ یعنی اس مرثیے پر کئے گئے اعتراضات اوراس کے نقائص کا بھی ذکر کیا جائے۔سب سے پہلے اس مرثیہ کے چند اشعار پر عبدالغفور خان نساخ نے اعتراضات کئے جن کا جواب ممتاز شاعر منیر شکوہ آبادی نے ''سنان دل خراش'' میں، منشی مرزا محمد رضا شاگرد ناسخ نے ''رسالہ تطہیر الاوساخ نسخ النساخ'' میں، منشی مظفر علی ہنر نے ''ردنساخ و جواب انتخاب نقص'' میں سید مرتضٰی امروہوی نے ''گستاخی معاف درایرادات اشعار نساخ میں اور مولوی آغا علی صاحب نے ''تفضیح'' میں تفصیل سے دئے ہیں جن کا ذکر طوالت کے پیش نظر یہاں ممکن نہیں۔''موازنہ انیس و دبیر'' میں مولانا شبلی نے ان فوق الذکر کتابوں کے حوالے سے نساخ کے اعتراضات کا تشفی بخش جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس مرثیہ کے بعض اشعار کو مصرعوں میں بے ربط بتا کر معنوی غلطی بتائی ہے۔

خواہاں تھے زیب گلشن زہراؑ جو آب کے　　　شبنم نے بھر دئے تھے کٹورے گلاب کے

بدہاتھ میں شکست ظفر نیک ہاتھ میں　　　ہاتھ جا کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

یہی نہیں بلکہ لفظی رعایت کی پابندی سے کلام میں سقم کی مثال میں اس مرثیہ کا وہ مصرعہ پیش کیا گیا جو ارباب سخن کی بحث کا مرکز قرار پایا۔اسی مصرعہ ''سایا کنوؤں میں اترا تھا پانی کی چاہ سے''ایک ادبی بحث تقریباً چھ سال تک جاری رہی کہ سایا کی جگہ پانی اور پانی کی جگہ سایا صحیح ہے یا نہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد۔ پروفیسر کلیم الدین احمد نے اپنی تصنیف ''میر انیس'' میں اس مرثیہ اور میر انیس کے کلام کے خلاف بہت زہراُ گلا ہے جو کسی بھی صورت سے صحیح تنقید کے معیار پر نہیں اترتا۔ پروفیسر کلیم الدین احمد نے تقریباً (120) ایک سو بیس عمدہ اور نادر اشعار کو اپنی رکیک فکر کا نشانہ بنایا ہے، جسے کوئی

ذی شعور شخص قبول نہیں کر سکتا۔ ہم طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان اشعار اور پروفیسر صاحب کی یاوہ گوئی کو پیش نہیں کر سکتے۔ راقم اس کتاب کے جواب میں مستند حوالوں کے ذریعہ دندان شکن جواب لکھ رہا ہے جو پروفیسر صاحب کی خصومانہ حرکات اور ادبی دہشت گری کو واضح کرنے میں سود مند ہوگا۔ شخص مذکور ہندوستانی سماج کی چھاپ پر اعتراض کرتے ہوئے اس شعر کو یوں پیش کرتا ہے۔ انیس کی ہیروین دعا مانگتی ہے۔

صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے
یارب رسولؐ پاک کی کھیتی ہری رہے

اگر کلیم الدین احمد شاعر ہوتے تو معلوم ہوتا کہ شاعری منشی گری کا نام نہیں۔ شاعری بقال کی دکان پر دو دو چار کا حساب نہیں۔ انہیں میر انیسؔ پر ہی نہیں بلکہ ان کے ناقدوں پر بھی اعتراض ہے اور ان کی تاویل اور مثالوں کے بارے میں لکھتے ہیں ''وہ کوئی خامی دیکھتے ہیں یہ خامی Blunder کی حد تک کیوں نہ ہو وہ فوراً اس کی تاویل کرنے لگتے ہیں۔ جو مثالیں پیش کی گئی ہیں وہ تاویل ہے اور یہ تاویل Prostitution of Critisim کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ کلیم صاحب اُردو داں افراد کو متاثر کرنے کے لئے چند انگریزی کے بے ربط اور بھونڈے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود Prostitute of Critics ہیں اور اسی لئے تنقید میں اپنے دامن کو پاک نہ رکھ سکے۔ خود انیسؔ نے کہا تھا ؎

ناحق ہے عداوت اُنہیں، اِس ہیچ مداں سے
بے تیغ کٹے جاتے ہیں شمشیر زباں سے

ویسے بھی بن جانس (Benjohnson) نے صحیح کہا ہے:

"To Judge a poet is the faculty of a poet"

یعنی شاعر کو شاعر ہی پرکھ سکتا ہے۔

اسی طرح احسن فاروقی اور بعض دوسرے ادبی دہشت گردوں نے بھی ''بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا'' کی مصداق بن کر اعتراضات کئے ہیں جن سے یہ پاکیزہ اوراق سیاہ کرنا کوئلوں کی دلالی میں ہاتھ کالے کرنے کے برابر ہیں۔

آٹھواں باب

مرثیہ کے تجزیاتی نمونے

میر انیسؔ کے بعض مرثیوں کا تجزیہ ہمارے ادب کا سرمایہ تصور کیا جاتا ہے۔ اگر چہ بیشتر تجزیے مختصر اور محدود موضوعات پر ملتے ہیں لیکن پھر بھی انیسؔ کی مرثیہ نگاری کو سمجھنے میں بڑی حد تک مددرساں ہیں۔ عموماً اغلب تجزیے کچھ چیدہ چیدہ اشعار کو منتخب کر کے تیار کئے گئے ہیں۔

جیسے ع۔ ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' پر شادؔ عظیم آبادی'' جاتی ہے کس شکوہ سے رَن میں خدا کی فوج'' پر نواب جعفر علی خان اثرؔ'' ،'' جب کربلا میں داخلہ شاہ دیں ہوا'' پر ڈاکٹر اکبر حیدری اور ڈاکٹر عبدالسلام ندوی'' بخدا فارس میدان تہور تھا حُر'' پر شمس الرحمٰن فاروقی اور ڈاکٹر وحید اختر'' جب نوجواں پسر شہ دیں سے جدا ہوا'' پر ڈاکٹر انیسؔ اشفاق اور ع۔ ''واحسرتا کہ عہد جوانی گزر گیا'' پر احسنؔ لکھنوی نے تبصرے کئے ہیں۔ لیکن سب سے عمدہ اور تفصیلی تنقیدی اور توضیحی تجزیہ اٹھارہ صفحات پر اس شاہکار مرثیہ'' جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' پر پروفیسر سید مسعود حسن ادیبؔ نے کرتے ہوئے لکھا کہ:

> ''اس مرثیے کے بارے میں یہ دعویٰ تو نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ہر حیثیت سے اور تمام مرثیوں سے بہتر ہے مگر اس میں کچھ ایسی خصوصیات ضروری ہیں کہ اگر کوئی شخص انیسؔ کا صرف ایک ہی مرثیہ پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو اسی مرثیے کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس مرثیے میں پورا معرکہ کربلا مختصر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں انیسؔ کے ہر طرح کے کلام کے نمونے موجود ہیں اور انیس کی شاعری کے بیشتر محاسن جمع ہیں۔ مرثیہ کا جوڑ ھانچا انیسؔ کے وقت میں بن چکا تھا اس کے تقریباً تمام اجزا اس مرثیہ میں پائے جاتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو مرثیے کے متعلقات پر کافی اطلاع نہیں ہے۔ جنہوں نے مختلف مرثیہ گویوں کا کلام نہیں دیکھا اور خود انیسؔ کے مرثیوں کا گہرا مطالعہ کر کے وہ زاویہ نگاہ اور وہ انداز فکر پیدا نہیں کر لیا ہے جو کلام انیسؔ کے محاسن کو بخوبی سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ بھی اس مرثیے سے لطف اٹھا سکتے ہیں اور انیس

کی شاعری کے بلند مرثیے کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں"

میرے اس مرثیہ کو انتخاب کرنے کی ایک وجہ پروفیسر ادیبؔ کا یہ ریویو تھا۔ چنانچہ اس تفصیلی تجزیہ کے بعد پروفیسر ادیبؔ کے ہر لفظ کی تائید ہوتی ہے اور موصوف کا یہ کہنا کہ "اس مرثیہ کی تفصیلی تنقید کے لئے تو ایک ضخیم دفتر بھی کافی نہیں"، کتنی صحیح بات معلوم ہوتی ہے۔ بقول پروفیسر ادیبؔ "انیسؔ کے مرثیوں کی ترکیب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر مرثیہ کا پہلے خاکہ بنا لیتے تھے اور اسی کے مطابق ایک ہی بات کو کبھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے تھے کبھی اختصار کے ساتھ۔ چنانچہ ایک مشہور مرثیہ "کیا غازیاں فوج خدا نام کر گئے" میں حضرت علی اکبرؑ کی رخصت ساٹھ بندوں میں بیان کی گئی ہے جب کہ اس شاہکار مرثیہ میں امام حسینؑ اور ان کے کل عزیزوں کی رخصت صرف ڈیڑھ بند میں لکھی گئی ہے۔

اگرچہ میر انیسؔ کے چند مرثیوں پر بعض اہل قلم حضرات نے تجزیاتی بیانات تحریر کئے ہیں جو ہمیں مختلف رسالوں اور کتابوں میں نظر آتے ہیں لیکن سب سے زیادہ اقتباسات اس مرثیہ کے ذیل ملتے ہیں۔ اس کتاب میں نمونہ کے طور پر مولوی سید اختر علی تلہری کا مضمون "میر انیسؔ کا ایک مرثیہ" جو نیا دور دسمبر 1965 میں شائع ہوا، مرزا جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ کا مضمون "انیسؔ کے تین بند" جو آج کل نئی دہلی جولائی 1975ء میں شائع ہوا اور پروفیسر ادیبؔ کے "شاہکار انیس" کے مقدمے سے اقتباسات کو شامل کر کے اس مرثیہ کی وسعت بیانی اور کلام کی معجز نمائی کو کسی حد تک ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جوشؔ نے بہت سچ کہا تھا "تو مری اُردو زبان کا بولتا قرآن ہے" چنانچہ اس قرآن کی مختلف تفسیریں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

مولوی سید اختر علی تلہری ۔ اس وقت میرے پیش نظر انیسؔ کا وہ مشہور مرثیہ ہے جس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے — جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے
دیکھا سوئے فلک شہ گردوں رکاب نے — مڑ کر صدا رفیقوں کو دی اس جناب نے

آخر ہے رات ، حمد و ثنائے خدا کرو
اٹھو، فریضۂ سحری کو ادا کرو

میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ ان کا یہ مرثیہ سب سے بہتر مرثیہ ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ان کے بہترین خزانۂ شعر کا یہ بھی ایک گوہر شب چراغ ہے جس کی ضیا سے ذوق کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور

ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ یہ زندگی کے ایسے حصہ میں لکھا گیا ہے جب کہ ان کی فکرِ سخن پورے شباب پر تھی اگرچہ عمر آخری منزل میں قدم رکھ چکی تھی۔

اس مرثیہ میں وہ تمام خصوصیتیں پائی جاتی ہیں جو انیسؔ کی شاعری کے لئے امتیازی حیثیت رکھتی ہیں، ان میں کلمات کی سامعہ نواز فصاحت بھی ہے اور کلام کی اعجاز آفرین بلاغت بھی۔ اس جگہ ایک ''دفع دخل'' بھی ضروری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زیرِ نظر مرثیہ کے پہلے بند کا پہلا مصرعہ محل بحث ہے اسلئے کہ ''جب قطع کی سافت شب آفتاب نے'' میں جس کو مسافت شب کہا گیا ہے اس پر ''شب'' کا اطلاق صحیح نہیں کیونکہ جب آفتاب موجود ہے تو اسے ''شب'' کیونکہ کہا جاتا ہے۔ مگر یہ اعتراض نتیجہ ہے فن بلاغت کے ''اعتبارات'' سے چشم پوشی کر لینے کا۔ ہم اپنے اعتبار سے جب کہ یہاں دن ہے اور سورج موجود ہے دوسرے حصے کو ''شب'' سے تعبیر کرنے میں فن معانی کے لحاظ سے بالکل حق بہ جانب ہیں گو اس کی حیثیت بالکل ''ادعائی'' ہے مگر یہ ادِّعا فن معانی کا ایک دلپذیر نکتہ ہے جسے اکثر برتا جاتا ہے اور اس سے کلام میں دل پذیر حسن پیدا کیا جاتا ہے۔

علم ہیّت کی اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ جب یہاں سورج نہیں ہے اور دوسری جگہ سورج موجود ہے تو وہاں دن ہوگا، ہم اس وقت جب ہماری دنیا میں دن ہے اپنی آنکھوں سے بہت دور دنیا کو رات ہی کے زیرِ نگیں فرض کر سکتے ہیں۔ جناب پروفیسر مسعود حسن صاحب نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ''یہ مصرع اس قدیم نظریے پر مبنی ہے کہ آفتاب زمین کے گرد گھومتا ہے اور شام کو نگاہوں سے اوجھل ہو کر رات بھر گردش کر کے صبح کو پھر طلوع ہوتا ہے''

ترکیب الفاظ کا حُسن، اس کا پیچیدگی داغلاق سے پاک وصاف ہونا اور پھر تشبیہ کی حلاوتوں، استعارے کی لطافتوں اور ان سب کے آمیزہ سے اسلوب بیان میں دلآویز ندرت کا پیدا ہونا وہ خصوصیت ہے جو اس مرتبہ اور اس افراط کے ساتھ اُردو کے کسی شاعر کو مشکل ہی سے نصیب ہو سکی اور جو مسلمہ طور پر انیسؔ کی شاعری کے پا ئنام ہو چکی ہے۔ اس مقام پر اس سے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ان چند باتوں کی طرف مختصر طور سے اشارے کرنا ہیں جو مرثیہ کے ڈھانچے میں فنی دلکشی پیدا کرنے سے تعلق رکھتی ہیں اور جو انیسؔ کے تمام مرثیوں میں بالعموم اور اس مرثیہ میں بالخصوص پائی جاتی ہیں۔

ابتدا میں اُردو کے مرثیے صرف جذبۂ عقیدت کی تسلی کا سامان ہوتے تھے۔ ان میں فنی حسن پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی تھی۔ ان کی کوئی خاص شکل بھی معین نہیں ہوئی تھی۔ ''بگڑا شاعر مرثیہ گو'' اسی دور کا ایک مقولہ

ہے جواس صنف سخن کی طرف اس وقت کے عام رجحان کا ترجمان ہے۔رفتہ رفتہ اس صنف نے مسدّس کی شکل اختیار کی اور فنی ارتقاء کی منزلیں طے کر کے اس (صنف مرثیہ) کا ایک مخصوص ڈھانچہ بن گیا جس کے عام عناصر یہ تھے: چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین۔اس ڈھانچہ میں دل کشی کا رنگ اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ شاعر کو واقعہ نگاری، منظر نگاری، سیرت نگاری جذبات نگاری اور مکالمہ نگاری میں کمال حاصل نہ ہو اور یہ کمال اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شاعر کی فطرت کے خمیر میں شعریت کا ''بادۂ طہور'' پورے طور سے جذب نہ ہو چکا ہو۔انیسؔ چونکہ مکمل طور سے حقیقی شاعر تھے اسی لئے ان جملہ مقامات سے وہ شاعرانہ تزک واحتشام کے ساتھ بکمال سربلندی گزرے ہیں۔انیسؔ کو خواہ کسی قسم کے نقشے اتارنا ہوئے خواہ کسی قسم کی تصویریں کھینچنا ہوئیں، نمایاں فنی کامیابی نے ان کا ساتھ کہیں نہیں چھوڑا۔شعری عظمتیں ان کے قدم چومتی رہیں اور زبان وبیان کا وقار ان پر نثار ہوتا رہا۔

انیسؔ کا کوئی مرثیہ لے لیا جائے۔اس میں یہ تمام خوبیاں کم وبیش مل جائیں گی۔جو مرثیہ اس وقت زیر نظر ہے خود اس میں ان تمام عناصر کے دل پذیر نمونے موجود ہیں۔سطور ذیل میں انہیں مختصر طور سے پیش کیا جا رہا ہے۔

1. **واقعہ نگاری۔** مورخانہ واقعہ نگاری تو یہ ہے کہ مورخ کی نظر میں جن واقعات کا ظہور ہوا ہے انہیں ترتیب کے ساتھ کسی کمی زیادتی کے بغیر دیانت کے ساتھ درج کر دیا جائے۔یہ بیان واقعہ خواہ کتنا ہی روکھا پھیکا ہو لیکن اگر کسی واقعہ کے ضروری جزئیات صحیح صحیح ضبط تحریر میں آ گئے ہیں تو مورخ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔لیکن شاعرانہ واقعہ نگاری کی حیثیت دوسری ہے۔اس میں اہم جزئیات واقعہ کو اجاگر کرنے کے ساتھ بیان کی دل کشی و دل آویزی کا بھی امکانی خیال رکھا جاتا ہے اگر یہ شرف پوری نہ ہوئی تو پھر کچھ نہ ہوا۔

میر انیسؔ کے مذکورہ بالا مرثیے میں شاعرانہ واقعہ نگاری اعجاز کی حدوں کو چھو رہی ہے۔اس کمال کا آغاز مرثیہ کے ابتدائی بند ہی سے ہو جاتا ہے۔

سپیدۂ سحری نمودار ہو رہا ہے۔حسینؑ اور ان کے اصحاب باوفا اور جاں نثار اعزہ نماز کی صفیں درست کر رہے ہیں۔نماز سے فراغت کے بعد جنگ کی تیاری کی جا رہی ہے۔حسینؑ کے پُر جگر اور پُر دل رفقاء جنگ میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے ہیں۔شیرانہ تیوروں سے جنگ کر رہے ہیں اور خاک وخون میں لوٹ رہے ہیں۔حسینؑ صبر وضبط کے ساتھ میدان جنگ سے ان کی لاشیں اٹھا اٹھا کر لاتے ہیں۔ان تمام واقعات کو خالص مورخانہ طور سے بیان کرنا بھی اپنی ذاتی خصوصیات کی وجہ سے اثر انگیز ہے لیکن جب انیس سا قادرالکلام شاعر ان جزئیات کی

تصویر میں تخیل کے موقلم سے رنگ بھرتا ہے اور انہیں شعر کے قالب میں جلوہ گر کرتا ہے تو ان میں حیرت انگیز ڈرامائی شان پیدا ہو جاتی ہے اور تاثیر کا عالم ہی دوسرا ہو جاتا ہے۔ ذیل کے بند ملاحظہ ہو ۔

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور   دیکھے تو غش کرے ارنی گوئے اوج طور
پیدا گلوں سے قدرت اللہ کا ظہور   وہ جا بجا درختوں پر تسبیح خواں طیور
گلشن خجل تھے وادی مینو اساس سے
جنگل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے

وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے وہ سبزہ زار   پھولوں پہ جا بجا وہ گہر ہائے آبدار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار   بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
خواہاں تھے زہر گلشن زہرآ جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

ناگاہ چرخ پر خطِ ابیض ہوا عیاں   تشریف جا نماز پہ لائے شہ زماں
سجادے بچھ گئے عقب شاہ انس و جاں   صوتِ حسن سے اکبرؑ مہرو نے دی اذاں
ہراک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسول کی کانوں میں آگئی

بیٹھے تھے جا نماز پہ شاہِ فلک سریر   ناگہ قریب آکے گرِے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مڑکے سوئے لشکر شریر   عباس اُٹھے تول کے شمشیر بے نظیر
پروانے تھے سراج امامتؑ کے نور پر
روکی سپر حضورِ کرامتؑ ظہور پر

اللہ ری سپاہِ خدا کی شکوہ و شان   جھکنے لگے جنوو ضلالت کے بھی نشان
کریں کسے علم کے تلے ہاشمی جوان   دنیا کی زیب، دین کی عزت، جہاں کی جان
ایک ایک دودمانِ علی کا چراغ تھا
جس سے ملی بہشت کو زینت وہ باغ تھا

چمکی جو تیغ حضرت عباسِ عرش جاہ   روح الامیں پکارے کہ اللہ کی پناہ

ڈھالوں میں چھپ گیا پسر سعد روسیاہ　　کشتوں سے بند ہو گئی امن و اماں کی راہ
جھپٹا جو شیر شوق میں دریا کی سیر کے
لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو پیر کے

آفت تھی حرب و ضربِ علی اکبرِ دلیر　　غصے میں جھپٹے صید پہ جیسے گرسنہ شیر
سب سر بلند پست، زبردست سب تھے زیر　　جنگل میں چارسمت ہوئے زخمیوں کے ڈھیر
سر اُن کے اترے تن سے جو تھے رن چڑھے ہوئے
عباس سے بھی جنگ میں تھے کچھ بڑھے ہوئے

2۔**منظر نگاری۔** اس کی حدیں واقعہ سے اکثر مقامات پر مل جاتی ہیں لیکن ان کی باہمی حدیں الگ کرنے کیلئے منظر نگاری کو "فطری مناظر" کی مرقع کشی کے لئے مخصوص کرلیا جاتا ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مناظر فطرت کے کامیاب نقشے اتارنا اور پھر اس زبان میں جس میں اس قسم کی دل پذیر شاعری کی مثالیں عنقا ہوں بے حد دشوار گزار مرحلہ ہے۔ زیرِ نظر مرثیے میں مناظر کی تصویر کشی جس فطری انداز سے کی گئی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس مخصوص محاکات پر بھی شاعر کو کس قدر دست رس حاصل تھی۔ ماسبق میں جو بند نقل کئے گئے ہیں اگر چہ ان میں اس خصوصی نوعیت کی ماہرانہ تصویر کشی کی دل آویز مثالیں موجود ہیں مگر چند بند مزید توضیح کیلئے اور پیش کئے جاتے ہیں۔

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا　　دراج و کبک و تیہو و طاؤس کی صدا
وہ جوشِ گل، وہ نالۂ مرغانِ خوشنوا　　سردی جگر کو بخشتی تھی صبح کی ہوا
پھولوں سے سبز سبز شجر سُرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبدِ گل فروش تھے

وہ قمریوں کا چار طرف سرد کے ہجوم　　کوکو کا شور نالۂ حق سرہٗ کی دھوم
سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم　　جاری تھے وہ جواُن کی عبادت کے تھے رسوم
کچھ گل فقط نہ کرتے تھے رب علا کی حمد
ہر خار کو بھی نوک زباں تھی خدا کی حمد

اللہ رے خزاں کے دن اس باغ کی بہار　　پھولے سماتے تھے نہ محمدؐ کے گلعذار

دولہا بنے ہوئے تھے،اجل تھی گلوں کا ہار　　　جاگے وہ ساری رات کے وہ نیند کا خمار
راہیں تمام جسم کی خوشبو سے بس گئیں
جب مسکرائے پھولوں کی کلیاں بکس گئیں

3۔ **سیرت نگاری ۔** سیرت نگاری کے فرائض سے کما حقہ عہدہ برا ہونا بھی بہت ہی دشوار امر ہے۔اس کیلئے سب سے پہلے تو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ جن افراد کی سیرت و کردار کی نقشہ کشی مطلوب ہو ان کے رجحانات ومیلانات کے باریک سے باریک خط وخال نگاہوں کے سامنے ہوں۔ وہ اسے اچھی طرح سمجھ رہے ہوں کہ مخصوص حالات کے ظہور پذیر ہونے پر ان کی رفتار وگفتار کا اندازہ کیا ہوگا۔ان کی ''نفسی قوتوں'' کا ظہور افراط وتفریط واعتدال میں سے کون سا قالب اختیار کرے گا۔اس صورت میں مختلف سیرتون کی تصویروں میں یکسانی نہ پیدا ہوگی اور وہ ایک دوسرے سے جدا نظر آئیں گی اور ہر کردار اپنی الگ شخصیت رکھتا ہوا محسوس ہوگا۔

میر انیس نے زیرنظر مرثیہ میں بہت سے کردار پیش کئے ہیں مگر وہ سب ایک دوسرے سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ جناب عون ومحمد اکبر وعباس اور زینب کے کردار اس مرثیہ میں خاص طور سے نمایاں ہیں اور ایک دوسرے سے جدا۔ ذیل کے بند ملاحظہ ہوں۔ یہ ملحوظ رکھتے ہوئے کہ عون ومحمد حضرت زینب کے بیٹے ہیں، حضرت جعفر طیار کے پوتے اور حضرت علی کے نواسے۔ابھی بچے ہیں اور مرثیہ نگار کے بیان کے مطابق انہوں نے خوردسالی کی حد سے قدم آگے نہیں بڑھائے ہیں۔انہیں فطرۃً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دادا اور نانا دونوں کی طرف سے وہ عہدۂ علم داری کے زیادہ مستحق ہیں۔حضرت زینب ان کی مادرانہ شفقت کے ساتھ چشم نمائی کرتی ہیں اور انہیں اس وقت کے فریضہ کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔عون ومحمد میں سے ایک صاحبزادے ضرور حضرت زینب کے بطن سے تھے اور کمسن تھے اور دوسرے صاحبزادے حضرت زینب کے بطن سے نہیں تھے اور جوان تھے۔اسی طرح ان کے علم کے حاصل کرنے کی جس دبی ہوئی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اور جس طریقہ سے حضرت زینب نے ان کی اس خواہش سے باز رہنے کی نمائش کی ہے وہ تاریخی حیثیت سے مستحکم نہ سہی مگر انیس نے مقتضائے وقت کے لحاظ سے جو گوشے پیدا کیے ہیں اور زبان حال سے جو کچھ کہا ہے اور ان باتوں سے جو اثر پیدا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔تخیل کی یہ نادرہ کاری اور محاکات کی یہ سحر آفرینی بڑے سے بڑے ادب میں مشکل ہی سے نظر آسکتی ہے۔ملاحظہ ہو ۔

ہتھیار ادھر لگا چکے آقائے خاص و عام　　　تیار اِدھر ہوا علم سید الانام
کھولے سروں کو گرد تھیں سیدانیاں تمام　　　روتی تھی تھامے چوب علم خواہر امام

تیغیں کمر میں دوش پہ شملے پڑے ہوئے
زینب کے لال زیرِ علم آ کھڑے ہوئے
گردانے دامنوں کو قبا کے وہ گلعذار مرفق تک آستینوں کے اُلٹے بصد وقار
جعفر کا رعب، دبدبہٗ شیر کرد گار بوٹا سے ان کے قد پہ نمودار و نامدار
آنکھیں ملیں علم سے پھریرے کو چوم کے
رائت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے
گہہ ماں کو دیکھتے تھے، کبھی جانب علم نعرہ کبھی یہ تھا کہ نثار شہہ اُمم
کرتے تھے دونوں بھائی کبھی مشورے بہم آہستہ پوچھتے کبھی ماں سے وہ ذی حشم
کیا قصد ہے علی ولی کے نشان کا
اماں کسے ملے گا علم نانا جان کا
بے مثل تھے رسول کے لشکر کے سب جواں لیکن ہمارے جد کو نبی نے دیا نشاں
خیبر میں دیکھتا رہا منہ لشکر گراں پایا مگر علی نے علم وقت امتحاں
طاقت میں کچھ کمی نہیں گو بھوکے پیاسے ہیں
پوتے انہیں کے ہم ہیں، انہیں کے نواسے ہیں
زینب نے تب کہا کہ تمہیں اس سے کیا ہے کام کیا دخل مجھ کو مالک و مختار ہیں امام
دیکھو نہ کیجو بے ادبانہ کوئی کلام بگڑوں گی میں جو لوگے زباں سے علم کا نام
لو جاؤ، بس کھڑے ہو الگ ہاتھ جوڑ کے
کیوں آئے تم یہاں علی اکبر کو چھوڑ کے
سرکو ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اساس
کھوتے ہو اور آئے ہوئے تم مرے حواس بس قابل قبول نہیں ہے یہ التماس
رونے لگو گے پھر جو برا یا بھلا کہوں
اس ضد کو بچپنے کے سوا اور کیا کہوں
عمریں قلیل اور ہوسِ منصب جلیل اچھا نکالو قد کے بھی بڑھنے کی کچھ سبیل

ماں صدقے جائے گرچہ یہ ہمت کی ہے دلیل ہاں اپنے ہم سنوں میں تمہارا نہیں عدیل
لازم ہے سوچے غور کرے پیش و پس کرے
جو ہو سکے نہ کیوں بشر اس کی ہوس کرے
ان ننھے ننھے ہاتھوں سے اٹھے گا یہ علم چھوٹے قدوں میں سب سے سنوں میں سبھوں سے کم
نکلے تنوں سے سبط نبیؑ کے قدم پہ دم عہدہ یہی ہے بس، یہی منصب، یہی حشم
رخصت طلب اگر ہو تو یہ میرا کام ہے
ماں صدقے جائے آج تو مرنے میں نام ہے

اس کے بعد والے متعدد بندوں میں حضرت زینب کی اپنے بچوں کو اسی شفقت آمیز چشم نمائی کی تصویر ہے۔ بچے ماں کی اس محبت آمیز نصیحت سے متاثر ہو کر بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ خفا نہ ہوں اب ہماری زبان پر علم کا نام تک نہ آئے گا۔ ملاحظہ ہو۔

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام غصہ کو آپ تھام لیں اے خواہر امام
واللہ کیا مجال جو لیں اب علم کا نام کھل جائے گا لڑیں گے جو یہ باوفا غلام
فوجیں بھگا کے گنج شہیداں میں سوئیں گے
تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

4۔ **جذبات نگاری۔** مختلف واقعات و حالات سے دل پر جو مختلف کیفیتیں طاری ہوتی ہیں اور مختلف اثرات جو اس کی سطح پر یکے بعد دیگرے متنوع اسباب و موثرات کے تحت ابھرتے ہیں ان کی دنیا بے پایاں ہے۔ ان کی کامیاب تصویر کشی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ شاعر کی قوت مشاہدہ زبردست طور پر دور رس نہ ہو۔ مرثیہ زیر نظر میں انیس کی جذبات نگاری کی تصویریں خاصی پُر اثر ہیں۔ صبح صادق کا وقت ہے۔ نماز کی تیاری ہو رہی ہے۔ حضرت علی اکبر شبیہہ پیغمبر بہ صَوت حسن اذان دے رہے ہیں۔ فطرت کی ہر نمایاں چیز اس سے متاثر ہو رہی ہے۔ ناموس شاہ پر بھی اس کا پورا اثر پڑ رہا ہے۔ حضرت زینب کو اپنے اس بھتیجے سے خصوصی محبت تھی۔ اپنے اس عزیز لخت جگر کی اذان سن کر ان کی مادرانہ محبت و شفقت کے جذبات جو جو کروٹ لے رہے ہیں ان کی تصویر جس انداز سے کھینچی ہے اور اس کے نازک خط و خال جس عنوان سے ابھارے ہیں اس کے پر اثر ہونے کا اعتراف ناگزیر ہے۔ فرماتے ہیں ؎

ناموسِ شاہ روتے تھے خیمہ میں زار زار　　چپکی کھڑی تھی صحن میں بانوئے نامدار
زینب بلائیں لے کے یہ کہتی تھی بار بار　　صدقے نمازیوں کے موذن کے میں نثار
کرتے ہیں یوں ثنا وصفت ذوالجلال کی
لوگو، اذان سنو مرے یوسف جمال کی

یہ حُسنِ صَوت اور یہ قرأت یہ شَد و مَد　　حقا کہ افصح الفصحا ہے انہیں کا جد
گویا ہے لحنِ حضرتِ داؤد باخرد　　یارب رکھ اس صدا کو زمانے میں تا ابد
شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

اسی طرح جب امام حسینؑ نے شہادت کا خونین کفن پہن لیا ہے تو اس واقعہ کے سلسلے میں جو دردخیز والم انگیز بند انیسؔ نے لکھے ہیں وہ بھی "جذبۂ غم" کی موثر تصویریں ہیں۔ ان کا ایک ایک مصرعہ حساس کلیجوں کے لئے برچھی کا کام دیتا ہے۔

5۔ **مکالمہ نگاری۔** مختلف افراد میں جو بات چیت ہوتی ہے اس کی تصویر یوں اتارنا کہ "مکالمہ" کی فطری سادگی کو ذرا سا صدمہ نہ پہنچنے پائے، خاصا دشوار ہے۔ شعر میں اس کی دشواری کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ انیسؔ کا کمال اقتدار اس میدان میں بھی نا قابل انکار ہے۔ اس سلسلے میں مرثیے کے اُن بندوں پر ایک نظر پھر ڈال لینا چاہیے جن میں حضرت زینب اور ان کے فرزندوں کے علم کے سلسلے کے مکالمے درج ہیں۔

6۔ **تشبیہ کی ندرت۔** انیسؔ کے یہاں تشبیہوں اور استعاروں کی ندرت اور تازگی بھی اعجاز آفرینی کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ ذیل میں تین بند اس دعوے کے ثبوت میں پیش پیش کیے جا رہے ہیں ۔

لو پڑھ کے چند شعرِ رجز شاہ دیں بڑھے　　گیتی کے تھام لینے کو روح الا میں بڑھے
مانند شیرِ نر کہیں ٹھہرے کہیں بڑھے　　گویا علی الٹتے ہوئے آستیں بڑھے
جلوہ دیا جری نے عروس مصاف کو
مشکل کشا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا　　جیسے کنارِ شوق سے ہو ماہرو جدا
مہتاب سے شعاع جدا، گل سے بو جدا　　سینے سے دم جدا رگِ جاں سے لہو جدا

گرجا جو رعد ابر سے بجلی نکل پڑی
محل میں دم جو گھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح　　کافر پہ کبریا کا عتاب آئے جس طرح
تابندہ برق سوئے سحاب آئے جس طرح　　دوڑا فرس، نشیب میں آب آئے جس طرح
یوں تیغ تیز کو ند گئی اس گروہ پر
بجلی تڑپ کے گرتی ہے جس طرح کوہ پر

تیسرے بند میں تشبیہہ کی ندرت نقطۂ کمال پر پہنچ گئی ہے۔کافر پہ کبریا کا الخ قوت تخیل کی بلند پروازی کی آخری حد ہے۔اسی بنا پر میرا یہ خیال ہے کہ دوسرا مصرعہ تیسرا مصرعہ ہے اور تیسرا دوسرا۔چوتھے مصرعہ میں شبہ بدل گیا اس لئے نظم کا رشتہ ناہموار نہیں ہوتا۔

7. **صنعتوں کا استعمال ۔** میر انیس نے صنایع کا استعمال بھی کیا ہے اور بیشتر اس ماہرانہ انداز سے کیا ہے کہ آپ کو احساس بھی نہیں ہوگا کہ یہاں کوئی صنعت بھی استعمال کی گئی ہے۔

ہاں غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا　　یاں آج خوں بہے گا محمد کی آل کا
چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا　　گزری شب فراق دن آیا وصال کا
ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

چوتھے مصرعہ میں ''شب'' اور ''دن''، ''گزری'' اور ''آیا'' اسی طرح چھٹے مصرعہ میں ''راتیں'' اور ''دن'' میں صنعت ''تضاد'' ہے۔مگر مصرعوں کی برجستگی ذہن کو اس طرف منتقل نہیں ہونے دیتی۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی عروس زیبا رخسار کا ذاتی حسن ان زیوروں کا جائزہ لینے کی طرف متوجہ ہی نہ ہونے دے جن سے اسے افزائش جمال کیلئے آراستہ کیا گیا ہے۔

اس قسم کے بیسیوں مقامات مرثیہ زیرنظر میں مل سکتے ہیں۔لیکن انصاف متقضی ہے کہ اس کا بھی اقرار کیا جائے کہ اگر چہ انیس کی شاعری کی فطرت سلیم ان خارجی محسنات کی طرف مائل نہ تھی اور وہ زبردستی بہ تکلف ان کے برتنے کو پسند نہ کرتے تھے لیکن مذاق عصر انہیں کبھی کبھی اس راستے پر کھینچ ہی لاتا تھا اور وہ اس قسم کے مصرعے کہہ دیتے تھے ''خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے۔'' ''زہر'' اور زہرا'' میں صنعت تجنیس لفظی ہے مگر ''زہر'' پھولوں

کے معنی میں جہاںتک اُردو کا تعلق ہے اجنبی ہے اور غالباً اس زمانے میں بھی اجنبی ہی ہوگا۔ عربی جاننے والے اس سے ضرور واقف ہوں گے مگر اسے عام واقفیت کی نشانی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بعض نسخوں میں ''زہر'' کے بجائے ''نخل'' ملتا ہے جو''زہر'' سے یقیناً زیادہ اچھا ہوتا مگر چوتھے مصرعہ میں ''نخل'' کا لفظ آ چکا ہے۔ جس کا پانچویں مصرعہ میں فوراً ہی اعادہ حسن بیان کے فی الجملہ منافی ہے۔ چوتھا مصرعہ یہ ہے

''بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار''

''ہزار کا لفظ بھی صنعت سے خالی نہیں ہے۔ بلبل سے ''ہزار'' کی مناسبت ظاہر ہے اور پھر ''گل'' تو موجود ہی ہے مگر یہاں کسی قسم کی آورد محسوس نہیں ہوتی۔ اس مقام پر مقدمۂ شعر و شاعری مطبوعۂ انوار المطابع لکھنؤ صفحہ ۱۵۶ سے مندرجہ ذیل عبارت کا نقل کرنا فائدے سے خالی نہیں۔

''اگر چہ سوسائٹی کے دباؤ...... نے میر انیسؔ کو ہر جگہ جادۂ استقامت پر قائم نہیں رہنے دیا بلکہ اس دھر پدیے کی طرح جسے مجلس کے بے مغزوں کو رجھانے کے لئے کبھی کبھی بارہ ماسا اور چوبولے بھی الاپنے پڑتے ہیں اکثر مبالغہ و اغراق کی آندھیوں کے طوفان اٹھانے پڑے۔ مگر اس قسم کی بے اعتدالیاں ان فوائد کے مقابلے میں جو ان کی شاعری سے اُردو زبان کو پہنچے نہایت بے حقیقت اور کم وزن ہیں''

مولانا حالیؔ کی مندرجۂ بالا رائے جو حقیقت کی ترجمان ہے کسی طرح نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ اس کے علاوہ میر انیسؔ بہر حال انسان تھے۔ زبان و بیان کے بعض بعض مسامحے ان سے ضرور ہوئے ہیں مگر ان سے انیسؔ کے مراثی کی چمک دمک اور ان کے حسن و جمال میں کمی نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ انہیں انیسؔ کی شاعری کے چہرۂ زیبا کا خال سیاہ قرار دے لیجئے''

مرزا جعفرؔ حسین۔ پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیبؔ کا یہ فیصلہ ہے کہ انیسؔ کا بہترین مرثیہ ہے ''جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے''۔ اس فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے میں اسی مرثیہ کے پہلے تین بندوں کو اپنے مضمون کا موضوع بنا رہا ہوں۔

جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے — جلوہ کیا سحر کے رُخ بے حجاب نے
دیکھا سوئے فلک شہ گردوں جناب نے — مڑ کر صدا رفیقوں کو دی اُس جناب نے

آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو
اُٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو

قطع کرنے کے معنی ہیں کسی چیز کو درمیان سے کاٹ دینا قطع......کی اصطلاح مشہور اور رائج ہے جس کے معنی ہیں کاٹنا اور چھانٹنا لیکن قطع کرنا صرف کاٹ دینے بالخصوص درمیان سے کاٹ دینے کے لئے بولا جاتا ہے۔ کلام قطع کرنا یعنی بیچ میں بات کاٹ دینا مستقل ہے۔ اس طرح اس مصرع کا یہ مطلب ہوا کہ رات کاٹے نہیں کٹتی تھی۔ آفتاب نے درمیان سے کاٹ دی۔ یعنی رات ختم نہیں ہوئی تھی اور ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی کہ ناگاہ آفتاب نے طلوع ہو کر اس کو درمیان سے کاٹ دیا۔ امام حسین اور ان کے اصحاب واقربا کے تاثرات زمین آسمان پر چھائے ہوئے تھے۔ آسمان بھی متاثر تھا اور رات بھی گویا کہ ارض وسما کی سانس رُکی ہوئی تھی۔ ماہتاب زمین کربلا کی طرف نظر جمائے ہوئے تھا اور آفتاب کو بھی حاضر باشی میں عجلت تھی۔ آفتاب جو سب سے زیادہ طاقتور محرک تھا دخل اندازی کر کے طلوع ہو گیا اور مسافتِ شب قطع کر دی۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مسافت کے معنی ہیں فاصلہ۔ لیل ونہار کے فاصلے شمس وقمر طے کرتے ہیں نہ کہ شب وروز۔ مسافتِ شب کے قطع ہونے کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ طوالت شب کو قطع کر دیا گیا۔ اس لئے یہ سوچنا پڑتا ہے کہ انیس نے شب کے ساتھ مسافت کا تخیل کیوں پیش کیا؟ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ چونکہ اُسی روز ایک ایسا اقدام کرنے والے تھے جو روزِ قیامت تک بے عدیل و بے نظیر کارنامہ قرار پانے والا تھا اور جس کے شواہد وہ واقعات وحالات تھے جو چھ سات روز قبل سے رونما ہو رہے تھے اس لئے کائنات لرزہ براندام تھی۔ مناظر فطرت کا نکتہ رس اور صاحبِ بصیرت شاعر اس بحث میں کہاں پڑ سکتا تھا کہ شمس وقمر متحرک ہیں یا ارض وسما۔ اُس نے صرف یہی محسوس کیا کہ مصیبت کی گھڑیاں بہت کٹھن ہوتی ہیں جو کاٹے نہیں کٹتی ہیں۔ لہٰذا آفتاب نے طلوع ہو کر مسافت شب کو قطع کر دیا۔

''مسافت'' اور قطع کی'' کہہ کر اس عظیم المرتبت شاعر نے مصائب وآلام کی شدتوں، اذیت وتکلیف کی لامتناہی گھڑیوں اور اسی قسم کے دوسرے حالات کی طرف ایک مصرع میں اشارہ کر کے جس ندرت خیال کی مثال پیش کی ہے وہ اُردو ادب میں بمشکل کہیں اور نظر آئے گی۔ مصرع پڑھتے رہیے، غور کرتے جائیے اور بار بار سوچئے۔ لطف میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔

آفتاب کا مسافت شب کو قطع کرنے کے بعد بادی النظر میں یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سورج نکل آیا اور صبح ہو گئی۔ لیکن انیس اتنی پیش پا افتادہ بات نہیں کہتے۔ وہ سحر کے رُخ بے حجاب کو جلوہ گر کرتے ہیں۔ تیسرا مصرع یہی پتہ دیتا ہے کہ اگر صرف سپیدۂ سحری کا ظہور امام کو متاثر کر رہا تھا تو سوئے فلک دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تمام دشت

وور پر روشنی چھا گئی ہوگی۔فلک کی طرف دیکھنااور رُخ بے حجاب جلوہ گر ہونا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ امام کی نظر اس نور حقیقی پر پڑی جو پردۂ سحر میں مستور تھا۔خدا پرستوں نے طلوع صبح میں انوار الٰہی کو جلوہ گر ہوتے ہوئے دیکھا ہے بلند پایہ شاعروں نے اس اور اک کو طرح طرح سے نظم کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ ؂

ہم ایسے اہلِ نظر کو ثبوت حق کے لئے
اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

میر تقی میر کے ایسے خدا ترس اور برگزیدہ شاعر نے کہا ہے کہ

اس وقت ہے دعاء و اجابت کا وصل میرؔ اک نالہ تو بھی پیش کش صبح گاہ کر

ظاہر ہے انیسؔ کی یہ صبح بھی کچھ ایسی ہی تھی جس کو امام نے طلوع ہوتے ہوئے دیکھا اور جس سحر کے رُخ بے حجاب کی جلوہ گری نے امام کے اس اقدام میں جو وہ اُس روز کرنے والے تھے، انہماک اور جوش پیدا کر دیا۔

پہلے دونوں مصرعوں میں الفاظ کی ترکیب نے دو علٰحدہ علٰحدہ کیفیتیں پیدا کر دی ہیں ''مسافتِ شب'' اور قطع کرنے کا تخیل ایک گداز پیدا کرتا ہے جو اندوہ والم کا لازمی نتیجہ ہے۔لیکن رُخ سحر کا بے حجابانہ جلوہ گر ہونا دلوں میں نور اور آنکھوں میں خنکی مرحمت کرتا ہے۔انیسؔ نے ڈرامائی انداز میں پہلے مصرع سے جو سوز و گداز پیدا کرایا تھا اس کو خنکی و طمانیت سے فوراً دوسرے مصرع میں تبدیل کر دیا اور یہی اُن کی شاعری کا کمال اور اُن کے کمال کا معجزہ ہے۔

تیسرے مصرع کو اگر غور سے دیکھا جائے اور توجہ سے سوچا جائے تو کچھ عجیب حقیقت نظر آتی ہے۔امام کی نظر اُس روشنی پر نہیں تھی جو معمولی آنکھیں دیکھ سکتی تھیں اور دیکھ رہی تھیں۔وہ نور حقیقی کا مشاہدہ کر رہے تھے جس کے لئے توجہ تام کی ضرورت تھی۔انیسؔ نے اسی بھرپور توجہ کی تصویر ''دیکھا سوئے فلک'' کہہ کر پیش کی ہے۔یہ سچ ہے کہ پیدا کرنے والے کا جلوہ ہر طرف ہے۔لیکن ہم اپنے معبود کی درگاہ میں جب دعائیں کرتے ہیں تو آسمان ہی کی طرف اپنے ہاتھ بلند کرتے ہیں۔یہی حکم شرعی بھی ہے اور امام کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔اس لئے آسمان ہی کی طرف دیکھنا عین حکمت تھا۔اسی کے ساتھ یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ ہر انسان مصیبت و محن میں آسمان ہی کی طرف دیکھتا اور اُدھر ہی رُخ کر کے فریاد کرتا ہے۔یہی مقتضائے فطرتِ انسانی ہے۔امام حسین کیلئے وہ دن عظیم مصائب کا تھا۔اس لئے اس تیسرے مصرع میں اُسی سوز و گداز کی طرف پھر اشارہ ہے جس کا حوالہ پہلے مصرع میں ملتا ہے۔آسمان کی طرف دیکھنے والے امام کو ''شہ گردوں جناب'' کہنا انیسؔ کا کارنامہ ہے۔یہ تخاطب ظاہر کرتا ہے کہ امام کو آسمانوں سے بھی اتنی ہی واقفیت تھی جتنی زمین سے تھی۔وہ آسمانوں کا حال بھی اسی طرح

جانتے تھے جیسا کہ اُن کو دنیا کے معاملات کا علم تھا۔ اس لئے آسمان کی جلوہ گری جتنا اُن پر روشن اور آشکار تھی اس کو صرف وہی سمجھ سکتے تھے۔ انیس نے صرف ایک لفظ دیکھا اور اس کے استعمال میں معنویت کوٹ کوٹ کے بھردی ہے۔ اس کے علاوہ ''شہ گردوں جناب'' میں امام کی جلالت قدر کا بھی اعلان ہے۔ انیسؔ کا ہیرو اپنی تمام بیکسی و مظلومی سمیت ایک جلیل القدر اور برگذیدہ ہستی ہے اور اس کی عظمت و احترام کا پاس و لحاظ رکھنا ہر مقام اور ہر محل پر ضروری بھی ہے۔

آسمان کی طرف دیکھنے اور انوارِ الٰہی کے جلوے کا مشاہدہ کرنے کے بعد جذبۂ عبودیّت جوش میں آنا ضروری تھا۔ لیکن چونکہ یہ شخصیت امام کی ہے جس کے منصب میں تبلیغ اور تعلیم داخل ہے، اس لئے امام کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ دوسروں کو بھی اللہ کی یاد دلائیں اور عبادت خدا کی طرف آمادہ کریں۔ اس ارادہ اور نیت کی وضاحت کیلئے شاعرِ بے بدل نے صرف ایک فقرہ ''مڑ کر'' استعمال کیا۔ اس فقرہ میں معنویت بھی ہے اور ڈرامائی انداز بھی انتہائی موثر طریقہ پر پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے ساتھیوں کو ''رفیق'' کہہ کر امام نے پکارا ہے۔ امام اپنے اصحاب سے بیحد محبت فرماتے تھے اور اصحاب اُن پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے آمادہ تھے۔ امام و ماموم کے درمیان اس پر خلوص رشتۂ مودّت و اخلاص کو دیکھتے ہوئے بالخصوص اُس وقت جب نماز کی دعوت دی جا رہی ہو ''رفیق'' سے بہتر لفظ تلاش کرنا ناممکن ہے۔ انیسؔ نے تقاضائے وقت اور حفظِ مراتب کے تمام مراحل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے جو لفظ جس مقام پر استعمال کیا ہے وہ جواہر پارے کی طرح ضوفشانی کر رہا ہے۔

ان چار مصرعوں کے بعد بیت ہے جو پورے بند کا مقصد اور خیالات کی زنجیر میں آخری سنہری کڑی ہے۔ بات صرف اتنی کہی گئی ہے کہ رات ختم ہو چکی اب اٹھو اور خدا کی حمد و ثنا کرو اور فریضۂ سحری ادا کرنے کی تلقین کرنا امام کا تبلیغی فریضہ تھا، لیکن پھر بھی فریضۂ ادائی ایک خشک ذمہ داری ہے، جس میں عقیدۂ لذّت اور وجدان پیدا کرتا ہے۔ اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلانے کے لئے پھر بھی وہ لہجہ اور وہ الفاظ ضروری ہوتے ہیں جو سننے والے کو اپنی طرف متوجہ کرلیں۔ انیسؔ نے پہلے مصرع میں ''آخر ہے رات'' اور دوسرے میں ''اٹھو'' کہہ کر وہ لذت، وہ حلاوت، وہ انہماک اور وہ خلوص پیدا کر دیا ہے کہ اُن الفاظ کو اس بیت میں جان فصاحت کہے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ سحر ہوگئی ہے یا یہ کہ وقت نماز صبح آ گیا۔ یہ بھی نہیں کہتے کہ سو چکے اب اُٹھو یا یہ کہ اٹھو کب تک سوؤ گے بلکہ مستعمل فقروں کو نظر انداز کر کے کہتے ہیں ''آخر ہے رات'' یہ بات لفظاً صحیح ہے لیکن یہ بھی تو ایک حقیقت تھی کہ اُن نماز

گزاروں کی زندگی میں وہ آخری رات تھی۔اس حقیقت سے وہ خود بھی واقف تھے۔اس پس منظر میں مصرع پڑھئے اور سر دُھنتے رہئے۔کسی آدمی کو یہ کہہ کر جگانا کہ بس اُٹھو تمہاری زندگی کی آخری رات ختم ہوگئی اُس کے دُنیائے خیالات و جذبات میں ہیجان و تلاطم پیدا کر دے گا۔لیکن یہ کہنا کہ ''آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو'' ایک برگزیدہ اور خدا پرست ہستی کے دل کو مرنے کا یقین ہوتے ہوئے بھی سکون بخشے گا اور وہ رضائے الٰہی میں مرجانا گوارا کر لے گا۔انسانیت،شرافت اور محبت کی نظر میں صرف یہی طرزِ تکلم پسندیدہ اور قابلِ قدر قرار پاتا ہے۔

چھٹے مصرع میں ''اُٹھو'' کا مزا الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔بظاہر یہ لفظ اُس آدمی یا اُن آدمیوں کو مخاطب کر کے بولا جاتا ہے جو لیٹے یا سو رہے ہوں۔امام کے رفقاء نے ساری رات عبادتِ الٰہی میں کاٹی تھی۔وہ یقیناً اُس وقت بھی جاگ ہی رہے ہوں گے۔اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس مقام پر سوتے اور لیٹے ہوئے لوگوں سے تخاطب نہیں بلکہ ''اُٹھو'' کا لفظ خلوص و انہماک کے جذبات سے متاثر ہو کر استعمال ہوا ہے۔

جس طرح ''آخر ہے رات'' کے ساتھ حمد و ثنائے خدا کرو'' کو ایک خاص معنویت حاصل ہے اسی طرح ''اُٹھو'' کے بعد ''فریضۂ سحری کو ادا کرو'' بھی ایک مخصوص عبادت کی طرف اشارہ ہے اور یہ لفظ اسی عبادت میں انہماک پیدا کرانے کیلئے بولا گیا ہے۔امام کے رفقاء عبادت گزار تھے۔ان کو نماز سے خلوص اور عبادتِ الٰہی سے شغف تھا۔ان مقدس مشاغل کی طرف سے توجہ دلانا اور صبح ہوتے ہی نمازِ صبح کی طرف متوجہ کرنا یقیناً سعی حاصل کے برابر تھا۔ اس لئے ہم یہ سوچنے پر مجبور رہیں کہ اس بیت میں حمد و ثنائے خدا اور فریضۂ سحری کو ادا کرنے کے فقرے کن کن مقاصد اور اغراض کو اپنے پیکرِ الفاظ میں سمیٹے ہوئے ہیں۔یہ مسئلہ بظاہر ایک دشوار منزل ہے۔لیکن انیسؔ خود ہی مشکل پیدا کرتے ہیں اور خود ہی اس کو آسان سے آسان تر بنا دیتے ہیں۔ان سوالات کے جوابات کے لئے،جو بیت کے یہ دو فقرے ہمارے دماغ کو سوچنے پر آمادہ کرتے ہیں۔آنے والے دو بند ملاحظہ فرمائیے:

ہاں غازیو! یہ دن ہے جدال و قتال کا — یاں خوں بہے گا آج محمد کی آل کا
چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا — گزری شبِ فراق دن آیا وصال کا
ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

دن بھر کے آنے والے مصائب اور آلام سے اپنے ساتھیوں کو مطلع کرنا ہے،ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خیال رکھنا ہے کہ بہادر ساتھیوں کے حوصلے اگر بڑھیں اور شوقِ جنگ میں شدت ہو تو جذبۂ حصولِ شہادت میں بھی کمی نہ ہونے

پائے۔اس موضوع پر امام حسینؑ کو مکالمہ کرنا ہے جو افصح الفصحاء ہیں۔لیکن موضوع کلام سخت اور دشوار گزار ہے۔ شکسپیئر کے مایۂ ناز مقرر مارک اینٹنی کی چرب زبانی انیسؔ کے ہیرو کے شایانِ شان نہیں اور نہ بروٹس کی فلسفہ آفرینی کا یہ محل ہے۔حسینؑ کا ایسا مردم شناس اور بلند پایہ وسنجیدہ ادیب، اپنے ہوشمند اور جلیل القدر ساتھیوں سے مخاطب ہوتا ہے جہاں نہ جذبات کو حرکت میں لانے کی ضرورت ہے اور نہ کسی دنیاوی یا اخروی منفعت کا سہارا لینا ہے۔حق شناس حسینؑ اپنے حقیقت پرست ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہیں جس کی ترجمانی انیسؔ کی زبان سے اس طرح ہوتی ہے۔

سب سے پہلے یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ آج کا دن جدال وقتال کا ہے۔جن رفیقوں کو فریضۂ سحری ادا کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔انہیں کو غازیوں کے لقب سے پکارا جارہا ہے اور جدال وقتال کی بشارت دی جاتی ہے۔یعنی یہ کہ یہ جدال وقتال بھی عین عبادتِ الٰہی ہے۔اس کے فوراً بعد یہ بھی واضح کر دیا جاتا ہے کہ یہ معرکہ تمہارے خلاف ہی نہیں ہے بلکہ یہاں آج محمدؐ کی آل کا خون بہے گا۔یہ نہیں کہا کہ میرا خون بہے گا اور میں محمدؐ کا نواسہ ہوں۔یہ کہا جاتا تو اس شہادتِ عظمیٰ کی فضیلت میں دوسروں کو شریک رکھنے کا شرف مشکوک ہو جاتا۔محمدؐ کی آل کہہ کر حسینؑ نے اپنے سارے عزیزوں کو اپنی مرتبت میں برابر کا شریک کر لیا۔تیسرا مصرع جانِ تغزل ہے۔اس مقام پر صرف اُس کیفیت کا ذکر ہے جو حسینؑ کی ذات سے مخصوص تھی۔ جہاں زہرا کا لال کہا گیا وہاں لال کے ساتھ سرخی کی نسبت مرثیہ میں گل رنگی اور درد میں حلاوت پیدا کرتی ہے۔مورخین نے لکھا ہے کہ روزِ عاشورہ امام حسینؑ پر مصائب میں جتنی شدت بڑھتی جاتی تھی۔آپ کا چہرہ سرخ سے سرخ تر ہوتا جاتا تھا۔انیسؔ نے وقتِ سحر ہی اس آنے والی کیفیت کی نشاندہی کر دی اور تیسرے مصرع کے بعد فوراً اسی کیفیت کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔یعنی یہ کہ چہرہ پر سرخی جو خوشی کی علامت ہے، اس لئے ہے کہ شبِ فراق گزر گئی اور معشوقِ حقیقی کے وصال کا دن آگیا۔امام حسینؑ کی ساری زندگی کو شبِ فراق سے تعبیر کر کے محبت کا بلند ترین معیار قائم کیا ہے۔اسی چوتھے مصرع سے بیت کا تسلسل ہے۔فرماتے ہیں کہ جب راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹ ڈالیں تب یہ دن آیا لہٰذا ساری خوشی برمحل ہے۔لیکن چونکہ یہ کارنامہ ایک خوں چکاں سانحہ ہے اس لئے یہ بھی فرما دیا کہ ”ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے“ فنِ خطابت ہو یا علم النفس کے درسیات، ہر نہج سے اس مصرع کی بلاغت تعریف سے بالاتر ہے۔پہلے مصرع میں نمازیوں لکھ کر تخاطب کیا، دوسرے مصرع میں محمدؐ کی آل تک تذکرہ محدود ہوا، تیسرے چوتھے مصرعوں میں یہ ذکر سمٹ کر امام حسینؑ کی ذات تک آگیا۔چھٹا مصرع بھی چوتھے مصرع کی کیفیت کا ایک تتمہ ہے لیکن پانچویں مصرع میں 'ہم' کہہ کر امام حسینؑ نے اپنے تمام ساتھیوں کو جن میں اعزا واقارب، رفقاء سبھی شامل تھے یکساں طور پر شریک کر لیا۔

حمد وثنا باری تعالیٰ اور فریضۂ سحری ادا کرنے کی تلقین کے لئے یہی ایک بند کافی وزن رکھتا ہے لیکن انیسؔ کے پر پرواز آگے بڑھتے ہیں۔ فرماتے ہیں

یہ صبح ہے وہ صبح مبارک ہے جس کی شام　　یاں سے ہوا جو کوچ تو ہے خلد میں مقام
کوثر پہ آبرو سے پہنچ جائیں تشنہ کام　　لکھے خدا نماز گزاروں میں سب کے نام
سب ہیں وحید عصر یہ غل چار سو اٹھے
دنیا سے جو شہید اٹھے سرخرد اٹھے

انیسؔ کو الفاظ اور ان کے استعمال پر پورا پورا قابو تھا۔ اسی بند کو دیکھئے کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ نگینے جڑے ہوئے ہیں۔ پھر غور کیجئے کہ ہر ہر لفظ محل استعمال میں مخصوص معنویت کا حامل ہے۔ چنانچہ پہلے مصرع میں صبح کے ساتھ شام، دوسرے میں کوچ کے بعد مقام، تیسرے مصرعے میں کوثر، آبرو اور تشنہ کام، چوتھے میں نام لکھنے کا محاورہ اور بیت میں وحید عصر، شہید اور سرخرد، کے الفاظ نہ صرف مزادیتے ہیں، فصاحت و بلاغت کی بہترین مثالیں ہیں بلکہ اسی کے ساتھ معنی و مطالب سے بھی مالا مال ہیں۔ یہی ایک بند انیسؔ کو خدائے سخن مان لینے کے لئے کافی ہے۔ اُردو زبان کی لطافت، فارسی کی شیرینی، سیرت نگاری کی معیاری مثال اور فن شعریت کے جواہر، سب ہی کچھ اس ایک بند میں موجود ہیں۔ آیئے اب کسی قدر تفصیل سے مطالعہ کیا جائے۔

نمازِ صبح کا وقت ہے، امام حسین نے اپنے رفیقوں کو عبادتِ الٰہی کے لئے آمادہ کیا ہے، سب کی زندگی کا یہ آخری دن ہے، یہ بھی بتا چکے ہیں کہ یہ دن جدال و قتال کا ہے اور وہ خود معہ اپنے تمام اقارب و انصار کے شہید کر دیئے جائیں گے، ایسی خبریں سننے کے بعد معمولی انسانوں کے دل فطری طور پر دھڑکنے لگتے ہیں۔ لیکن امام کے ساتھی آزمودہ کار مجاہد تھے اور وفا شعاری کا پیکر بھی۔ اُن کی وفا کے چرچے اب تک ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہینگے۔ ایسے اصحاب باصفا اور شہسواران میدان وغا کو جوش شجاعت دلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اُن کو اگر ہو سکتی تھی تو صرف اتنا جاننے کی فکر ہوگی کہ اُن کی شہادت کا مآل کیا ہوگا؟ امام نے اُن کے اسی تجسس کو پورا کر کے ہر فکر سے آزاد کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ آج کی صبح ایسی ہے، جس کی شام مبارک ہے، یہ قافلہ روانہ ہوگا تو سیدھا جنت میں جائے گا۔ امام حسینؑ اپنے ساتھیوں کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور کچھ دعائیں بھی دیتے ہیں۔ وہ دعائیں یہ ہیں (۱) تشنہ کام آبرو کے ساتھ کوثر پر پہنچ جائیں۔ یعنی یہ کہ یہ سارے رفقاء جو تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں آبرو سے کوثر پر پہنچ جائیں۔ پیاسوں کو پانی کی حاجت ہے، لہذا پانی ملے اور وہ بھی آبرو کے ساتھ۔ آبرو مرکب لفظ ہے۔ آب اور رو

ہے، آب کے معنی پانی ہیں جس کو پیاسوں سے مناسبت ہے۔ لیکن اس مقام پر آب کے معنی چمک ہے۔ جو "رو" سے مل کر عزت کے معنی میں مستعمل ہے۔ پھر اس دعا میں اس بات کا بھی شائبہ ہے کہ یہ پیاسے اسی طرح پیاسے شہید ہوں اور اپنی آبرو پوری طرح برقرار رکھتے ہوئے کوثر پر پہنچ جائیں۔ ان کی دوسری دعا یہ ہے کہ میرے ان سب رفیقوں کے نام خدا نماز گزاروں میں لکھے۔ نماز پڑھنا ایک فعلِ حسنہ ہے لیکن نماز گزار ہونا بالکل دوسری چیز ہے۔ اس کا تعلق ایمان، ایقان، عقیدہ اور عمل سے ہے۔ نماز گزار ہونے میں بہت سے خصوصیات شامل ہوتی ہیں۔ ہر شخص نماز پڑھتا اور پڑھ سکتا ہے لیکن نماز گزار اسی کو کہیں گے جس کا ایمان مستحکم ہو اور جس کے عمل میں خلوص ہو، انیسؔ نے اس منزل کو اور بلند کر دیا ہے۔ ہم نماز گزار ہو بھی جائیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ خدا بھی ہم کو نماز گزاروں میں شامل کر لے۔ یوں تو سب ہی اُس کے بندے ہیں لیکن اُس بندے کا کیا کہنا جس کو خدا خود اپنا بندہ کہے۔ اسی طرح منزلت اُسی نماز گزار کی ہے جس کو خدا نماز گزار مان لے۔ امام نے اپنے رفقا کو یہی دعا دی ہے کہ خدا تم سب کو نماز گزار مانے اور نماز گزاروں کی فہرست میں تمہارے نام لکھے جائیں۔ یہ دعا امام کی زبان سے دلوا کر انیسؔ نے امام اور اُن کے رفقا کی سیرت کا بہترین مرقع پیش کیا ہے۔ تیسری دعا جو سلسلہ بیان کو معراج کمال تک پہنچاتی ہے۔ بیت میں ہے۔

اسی مقام پر ضمناً یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ متقدمینِ سابقین نے مرثیہ گوئی کے لئے کسی مخصوص صنفِ شاعری کا تعین نہیں کیا تھا۔ بعض نے دو مصرعوں کی بیتوں، میں بعض نے مثلث میں اور بعض شعرا نے چار مصرعوں میں قطعات کی شکل میں مرثیے کہے ہیں۔ آخر میں مسدّس کی شکل اختیار کی گئی جس کو انیسؔ نے چار چاند لگا دیئے۔ مسدّس میں بیت یعنی پانچواں اور چھٹا مصرع کہنا مشکل ہے۔ کیونکہ بیت کی یہ تعریف ہے کہ پہلے چار مصرعوں سے تسلسل اور تیسرے یا چوتھے مصرع سے ربط ہو۔ معنی کے اعتبار سے بیت میں اصل مفہوم معراج کمال تک پہنچ جانا چاہیے۔ انیسؔ کو بیت کہنے میں زبردست ملکہ حاصل تھا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اُن کے یہاں جتنی چُست اور بلند بیتیں ہیں اُن کی مثال کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔ زیرِ نظر بند کی بیت ہی کو لے لیجئے۔ امام کا اپنے اصحاب کو کوثر پر آبرو کے ساتھ پہنچ جانے اور خدا کا نماز گزاروں میں اُن سب کا نام لکھنے کی دعائیں دینے کے بعد کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آگے کیا کہا جا سکتا ہے۔ مگر انیسؔ نے سلسلۂ کلام کو آگے بڑھایا اور بہت بلند کر دیا۔ اس بیت کو پڑھ کر یہ بات سامنے آگئی کہ نجاتِ اُخروی کے ساتھ فلاح و نیک نامیٔ دنیا بھی ضروری ہے اور یہ فلاح و نیک نامی صحیح معنوں میں اُنہیں کو حاصل ہے جو پاک و پاکیزہ اور عالی مرتبت ہیں۔ امام اپنے اصحاب کو دعا دیتے ہیں کہ تم کو دنیا میں

وحیدِ عصر ہونے کی شہرت حاصل ہو اور اس دنیا سے ہر ہر شہید سرخرو اُٹھ جائے۔ اب اُن الفاظ کی لذت اور معنویت پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے تا کہ انیسؔ کی فصاحت بیانی کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے۔

پانچویں مصرع میں ''وحیدِ عصر'' بیحد معنی خیز الفاظ ہیں۔ عصر کے معنی، شام، ہیں۔ قرآن مجید میں منجملہ دوسری قسموں کے عصر کی بھی قسم کھائی گئی ہے۔ اسی وقت امام حسینؑ درجہ شہادت پر فائز ہوئے تھے اور کربلا کی وہ غیر متوازن جنگ جس میں ایک طرف ریگِ صحرا کی طرح دشمنوں کی تعدادِ لا تعداد تھی اور دوسری طرف امام کے چھوٹے بڑے سب ساتھی صرف بہتر تھے۔ اور جو بظاہر شکست لیکن حقیقتاً فتح تھی، اسی وقت عصر ختم ہوئی تھی۔ ایسی ساعت کو جتنا بھی محترم قرار دیا جائے صحیح ہوگا۔ انیسؔ نے انہیں حالات کے تحت لفظ ''عصر'' کو اپنایا اور اصحابِ حسینؑ کو ''وحیدِ عصر'' قرار دیا۔ عصر کے معنی ''زمانہ'' بھی ہیں۔ وحیدِ عصر بمعنی نایاب روزگار۔ زمانہ کی بہترین ہستیاں۔ اصحاب حسینؑ یقیناً اپنی آپ مثال تھے لیکن امام حسینؑ انیسؔ کی زبان میں اُن کو یہ دعا دیتے ہیں کہ ''سب ہیں وحیدِ عصر یہ غل چار سو اُٹھے'' فضیلت کی منزل صرف فضیلت مان لینے پر ختم نہیں بلکہ یہ تمنا ہے کہ چار سو اس فضیلت کا اعلان بھی ہو، دنیا بھر میں دھوم مچ جائے اور ایک ایک کی زبان سے یہ بالا اعلان کہا جائے کہ یہ سب وحیدِ عصر ہیں۔ ''غل چار سو اٹھے'' کی لذت اور چاشنی کے مزے دل لے سکتا ہے۔ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ نکونامی اور نکونامی پر دنیا بھر کی مہرِ تصدیق اور پھر اس کا اعلان ایک مصرع میں معنویت کا سمندر لہریں مار رہا ہے۔

نکونامی کی اس اعلا ترین فضیلت پر بھی انیسؔ کا وجدانی ذوق تسکین حاصل نہیں کرتا۔ وہ چھٹے مصرع میں نجاتِ اُخروی کو بھی سمیٹ لیتے ہیں۔ عبادت میں رنگِ شہادت بھرنے کی گلکاری اسی ایک بیت میں پوری تابانی کے ساتھ ضوفشاں ہے۔ امام حسینؑ کی زبان سے یہ دعا کہ ''دنیا سے جو شہید اٹھے سرخرو اٹھے'' اصحابِ حسینؑ کی سیرتوں کو معراج کمال پر پیش کرتی ہے۔ شہید وہ ہے جو خدا کی راہ میں اپنی جان نثار کر دے۔ شہید ہو جانا ہی انسان کی اعلا ترین منزلت ہے، لیکن اصحاب حسین کے لئے شہادت کے ساتھ سرخروئی کی فضیلت بھی شامل ہے۔ کیونکہ امام کی یہی دعا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شہید ہوگا اس کا چہرہ اپنے خون سے یقیناً رنگین ہوگا۔ اس طرح شہید کے لئے سُرخ رو ہونا لازمی ہے۔ مگر ''دنیا سے جو شہید اٹھے'' کہہ کر یہ مطلب ادا کیا گیا ہے کہ امام حسین نے اپنے اصحاب کو دنیا میں نکونام اور آخرت میں عالی مرتبت ہونے کی دعائیں دی تھیں...... فنِ شعر کا یہ کمال ہے کہ مسدس میں ہر مصرع کے بعد دوسرا مصرع بلند اور چست ہوتا جائے یہ بند اس فنیت کے اعلیٰ ترین کمال کی واضح مثال ہے۔

آخر میں یہ بات بھی کہنے میں آتی ہے کہ چھٹے مصرع میں لفظ ''جو'' کا استعمال قابلِ غور اور اس کی معنویت قابل

لحاظ ہے۔امام حسین کے ساتھیوں میں جو سب کے سب میدانِ کربلا میں روزِ عاشورہ شہید ہوئے، اُن کے فرزند، بھائی بھتیجے، بھانجے اور دیگر اقرباء کے علاوہ اُن کے دوست، اصحاب، انصار سب شامل تھے۔انہیں جاں نثاروں میں ایک عیسائی مذہب صحابی اور غلام بھی تھے۔ان تمام رفیقوں میں مختلف قبیلوں کے نمائندے تھے۔متعدد شیوخ اور سردار تھے، کم سن بچے بھی اور بوڑھے بھی جن میں ایک چھ ماہ کا شیر خوار بچہ بھی تھا اور ایک ایسا بوڑھا مجاہد بھی جس نے میدانِ جنگ کا رُخ کرنے کے قبل اپنی آنکھوں کے اوپر سے پلکیں اٹھا کر ماتھے پر پٹی باندھی اور جھکی ہوئی کمر کو پٹکے سے خوب کس کر باندھا تھا، تب اس قابل ہوا تھا کہ گھوڑے کی پشت پر سوار ہو سکے۔اس بہتر افراد پر مشتمل مختصر سپاہ کے لیڈر امام حسین تھے جن کی نظر میں دنیا کے تمام انسان بحثیت انسان کے برابر کا درجہ رکھتے تھے اور جو اپنے رفقا میں بلا امتیازِ نوع و نسل، بلاتفریق مذہب و ملت اور بلالحاظ سن و سال سب ہی سے یکساں طور پر محبت فرماتے تھے۔امام کے اس نظریئے اور اس طریقِ کار کی وضاحت انیسؔ نے اپنی سحر بیانی سے صرف ایک لفظ ''جو'' استعمال کر کے پوری طرح فرمادی ''دنیا سے جو شہید اُٹھے'' کی میزان میں ہر شہید امام کی دعاؤں سے فیضیاب ہونے کا یکساں طور پر مستحق قرار پاتا ہے۔ایک لفظ ''جو'' میں خیالات اور نظریات کی دُنیا کھینچ کر آ گئی ہے''۔

پروفیسر مسعود حسن رضوی

مرحوم نے شاہکار انیسؔ میں جو بصیرت افروز، مقدمہ مرثیہ کے متن کے بارے میں لکھا ہے ذیل میں انہی کے الفاظ میں اس کا اقتباس درج کیا جاتا ہے:-

''پچھلی رات ہے۔امام حسینؑ اپنے رفیقوں کو نماز کے لئے اٹھاتے ہیں۔شہادت کے شوق میں خود مسرور ہیں اور اپنے انصار کو بھی نوید شہادت سے مسرور کرتے ہیں۔ وہ بستر سے اٹھتے ہیں۔ کنگھی کرتے ہیں۔اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔طرح طرح کے عطر لگاتے ہیں۔یہاں شاعر انصار حسینؑ کے انسانی محاسن اور اخلاقی صفات بیان کرتا ہے۔امام حسینؑ کے عزیز اٹھارہ بنی ہاشم خیمے سے باہر نکلتے ہیں۔اب صبح ہو رہی ہے۔اس موقع پر کچھ آلِ رسولؐ کی مدح اور کچھ خیمۂ حسینؑ کی تعریف ہے۔اب نمازِ صبح کا وقت آ گیا ہے۔حضرت علی اکبرؑ اذان دیتے ہیں۔یہاں شاعر اس اذان کا اثر انسان و حیوان شجر و حجر پر دکھاتا ہے۔ خیمے میں اذان کی آواز جاتی ہے۔سب بیبیاں اپنے اپنے طور پر متاثر ہوتی ہیں۔اب اقامت ہوتی ہے۔نمازی صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شاعر نماز کی صفوں، نمازیوں اور اُن کی نماز کی تعریف کرتا ہے۔نماز ختم ہوتی ہے۔انصار امام حسینؑ سے مصافحہ کرتے ہیں اور شہادت کی خوشی میں ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔اس کے بعد کوئی شکر کا سجدہ ادا کرتا ہے کوئی

قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔کوئی دعا پڑھتا ہے۔کوئی خدا کی حمد میں مصروف ہے۔کوئی رسولؐ کی نعت میں اور امام حسینؑ سب کے لئے خدا سے رحم کی التجا کرتے ہیں۔ادھر امام حسینؑ اور ان کے انصار عبادت میں مصروف ہیں اُدھر یزیدی لشکر جنگ کے لئے صف کشی کر رہا ہے۔لشکر کا سپہ سالار ابن سعد دریا کے پہرہ داروں کو تاکید کر رہا ہے کہ مرتے دم بھی حسینؑ کو پانی نہ دینا۔ابھی امام حسینؑ جانماز ہی پر تشریف فرما ہیں کہ لشکر مخالف میں چند تیر آ کر گرتے ہیں۔امام اپنے صاحبزادے علی اکبرؑ سے کہتے ہیں کہ تم جا کر بی بیوں سے کہہ دو کہ بچوں کو لے کر صحن سے ہٹ جائیں۔اتنے میں خاندان رسالت کی وفادار کنیز فضہ آ کر خبر دیتی ہیں کہ خیمے کے اندر بھی تیر آ رہے ہیں۔امام اٹھتے ہیں اور انصار کو جہاد کے لئے تیار ہو جانے کا حکم دے کر خیمے میں تشریف لے جاتے ہیں۔حضرت عباسؑ خیمے کے دروازے پر ٹہلنے لگتے ہیں۔تیروں کا آنا جنگ کا پیام تھا اس لئے بی بیوں میں بہت اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔حضرت زینبؑ دعائیں مانگنے لگتی ہیں۔امام حسینؑ سب کو تسکین دیتے ہیں اور رسول کے تبرکات طلب فرماتے ہیں۔رسولؐ کا لباس پہنتے ہیں اور حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ کے ہتھیار لگاتے ہیں۔اب رسولؐ کے لشکر کا علم سجا جاتا ہے۔حضرت زینبؑ کے صاحبزادے عون ومحمد علم کے پاس آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ان کے دادا حضرت جعفرؑ اور نانا حضرت علیؑ دونوں لشکر رسولؐ کے علمدار رہ چکے ہیں۔اس بنا پر وہ خود کو وراثتاً اس علم کا مستحق سمجھتے ہیں اور اپنی مادر گرامی سے اپنی سفارش کی درخواست کرتے ہیں۔وہ اس بات پر ناراض ہوتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ آج تو مرنے میں نام ہے۔امام حسینؑ یہ گفتگو سُن کر حضرت زینبؑ کے پاس آتے ہیں اور عون ومحمد کی ہمت وجرأت کی تعریف کر کے اپنی بہن سے فرماتے ہیں اب تم جسے کہو اُسے دیں فوج کا علم۔وہ حضرت عباسؑ کی خوبیاں بیان کر کے اُن کو علمداری کیلئے سب سے بہتر قرار دیتی ہیں۔امام حسینؑ حضرت عباسؑ کو بلوا کر علم دیتے ہیں اور کہتے ہیں ''لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے۔'' یہاں شاعر علمداری کا منصب ملنے پر حضرت عباسؑ، حضرت زینبؑ، زوجۂ عباسؑ اور حضرت سکینہؑ کے دلی تاثرات دکھاتا ہے۔اتنے میں حضرت قاسمؑ آ کر خبر دیتے ہیں کہ دشمنوں کی کثیر فوج بڑھتی چلی آتی ہے۔یہ سُن کر حضرت عباسؑ علم لئے ہوئے خیمہ سے نکلتے ہیں اور امام حسینؑ کی مختصر فوج اُن کو علم داری کی مبارک دیتی ہے اور علم کے آگے ہو لیتی ہے۔اب امام حسینؑ حرم سرا سے باہر تشریف لاتے ہیں اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں۔اس مقام پر انیسؔ دو بندوں میں گھوڑے کی اور ایک بند میں علم کی تعریف کرتے ہیں۔حسینیؑ فوج کربلا کے میدان میں پہنچ گئی۔یہاں شاعر چار بندوں میں ہاشمی جوانوں اور بچوں کے شاندار حسن کی تعریف کچھ اپنی زبان سے اور کچھ حوروں کی زبان سے کرتا ہے۔اب فوج مخالف کی طرف سے تیر آتے ہیں۔امام حسینؑ آگے بڑھ

کر تمام حجت کرتے ہیں اور اس کے بعد جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے رفیق میدان میں آتے ہیں اور دادِ شجاعت دیتے ہیں۔ اس کے بعد عزیز جہاد کے لئے نکلتے ہیں۔ ظہر کے وقت تک حسینیؑ فوج کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ امام حسینؑ سب شہیدوں کی لاشیں مقتل سے اٹھا لائے تھے۔ اب انہیں لاشوں کے بیچ میں تنہا کھڑے ہوئے ہیں۔ دشمن فتح کے باجے بجا رہے ہیں اور امام کا دل دُکھانے کے لئے شہیدوں کے نام لے لے کر پکار رہے ہیں۔ آپ اپنے خیمے کے دروازے پر تشریف لاتے ہیں اور اپنی بہن زینبؑ سے فرماتے ہیں کہ علی اصغرؑ کو لے آؤ۔ ایک مرتبہ اس چاند کو اور دیکھ لوں۔ آپ کی آواز سُن کر سب بی بیاں دوڑ پڑتی ہیں۔ حضرت شہر بانو علی اصغرؑ کو لئے ہوئے آتی ہیں۔ آپ بچے کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک تیر آ کر بچے کی گردن پر لگتا ہے اور وہ تڑپ کر ختم ہو جاتا ہے۔ امام حسینؑ بچے کو خاک کے سپرد کر کے فوج مخالف کا رخ کرتے ہیں۔ شاعر ایک بند میں آپ کی شان دکھاتا ہے اور ایک بند میں آپ کے گھوڑے کی تعریف کرتا ہے۔ اب شاعر گرمی کی شدت بیان کرتا ہے۔ امام حسینؑ اس شدت کی دھوپ میں کھڑے ہوئے ہیں۔ پیاس سے زبان میں کانٹے پڑ گئے ہیں۔ اُدھر لشکر مخالف میں پانی کی ریل پیل ہے۔ چرند و پرند سیراب ہو رہے ہیں۔ زمین پر چھڑکاؤ کیا جا رہا ہے۔ ابن سعد سر پر چترِ زر لگائے ہوئے ہے۔ خادم پنکھے جھل رہے ہیں۔ وہ امام حسینؑ سے کہتا ہے کہ اب بھی اگر آپ یزید کی بیعت کر لیں تو آپ کو پانی مل سکتا ہے۔ امام حسینؑ جواب میں فرماتے ہیں کہ اب پانی کی مجھے طلب نہیں۔ اگر میں حکم دوں تو خلیل اللہ میرے لئے کھانا لے کر آئیں اور کوثر مجھے پانی پلائے اور اگر میں انقلاب چاہوں تو دنیا ختم ہو جائے۔ زمین اس طرح الٹ جائے کہ نہ کوفہ باقی رہے نہ شام۔ ابن سعد سے یہ کہہ کر امام حسینؑ نے غصہ میں ذوالفقار کی طرف جو نگاہ کی تو ابن سعد خوف سے پیچھے ہٹ گیا۔ فوج مخالف سے تیر برسنے لگے۔ سیاہ نشان کھل گئے۔ فوجی باجے بجنے لگے۔ نیزہ بردار سواروں نے گھوڑے بڑھائے۔ امام حسینؑ نے رجز پڑھا، تلوار نکالی اور دشمنانِ دین پر حملہ کر دیا۔ یہاں شاعر تلوار کی تعریف کرتا ہے۔ پندرہ بندوں میں تلوار کی تعریف کرنے کے بعد شاعر امام حسینؑ کی جنگ کے بیان میں تیرہ بند اور لکھتا ہے۔ ان اٹھائیس بندوں میں تنہا امام حسینؑ کا پوری یزیدی فوج سے مقابلہ کرنا دکھایا گیا ہے۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ زمین ہل رہی ہے، سر قلم ہو رہے ہیں، صفوں پر صفیں کٹ کٹ کر گر رہی ہیں۔ ڈھالوں کے پرخچے اُڑ رہے ہیں۔ زرہوں کی کڑیاں بکھری پڑی ہیں۔ کسی کے حواس ٹھکانے نہیں ہیں۔ بھاگڑ پڑی ہوئی ہے۔ الامان کا شور بلند ہے۔ امام حسینؑ کی جنگ سے فوج مخالف اس قدر عاجز اور خوف زدہ ہو جاتی ہے کہ سب دہائی دینے لگتے ہیں اور علی اکبر کی روح کا واسطہ دے کر رحم کی التجا کرتے ہیں۔ امام حسینؑ ہاتھ

روک لیتے ہیں۔ ابن سعد اپنی فوج کو غیرت دلاتا ہے۔ دو پہلوان مقابلے کے لئے نکلتے ہیں۔ ایک کو اپنی تلوار پر ناز ہے، دوسرے کو اپنے گرز پر۔ دونوں امام حسینؑ کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں۔ امام حسینؑ کی جنگ سے اُن کی ہیبت ساری دنیا پر چھا جاتی ہے۔ اتنے میں ایک غیبی آواز اس جنگ کی مدح کرتی ہے اور امام حسینؑ کو یہ مژدہ دیتی ہے کہ خدا نے تم کو کائنات پر غالب کیا اور تمہاری ذات پر جہاد کا خاتمہ ہوگیا۔ وہی ندائے غیب یا دل کی آواز کہتی ہے کہ اب جنگ موقوف کرو۔ عصر کی نماز کا وقت آ گیا ہے۔ وہی آواز کہتی ہے کہ پیاس کی حالت میں اتنے بڑے انبوہ سے کسی نے ایسی جنگ نہیں کی۔ اب امت کے کام کی طرف توجہ کرنا چاہئے۔ اس غیبی آواز کو سُن کر امام حسینؑ تلوار میان میں رکھ لیتے ہیں۔ دشمنوں کی فوجیں یہ دیکھ کر پلٹ پڑتی ہیں۔ تیروں، تلواروں اور نیزوں کا مینہہ برسنے لگتا ہے۔ اور سینکڑوں زخم کھا کر امام حسینؑ گھوڑے سے گرتے ہیں۔ حضرت زینبؑ خیمے سے باہر نکل آتی ہیں اور حالت اضطراب میں اپنے بھائی کو ڈھونڈتے ہوئے جب قتل گاہ میں پہنچتی ہیں تو امام حسینؑ کے سر کو نیزے کی نوک پر بلند دیکھتی ہیں اور اُس سر سے خطاب کر کے بین کرتی ہیں۔ امام کا سر حضرت زینب کو یزیدیوں کے مظالم پر صبر و شکر کرنے کی تلقین کرتا ہے اور سکینہ کا خاص طور پر خیال رکھنے کی وصیت کرتا ہے۔ اصل مرثیہ ختم کرنے کے بعد انیس نے ایک بند اور لکھا ہے جس میں بتایا ہے کہ یہ مرثیہ پیری اور ضعیفی کے عالم میں کہا گیا اور پیشین گوئی کی ہے کہ یہ کلام ہر طبقہ میں مقبول ہوگا اور یہ مرثیہ دنیا میں یادگار رہے گا۔''

اس شاہکار مرثیہ کی اہمیت اور اس کی شہرت کا عالم یہ تھا کہ صرف مرثیہ اور اس کے بند ہی نہیں بلکہ اس کے مصرعوں پر بھی مفصل بحث و مباحثہ کیا گیا۔ چنانچہ اس مرثیہ کے بند (117) کے آخری مصرع پر مسلسل آٹھ سال بحث جاری رہی اور آخر کار بحث ناتمام رہی۔ مذکورہ مصرعہ ''پانی کنوؤں میں اترا تھا سائے کی چاہ سے'' کے بارے میں محمد عسکری صاحب کا ایک مراسلہ ''قومی آواز'' لکھنو کی اشاعت مورخہ 28 جولائی 1968ء میں چھپا تھا کہ ان کے پاس ایک قدیم قلمی مرثیہ کا نسخہ ہے جس میں زیر نظر مصرع یوں ہے ''سایا کنویں میں اترا تھا پانی کی چاہ سے''۔ اس ادبی بحث میں کہ کنویں میں ''پانی'' اترا تھا یا کہ ''سایا'' اترا تھا تقریباً دو سو سے زیادہ افراد نے شرکت کی اور ہر شخص نے اس مضمون پر اپنی اپنی فکر اور صلاحیت کی نسبت سے اظہار خیال کیا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصرعوں میں بلندیٔ تخیل اور ندرت معنی کو کچھ اس طرح سمویا گیا ہے کہ بلند پرواز طائرِ خیال بھی اس کا نظارہ پوری طرح سے نہیں کرسکتا۔ اگر ان مکاتیب اور مضامین کو یکجا کیا جائے تو اس مصرعہ پر پوری ایک کتاب تالیف کی جاسکتی ہے۔

نواں باب

مرثیہ کے تجزیہ کا طریقہ کار

میر انیس کی شاعری کی خصوصیات کو سمجھنے کے لئے ان کے مرثیہ کو کئی طرح سے پڑھنا ہوگا کیونکہ مرثیہ ایک ایسی منفرد نظم ہے جس کا ہر بندہ نہ صرف خود ایک چھوٹی نظم ہے بلکہ ہر بند کا ہر مصرعہ تفہیم اور تشریح کرنے والے کے لئے ایک مکمل نظم ہے۔ اسی لئے تو غالب کے ہم عصر مولف ''گلشن بے خار'' نواب مصطفیٰ خان شیفتہ نے جب'' آج شبیرؑ پہ کیا عالم تنہائی ہے'' سنا تو کہا کہ میر انیس نے بے خود تمام مرثیہ کہا کیوں کہ یہ مطلع کا مصرعہ ہی پورا مرثیہ ہے۔ اس میں لفظ'' کیا'' میں کائنات کی تنہائی کو سمویا گیا ہے''

پس معلوم ہوا کہ ہمارا زیر نظر مرثیہ جو 196 بند پر مشتمل ہے بذات خود ایک واحد نظم ہوتے ہوئے اپنے دامن میں 196 مختلف نظمیں یا پانچ سو اٹھاسی (588) مختصر نظموں کو احاطہ کیا ہوا ہے اس لئے ہم نے اس مرثیہ کو ہر مصرعہ اور ہر بند کی آزادانہ تشریح کی ہے۔ ہمیں میر انیس کے مرثیے کو مکمل سمجھنے کے لئے پہلے ہر مصرعہ اور ہر بند کو آزادانہ پڑھنا اور سمجھنا ہوگا، پھر تمام مرثیہ کو ایک واحد کی طرح پڑھ کر سمجھنا ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ مرثیہ کے ہر ہر لفظ کو واقعہ کربلا کے سیاق وسباق میں دیکھنا پڑے گا۔ میر انیس کا ہر مرثیہ شاعری کے فن کا کارنامہ ہے۔ مرثیے میں الفاظ کا استعمال صرف معلومات فراہم کرنے کیلئے نہیں بلکہ جیتی جاگتی ذہنی تصویریں اور جذباتی کیفیتیں پیدا کرنے کیلئے ہے۔ مرثیہ کا تجزیہ کرتے وقت ایک لفظ کی اکائی اور دوسرے مفہوم کی اکائی کو دیکھنا پڑے گا۔ اگر چہ یہ دونوں اکائیاں الگ الگ وجود نہیں رکھتیں پھر بھی ان کی نوعیت الگ الگ ہے اور یہ ایک چیز کے دو رُخ ہیں یعنی کوئی لفظ کسی مفہوم کے بغیر نہیں ہوتا اور کوئی مفہوم کسی لفظ کے بغیر تحریر نہیں ہوتا سچ تو یہ ہے کہ اگر ان دونوں اکائیوں میں مطابقت اور مناسبت نہ ہو تو فن عظیم نہیں ہو سکتا۔ مرثیہ میں بند اور بند میں مصرعے اور مصرعوں میں الفاظ ہیں۔ انہی الفاظ کی ترتیب سے خیال کی اکائیاں بنتی ہیں۔ الفاظ کیوں کہ صرف مفہوم نہیں بلکہ اپنے اندر صوتی علامتی اور جمالیاتی پہلو بھی رکھتے ہیں۔ یعنی ان میں تصویر اور تاثیر بھی ہوتی ہے۔ ان میں رنگ مہک اور چہک بھی ہوتی ہے اور ان سے حسی تصورات بیدار ہوتے ہیں اس لئے شاعر ان کے صحیح استفادہ سے صحیح عکاسی کر سکتا ہے۔ ان الفاظ کا انتخاب

ایک طرح کا عدسہ (Lense) کا انتخاب ہے اگر (Lense) ٹھیک ہوگا تو شاعر کا مشاہداتی ذہن یا کیمرہ اُسے فوکس (Focus) یا ذوم (Zoom) کر کے تصویر صاف اور ہو بہو کھینچے گا ورنہ نقش دھندلا اور بے اثر ہوگا۔ میر صاحب فرماتے ہیں ؎

مضمون میں تناسب الفاظ لاجواب
تصریح بھی فصیح کنایہ بھی انتخاب

میر انیسؔ کے مرثیہ کو اچھی طرح سے سمجھنے اور اس کے محاسن کو پرکھنے کے لئے اس کے ہر مصرعہ اور ہر بند کو فصاحت، بلاغت، علم بیان کے تشبیہات، استعارات، مجاز مرسل، کنایات، صنائع لفظی، صنائع معنوی روزمرہ، محاورات، تمثیلات، آہنگی اور صوتی کیفیات، اخلاقی، آفاقی، سماجی اور معاشراتی اقدار اسلوب، حُسنِ بیان، ترتیب و تسلسل، اعتدال و تخیل، انتخاب الفاظ و حُسن بندش، روانی، شگفتگی، صفائی، عمدگی، زود گوئی کے ساتھ ساتھ مرثیہ میں منظر نگاری، واقعہ نگاری، تمثیل نگاری، جدت نگاری، المیہ بیان، حفظ مراتب کا خیال اور سماجی عناصر کا تفصیل سے جائزہ لینا پڑے گا جس کو ہم نے اس مرثیہ کے ذیل میں کسی حد تک کیا ہے۔ یہاں یہ بھی وضاحت لازم ہے کہ اوپر بیان کئے گئے مطالب کے حدود ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ یعنی ان کو مکمل طور پر خانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا، اسی لئے مختلف علمائے ادب نے انہیں مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔

ڈاکٹر نیر مسعود نے سچ کہا ہے کہ "میر انیسؔ نہ شکسپیر ہند ہیں نا تو فردوسی ہند نا تو ہومر ہند بلکہ میر انیسؔ میر انیسؔ ہیں۔ ان کے مراثی نہ تو صرف رزمیہ نظمیں ہیں نہ تو ڈراما ہیں اور نہ تو طویل بیانیہ نظم بلکہ صرف مرثیے ہیں۔ اس لئے میر انیسؔ کے تفاہیم اور سمجھنے کے لئے میر انیسؔ کے کلام ہی سے مدد لینی چاہیے"

مرثیے کے شرایط و لوازم اور تقاضے کچھ اور ہیں جس کو سمجھے بغیر مرثیے کی ادبی اور مذہبی اقدار اور مرثیہ نگار کی عظمت کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ اسی لئے آج لوگ میر انیسؔ کی وہ تحسین نہیں کر پاتے اور ان کی شاعری کے بارے میں وہ رائے نہیں قائم کر پاتے جس کے وہ مستحق ہیں۔

آج سے تیس سال قبل پروفیسر انور سدید نے کتنی سچی بات کہی کہ "اس سے بڑھ کر میر انیسؔ کے کلام کی قدر ناشناسی کی دلیل کیا ہوگی کہ ان کے فن کی تحسین موازنہ انیسؔ اور دبیرؔ سے آگے بڑھ نہ سکی"

میر انیسؔ کے مرثیوں کو پرانے مراثی کی میزان پر تولنا میر صاحب کے ساتھ زیادتی ہے۔ انیسؔ مرثیہ کا شاعرِ فرد ہے۔ انیسؔ کا آہنگ اور رنگ سب سے جدا ہے اور آج ڈیڑھ صدی گزرنے پر بھی کوئی ممتاز مرثیہ گو ان کے

وسیع کینوس سے باہر نکل نہ سکا۔ انیسؔ کا فرمان تاابد جاری رہے گا۔ بقول جوش ملیح آبادی ؎

تیری ہر موج نفس روح الا میں کی جان ہے
تو مری اُردو زباں کا بولتا قرآن ہے

خود انیسؔ کہتے ہیں ؎

اک فرد پرانی نہیں دفتر میں ہمارے — بھرتی ہے نئی فوج کی لشکر میں ہمارے
بخشی ہے رضا جائزۂ فوج سخن کی — لو بر طرفی پڑ گئی مضمون کہن کی

میر انیسؔ کی شاعری کی خصوصیت بیان کرنے کیلئے ہم تفصیل سے ان مطالب کومختلف موضوعات کے عنوانات کے تحت ذکر کریں گے۔

فصاحت ۔ فصاحت کی تعریف یہ ہے کہ لفظ میں جوحروف آئیں ان میں تنافر نہ ہو۔ الفاظ ثقیل اور نامانوس نہ ہوں اور قواعد صرفی کے خلاف نہ ہوں ۔ یعنی الفاظ سریع الفہم ہوں اور زبان پرآسانی سے جاری ہوسکیں اور اہل زبان کے محاوروں اورروزمرہ کے مطابق ہوں۔ الفاظ شستہ سبک اور شریں ہوں۔ اگر جملہ ہے تواس میں تعقید نہ ہو۔

حقیقت میں فصاحت الفاظ سے تعلق رکھتی ہے اور لفظ فصیح ہوتے ہیں۔ اگر چہ فصیح الفاظ سادہ آسان اور کثیر الاستعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں ابتذال نہیں پایا جاتا۔ سوقیانہ اور بازاری الفاظ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

فصاحت بلاغت کی طرح ایک صورت حال ہے۔ اس کا تصور زیادہ تر سماعی ہے۔ اس کی بنیاد روز مرۂ اہل زبان پر ہے جو بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے فصاحت کے بارے میں کوئی دلیل لانا یا اصول قائم کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ فصاحت کا تصور زمانے کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور الفاظ بھی زمانے کے ساتھ فصیح یا غیر فصیح بنتے رہتے ہیں۔

مولانا شبلی موازنہ میں لکھتے ہیں ”میر انیسؔ کے کمال شاعری کا بڑا جوہر یہ ہے کہ باوجود اس کے انہوں نے اُردو شعرا میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے اور سیکڑوں مختلف واقعات بیان کرنے کی وجہ سے ہر قسم اور ہر درجے کے الفاظ ان کو استعمال کرنے پڑے تاہم ان کے پاس غیر فصیح الفاظ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اکثر جگہ عربی فارسی کے الفاظ جو اُردو زبان میں کم مستعمل ہیں ضرورت کے تحت لانے پڑے لیکن اس قسم کے الفاظ جہاں آئے فارسی ترکیبوں کے ساتھ آئے ہیں جن سے ان کی غرابت کم ہوگئی۔ میر انیسؔ کے کلام کا بڑا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر فصیح سے فصیح الفاظ ڈھونڈ کر لاتے ہیں“۔

شادؔ عظیم آبادی کہتے ہیں ”اُردو زبان میں میر انیسؔ مرحوم کی فطری فصاحت نے بھی وہی کام کیا جو فارسی میں

فردوسیؔ نے کیا۔ان کی دل چسپ ترکیبیں اور موثر الفاظ مدتوں تک زبان سے بھلائے نہ بھولیں گی۔انیسؔ کو اپنی فصاحت پر بڑا ناز تھا۔کبھی اس کمال کے حصول کی دعا کرتے ہیں تو کبھی اپنی فصاحت پر ناز کرتے ہیں تو کبھی اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

ع عاشق ہو فصاحت بھی وہ دے حُسن بیان کو

ع نمک خوان تکلم ہے فصاحت میری

ع یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست ہے کمال

ع پھولا ہوا فصاحت الفاظ کا چمن

تجھ پہ شہ کی نظرِ لطف و عنایت ہے انیسؔ

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست ہے انیسؔ

الفاظ ایک قسم کا سُر ہیں۔ان میں غِنایت اور Organic Rhythm ہوتا ہے۔سروں کے مجموعہ کا نام راگ ہے اور الفاظ کے حُسن صوت کا نام آہنگ۔شعر میں غنایت اور موسیقی کو زیادہ کرنے کے لئے ایک قادر الکلام فطری شاعر مصرعہ میں وہی الفاظ جمع کرتا ہے جس کے آہنگ میں ہم آہنگی موجود ہوتی ہے۔یعنی الفاظ کی شیرینی، لطافت، شگفتگی اور روانی اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس کے گردوپیش کے الفاظ میں مناسبت ہو۔اس ٹیکنیک کے ذریعہ غیر مانوس الفاظ کو مصرعوں میں ایسا بٹھایا جاتا ہے کہ وہ سادہ شُستہ اور سُبک الفاظ بن جاتے ہیں۔اس مرثیہ میں صدہا ایسے الفاظ ہیں جو غرابت رکھتے ہوئے بھی مانوس بن گئے۔جیسے وحید عصر، جلال وقتال، شہد فصاحت، حمد الٰہی، ارنی گوے اوج طور، تسبیح خوان، صنعت ترصیع وادئ مینو اساس، خیمۂ زنگارگوں، بیت العتیق، چرغ ہفتمیں، افصح الفصحا، عین الکمال، بین السطور، محوتضرع، ظلم و تعدی، سید الانام، شہ امم، راحت رساں، اسد ذوالجلال، خطوط شعاع، جنود ضلالت، لوذعی، روح الامین، حرمت مہمان، درع پوش، چہرۂ مدقوق، شعلۂ جَوّالہ، کرۂ زمہریر، عزیمت اثر، امت خیر الورا، شیر شرزۂ صحرا، گریزاگریز، گنبد دوار اور ظل الٰہی وغیرہ وغیرہ۔یہ الفاظ خود ثقیل غیر مانوس اور ادق ہیں لیکن میر انیسؔ کی بندش اور اس پر ان الفاظ کے مصرعوں میں نشست نے ان کی غرابت کو کم کردیا اور یہ الفاظ فصیح اور فصیح تر ہو گئے۔نہ جانے کتنے ہزاروں الفاظ کو میر انیسؔ نے تراش کر صیقل کر کے مانوس اور فصیح بنا دیا۔اگر انیسؔ کے مرثیوں سے ایسے الفاظ چنیں تو ایک ضخیم فرہنگ بن سکتی ہے۔میر انیسؔ کے فن کے اثر سے ثقیل اور گراں الفاظ نرم اور سبک ہو جاتے تھے اور بعض کھردرے الفاظ قیمتی پتھر کی طرح مصرعوں

میں جڑ جاتے تھے۔اس مرثیے کے چند شعر اور بعض مصرعوں سے ہمارے بیان کی تائید ہوتی ہے۔

ع یہ حُسن صوت اور یہ قرأت یہ شدومد
ع حقا کہ افصح الفصحا ہے انہیں کا جد
ع وہ نو دئی کہ جس کی طلاقت دلوں کو بھائے
ع صف میں ہوا جو نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ
ع قائم ہوئی نماز اٹھے شاہِ کائنات
ع وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
ع کوکو کا شور نالۂ حق سرّۂ کی دھوم
ع سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم

''یا حی یا قدیر'' کی تھی ہر طرف پکار تہلیل تھی کہیں، کہیں تسبیح کردگار
بے چوبۂ سپہر بریں جس کا سائبان بیت العتیق دیں کا مدینہ جہاں کی جان

ع وہ دشت اور وہ خیمۂ زنگار گوں کی شان
ع دیکھے تو غش کرے ارنی گوے اوج طور

وہ خاکسار محو تضرع تھے فرش پر روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر

ع مرفق تک آستینوں کو الٹے بہ صد وقار

راحت رساں مطیع نمودار نام دار جرار یادگار پدر فخر روز گار
تھے دو طرف جو دو علم اس ارتفاع کے الجھے ہوئے تھے تار خطوطِ شعاع کے
بھڑکی تھی آگ گنبد چرخ اثیر میں بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر میں
ظاہر نشان اسم عزیمت اثر ہوئے جن پر علی لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے
قلب و جناح و میمنہ و میسرہ تباہ گردن کشانِ امت خیر الورا تباہ
بالا قدو کلفت و تنو مند و خیرہ سر روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر
ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گڑ گڑائے غصے میں آ کے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے

اس مرثیہ میں حضرت علی اکبرؑ کی اذان کی تعریف میں میر انیس نے تمام مصرعوں میں خاص تناسب و توازن

کے لفظوں کو بندِش کی صفائی، نفسیّت کی خوبی سے شگفتہ، روان اور صوتی آہنگ سے ہم کنار کر کے اشعار میں ایسی غنایت اور موسیقی بھر دی کہ سننے اور پڑھنے والے کو شعری نغمگی کا صاف احساس ہونے لگا۔ مصرعوں کے اندر لفظوں میں آواز کا اثر صاف سُنائی دیتا ہے۔ صوت اور صدا کی مصرعوں میں تکرار بھی الااپ یا Rhythm کو ظاہر کر رہی ہے۔

ع ۔ حسن صوت سے اکبر مہ رونے دی اذاں

ہر اک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آگئی

اعجاز تھا کہ دلبر شبیرؑ کی صدا ہر خشک و تر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

ع۔ یہ حسن صوت اور یہ قرأت یہ شدومد

ع۔ یا رب رکھ اس صدا کو زمانے میں تا ابد

شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

میر انیسؔ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ الفاظ کو مصرعوں میں ایسا جماتے تھے۔ جیسے ایک مشاق جوہری زیور آلات میں قیمتی جواہرات کو۔ ''آبِ حیات'' میں محمد حسین آزادؔ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ میر انیسؔ نے ذوقؔ کے ایک شعر کو فرمایا کہ ''صاحب کمال کی یہ بات ہے کہ جو لفظ جس مقام پر اُس نے بٹھا دیا ہے اُسی طرح پڑھا جائے تو ٹھیک ہے نہیں تو شعر رتبہ سے گر جاتا ہے''

میر انیسؔ کے کمال شاعری کا ایک راز یہ بھی ہے کہ وہ مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ میر صاحب ایک قادر الکلام شاعر تھے جن کے گنج سخن میں بے شمار نادر، شگفتہ، سلیس اور تازہ الفاظ موجود تھے۔ بقول ڈاکٹر اعجاز حسین ''انیس کو زبان پر وہ قدرت حاصل ہے جو خالق کو مخلوق پر۔ جن الفاظ سے جس موقع پر وہ کام لینا چاہتے ہیں وہ خادمانہ اطاعت کے ساتھ حکم بجالاتے ہیں''

کہتے ہیں کہ سعدیؔ سے رزم اور فردوسیؔ سے بزم بن نہ سکی مگر میر انیسؔ نے دونوں کو نبھایا کیونکہ وہ اُس نکتہ سے واقف تھے جو ان دونوں میدانوں میں کامیابی کا ضامن تھا۔ اس لئے تو خود کہتے ہیں۔

ع۔ بزم کا رنگ جدا، رزم کا میداں ہے جدا

قلم فکر سے کھینچوں جو کسی بزم کا رنگ شمع تصویر پہ گرنے لگیں آ آ کے پتنگ

رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی

ع؎ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

روز عاشور کی صبح کا دلکش منظر اس مرثیہ میں عجیب شگفتہ الفاظ کے گلدستہ سے تیار کیا گیا ہے۔شاید انیسؔ کے ذہن نے دشت کربلا کو امام کے حضور سے گلستان کا نمونہ بنا دیا ہو جیسا کہ انہوں نے کسی اور مرثیہ میں کہا تھا

جب کربلا میں داخلۂ شاہِ دیں ہوا

دشتِ بلا نمونۂ خلدِ بریں ہوا

صبح کی منظر کشی کرتے ہوئے میر انیسؔ نے جو الفاظ استعمال کیئے ہیں اُن میں سبزہ کی لہک، پھولوں کی مہک، شبنم کی جھلک، مرغانِ صبح کی خوش نوائی، درختوں کی گل فروشی، قمریوں کا ہجوم اور کوکو کے شور نے قاری کے حواس خمسہ کو ایسا متاثر کیا جیسے وہ گلشن کی سیر کر رہا ہے۔یہ کیفیت ان مصرعوں میں صرف اسی لئے پیدا ہو گئی کہ جن لفظوں کو ان مناظر کے بیان کرنے کے لئے منتخب کیا گیا اُن سے بہتر الفاظ اس بحر اور راگ کے لئے موجود نہیں۔

ع؎ وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور

ع؎ وہ جابجا درختوں پہ تسبیح خواں طیور

ع؎ جنگل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے

ٹھنڈی ہوا میں سبزۂ صحرا کی وہ لہک　　شرمائے جس سے اطلسِ زنگاری فلک
وہ جھومنا درختوں کا پھولوں کی وہ مہک　　ہر برگِ گل پہ قطرۂ شبنم کی وہ جھلک
وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا　　دراج و کبک و تیہو و طاؤس کی صدا
پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے　　تھالے بھی نخل کے سبد گل فروش تھے
وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے وہ سبزہ زار　　پھولوں پہ جا بجا وہ گہرہائے آب دار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار　　بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم　　کوکو کا شور نالۂ ''حق سرّہٗ'' کی دھوم

اب گرمی کا زور بیان دیکھئے۔گرمی کے ان آٹھ بندوں سے صرف چند شعر نمونے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان الفاظ سے جو حرارت گرمی اور بے حواسی قاری یا سامع پر طاری ہوتی ہے وہ مبالغہ کو بھی حقیقت سمجھنے لگتا ہے۔ گرمی کا بیان یوں شروع ہوتا ہے ؎

گرمی کا روز جنگ کی کیوں کر کروں بیاں　　ڈر ہے کہ مثلِ شمع نہ جلنے لگے زباں

آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر　　گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب
خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب

ع۔ کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

ع۔ پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثل موم خام

سرخی اڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاہ سے　　پانی کنوؤں میں اترا تھا سائے کی چاہ سے

ع۔ پتے بھی مثل چہرۂ مدقوق زرد تھے

ع۔ خس خانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر

گرچشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں　　پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر　　بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر
پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی　　ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

میر انیسؔ کو مرثیوں میں ہر قسم کے مناظر، ہر قسم کے کردار، رزم و بزم، مدح و ذم، صلح و جنگ، شادی و غم اور ولادت و شہادت غرض ہر قسم کے جزئیات کو نظم کرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے ہر قسم کے لفظ کو اس واقعہ، منظر، کردار یا مکالمہ کی نسبت سے استعمال کیا۔ یعنی الفاظ کو ان کے مراتب کے لحاظ سے استعمال کیا۔ اسی لئے میر انیس ملک فصاحت کے حکمران مانے جاتے ہیں۔ کسی مقام پر خود فرماتے ہیں

ع۔ یہ دوات و خامہ ہے ملک فصاحت کا نشان

ع۔ کون کہتا ہے کہ ہم طبل و علم رکھتے نہیں

ع۔ نمک خوان تکلم ہے فصاحت میری

اور اسی خوان تکلم کو لذیذ رکھنے کے لئے مغلق، گنجلک، تعقید اور تنافر کلمات سے پرہیز بھی کرتے ہیں ۔

ع۔ توبہ تنافر کلمات اور یہ دہن

ع۔ لفظ مغلق نہ ہوں گنجلک نہ ہو تعقید نہ ہو

الطاف حسین حالیؔ لکھتے ہیں ''شعر کی ترتیب کے وقت اول متناسب الفاظ کا انتخاب کرنا اور پھر ان کو ایسے طور پر ترتیب دینا کہ شعر سے معنی مقصود سمجھنے میں مخاطب کو تردد باقی نہ رہے اور خیال کی تصویر ہو بہو آنکھوں کے سامنے

پھر جائے اور باوجود اس کے اس ترتیب میں ایک جادو مخفی ہو جو مخاطب کو مسخر کرے۔ اس مرحلے کا طے کرنا جس قدر دشوار ہے اُسی قدر ضروری بھی ہے۔ جن لوگوں کو یہ قدرت ہوتی ہے انہیں ایک ایک لفظ کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں فلاں لفظ جذبات پر کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے اختیار یا ترک کرنے سے کیا خاصیت بیان میں پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ عام شعرا تھوڑی سی جستجو کے بعد کسی لفظ پر قناعت کر لیتے ہیں لیکن میر انیسؔ جیسا عظیم شاعر جب تک زبان کے تمام کنوئیں نہیں جھانک لیتا کسی لفظ پر قانع نہیں ہوتا''

میر انیسؔ خود فرماتے ہیں۔

ع۔ جو نکلے منہ سے لفظ وہ قدرت خدا کی ہو

اس مرثیہ میں امام حسینؑ کے مقابل دو نامور شامی پہلوانوں کی تصویر کشی دیکھئے اور میر صاحب کے انتخاب الفاظ کی داد دیجئے۔

بالا قد و کلفت و تومند و خیرہ سر — روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر
دل میں بدی طبیعت بد میں بگاڑ تھا — گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا
ساتھ اس کے اور اسی قد و قامت کا ایک یل — آنکھیں کبود رنگ سیہ ابروؤں پہ بل
بدکار و بدشعار و ستم گار و پُردغل — جنگ آزما بھگائے ہوئے لشکروں کے دل

امام حسینؑ کے اصحاب و انصار کے لئے ان الفاظ کا استعمال کتنا خوب صورت اور کامل ہے۔ گویا یہ الفاظ ان ہی محاسن اور اوصاف کے لئے خلق کئے گئے ہیں۔

فیاض، حق شناس، اولوالعزم، ذی شعور — خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور وغیور
ساونت بردبار فلک مرتبت دلیر — عالی منش سبا میں سلیماں و غا میں شیر
لب پرہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو — پرہیز گار و زاہد و ابرار و نیک خو

اب ذرا حضرت عباسؑ کے اوصاف دیکھئے۔

''عاشق، غلام، خادمِ دیرینہ، جاں نثار — فرزند، بھائی، زینتِ پہلو، وفاشعار
راحت رساں، مطیع، نمودار، نامدار — جرار، یادگارِ پدر، فخرِ روزگار

صفدر ہے، شیر دل ہے، بہادر ہے نیک ہے
بے مثل سینکڑوں میں، ہزاروں میں ایک ہے''

امام حسینؑ کے اصحاب اور انصار کے اوصاف بیس کے قریب یہاں بیان کئے گئے اور حضرت عباسؑ کے بھی اوصاف تقریباً اتنے ہی اس ایک بند میں نظم کئے گئے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک صفت بھی مشترک الفاظ سے ظاہر نہیں کی گئی، جب کہ احسن فاروقی میر انیس پر اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ کردار سازی تو اصلاً جدا جدا نہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی طرح کے مضامین پر مختلف مقامات پر الگ الگ نام چسپاں کر دئے گئے ہیں۔ اوپر دئے گئے اشعار فاروقی صاحب کی غلط بیانی کی سند ہیں۔

میر انیس کے کلام کا ایک طرز یہ بھی ہے کہ ان کے شعر کے اجزا اصلی ترتیب پر قائم ہوتے ہیں۔ یعنی الفاظ مصرعوں میں اس طرح ترتیب دئے گئے ہیں جیسے عام بول چال میں ہوں۔ مثلاً فاعل مفعول مبتداء خبر اور متعلقات فعل جس ترتیب سے گفتگو میں ہوتے ہیں۔ شبلی لکھتے ہیں ''نظم کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اگر اس کو نثر کرنا چاہیں تو نہ ہو سکے اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب شعر میں الفاظ کی وہی ترتیب باقی رہے جو نثر میں عموماً ہوا کرتی ہے۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے یہ صنعت میر انیس صاحب سے زیادہ کسی کے کلام میں نہیں پائی جاتی۔ اگر چہ وہ اشعار اس صنعت میں پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن ہم صرف چند مصرعوں پر اکتفا کریں گے۔

ع۔ اٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو
ع۔ راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے
ع۔ وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لُٹ گیا
ع۔ یا رب مسافروں کی جماعت پہ رحم کر
ع۔ اکبرؑ سے مڑ کے کہنے لگے سرور زماں
ع۔ ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچے ترستے ہیں
ع۔ کیوں آئے تم یہاں علی اکبرؑ کو چھوڑ کر
ع۔ سرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس
ع۔ اب تم جسے کہیں اُسے دیں فوج کا علم
ع۔ لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے

عباس اب علم لئے باہر نکلتے ہیں ٹھہرو بہن سے مل کے گلے ہم بھی چلتے ہیں

ع۔ گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

ع۔ زینبؑ نکل حسینؑ تڑپتا ہے خاک پر

ع۔ یہ فصل اور یہ بزم عزا یاد گار ہے

کیاان مصرعوں کی نثر کی جا سکتی ہے اور اگر کوشش بھی کی جائے تو اصلی مصرعوں سے کس قدر مختلف ہوگی۔ انگریز کا مشہور شاعر ملٹن کہتا ہے اچھے شعر کی خوبی یہ ہے کہ وہ سادہ ہو یعنی صاف اور عام فہم ہو۔ جوش سے بھرا ہوا ہو۔ یعنی قدرتی چشمے کی طرح آمد بن کر خود بہ خود پھوٹے اور اصلیت پر مبنی ہو۔ یعنی جو بات ظاہر کرے وہ خود اُس کے یا لوگوں کے عقیدے میں موجود ہو۔ اگر ہم ان تینوں شرطوں پر میر صاحب کا کلام پرکھیں تو ہمیں ان کا سارا کلام ان ہی خوبیوں سے بھرپور نظر آئے گا۔ سادگی کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں۔ جوش اور آمدی اشعار کی کمی میر صاحب کے ہاں نہیں اس لئے مُشتے از خروارے اس مرثیے سے چند اشعار پیش کرتے ہیں ۔

لبوں پہ شاعران عرب تھے مرے ہوئے ۔۔۔ پستے لبوں کے وہ جو نمک سے بھرے ہوئے
باریک ابر میں نظر آتے تھے آفتاب ۔۔۔ ہوتے ہیں خاکسار غلام ابوتراب
سب کے رُخوں کا نور سپہر بریں پہ تھا ۔۔۔ اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پہ تھا
خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے ۔۔۔ شبنم نے بھر دیئے تھے کٹورے گلاب کے
دیکھا جو نور شمسۂ کیواں جناب پر ۔۔۔ کیا کیا ہنسی ہے صبح گل آفتاب پر
قراں کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز ۔۔۔ بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شہہ حجاز
پروانے تھے سراج امامت کے نور پر ۔۔۔ روکی سپر حضور کرامت ظہور پر
جب ایسا بھائی ظلم کی تیغوں میں آڑ ہو ۔۔۔ پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو
بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے ۔۔۔ صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے
فتح و ظفر قریب ہو، نصرت قریب ہو ۔۔۔ زیب اس کی تجھ کو، ضرب عدو کو نصیب ہو
اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے ۔۔۔ جس طرح توڑلے کوئی پتا درخت سے

اک اک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی
طاقت دکھادی شیروں نے زینبؑ کے شیر کی

جچپنا جو شیر شوق میں دریا کی سیر کے ۔۔۔ لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو پیر کے
چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو ۔۔۔ الٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

ظاہر نشانِ اسمِ عزیمت اثر ہوئے　　جن پر علی لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے
رُکتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے　　چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کی آنچ سے
گھوڑوں کی جست و خیز سے اٹھا غبار زرد　　گردوں میں مثلِ شیشۂ ساعت بھری تھی گرد

ذیل کے اشعار شاید اُن افراد کے لئے جو امام حسینؑ کو مافوق بشریت اور منصب الہیہ کے قائل نہیں مانتے مبالغہ آمیز ہوں لیکن یہ اشعار اس لئے حقیقت پر مبنی ہیں کہ شاعر انیسؔ اور سامع عزادار دونوں کو یقین ہے کہ یہ امام سے ہوسکتا ہے۔

ماری جو ٹاپ ڈر سے ہٹے ہر لعیں کے پاؤں　　ماہی پہ ڈگمگا گئے گاؤ زمیں کے پاؤں
کہہ دوں تو خوان لے کے خود آئیں ابھی خلیل　　چاہوں تو سلسبیل کو دم میں کروں سبیل
گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے　　کوثر یہیں رسولؐ کے احکام لے کے آئے

میر انیسؔ کے کلام کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ ان کا کلام روز مرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ پروفیسر حامد حسن قادری مختصر تاریخ مرثیہ میں لکھتے ہیں ''میر انیسؔ کا کلام کہیں سے پڑھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باتیں کر رہے ہیں'' روز مرہ اہل زبان کی بول چال کو کہتے ہیں۔ روز مرہ میں الفاظ زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے صاف شستہ سبک اور مانوس ہوتے ہیں اس لئے اس کے استعمال سے شعر صاف شگفتہ سریع الفہم اور عام فہم بن جاتا ہے۔

خود میر انیسؔ فرماتے ہیں

مرغانِ خوش الحانِ چمن بولیں کیا　　مر جاتے ہیں سُن کے روز مرّہ میرا
روز مرّہ شرفا کا ہو سلاست ہو وہی

اگر چہ روز مرہ کے کئی شعر سادگی اور انتخاب الفاظ کے ذیل میں بیان کئے جا چکے ہیں اس لئے ہم صرف یہاں چند مثالوں پر اکتفا کریں گے اور اُن مصرعوں کی تکرار نہیں کریں گے۔

ع۔ بس قابل قبول نہیں ہے یہ التماس
ع۔ لو اب تو ذوالفقار کو ہم روک لیتے ہیں
ع۔ اے ابن سعد لکھ لے ظفر مرے نام پر
ع۔ کیا آگ لگ گئی تھی جہان خراب کو
ع۔ ٹھہرو بہن سے مل کے گلے ہم بھی چلتے ہیں

ع۔ بگڑوں گی میں جو لوگے زباں سے علم کا نام

ع۔ اس ضد کو پیٹنے کے سوا اور کیا کہوں

ع۔ نرغے میں تین دن سے ہے مشکل کشا کا لال

ع۔ میں لٹ رہی ہوں اور تمہیں منصب کا ہے خیال

ع۔ ٹھہرو ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر

ع۔ بچو یہ کیا کہا کہ جگر پر چھری لگی

ع۔ چلئے پھپھی نے یاد کیا ہے حضور کو

ع۔ عباسؑ ! فاطمہؑ کی کمائی سے ہوشیار

اتنے سوار قتل کئے تھوڑی دیر میں دونوں کے گھوڑے چھپ گئے لاشوں کے ڈھیر میں

اعدا کسی شہید کا جب نام لیتے تھے تھرا کے دونوں ہاتھوں سے دل تھام لیتے تھے

ع۔ بھاگو کہ شیر گونج رہا ہے ترائی میں

ع۔ یا فاطمہؑ چھپا لو ردا میں حسینؑ کو

بلاغت ۔فصاحت کی طرح بلاغت بھی ایک صورت حال ہے۔ بلاغت ایک تصور ہے جو زبان کو خوبی اور حُسن سے استعمال کرنے سے وجود میں آتی ہے۔ بلاغت کے لغوی معنی تیز زبانی کے ہیں۔ اس کے اصطلاحی معنی کلام کو دوسروں تک مرتبہ کمال کے ساتھ پہنچانا ہے۔ بلیغ کلام کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اظہار مطلب کے لئے کم از کم الفاظ استعمال کئے جائیں۔ جرمنی کا عظیم نثر نگار اور فلسفی نطشے لکھتا ہے ''میری سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ میں دس جملوں میں وہ باتیں کہہ جاؤں جو ہر شخص ایک پوری کتاب میں بیان کرتا ہے''۔ حالی بلیغ شعر کی مثال دیتے ہوئے ''مقدمہ شعر وشاعری'' میں غالب کا یہ شعر ۔

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقا ہو

کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اس شعر میں از راہ تہذیب اس کام کا ذکر نہیں کیا جس کے کرنے کے لئے مسجد و مدرسہ و خانقاہ کو مساوی قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میکدہ جہاں حریفوں کے ساتھ شراب پینے کا لطف تھا جب وہی چھٹ گیا تو سب جگہ پی لینا برابر ہے۔ مسجد وغیرہ کی تخصیص از راہ شوخی کی گئی ہے اور شراب پینے کی تصریح نہ کرنا مقتضائے بلاغت ہے۔ جس عمل کے بارے میں (یعنی شراب) یہ شعر ہے اس کا ذکر نہیں ہے۔ شراب

کا نام لینا تو دور رہا پینے کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ اس طرح پورا شعر بلاغت کی اعلیٰ مثال بن جاتا ہے۔''

علامہ شبلی موازنہ میں لکھتے ہیں کہ ''علمائے معانی نے بلاغت کی تعریف یہ کی ہے کہ کلام اقتضائے حال کے موافق ہو اور فصیح ہو۔ یعنی کس قسم کے مضامین کو کیوں کر ادا کرنا چاہیے۔ بلاغت کا اصل تعلق مضامین ہی سے ہے نہ کہ الفاظ سے۔'' جب کہ فصاحت کا تعلق الفاظ سے ہے۔ دوسرے ناقدین نے اس تعریف پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلیغ الفاظ کے بغیر بلیغ معنی کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ کلام میں بلاغت کی کیفیت کس طرح پیدا کی جائے۔ اس کیلئے بعض علوم کارآمد ہیں جن کو علوم بلاغت کہا جاتا ہے۔ ان میں علم بیان (Discourse or Rheotoric) جس کے ذریعہ ایک ہی بات کو کئی طرح سے ادا کر سکتے ہیں۔ علم بدیع جس میں الفاظ کے معنوی اور صوری حسن اور ان کے استعمال کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ علم عروض، علم قافیہ، علم تاریخ گوئی بھی علوم بلاغت میں شامل ہیں۔

میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کے بارے میں یہ فقرہ مشہور ہو گیا تھا کہ میر صاحب کے پاس فصاحت زیادہ اور مرزا کے پاس بلاغت زیادہ ہے۔ شبلی لکھتے ہیں کہ یہ فقرہ جس قدر مشہور ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ غلط اور بے معنی ہے۔ بلاغت کی پہلی شرط یہ ہے کہ کلام فصیح ہو اس لئے فصاحت و بلاغت کو باہم حریف قرار دینا اجتماع النقیضین ہے۔ الفاظ فصیح ہوتے ہیں اور ان کے معنی بلیغ۔ بلاغت الفاظ ابتدائی درجے کی بلاغت ہے اور اصلی درجے کی بلاغت معانی کی بلاغت ہے۔ میر انیسؔ کے کلام میں بلاغت الفاظ کی گہری چھاپ ہے لیکن ان کے کمال کا اصلی جوہر معانی بلاغت میں کھلتا ہے۔ میر انیسؔ کی واقعہ نگاری مقتضائے حال کے موافق ہے۔ یہ واقعات اس طریقے سے بیان کئے گئے ہیں کہ واقع کی صورت آنکھوں میں پھر جاتی ہے''

اِسی لئے تو میر انیسؔ کہتے ہیں:

ع۔ ناطقے بند ہیں سُن سُن کے بلاغت میری

ع۔ یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست یہ کمال

ع۔ دریائے معانی سے بڑھا طبع رواں کو

لفظوں میں یوں ہے معنیٔ روشن کی آب و تاب   جس طرح عکس آئینے میں جام میں گلاب

اس مرثیے کے چند اشعار یہاں بلاغت کے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں ۔

دیکھا جو نور شمسۂ کیواں جناب پر   کیا کیا ہنسی ہے صبح گل آفتاب پر

جلوہ تھا تا بہ عرش معلی حسینؑ کا — مصحف کی لوح تھی کہ مُصلیٰ حسینؑ کا

شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں — بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

پروانے تھے سراج امامت کے نور پر — رو کی سپر حضور کرامت ظہور پر

اس شعر میں بلاغت یہ ہے کہ انصار، اصحاب اور اقرباء امام مظلوم پروانہ وار شمع امامت پر قربان ہونے کے لئے بے تاب ہیں۔ روز عاشورا اصحاب امام کے جذبات کا اظہار بھی ان بلیغ معنی خیز لفظوں میں موجود ہے۔

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے — صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہی

اس شعر میں عمدہ بلاغت یہ ہے کہ کسی عورت کو سہاگ اور اس کے بچوں کے زندہ رہنے کی دعا سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں ہوسکتی۔

کیا قصد ہے علیؑ ولی کے نشان کا — اماں کسے ملے گا علم نانا جان کا

اس شعر کے پہلے مصرع میں بچوں کی نفسیاتی حالت کو اور علم لینے کی خواہش کو بڑے ہی بلیغ طریقے سے نظم کیا گیا۔

حمزہ کی ڈھال تیغ شہ لافتا کی تھی — بر میں زرہ جناب رسولؐ خدا کی تھی

حضرت امام حسینؑ زرہ پہن کر یہ بتاتے ہیں کہ میں نواسہ اور وارث رسولؐ ہوں۔ علیؑ کی تلوار اور حمزہ کی ڈھال سجا کر یہ دکھاتے ہیں کہ علیؑ اور حمزہؓ کی طرح جو صدر اسلام کے عظیم مجاہد تھے انہیں بھی کربلا میں بڑا جہاد کرنا ہے۔

چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو — الٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

یہاں امام حسینؑ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ امام کون و مکان ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ایک اشارے سے زمین کو الٹ سکتے ہیں۔

غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر — بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

یہاں بلاغت یہ ہے کہ درحقیقت امامؑ فاتح ہیں اگر چہ قتل کئے جائیں گے اور یہ ایسا عظیم مجاہد ہے جس کی شہادت اور قربانی کو ذبح عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے امت اسلامیہ کا یہ آخری جہاد ہے کہ ان حالات میں پھر جہاد نہ ہوگا۔

پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اژدہام میں — اب اہتمام چاہیئے اُمت کے کام میں

اس شعر کی بلاغت یہ ہے کہ اس کے مصرعہ دوم میں اگر چہ لفظ شہادت یا قتل استعمال نہ ہوا لیکن شہادت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر ان شدید مصائب اور اس عظیم جنگ کے بعد امام حسینؑ کی جان بچ جاتی تو یزیدی سیرت سے بے

زاری پیدا نہ ہوتی۔ یزیدی حکومت کی بنیاد متزلزل نہ ہوتی اور امت اسلامیہ تباہی سے محفوظ رہتی۔ اس مصرعۂ ثانی میں لفظ "اب" بہت بلیغ ہے اور ندائے غیب یہ ہے کہ اب سر دینے کا مناسب وقت آیا ہے۔

جنگل سے آئی فاطمہ زہراؑ کی یہ صدا   امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمدا

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں بلا کی بلاغت ہے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ امام حسینؑ کی شہادت پر اپنے والد ماجد پیغمبر اکرمؐ کا نام لے کر یہ بتا رہی ہیں کہ مشکل کے وقت اور مصیبت کے زمانے میں بیٹی اپنے باپ کا سہارا لیتی ہے اور یہاں امت کے لفظ میں بھی بڑے معنی ہیں کہ قاتلان حسینؑ اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے وہ اسلام کے نام پر بانی اسلام کے نواسے جو اسلام کے حقیقی پاسدار تھے تہہ تیغ کر رہے تھے۔

شیخ امام بخش ناسخؔ اس گراں خدمت سے واقف تھے اور اس کا نتیجہ ان کی زبان کی شگفتگی، شستگی اور روانی میں دیکھ رہے تھے اس لئے ان کے گھر کی زبان کو اُردو ادب کی مستند ترین زبان کہتے تھے۔ میر انیسؔ نے اس مرثیہ میں چھ سو سے زیادہ محاورات استعمال کئے۔ کئی جدید محاورات سے اُردو کے خزانہ کو مالا مال کیا اور قدیم محاورات میں نئی جان پھونکی۔ یادگار انیس میں امیر احمد علوی نے کئی جدید اور قدیم الفاظ اور محاورات جو میر انیس کی وجہ سے اُردو ادب میں درخشاں تارے بن کر چمکے ان کو مختصر فہرست میں جمع کیا ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری میر انیسؔ حیات اور شاعری میں لکھتے ہیں۔ "لیکن ضرورت ہے اس موضوع پر الگ سے کام کر کے ایسے الفاظ محاورات، روزمرہ ضرب المثل، تلمیحات، اصطلاحات، تشبیہات، استعارات، فقرات کی ایک ایسی جامع فہرست یا فرہنگ مرتب کی جائے جو میر انیسؔ کی معرفت سے اُردو میں داخل ہوئے ہیں"

"لکھنو کے دبستان شاعری" میں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی رقم طراز ہیں کہ "میر انیسؔ شروع سے آخر تک اپنی خاندانی روایات پر نظر رکھتے تھے۔ یہ بات تو بہت واضح ہے کہ وہ بعض الفاظ اور محاورات کو اہل لکھنو کے برعکس دہلی کے عین مطابق بولتے تھے"

"آب حیات" میں محمد حسین آزادؔ لکھتے ہیں بعض اوقات میر انیسؔ کہتے تھے۔ "صاحبو! یہ میرے گھر کی زبان ہے حضرات لکھنو اس طرح نہیں فرماتے"۔ یعنی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے تئیں لکھنو کا باشندہ نہیں سمجھتے تھے۔

"تاریخ ادب اردو" میں رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں۔ "انیسؔ کو صحت محاورہ کا حد درجہ خیال رہتا تھا۔ اُردو میں سینکڑوں نئے محاورے ان کے دم سے آئے اور سینکڑوں پرانے محاوروں کا صحیح استعمال بھی انہوں نے سکھایا۔"

محمد رضا معجزؔ شاگرد ناسخؔ اپنی معرکۃ الآرا کتاب "تطہیر الادساخ النسخ النساخ (صفحہ 139) مطبع شعلۂ طور کانپور

1296ھ میں لکھتے ہیں کہ:-

''میر انیس مرحوم اوران کے والد میر خلیق مرحوم اوران کے دادا میر حسن مرحوم اپنے اپنے زمانے میں ممتاز و منتخب فصحائے اہل زبان میں تھے۔ جو وہ کہہ گئے وہی محاورۂ خاص سمجھنا چاہئے''

میر انیسؔ نے محاورے کی صحت ولطافت اور بیان کی سادگی اور سلاست کی طرف زیادہ توجہ دی۔ ان کے گھر میں کئی پشتوں سے شاعری کا چرچا تھا اور لکھنو کے سارے باکمال ان کے خاندان کی زبان سیکھنا فخر سمجھتے تھے۔ انیسؔ نے جو کچھ سیکھا خلیق سے سیکھا اور جو کچھ وہ کہہ گئے محاورہ ہے سند زبان ہے۔ بقول پروفیسر ادیبؔ مرحوم میر انیسؔ کے دونوں بھائی اوران کے بیٹے، پوتے اور پرپوتے سب مرثیہ گوئی میں اپنے اپنے زمانے میں استاد سمجھے جاتے تھے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے آخری دور تمدن کا یہ بھی ایک زمانہ ہے جو معجزہ سے کم نہیں کہ ایک ہی نسل میں سات (7) پشتوں تک مسلسل شعروشاعری اعلیٰ سے اعلیٰ معیار پر قائم رہی۔ دنیا کے کسی تمدن میں اس کی مثال ملنا محال ہے۔ خصوصاً میر انیسؔ نے آفتاب فصاحت وبلاغت کو ترقی دے کرانتہائی عروج تک پہنچا دیا۔ ان کے ہر ہر لفظ اور محاورے کے آگے بڑے بڑے اساتذہ نے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

میر انیسؔ نے ادب کے گھر میں جنم لیا تھا۔ انیسؔ کی شاعری اس وقت شروع ہوئی جب آتشؔ وناسخؔ کا دور دورہ تھا اس لئے جو شاعری کا معیار تھا جس کو مایۂ ناز کارنامہ سمجھا جاتا تھا اس کی خصوصیات عموماً بہ حیثیت مجموعی یہ تھیں۔ بیان کے لحاظ سے سطحی مضامین رنگیں قافیہ پیمائی، رعایت لفظی، تصنع تشبیہہ اور استعاروں کی بھر مار، کہیں صحت زبان پر زیادہ گہری نظر نہ تھی۔ یہ بات صحیح ہے کہ وقت اور ماحول کے ساتھ ساتھ زبان بھی بدلتی جاتی ہے۔ کچھ الفاظ متروک ہو کر علٰحدہ ہو جاتے ہیں اوران کی جگہ تر وتازہ الفاظ لیتے ہیں۔ چنانچہ دوصدی قبل کی نثر کی کتابیں اور بہت سے شاعری کے نمونے آج تشریح اور شرح کے محتاج ہیں کیونکہ یہ زبان عام لوگوں کی اور آج کے ماحول کی زبان نہیں۔ شاید اس راز سے میر انیسؔ واقف تھے چنانچہ انہوں نے اپنے اس مرثیے کے بارے میں فرمایا تھا۔ ''عالم میں یادگار رہیں گے یہ چند بند''۔ اس لئے اس کا بھی بندوبست کر لیا تھا۔ میر انیسؔ جانتے تھے کہ جو الفاظ محاورات میں باندھے جائیں گے اُن پر وقت اور زمانہ کا اثر نہ ہوگا اور وہ ہر دور اور ہر زمانے میں تر وتازہ شگفتہ ذوفہم اور عام فہم رہیں گے۔ اسی لئے آپ نے اپنے مرثیوں کو محاورات کا خزانہ بنا دیا۔ نئے الفاظ اور محاورات سے اُردو ادب کے ذخیرہ کو مالدار بنانے کا سہرا بھی میر انیسؔ ہی کے سر ہے۔ محاورات روزانہ ہماری زندگی میں بے تکلف بولے جاتے ہیں اور بعض محاورات کے معنی مختلف اور متضاد بھی ہوتے ہیں جن کے استعمال کے لئے قادر الکلامی ضروری ہے۔

اس ایک مرثیہ میں چھ سو سے زیادہ محاورات نظر آتے ہیں۔ مرثیہ کے دقیق تجزیہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میر صاحب روز مرہ فصاحت، بلاغت، محاورات، تمثیلات، تلمیحات، تشبیہات استعارات صائع معنوی اور لفظی کے علاوہ گفتگو ہی نہیں کرتے۔ زیرنظر مرثیہ محاوروں سے بھرا ہوا ہے۔ ہم صرف چند محاورے بطور مثال پیش کریں گے۔

راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے (تڑپ کے کاٹنا)
دنیا سے جو شہید اٹھے" سرخ رو اٹھے (سرخ رو اٹھنا)
رنگیں عبائیں دوش پہ کمریں کسے ہوئے (کمر کسنا)
تقریر میں وہ رمزوکنا یہ کہ لاجواب (لاجواب ہونا)
گر گر کے سجدے کر گئے تیغوں کی چھاؤں میں (تیغوں کی چھاؤں)
تھرّاے آسمان ہلا عرش کبریا (آسمان کا تھرانا۔ عرش کا ہلنا)
گرمی میں ساری رات یہ گھٹ گھٹ کے روئے ہیں (گھٹ گھٹ کر رونا)
پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو (چھاتی پہاڑ ہونا)

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے
صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

اس ایک شعر میں چار محاورے استعمال ہوئے ہیں (نیک نام ہونا۔ کھیتی ہری رہنا۔ صندل سے مانگ بھرنا گودی بھری رہنا)

پھولے سماتے تھے نہ محمدؐ کے گل عذار (پھولے نہ سمانا)
زینبؑ بلائیں لے کے یہ کہتی تھی بار بار (بلائیں لینا)
پیٹا منہ اپنا زینبؑ عصمت پناہ نے (منہ پیٹنا)
خیبر میں دیکھتا رہا منہ لشکر گراں (منہ دیکھنا)
ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام (ہاتھ جوڑنا)
چھاتی بھر آئی ماں کی کہا تھام کر جگر (چھاتی بھر آنا)
گر شیر ہوتو پھینک دیں آنکھیں نکال کر (آنکھیں نکال کر پھینک دینا)
گھوڑا بڑھا کے آپ نے حجت بھی کی تمام (حجت تمام کرنا)

تھرّا کے دونوں ہاتھوں سے دل تھام لیتے تھے (ہاتھوں سے دل تھامنا)
چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کی آنچ سے (چہرہ سیاہ ہونا)
پیاسا جو ہو وہ پانی سے ٹھنڈا کرے جگر (جگر ٹھنڈا کرنا)
چلایا ہاتھ مار کے زانو پہ ابن سعد (زانو پر ہاتھ مارنا)
پانی بھر آیا منہ میں ادھر ذوالفقار کے (منہ میں پانی بھرآنا)
غصے میں آ کے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے (دانت کڑکڑانا)
دکھلا دی ماں کے دودھ کی تاثیر مرحبا (دودھ کی تاثیر دکھانا)
بس اے انیسؔ ضعف سے لرزاں ہے بند بند (بند بند لرزنا)

جدید الفاظ اصطلاحات اور ترکیبات۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ میر انیسؔ کے مرثیوں کی بدولت کتنے جدید تازہ الفاظ کا جنم ہوا اور وہ کب اُردو کے ذخیرہ میں شامل ہوئے کیوں کہ اس موضوع پر اب تک کوئی قابل قدر تحقیقی کام نہیں ہوا۔ اُردو زبان کا ذخیرہ اور اس میں دبستان خلیق اور انیسؔ کا حصہ آج تک یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا ہے۔ انیسؔ کے عہد تک کے اُردو کے ذخائیر کو آج کے ادبی خزانوں سے مقابلہ کرتے وقت میر انیسؔ کا قطعہ خود سند بن کر سامنے آجاتا ہے۔

مری قدر کر اے زمین سخن تجھے بات میں آسماں کر دیا
سبک ہو چلی تھی ترازوے شعر مگر ہم نے پلہ گراں کر دیا

کسی اور مقام پر کہتے ہیں ؎

کسی نے تری طرح سے اے انیسؔ
عروس سخن کو سنوارا نہیں

بلبل نے ایسے نغمۂ رنگیں سُنے نہیں دامن میں ہیں وہ گُل جو کسی نے چُنے نہیں

جدید پراثر و معنی آفریں بندشیں کتنی ہیں یہ مسئلہ بھی تحقیقی طلب ہے۔ میر انیسؔ کے دوسو کے قریب مرثیے، سو سے زیادہ سلام، چھ سو کے قریب رباعیات آج زیور طباعت سے آراستہ ہو کر ہر مقام پر دستیاب ہیں۔ وہ ادارہ جات جو اُردو کی ترقی کے ضامن ہیں اور یہ امران کی بقا اور ترقی کے لئے حیاتی ہے۔ صرف اس ایک مرثیے میں کل اضافات 587 سے زیادہ ہیں جن میں ایک اچھی تعداد نئی ترکیبات کی ہے۔ ہم صرف چند نئی ترکیبات کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

سوکھی زبانیں شہدِ فصاحت سے کام یاب	(شہدِ فصاحت)
صوتِ حسن سے اکبر مہ رونے دی اذان	(صوتِ حسن)
وہ دشت اور وہ خیمۂ زنگارگوں کی شان	(خیمۂ زنگارگوں)
گردانِ دہر اُن کی زبردستیوں سے زیر	(گردانِ دہر)
دیکھے تو غش کرے ارنی گوئے اوجِ طور	(گوئے اوجِ طور)
مینا کیا تھا وادیٔ مینو سواد پر	(وادیٔ مینو)
خواہاں تھے زہرِ گلشن زہراؑ جوآب کے	(زہرِ گلشن زہراؑ)
عاجز ہے فکرتِ شعرائے ہنر شکار	(فکرتِ شعرا)
دیکھا جو نور شمسۂ کیواں جناب پر	(نورِ شمسہ)
پردے تھے رشکِ پردۂ چشمانِ حورعیں	(رشکِ پردہ چشمانِ حورعیں)
وہ خاکسار محوِ تضرع تھے خاک پر	(محوِ تضرع)
روکی سپر حضور کرامت ظہور پر	(حضورِ کرامت)
دستانے پہنے سرور قدسی خصال نے	(سرورِ قدسی خصال)
پتے بھی مثل چہرۂ مدقوق زرد تھے	(چہرۂ مدقوق)
پڑجائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں	(پائے نگاہ)
بھڑکی تھی آگ گنبد چرخ اثیر میں	(گنبدِ چرخ اثیر)
جلوہ دیا جری نے عروسِ مصاف کو	(عروسِ مصاف)
ہوش اُڑ گئے تھے فوجِ ضلالت نشان کے	(فوجِ ضلالت)
اس تیغ بے دریغ کا جلوہ کہاں نہ تھا	(تیغِ بے دریغ)
بالا قد و کلفت و تنومند و خیرہ سر	(پورا مصرعہ)
دہشت سے ہوش اڑے ہوئے تھے مرغِ وہم کے	(مرغِ وہم)
قرآن رحلِ زیں سے سرفرش گر پڑا	(رحلِ زیں)
جھکنے لگے جنود ضلالت کے بھی نشاں	(جنودِ ضلالت)

ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی (سیخ موج)
وہ شورِ صیحۂ فرس ابلق وسرنگ (شورِ صیحہ فرس)
گویا حباب ہو گئے تھے نقطۂ حیات (نقطۂ حیات)
زرریزیٔ علم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر (زرریزیٔ علم)
کافورِ صبح ڈھونڈتا پھرتا تھا آفتاب (کافورِ صبح)

دسواں باب

معجز بیانی

میر انیسؔ ایک عظیم شاعر تھے اس لئے ان کی شاعری بھی عظیم ہے۔ اُن میں شاعری میں کمال حاصل کرنے کی تمام قوتیں بدرجہ احسن موجود تھیں۔ بقول حالیؔ ان قوتوں میں ایک وہبی ہے جس کا نام تخیل ہے اور دوسری دو قوتیں جو کسبی ہیں مطالعہ فطرت اور الفاظ پر قدرت ہے۔ قوت تخیل وہ ملکہ ہے جس کو شاعر ماں کے پیٹ سے اپنے ساتھ لاتا ہے۔ یہ قوت جتنی اعلیٰ درجہ کی ہوگی اُسی قدر شاعری بھی اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔ اسی قوت متخیلہ کے ذریعۂ ایک شاعر کچھ الفاظ میں ایسے خیال کو سمیٹ دیتا ہے جو کئی جلد کتابوں میں بیان نہیں ہوسکتا۔ ذہن میں جو تجربات اور معلومات کا ذخیرہ پہلے سے مہیا ہوتا ہے اُس کو یہ قوت اچھوتی ترتیب دے کر ایک نئی صورت بخشتی ہے اور یہ پھر اس کو الفاظ کے ایسے دل کش پیرائے میں ظاہر کرتی ہے تو شعر بنتا ہے۔ قوت تخیل ہر شخص میں یکساں نہیں ہوتی اور جس شخص میں ہوتی وہ ہمہ وقت یکساں نہیں رہتی بلکہ اس کا اثر کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

نہیں ممکن کہ کلک فکر لکھے شعر سب اچھے
برستا ہے بہت نیساں گہر ہوتے ہیں کم پیدا

اگر یہ قوت تخیل غضب کی ہو اور پھر مشاہدہ اور تجربہ جو باریک بنی علم اور مطالعہ سے زیادہ ہو تو وہ شخص بڑا شاعر ہوتا ہے۔ یہی چیز میر انیسؔ کے کلام میں موجود تھی۔ چنانچہ جیسے ہی اچھوتا طائر خیال فضائے ذہن میں ظاہر ہوتا۔ میر صاحب کی قوت متخیلہ اسے الفاظ کا پیکر دے کر گلشن سخن میں اتار دیتی تھی۔

مثال کے طور پر درختوں کے تنوں کے اطراف جو پھول گرے ہوتے ہیں یا گلاب کے پھولوں پر جو شبنم کے قطرے پڑے ہوتے ہیں یا درختوں کے پتوں پر جو اوس کے قطروں کی چمک سورج کی شعاع سے پیدا ہوتی ہے اُس کو کس خوب صورتی سے نظم کیا جو بیان سے باہر ہے۔

پھولوں سے سبز سبز شجر سُرخ پوش تھے تھالے بھی نخل کے سبدگل فروش تھے

خواہاں تھے زہرِ گلشن زہرا جو آب کے　　　　شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے
ہیرے خجل تھے گوہر یکتا نثار تھے　　　　پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

شاعری میں کمال کی دوسری کسبی قوت مطالعہ کائنات ہے۔یعنی شاعر جتنا دقیق اور باریک بینی سے مناظر قدرت اور فطرت انسانی کا مطالعہ کرے گا وہ ذہن میں ذخیرہ کی صورت میں حواس خمسہ کے دروازوں سے جمع ہوگا اور اسی مسالہ کو لے کر اُس کی قوت متخیلہ دنیائے سخن میں کہیں سنگ مرمر کا تاج محل تو کہیں لال پتھر کا لال قلعہ تو کہیں مٹی کے تودوں سے بی بی کا مقبرہ تعمیر کرتی ہے۔

اس مرثیے میں جہاں جن، انس، چرند، پرند، نباتات، جمادات غرض کائنات کی ہر چیز کو میر انیسؔ خدا کی تسبیح اور حمد میں مصروف بتاتے ہیں وہاں ان کی باریک بینی چیونٹی کی حرکت کو بھی دقیق نظر سے دیکھتی ہے جب وہ اپنے سامنے کے پیر میں دانہ لے جاتے وقت زمین پر نہیں ٹکتی ۔بس ادھر ذہن میں یہ طائر خیال پرواز کیا اُدھر اُسے الفاظ کے پیکر میں ڈھال کر یوں ظاہر کیا ۔

چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار　　　　"اے دانہ کش ضعیفوں کے رازق ترے نثار"

عاشور کی نماز صبح میں امام اوران کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی تصویر کشی ملاحظہ کیجئے ۔

قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز　　　　بسم اللہ آگے جیسے ہو، یوں تھے شہ حجاز

نمازیوں کے رکوع، سجود اور قُنوت کو کن کن تشبیہات سے آراستہ کرکے پیش کرتے ہیں۔

سجدوں میں چاند تھے، مہ نو تھے رکوع میں

شہ پر تھے دونوں ہاتھ لئے طائر دُعا　　　　ہاتھ اُن کے جب قنوت میں اٹھے سوے خدا

شاعری میں کمال حاصل کرنے کی تیسری قوت شعر کی ترتیب کے وقت مناسب الفاظ کا استعمال ہے۔میر انیسؔ مترادف الفاظ کے باریک سے باریک فرق سے بھی واقف تھے۔وہ معمولی شاعروں کی طرح ہر لفظ پر قناعت نہیں کرتے بلکہ مترادف لفظوں پر جب تک دقیق نظر نہ ڈالتے کسی لفظ کا انتخاب نہیں کرتے تھے،اسی لئے وہ لفظ انگوٹھی میں نگینہ کی طرح بیٹھتا۔میر انیسؔ کا سینہ لفظوں کا گنج اور معانی کا سرچشمہ تھا۔ہم الفاظ اوران کے استعمال پر پہلے بحث کر چکے ہیں اس لئے یہاں تکرار ضروری نہیں سمجھے۔

اعلیٰ تخیل، وسیع مطالعۂ فطرت اور الفاظ پر کامل اختیار نے میر انیسؔ کے کلام کو معجز نما بنا دیا۔اگر ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری مراثی انیسؔ کا گہرا مطالعہ کرتے تو ہندوستان کی الہامی کتابوں کو دو کے بجائے تین لکھتے۔یعنی وید مقدس۔

دیوان غالبؔ اور مراثی میر انیسؔ ۔ ابوالکلام آزادؔ نے صحیح لکھا تھا۔ دنیائے ادب کو اُردو ادب کی جانب سے غالب کی غزلیں اور انیسؔ کے مرثیے تحفہ سمجھنے چاہیں۔ اگر چہ اُردو عربی اور فارسی زبان کے مقابلے میں کمزور، محدود اور کم عمر زبان ہے لیکن میر انیسؔ نے اپنے تخیل کی بلندیوں سے اس محدود زبان میں وہ وسعت پیدا کر دی کہ اُردو مرثیہ فارسی اور عربی مرثیوں سے بہت آگے بڑھ گیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے اگر میر انیسؔ فارسی میں مرثیہ کہتے تو کس منزلت پر ہوتے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ افسوس جو دل میں ہوتا ہے وہ پورے طور پر قلم سے ادا نہیں ہوتا۔ جیسا کہنا چاہتا ہوں ویسا نہیں ہوتا۔ میر حامد علی کہتے ہیں آپ کا کلام اس پائے کا تو ہوتا ہے اب اس سے بہتر اور کیا ہو؟ مگر میر انیسؔ پھر فرماتے تھے کہ اس کو میرا دل ہی جانتا ہے کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ ٹھیک طور پر ادا نہیں ہوتا۔

اس تمہید کے ساتھ ہم اس مرثیہ میں منظر نگاری، واقعہ نگاری، مرقع نگاری، کردار نگاری، جذبات نگاری، رزم نگاری، ڈراما نگاری، نفسیات نگاری، جدت نگاری، تمثیل نگاری، تسلسل اور ہم آہنگی، حفظ مراتب، اعلیٰ انسانی اقدار، سماجی عناصر اور المیہ مضامین کی اہمیت اور عظمت کو اشعار سے ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔

منظر نگاری۔ حکیم ارسطو نے اپنی تالیف بوطیقا (Poetics) میں شاعری کا مقصد اور اس کا ماحصل ''نقالی'' یا Imitation بتایا ہے۔ یعنی وہ واقعات، مناظر اور کیفیات جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے اُس کی ہو بہو تصویر کشی کی جائے۔ چنانچہ منظر کشی بھی اسی تصویر کاری کا ایک جز و ہے جسے مقبولیت اس لئے زیادہ حاصل ہوئی کہ منظر کشی کے نظارے ذہن پر جذبات اور واقعات کی تصویروں کی نسبت جلد نقش ہو جاتے ہیں۔

مناظر قدرت کی مصوری میں یورپ کے شاعروں خاص طور پر وڑسورتھ کے بعد شاعروں نے جس شگفتگی اور دل کشی سے کام لیا اس کی بہترین مثال اُردو ادب میں صرف میر انیسؔ کے مرثیوں میں نظر آتی ہے۔ انیسؔ نے اپنے مشاہدہ سے ان مناظر کی جو منظر کشی کی ہے ان کے نقش آج بھی تر و تازہ ہیں۔ وقت کے سیلاب سے یہ تصاویر دھندلی نہ ہو سکیں کیوں کہ انیسؔ اپنے موقلم سے صرف اُن الفاظ کو استعمال کر رہے تھے جن کے رنگ لعل و یاقوت و زمرد کی طرح ذاتی تھے۔

لفظوں میں یوں ہے معنیِ روشن کی آب و تاب
جس طرح عکس آئینہ میں جام میں گلاب

انیسؔ کی منظر کشی کی تصویریں اس لئے زندہ معلوم ہوتی ہیں کہ وہ اُن میں سہ بُعدی (Three Dimensional) یعنی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کا تصور پیدا کرتے ہیں اور پھر ان سہ بعدی تصاویر میں اپنی

صنعت کاری اور معجز کلامی سے حرکت پیدا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے تراشے ہوئے پیکر قاری یا سامع کے ذہن میں مدتوں محو نہیں ہوتے۔ اس مرثیہ کے اٹھارہ بندوں میں روز عاشورہ نماز صبح کو بڑے ہی دلکش انداز اور بڑی ہی تفصیل سے پیش کیا گیا۔ اذان سے لے کر سلام و درود، مناجات و دعا اور نماز کے اختتام پر نمازیوں کے مصافحہ تک کو اس طرح دکھایا گیا ہے کہ ہر پڑھنے اور سننے والے کو ایسا احساس ہوتا ہے کہ گویا وہ بھی اس نماز میں شامل ہے۔ ان اٹھارہ بندوں میں نماز جماعت کے تمام جزئیات کو نظم کیا گیا ہے جس کی وجہ سے نماز کے تمام ارکان کے نام ہی نہیں بلکہ ان کی مناسبت سے دلکش اور اچھوتے مضامین بھی بڑے پُر تاثیر طور پر بیان ہوئے۔

روز عاشورا پانی موجود نہ تھا اس لئے نمازیوں نے تیمم کیا۔ نورانی چہرے جو خاک کی لپیٹ میں آئے تو فرماتے ہیں

قاسم سا گل بدن علی اکبر ساخوش جمال　　اک جا عقیل و مسلم و جعفر کے نونہال
سب کے رخوں کا نور سپہر بریں پہ تھا　　اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پر تھا

جن لوگوں نے مرثیوں کا مطالعہ نہیں کیا وہ اُردو شاعری میں منظر کشی کو یورپ کے فن کاروں کے مقابلے میں ہیچ جانتے ہیں۔ وہ متوسطین اور متاخرین کی مثنویات اور موجودہ دور کی نظموں کو منظر نگاری کی سند میں پیش کرتے ہیں۔ یقیناً اگر مثنویات اور موجود نظموں کو یورپ کے شاہکاروں سے مقابلے میں پیش کریں تو ان کی منظر کشی کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ لیکن اگر مرثیوں میں موجود منظر کشی کی اُردو ادب جلوہ نمائی کرے تو یہ دنیائے ادب کے آسمان سخن پر آفتاب بن کر نمودار ہوگی۔ صبح کا منظر ایک دلکش اور دل فریب منظر ہے ادبیات دنیا کے بعض عظیم شاعروں نے اس کو نظم کیا ہے۔ اُردو شاعری کا دامن بھی اس سے خالی نہیں لیکن جس طرح میر انیسؔ نے صبح کی منظر کشی کی ہے کوئی اور شاعر ان کے مقابل میں نظر نہیں آتا۔ نمونے کے طور پر صبح کی منظر کشی میں چند مصرعوں کو یہاں پیش کرتے ہیں۔

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور
وہ جابہ جا درختوں پہ تسبیح خواں طیور
ٹھنڈی ہوا میں سبزۂ صحرا کی وہ لہک
ہر برگ گل پہ قطرۂ شبنم کی وہ جھلک
پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم　　　کوکو" کا شور" نالۂ حق سرہٗ" کی دھوم

انیسؔ منظر نگاری کے دوران سننے اور پڑھنے والے کو ایک منظر کے اندر ہی دوسرے منظر کے نظارے کے لئے آمادہ کر دیتے ہیں اور یہ عمل اس خوبصورتی سے ہوتا ہے کہ کے ذہن کے کینوس پر پہلا عکس کچھ دُھندلا سا ہو جاتا ہے اور دوسرا نظارہ آہستہ آہستہ گہرا ہوتا جاتا ہے۔ اس مرثیہ میں جہاں انیسؔ صبح کی نیچرل عکاسی کر رہے ہیں وہیں پر ایک ایسی نماز جماعت کی مرقع کشی بھی کر رہے ہیں جو تاریخ اسلام کی عظیم جماعت کی نماز ہے۔ انیسؔ کو پہلے اس جماعت کے سردار کا مقام اور اس کی عظمت اور اس کے افراد کا تعارف کچھ اس طرح کرنا ہے کہ یہ برگذیدہ ہستیاں فرشتہ صفات کی حامل رہتی ہوئی بھی انسانی کردار اور اخلاق کی وہ بلند مرتبہ شخصیتیں باقی رہیں جو دوسرے انسانوں کیلئے قابل تقلید بن سکیں۔ امام حسینؑ کے خیمے کی عظمت ملاحظہ فرمائیے۔

وہ دشت اور وہ خیمۂ زنگارگوں کی شان　　　گویا زمیں پہ نصب تھا اک تازہ آسمان
بے چوبۂ سپہر بریں جس کا سائبان　　　بیت العتیق دیں کا مدینہ جہاں کی جان
اللہ کے حبیبؐ کے پیارے اسی میں تھے
سب عرش کبریا کے ستارے اِسی میں تھے

گردوں پہ ناز کرتی تھی اُس دشت کی زمیں　　　کہتا تھا" آسمانِ دہم" چرخ ہفتمیں

میر انیسؔ نے دو بندوں میں خیمۂ امام حسینؑ کی عظمت بیان کرتے ہوئے اس نیلے رنگ کے خیمے کو زمین پر آسمان،۔ بیت العتیق، دنیا کی جان، مرکز دین اور آسمان دہم کہا ہے جس میں اہلبیت رسولؐ مقیم تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فلک کے تمام تارے اور عرش کبریا کے تمام ستارے اس میں جمع ہو گئے ہیں۔

اعلیٰ ترین منظر کشی کے ساتھ اگر ادائیگی بھی عالی ہو تو اُس کا اثر دو آتشہ ہو جاتا ہے۔ شادؔ عظیم آبادی کہتے ہیں "جب میر صاحب نے" وہ دشت" کو سریلی اور بلند آواز میں کھینچا تو وسعت دشت آنکھوں میں پھر گئی۔ میر انیسؔ کی جو بات تھی کلیجہ کے اندر اتری چلی جاتی تھی"۔

منظر کشی کے دوران بھی انیسؔ نص مرثیہ سے ایک لحظہ کے لئے غافل نہیں ہوتے کیونکہ ان کے شعر کے مطابق۔

دبدبہ بھی ہو مصائب بھی ہوں توصیف بھی ہو　　　دل بھی محظوظ ہوں رقت بھی ہو تعریف بھی ہو

چنانچہ جہاں صبح کی منظر کشی میں تہلیل اور تسبیح کے ساتھ ساتھ پرند اور چرند کو مست دکھاتے ہیں وہیں ایک مصرعہ پر تشبیب کر کے اہلبیت رسولؐ کی مصیبت اور دشمنوں کے ہاتھوں اس چمن محمدیؐ کی بربادی کا ذکر کرتے ہیں۔

"یا حی یا قدیر" کی تھی ہر طرف پکار　　تہلیل تھی کہیں، کہیں تسبیح کردگار

طائر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں　　جنگل کے شیر ہونک رہے تھے کچھار میں

تشبیب منظر کشی میں دیکھیے ۔

کانوں میں اک طرف تھے ریاض نبیؑ کے پھول

خوش بو سے جن کی خلد تھا جنگل کا عرض و طول

اللہ رے خزاں کے دن اس باغ کی بہار　　پھولے سماتے تھے نہ محمدؐ کے گل عذار

ماہ عزا کے عشرۂ اول میں لٹ گیا　　وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لٹ گیا

پھر انیس تفصیل کے ساتھ نماز جماعت کی مرقع کشی کرتے ہیں جس کو ہم "تسلسل اور ہم آہنگی" کے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ نواب امداد امام اثر "انیس کی شاعری" میں لکھتے ہیں۔

طائر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں

جنگل کے شیر ہونک رہے تھے کچھار میں

اس شعر کی نسبت میرا گمان ہے کہ شاید میر صاحب خود اس شعر کی تمام خوبیوں سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ اس شعر سے وہی شخص حسب مراد متلذذ ہوسکتا ہے جو علم حیوانات سے باخبر ہے۔ ماننا چاہیے کہ صبح کے وقت طیور کو ہوا کے ساتھ محویت رہتی ہے۔ یہ محویت طیور کو ہوا کے ساتھ دوپہر اور شام کو نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ طیور قبل اس کے وہ تلاش رزق میں اُڑیں اپنے بازوؤں کو پرواز کے قابل بنالیتے ہیں۔ دوسرے ہرن کو سبزہ زار کے ساتھ محویت ہوتی ہے وہ بیشتر سبزہ زار ہی میں رہتی ہے۔ اس قسم کے ہرن شب میں چری نہیں کرتی اور چری کے عوض رات بھر جگالی کرتی ہیں۔ پس صبح ہوتے ہی چری میں مشغول ہوجاتی ہیں چونکہ صبح کو ان کو بھوک شدت کے ساتھ پیدا ہوجاتی ہے اور بھوک ان کو سبزہ زار کے ساتھ محویت پیدا کردیتی ہے۔ مصرع دوم میں "جنگل کے شیر" کی قید لگا دی۔ جاننا چاہیے کہ شیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک کا مسکن پہاڑ ہوتا ہے اور دوسرے کا جنگل۔ عادات اور خواص میں یہ دونوں شیر موافقت نہیں رکھتے۔ پہاڑی شیر رات بھر تلاش رزق میں۔ ادھر اُدھر پھر کر صبح کو پہاڑ کے کسی غار میں جو اس کا مسکن ہوتا ہے جا چھپتا ہے اور شام تک سورہتا ہے۔ یہ شیر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا مگر جو جنگل کا شیر ہوتا ہے وہ دن کچھار ہی میں بسر کرتا ہے اور صبح کو ہونکا کرتا ہے۔

اس مرثیہ میں منظر کشی کا کمال یہ بھی ہے کہ عاشورا کی دوپہر جب حسینیؑ فوج کا خاتمہ ہوگیا اور حسینؑ یکہ وتنہا رہ

گئےتو شاعر نے ناگہاں گرمی کا بیان شروع کیااور بڑی تفصیل سے تشبیہات استعارات،تمثیلات،محاورات،صنائع معنوی اور صنائع لفظی اور کئی ایسی صنعتیں جن کے ابھی تک نام نہیں فائدہ اٹھاتے ہوئے آٹھ بندوں میں گرمی کی وہ منظر کشی کی کہ اُردوادب میں اس کی مثال ملنا نہ صرف دشوار ہے بلکہ ناممکن ہے۔ یہاں گرمی کے موضوع کو بیان کرتے ہوئے گرمی سے مربوط تقریباً تمام نکات اور لوازمات کوایسا بیان کیا ہے کہ اس میں مزید اضافہ کا امکان نظر نہیں آتا۔زبان کا شمع کی طرح جلنا،لوں اور حرارت کے الاماں،آب خنک کوخلق کا ترسنا،ہوا سے آگ برسنا، آفتاب کی حدت،تب وتاب کی شدت،دھوپ کا کالا رنگ،نہر کے لبوں کا سوکھنا،حبابوں کا تپنا،فرات کے پانی کا کھولنا،سمندر کا مچھلیوں کے ساتھ رہنا،پتھروں کا پگھلنا،پھولوں اور سبزیوں سے رنگوں کا اُڑنا،سایا کا کنویں میں اُترنا،نخلِ چنار کا جلنا،شاخوں کا کانٹا ہونا۔پتوں کا زرد ہونا،مردم کا عرق میں تر ہونا،نگاہ کے پاؤں میں آبلے پڑنا، زمین کو بخار آنا،دانوں کا بھن جانا،جوالہ،انگارے،شرر کے ساتھ پانی کا آگ،موج کا تیغ اور ماہی کا کباب ہو جانا،برق کا بادلوں میں چھپنا،نہنگوں کا سمندر کی تہوں میں رہنا،چرخ اثیر میں آگ کا بھڑکنا اور کرہ زمہریر میں بادلوں کا چھپنا اپنی آپ مثال ہے۔

چونکہ یہ منظر کشی معجز بیانی ہے اس لئے تمام آٹھ بند یہاں پیش کئے جاتے ہیں ؎

گرمی کا روز جنگ کی کیوں کر کروں بیاں ذر ہے کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زباں
وہ لوں کہ الحذر وہ حرارت کہ الاماں رن کی زمیں تو سرخ تھی اور زرد آسماں
آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

وہ لوں، وہ آفتاب کی حدت، وہ تاب وتب کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب
خودنہرِ علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب خیمے جو تھے حبابوں کے، تپتے تھے سب کے سب
اڑتی تھی خاک،خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

جھیلوں سے چار پائے نہ اُٹھتے تھے تابہ شام مسکن میں مچھلیوں کے سمندر کا تھامقام
آہو جو کاہلے تھے،تو چیتے سیاہ فام پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ مومِ خام
سرخی اڑی تھی پھولوں سے ،سبزی گیاہ سے

پانی کنوؤں میں اترا تھا سائے کی چاہ سے

کوسوں کسی شجر میں نہ گل تھے، نہ برگ و بار ایک ایک نخل جل رہا تھا صورتِ چنار
ہنستا تھا کوئی گل، نہ لہکتا تھا سبزہ زار کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخِ باروار
گرمی یہ تھی کہ زیست سے دل سب کے سرد تھے
پتے بھی مثلِ چہرۂ مدقوق زرد تھے

آب رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر اِدھر اُدھر
مردم تھی سات پردوں کے اندر عرق میں تر خس خانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر
گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں!

شیر اُٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدّر غبار سے گردوں کو تپ چڑھی تھی زمیں کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھُن جاتا تھا، جو گرتا تھا دانہ زمین پر

گرداب پر تھا شعلۂ جوّالہ کا گماں انگارے تھے حباب، تو پانی شرر فشاں
منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں تہ میں تھے سب نہنگ، مگر تھی لبوں پہ جاں
پانی تھا آگ، گرمی روزِ حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی، کباب تھی

آئینۂ فلک کو نہ تھی تاب و تب کی تاب چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب
سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو اضطراب کافورِ صبح ڈھونڈتا پھرتا تھا آفتاب
بھڑکی تھی آگ گنبدِ چرخِ اثیر میں
بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر میں

یہاں گرمی کا بیان مبالغہ تک پہنچ کر بھی سننے اور پڑھنے والے کے لئے حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ مبالغہ خود فنِ شعر میں صنعت مانا جاتا ہے۔ ان آٹھ بندوں میں دو عالم کی گرمی کو بیان کر کے تمام گرمی کو صرف ایک مصرعہ سے تشبیب

کر کے امامِ مظلوم کے سر پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ یہ ہے میر انیسؔ کا فن۔ میر انیسؔ کی دعا درگاہِ رب العزت میں مستجاب ہوئی۔ ع نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یارب

اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہِ اُمم (۱۰۲) نہ دامنِ رسولؐ تھا، نہ سایۂ علم
شعلے جگر سے آہ کے اُٹھتے تھے دم بہ دم اودے تھے لب، زبان میں کانٹے، کمر میں خم
بے آب تیسرا تھا جو دن میہمان کو
ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو

دقیق نیچر کا مطالعہ منظر کشی کی جان ہے۔ مچھلیوں کی جلد کو کس نے نہیں دیکھا؟ پانی میں سانس لیتی ہوئی مچھلیوں کے منہ کو کسی نے نہیں دیکھا؟ نہنگ سمندروں کی گہرائیوں میں ہوتے کس نے نہیں سُنا۔ موج گرداب، بہتا دریا اور پانی پر بلبلوں کو ہر شخص دیکھتا ہے لیکن جب میر انیسؔ نے اسے دیکھا تو دوسرے ہی رنگ میں دیکھا چنانچہ ان مشاہدات کو حسن تعلیل کے زیور سے آراستہ کر کے پیش کیا تو وہ کلام کا حسن اور تجلیل بن گئے۔

ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر منہ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن ادھر اُدھر
بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر تھے تہ نشیں نہنگ مگر آب تھے جگر
دریا نہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے

بعض تنقید نگاروں نے میر انیسؔ کی اس مبالغہ آرائی پر اعتراض کیا ہے لیکن بزرگ علمائے ادب جن میں شبلیؔ، نظم طباطبائی، مسعود حسن ادیبؔ، ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری اور احتشام حسین شامل ہیں وہ تخیل کے کذب کو روا رکھتے ہیں اور نظامیؔ کے اس شعر سے استدلال کرتے ہیں۔

در شعر مپیچ و در فنِ او زاں اکذب اوست احسنِ او
اگر شعری تخیل بالکل سچائی کے مطابق اور مماثل ہو جائے تو پھر شعریت باقی نہیں رہتی۔

دندانِ تو جملہ در ہانند چشمانِ تو زیرِ ابروانند
نظم طباطبائیؔ کہتے ہیں ''شعر کو خلاف واقعہ سمجھنا خدا گواہ ہے کوتاہ نظری ہے'' حقیقت یہ ہے کہ میر انیسؔ کو مورخ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک فطری عظیم شاعر کی طرح دیکھنا چاہیے۔

ڈاکٹر اکبر حیدری اپنے ایک مضمون "مرثیہ بحظ انیس" (مطبوعہ طلوع افکار کراچی بابت جون 1998ء) میں لکھتے ہیں کہ

"انیس اردو کے عظیم رزم نگار (Epic Poet) ہیں اور اس فن میں یکتا و تنہا تھے۔ وہ خالص شاعر تھے۔ شاعر اور مورخ میں فرق ہے۔ مورخ واقعات گذشتہ کو جو حقیقتاً وقوع پذیر ہوتے ہیں ان کو مختصر ترین الفاظ اور اشاروں اشاروں میں پیش کرتا ہے۔ برعکس اس کے ایک قادر الکلام شاعر بیک جنبش قلم قرین قیاس ناممکنات کو خلاف قیاس ممکنات پر ترجیح دیتا ہے۔ یعنی وہ مبالغہ آمیز واقعات کی اس ترتیب اور حسن سلیقہ سے منظر کشی کرتا ہے کہ قارئین کو یقین ہو جاتا ہے کہ ایسے واقعات ضرور رونما ہوئے ہونگے، جب کہ اصلیت میں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ہے۔

بعض نگاہ غلط انداز ناقدین میر انیس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے مرثیوں میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔ شاید وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ انیس اصل میں شاعر ہیں نہ کہ مورخ۔ مورخ مبالغہ آرائی سے گریز کرتا ہے۔ سچا مورخ وہی کہلاتا ہے جو کتب تواریخ میں غیر جانبدار ہو کر اصل واقعات کی نشاندہی کرتا ہے۔ فن تنقید نگاری کے بانی ارسطو نے شاعر (رزم نگار) کے لئے یہ لازم و ملزوم قرار دیا کہ وہ مبالغہ (The Etement of Wonderful) سے قارئین کو محظوظ کرے۔ وہ بوطیقا میں لکھتا ہیں کہ:۔

" The Poet should prefer probable Impossibilites to improper possibilites"

انیس کے اکثر و بیشتر مرثیے رزمیہ (EPIC) اصولوں کے تحت آتے ہیں۔ انیس نے ماحول کے گرد و پیش حالات سے متاثر ہو کر مبالغہ کے لئے ایک نئی راہ نکالی اور بحیثیت شاعر اپنی قوت متخیلہ سے قارئین کی لطف اندوزی کے لئے ایسے واقعات بھی بیان کئے کہ جن کا کوئی وجود نہیں تھا۔ لیکن پڑھنے والا ان کو درست سمجھتا ہے۔ ذیل میں انیس کے صنعت مبالغہ کی ایک خوبصورت مثال پیش کی جاتی ہے۔

گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں
منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں تہ میں تھے سب نہنگ مگر تھی لبوں پہ جاں
پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

اس بند میں شاعر نے اس گرمی کی شدت کا اثر بیان کیا جو صحرائے کربلا میں روز عاشورا رونما ہوا تھا۔ اس کا حال

کتب تواریخ کے علاوہ احادیث میں بھی ملتا ہے۔یعنی بھوک، پیاس اور لشکر اعدا کے علاوہ امام عالی مقام کا مقابلہ دھوپ کی تپش کے ساتھ بھی تھا۔ہم نے ہندوستان کے کچھ گرم علاقے بھی دیکھے ہیں جہاں گرم ہوائیں چلتی ہیں اور پابرہنہ چلنے والوں کے چھالے پڑ جاتے ہیں۔شدت گرمی سے پانی کھولا ہوا محسوس ہوتا ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ اوپر کے بند کے بارے میں بھارت کے سابق چیف جسٹس اور نائب صدر جمہوریہ ہند جسٹس محمد ہدایت اللہ مرحوم نے ستمبر 1983ء میں کشمیر یونیورسٹی کے جلسۂ تقسیم اسناد (Convocation) کے موقعہ پر اپنے ایڈرس میں کشمیر اور ہندوستان کی آب و ہوا کے بارے میں انیسؔ اور عرفیؔ کا موازنہ کیا اور عرفیؔ کا یہ شعر پیش کیا ؎

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید
گر مرغ کباب است کہ با بال و پر آید

''یعنی اگر کوئی ''مرغ کباب'' وارد کشمیر ہو جائے تو اس کے نئے بال و پر نکل آئیں گے۔ برعکس اس کے ہندوستان میں ایسی گرمی پڑتی ہے کہ اگر مچھلی تہِ آب سے ابھرنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ سیخ کا کباب بن جاتی ہے۔یہاں انیسؔ نے موج کو انگاروں پر رکھے ہوئے سیخ کے ساتھ تشبیہ دے کر کمال فن کا اظہار کیا ہے''

ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری نے صحیح کہا ہے کہ ''کتاب قدرت ایک تاریک کتاب ہے۔جس کے اوراق پر سوائے شعرا کے کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔اس ضیا میں ہر شئے ایک نئی تصنیف اور صورت میں مشاہدہ ہوتی ہے لیکن روشنی شعشۂ برق کی مثال دم زدن میں غائب ہو جاتی ہے اور پھر وہی ظلمت چھا جاتی ہے۔اس روشنی میں ہر رگ سنگ میں خون شہیداں اور ہر شرر سنگ میں جلوۂ یزداں نظر آتا ہے۔یہ کوئی شاعرانہ دروغ یا فریب نظر نہیں بلکہ مشاہدۂ حقیقت ہے۔جب شعرا گردوپیش کے مناظر اور واقعات کو دور از کار اور فوق الفطرت طور پر بیان کرتے ہیں تو وہ بیان اُن کے عینی اور یقینی نظارے پر مبنی ہوتا ہے''

پروفیسر مسعود حسن ادیبؔ لکھتے ہیں کہ ''انیس کی گرمی کی شدت کا بیان اس قدر طولانی اور اتنا مبالغہ آمیز کسی دوسری جگہ نہیں لکھا۔اس بیان میں جو مبالغہ کیا گیا ہے وہ جابجا غلو کی حد تک پہنچ گیا ہے مگر باکمال شاعر نے مبالغہ کے ساتھ اصلیت کی آمیزش اس ہوشیاری کے ساتھ کر دی ہے اور دونوں کو اس طرح دوش بدوش لے چلا ہے کہ گرمی کی شدت کا حقیقی احساس قدم قدم پر ہوتا جاتا ہے۔اس کے علاوہ حسن بیان ندرت تشبیہات، جدتِ استعارات، حسن تعلیل وغیرہ اتنی خوبیاں اس بیان میں بھر دی ہیں کہ سامعین پر ایک حیرت سی طاری ہو جاتی ہے اور ان کو مبالغہ اور اصلیت میں امتیاز کرنے کا ہوش نہیں رہتا۔مبالغہ کلام کی صنعتوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس میں

شک نہیں کہ یہ مقام اس صنعت کی بے مثل مثال ہے''

اس مرثیہ کے گرمی کے بیان میں انیسؔ نے اُن صنعتوں کو استعمال کیا جن سے کلام کا حسن بڑھتا ہے۔ بعض مصرعوں میں کئی کئی صنعتیں موجود ہیں اور بعض جگہ ایک صنعت کے اندر کئی کئی صنعتیں بھری ہوئی ہیں مگر وہ صنعتوں کو اتنا ابھرنے نہیں دیتے کہ سامع کے ذہن کو معنی سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لیں۔ ہم نے صنعتوں کے بارے میں تفصیل سے محاسن مرثیہ میں بحث کی ہے۔ یہاں صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ بقول پروفیسر ادیبؔ، صنعتوں کے استعمال میں میر انیسؔ اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، لیکن ان کا اصل کمال تو اس سادگی میں ظاہر ہوتا ہے، جس پر ہزار صنعتیں نثار ہیں۔

ڈاکٹر سلام سندیلوی نے ''مراثی انیسؔ میں منظر نگاری'' بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ''میر انیسؔ کی منظر نگاری میں یہ زبردست خامی ہے کہ اس میں تضاد ملتا ہے۔'' ریگستان میں چمن کا ہونا ممکن نہیں۔ جب چمن نہیں تو مرغان چمن ذکر خدا کیسے کریں گے۔ میر انیسؔ نے جنگل میں سرخ زرد پھولوں کا جو ذکر کیا ہے یہ بھی غیر فطری بیان ہے۔ ریگستان میں سرخ و زرد پھول کیسے اُگ سکتے ہیں۔ میر انیسؔ نے یہ بھی کہا ہے کہ ''وہ باروردرخت وہ صحراوہ سبزہ زار'' ریگستان میں بارور درخت اور سبزہ زار ہونا ممکن نہیں۔ میر انیسؔ یہ بھی فرماتے ہیں ''شبنم کے وہ گلوں پہ گہرہائے آبدار'' ریتی میں گل کہاں سے آئے ''پھولوں سے سب بھرا ہوا دامان کوہسار'' ریگستان کے میدان میں کوئی کوہسار نہیں۔ اس کے علاوہ ایک جگہ میر انیس نے فرات کو نہر کہا ہے۔ ''نہر فرات بیچ میں تھی مثلِ کہکشاں'' مگر فرات نہر نہیں بلکہ ایک دریا ہے۔ میر انیسؔ فرماتے ہیں'' تھے طائروں کے غول درختوں پہ بے شمار'' کوکو وہ قمریوں کی وہ طاؤس کی پکار'' ریگستان میں درخت کہاں جن پر طائروں کے غول بیٹھے ہوئے تھے۔ قمری سرو پہ بیٹھتی ہے اور ریگستان میں سرو کا درخت کیسے ہوگا'' وغیرہ وغیرہ۔

راقم کی نظر میں ڈاکٹر سندیلوی کے تمام اعتراضات کا جواب دینے سے بہتر خاموشی ہے۔ لیکن سرسری طور سے چند نکات کی توضیح ضروری بھی ہے۔ نہر فرات سے مراد ''نہر علقمہ'' ہے جس کو کئی مرثیوں میں انیس نے استعمال کیا ہے۔ کربلا میں دریائے فرات نہیں بلکہ نہر علقمہ گزرتی ہے چنانچہ ''نہر فرات بیچ میں تھی مثل کہکشاں'' سے مراد فرات کی نہر جس کا نام علقمہ ہے وہ بیچ میں کہکشاں کی طرح تھی۔ یہ ہے نتیجہ ایک دو مرثیے پڑھ کر اظہار نقد کرنے کا۔ اگر ڈاکٹر سندیلوی میر صاحب کے کئی مرثیے پڑھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ میر انیس نہر فرات اور دریائے فرات کے نام اور جغرافیہ سے واقف تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو کیا عراق کے دشت اور نخلستانوں کا علم ہے جن میں درخت، چمن،

گلکاریاں جھیلیں۔ چشمے۔ سبزہ۔ چرند۔ پرند۔ درند۔ پہاڑی سلسلے اور ریگستان سب ملتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا قمری سرو کے سوا کسی اور درخت پر نہیں بیٹھ سکتی۔ کیا کوکو' اور ''طاؤس'' عراق کی سرزمین پر اپنی بولی بھول جاتے ہیں؟ کیا ریگستان میں نخلستان نہیں ہوتے اور نخلستان میں درخت نہیں ہوتے اور درختوں پر پرندے نہیں بیٹھتے؟ اگر جواب نہیں دیں تو ضرور عراق اور حجاز کے ریگستان کا سفر کریں۔ ویسے بھی میر انیسؔ جغرافیہ کے معلم نہیں تھے بلکہ فطری عظیم شاعر تھے اور بقول شبلیؔ نعمانی ''شاعری میں اصلیت اور واقفیت کا لحاظ صرف اس لحاظ سے دیکھا جاتا ہے کہ شاعر ان باتوں پر یقین رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ ان باتوں پر یقین رکھتا ہے تو اس کی شاعری بالکل اصلی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے ''میر انیس اور صبح عاشورہ'' کے مضمون میں اسی موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ '' میر انیسؔ نے صبح عاشورہ میں جس حیات نو کا جلوہ دکھایا ہے وہ چمن کی جملہ علامات کے ساتھ وارد ہوئی ہے جس سے یہ گمان ہوسکتا ہے کہ میر انیسؔ نے جب ''صحرا'' کے بیان میں ایک سرسبز وشاداب خطۂ ارضی کی تصویر پیش کی جہاں طاؤس کا رقص بھی ہے اور پھولوں کی مہک بھی اور جہاں جھومتے ہوئے درخت بھی ہیں اور فرش خاک پر مخملین سبزہ بھی بچھا ہوا ہے تو اُن سے ایک واقعاتی غلطی سرزد ہوئی۔ لیکن اگر اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ انہوں نے قطعاً غیر شعوری طور پر چمن اور اس کی علامات سے تخلیق نو کے عمل کو پیش کرنے کا اہتمام کیا تو ان کا یہ اقدام بڑی حد تک فطری نظر آتا ہے۔ دراصل صبح عاشورہ کا یہ سارا منظر تمثیل کی زبان میں ایک ایسی نئی اور منور دنیا کے خلق ہونے کی نوید دے رہا ہے جو ہوا پھول شبنم مہک اور جست۔ غرض کہ ان تمام عناصر سے مل کر مرتب ہوگی جو سورج کی اولین شعاع کے لمس سے جاگ اٹھتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ صبح عاشورا تخلیق کائنات کے واقعہ کی بازآفرینی ہے اور یہی اس کا سب سے بڑا وصف ہے۔ غرضیکہ ڈاکٹر سندیلوی کا بیان غیر متوازن اور غیر سنجیدہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب انیسؔ کو شاعر کم اور مورخ زیادہ سمجھتے ہیں، جبکہ انیسؔ خالص شاعر ہیں اور مورخ نہیں انیس کا مبالغہ ارسطو کی بوطیقا کے عین مطابق ہے۔ انیسؔ کے معترضین کو Poetics کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

واقعہ نگاری۔ حقیقت یہ ہے کہ اُردو زبان میں واقعہ نگاری کی بنیاد صرف مرثیہ گویوں نے ڈالی ہے اور اس کو میر انیسؔ نے معراج کمال تک پہنچایا جس کی نظیر فارسی میں بھی ملنا مشکل ہے۔ معمولی طور پر کسی واقعہ کو نظم کرنا بڑی شاعری نہیں بلکہ واقعہ کے تمام جزئیات اور حالات کی کیفیات کو نظم کرنا صحیح شاعری ہے جس کے لئے شاعر کو نہ صرف قادر الکلام ہونا ضروری ہے بلکہ شاعر کو فطرت کا بڑا نکتہ داں ہونا چاہئے۔ میر انیسؔ چونکہ فطرت کے بڑے راز داں تھے اس لئے چھوٹے سے چھوٹا نکتہ ان کی نظر سے بچ نہ سکا اور اس کے ساتھ زبان پر کامل قدرت ان کو کسی

بھی حالت کونظم کرنے میں دشواری کا باعث نہ ہوئی۔

مرثیہ میں میر انیسؔ کی واقعہ نگاری دراصل ''سین'' کا درجہ رکھتی ہے۔ واقعہ نگاری میں ہر واقعہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے اس کے برخلاف ''سین'' اُس کیفیت کا نام ہے جو متعدد واقعات کے مجموعہ سے بنتا ہے۔ یہ میر انیسؔ کے مرثیے میں سین نگاری کا کمال ہے کہ ایک واقعہ سے دوسرے واقعہ کا جوڑ اس حُسن سے ملایا جاتا ہے کہ جوڑ معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس جوڑ سے شعر کی تاثیر دو چند ہو جاتی ہے۔ اس مرثیہ میں انیسؔ نے حضرت عون و محمد اور علم کے قضیہ کو بڑی تفصیل سے تخمیس (33) بندوں میں بیان کیا ہے۔ اگر چہ انیسؔ نے بعض مرثیوں میں جزوی طور پر اس قضیہ کو بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں بڑے خاص نفسیاتی، جذباتی، اخلاقی اقدار کو پیش نظر رکھتے ہوئے خوبصورت مکالمہ نگاری کے ساتھ بیان کیا ہے جن کا ذکر جدا جدا عناوین کے تحت ہوگا۔ اگر چہ یہ سب عناوین الگ الگ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ہیں کہ ان کو پوری طرح ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے ہم اجمالی طور پر یہاں صرف چند اشعار پیش کریں گے۔

میر انیسؔ واقعہ نگاری میں تسلسل کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ انہوں نے جس روایت کو نظم کیا اس میں حضرت زینبؑ کے بیٹے عون اور محمد خود کو علم لشکر حسینی کا حق دار سمجھتے ہیں کیوں کہ ان کے دادا جعفرؑ طیار اور نانا حضرت علیؑ صدر اسلام میں علمدار تھے اور اس کی سفارش کے لئے اپنی ماں سے درخواست کرتے ہیں تو حضرت زینبؑ ناراض ہو کر فرماتی ہیں کہ تم کو منصب اور علم کی خواہش ہے۔ جب کہ آج تو مرنے میں نام ہے۔ آخر میں امام عون و محمد کی تعریف کر کے حضرت زینبؑ سے فرماتے ہیں ''بہن جس کو تم کہو گے ہم اُس کو علمدار کریں گے۔'' چنانچہ حضرت زینبؑ حضرت عباسؑ کو علم کا مستحق قرار دیتی ہیں اور امام حسینؑ حضرت عباسؑ کو علم سپرد کر کے فرماتے ہیں۔

ع۔ لو، بھائی لو، علم یہ عنایت بہن کی ہے

تیغیں کمر میں دوش پہ شملے پڑے ہوئے

زینب کے لال زیرِ علم آ کھڑے ہوئے

گردانے دامنوں کو قبا کے وہ گل عذار مرفق تک آستینوں کو الٹے بہ صد وقار

جعفر کا رعب، دبدبۂ شیرِ کردگار بوٹا سے ان کے قد، پہ نمودار و نام دار

آنکھیں ملیں علم کے پھریرے کو چوم کے

رایت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے

گہہ ماں کو دیکھتے تھے، کبھی جانبِ علم   نعرہ کبھی یہ تھا کہ" نثارِ شہِ اُمم"
کرتے تھے دونوں بھائی کبھی مشورے بہم   آہستہ پوچھتے کبھی ماں سے وہ ذی حشم
کیا قصد ہے علیؑ ولی کے نشان کا
اماں، کسے ملے گا علم نانا جان کا ؟

کچھ مشورہ کریں جو شہنشاہِ خوش خصال   ہم مستحق ہیں، آپ کو اس کا رہے خیال
پاس ادب سے عرض کی ہم کو نہیں مجال   اس کا بھی خوف ہے کہ نہ ہو آپ کو ملال
آقا کے ہم غلام ہیں اور جاں نثار ہیں
عزت طلب ہیں، نام کے امیدوار ہیں

بے مثل تھے رسولؐ کے لشکر کے سب جواں   لیکن ہمارے جد کو نبیؐ نے دیا نشاں
خیبر میں دیکھتا رہا منہ لشکرِ گراں   پایا مگر علیؑ نے علم وقتِ امتحاں
طاقت میں کچھ کمی نہیں، گو بھو کے پیاسے ہیں
پوتے انہیں کے ہم ہیں، انہیں کے نواسے ہیں

نرغے میں تین دن سے ہے مشکل کشا کا لال   اماں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پائمال
پوچھا نہ یہ کہ "کھولے ہیں کیوں تم نے سر کے بال؟"   میں لُٹ رہی ہوں اور تمہیں منصب کا ہے خیال!
غم خوار تم مرے ہو، نہ عاشق امام کے
معلوم ہو گیا مجھے، طالب ہو نام کے"
زینبؑ کے پاس آکے یہ بولے شہہ زمنؑ
"کیوں تم نے دونوں بیٹوں کی باتیں سُنی بہن؟
نو دس برس کے سن میں یہ جرأت یہ دلولے!   بچے کسی نے دیکھے ہیں ایسے بھی من چلے
اقبال کیونکر ان کے نہ قدموں سے منہ ملے؟   کس گود میں بڑے ہوئے، کس دودھ سے پلے
بے شک یہ ورثہ دارِ جنابِ امیرؑ ہیں
پر کیا کروں کہ دونوں کی عمریں صغیر ہیں"

اب تم جسے کہو، اسے دیں فوج کا علم — کی عرض" جو صلاح شہِ آسماں حشم"
فرمایا" جب سے اُٹھ گئیں زہرائے باکرم — اس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم
مالک ہو تم، بزرگ کوئی ہو، کہ خرد ہو
جس کو کہو، اسی کو یہ عہدہ سپرد ہو"

بولی بہن کہ" آپ بھی تو لیں کسی کا نام — ہے کس طرف توجہِ سردار خاص و عام ؟
قرآں کے بعد ہے، تو ہے، بس، آپ کا کلام — گر مجھ سے پوچھتے ہیں شہِ آسماں مقام
شوکت میں، قد میں، شان میں، ہم سر کوئی نہیں
عباسِ نام دار سے بہتر کوئی نہیں"

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولے شہِ زمن — ہاں، تھی یہی علیؑ کی وصیت بھی، اے بہن!
اچھا، بلائیں آپ، کدھر ہے وہ صف شکن؟" — اکبر، چچا کے پاس گئے سُن کے یہ سُخن
کی عرض" انتظار ہے شاہِ غیور کو
چلیے، پھوپھی نے یاد کیا ہے حضور کو"

عباس آئے ہاتھوں کو جوڑے حضورِ شاہ — "جاؤ بہن کے پاس" یہ بولا وہ دیں پناہ
زینبؑ وہیں علم لیے آئیں بہ عزّ و جاہ — بولے نشاں کو لے کے شہِ عرش بار گاہ
"ان کی خوشی وہ ہے، جو رضا پنجتن کی ہے
لو بھائی، لو علم، یہ عنایت بہن کی ہے"

مرقع نگاری۔ منظر نگاری۔ واقعہ نگاری جب کمال کے درجے پر پہنچ جاتی ہے تو اُسے مرقع نگاری کہتے ہیں۔ اس مرثیہ میں انیسؔ نے چند اشعار گھوڑے کی ذاتی خوبیوں اور اس کی تعریف میں بیان کئے ہیں۔ صبح عاشورا گھوڑا آمادہ بہ جنگ ہے۔ یہ تر و تازہ اور مست ہے لیکن غصہ میں ہے اس لئے اس کی آنکھیں حلقوں سے باہر نکلتی معلوم ہوتی ہیں۔ دشمن سے باخبر ہے اس لئے وہ چلتے ہوئے ایک لمحہ ٹھہر کر اپنے کانوں کے رخ کو موڑ کر دشمن کے رخ کو جاننے کی کوشش کرتا ہے اور اسی حالات کے مطابق اپنی وضع چال، جوڑوں کی حرکات اور رفتار بدلتا ہے۔

مرقع نگاری دیکھئے ؎

غصے میں انکھڑیوں کے ابلنے کو دیکھئے　　　بن بن کے جھوم جھوم کے چلنے کو دیکھئے
سانچے میں جوڑ بند کے ڈھلنے کو دیکھئے　　　تھم کر کنوتیوں کے بدلنے کو دیکھئے
سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے
گھونگھٹ نئی دلہن کا ہے چہرہ پری کا ہے

یہی گھوڑا عاشورا کی دوپہر غیظ وغضب میں ڈوبا ہوا ہے۔اس پر امام زمانہ جہاد کے لئے سوار ہیں۔ حملے پر حملے ہو رہے ہیں۔گھوڑا زخمی ہے۔اس کے اعصاب اور وجدان پر قہر وغضب چھایا ہوا ہے۔

ڈھالیں لڑیں سپاہ کی،یا ابر گڑ گڑائے　　　غصے میں آ کے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے
ماری جو ٹاپ ڈر سے ہٹے ہرلعیں کے پاؤں　　　ماہی پہ ڈگمگاگئے گاؤ زمیں کے پاؤں
آتا تھا وہ کہ اسپ شہ دیں پلٹ پڑا　　　ثابت ہوا کہ شیر گرسنہ پلٹ پڑا

میر انیسؔ نے ایک ہی گھوڑے کی دو وقتوں میں دوجداگانہ تصویریں کھینچی ہیں۔یقیناً شاعرانہ مصوری اسی کا نام ہے اور انتخاب شاعرانہ اس کو کہتے ہیں۔شبلی لکھتے ہیں:

''شاعری درحقیقت مصوری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ماذیات اور محسوسات کی تصویر کھینچنا اس قدر دشوار نہیں جس قدر غیر محسوسات اور غیر مادی اشیاء کا نقشہ اتارنا مشکل ہے۔ماذیات اور محسوسات یعنی ایک درخت کی تصویر کھینچنا ہو تو مصور کا یہ کمال ہے کہ ہر چیز یعنی ٹہنیاں، پھل، پھول پتے ہر چیز کا نقشہ پورا کھینچ دے۔لیکن رنج،غم، جوش، محبت، غیظ، بےقراری، بےتابی، مسرت جو مادی چیزیں نہیں ہیں آنکھ ان کو محسوس نہیں کر سکتی لیکن دل پر اُن کا اثر ہوتا ہے اور یہ اثر سب پر یکساں نہیں ہوتا اس لئے ان کی ہو بہ ہو تصویر اتارنا مشکل ہے۔میر انیسؔ کا اصل جوہر یہیں آ کر کھلتا ہے اور یہیں ان کی شاعری کی حد ان کے ہم عصروں سے بالکل الگ ہو جاتی ہے''

انیسؔ کی مرقع کشی میں صرف ایک عالی عربی گھوڑے کی تصویر سامنے نہیں آتی بلکہ گھوڑے کی ذاتی خوبیاں جیسے جرار۔سبک رو۔بردبار۔خوش خو۔خانہ زاد، جواد۔دلدل نژاد۔وفاشعار اور رستم درع پوش وغیرہ سامع کے دل میں گھوڑے کے مقام اور منزلت کو زیادہ کرتے ہیں۔انیسؔ یہی نہیں بلکہ گھوڑے کی مستانہ چال کو کبک دری، تیز روی کو براق، یا کھر کو نئی دلہن کے گھونگھٹ اور چہرے کو پری۔جیسے اچھوتے مضامین کی تشبیہات اور استعارات سے

بھی رقم کرتے ہیں ۔

رستم تھا درع پوش کہ پاکھر میں راہوار   جرآر بردبار سبک رو وفاشعار
کیا خوش نما تھا زین طلا کار و نقرہ کار   اکسیر تھا قدم کا جسے مل گیا غبار
خوش خو تھا خانہ زاد تھا دلدل نژاد تھا
شبیرؑ بھی سخی تھے فرس بھی جواد تھا

میر انیسؔ کا ہر مرثیہ ایک خاص انداز اور خاص شکل رکھتے ہوئے بھی ایک خاص خصوصی چھاپ رکھتا ہے۔ اگر غم اور الم کا بیان جگر خراش ہے تو شادی اور خوشی کے مضامین فرحت خیز۔ صبح کا سماں ہو کررات کی اداسی، دریا کا گھاٹ ہو کہ تیغ کی کاٹ، گھوڑوں کی جست و خیز ہو کہ میدان کارزار، ہر چیز کی ایک سچی تصویر کھینچ دی اور حقیقت کا مرقع بنا کر کھڑا کر دیا۔ اسی لیے تو مولانا حامد حسن قادری نے تاریخ مرثیہ گوئی میں لکھا ''انیسؔ کے مرثیوں کی کسی جلد کو اٹھا کر دیکھو تو حیران رہ جاؤ گے۔ جس بات کو بیان کرتے ہیں اس حُسن و خوبی سے کہ اس سے بڑھ کر تصور میں نہیں آتی خود انیسؔ فرماتے ہیں ۔

قلم فکر سے کھینچوں جو کسی بزم کا رنگ   شمع تصویر پہ گرنے لگیں آ آ کے پتنگ
وہ مرقع ہو کہ دیکھیں اسے گر اہل شعور   ہر ورق میں کہیں سایا نظر آئے کہیں نور

تسلسل اور ہم آہنگی: بیانیہ شاعری میں مختلف واقعات کا تسلسل بیان شاعر کی عظمت اور شاعری پر گرفت کا ضامن ہوتا ہے

خود انیسؔ نے کہا تھا ۔

؎ نظم ہے یا دُر شہوار کی لڑیاں ہیں انیسؔ
؎ جوہری بھی اس طرح موتی پرو سکتا نہیں

یہ انیسؔ کی شاعرانہ تعلی نہیں بلکہ اپنی نظم پر صحیح ریویو ہے۔ آٹھ دس اشعار کی نظم میں سلسلہ برقرار کرنا ہے اور چھ سو اشعار کو اس طرح سے ترتیب دینا کہ ''ایک ایک لڑی نظم ثریا سے ہو عالی'' دوسری بات ہے۔ انیسؔ کا مرثیہ مطلع سے مقطع تک سامع اور قاری کو اس طرح اپنے ساتھ رکھتا ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی دور نہیں ہوتا کیوں کہ ذہن میں جو ایک شعر سے دوسرے شعر کا ربط برقرار رہتا ہے وہ آئندہ آنے والے اشعار کا یوں منظر بنا دیتا ہے کہ توجہ کسی اور طرف جا ہی نہیں سکتی۔ اس مرثیہ کے چہرے میں اٹھارہ بندوں میں امام حسینؑ کی جماعت کی نماز کے جزئیات کو

نظم کیا گیا ہے جو ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہیں جیسے ایک ہار میں پھول اور کلیاں۔ اور اگر کچھ درمیانی مصرعوں کو نکال بھی دیا جائے تو پھر بھی ''ہار'' کی طرح نظم کی ترتیب باقی رہتی ہے۔ ہم یہاں ان اشعار کے 78 مصرعوں میں صرف 28 مصرعوں کو پیش کرتے ہیں جس سے پڑھنے والے کو نظم کے تمام واقعات حالات اور کیفیات کا پورا پتہ چل جاتا ہے جو میر انیس کے مرثیہ کے تسلسل کی اہم دلیل ہے۔

1۔ پانی نہ تھا وضو جو کریں وہ فلک جناب
2۔ پر تھی رخوں پہ خاک تیمم سے طرفہ آب
3۔ ناگاہ چرخ پر خط ابیض ہوا عیاں
4۔ تشریف جانماز پہ لائے شہ زماں
5۔ صوت حسن سے اکبر مہ رونے دی اذاں
6۔ گویا صدا رسول کی کانوں میں آگئی
7۔ شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
8۔ بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں
9۔ صف میں ہوا جو نعرۂ قدقامت الصلوٰۃ
10۔ قائم ہوئی نماز اٹھے شاہِ کائنات
11۔ قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
12۔ بسم اللہ آگے جیسے ہویوں تھے شہِ حجاز
13۔ باہم مکبروں کی صدائیں وہ دل پسند
14۔ خوف خدا سے کانپتے تھے سب کے بند بند
15۔ خم گردنیں تھیں سب کی خضوع وخشوع میں
16۔ سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں
17۔ ہاتھ ان کے جب قنوت میں اٹھے سوئے خدا
18۔ خود ہو گئے فلک پہ اجابت کے باب وا
19۔ دنیا سے اٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود

20۔ وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود

21۔ فارغ ہوئے نماز سے جب قبلۂ انام

22۔ آئے مصافحہ کو جوانانِ تشنہ کام

23۔ تسبیح ہر طرف تہہ افلاک انہیں کی ہے

24۔ جس پر درود پڑھتے ہیں یہ خاک انہیں کی ہے

25۔ سجدے میں شکر کے تھا کوئی مرد باخدا

26۔ پڑھتا تھا کوئی حزن سے قرآں کوئی دعا

27۔ مولا اٹھا کے ہاتھ یہ کرتے تھے التجا

28۔ یارب مسافروں کی جماعت پہ رحم کر

تسلسل اور ہم آہنگی کے علاوہ ان بندوں میں شاعر نے حضرت علی اکبرؑ کی اذان کی کیفیت اور اس کا اثر انسان، حیوان، شجر اور حجر پر دکھا کر خیمہ میں بی بیوں کو متاثر کیا ہے۔ پروفیسر ادیبؔ کے قول کے مطابق اذان اور نماز کا ایسا دلکش مرقع اور کہیں نہیں ملتا۔ منظر نگاری میں جزئیات کا سلسلہ وار بیان میر صاحب کا کمال ہے۔ اس مرثیے میں امام حسینؑ کے اہلِ بیتؑ، انصار اور اصحاب نے جس طرح نمازِ صبح عاشورا پڑھی اس کا ذکر قاری کو اُس کی مرقع کشی میں گم کر دیتا ہے اور وہ خود بھی دشتِ کربلا میں اس جماعت میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس مرقع کشی کا مزا تو مرثیے میں اس کے تمام بندوں کو پڑھنے میں ہے لیکن یہاں ہم صرف یہ بتانے کے لئے کہ میر انیسؔ نے کس طرح جزئیاتِ نماز کو بیان کرنے کے لئے ان اشعار کو ایک دوسرے سے ربط دے کر ان میں تسلسل برقرار رکھا اور کن کن الفاظ کو استعمال کیا۔ یہاں اُن کا اجمالی ذکر کرتے ہیں جو یہ ہیں:

خطِ ابیض۔ اذان۔ موذن۔ جانماز۔ سجادے۔ وضو۔ تیمم۔ نماز۔ جماعت۔ صف۔ مصلّٰی۔ قد قامت الصلوۃ۔ تکبیر۔ مکبّروں۔ بسم اللہ۔ حمد۔ قیام۔ قرأت قعود۔ رکوع۔ سجود۔ قنوت۔ تسبیح۔ درود۔ سجدۂ شکر۔ نعت۔ مناجات۔ مصافحے۔ معانقے۔ عجز۔ خضوع۔ خشوع۔ بندگی۔ خوفِ خدا۔ تضرّع۔ دعا۔ قرآن۔ آیتیں۔ مصحفِ ناطق اور لحنِ داؤدی وغیرہ۔

رزم نگاری: اُردو کی اصناف شاعری میں مرثیہ ہی وہ واحد صنفِ سخن ہے جو رزمیہ کے جملہ عناصر رکھتا ہے۔ میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ آسمانِ رزم نگاری کے آفتاب اور مہتاب بن کر مرثیہ کی دنیا میں ظاہر ہوئے اسی لئے شعر

وادب کے عالموں نے انہیں دنیا کے دیگر ممتاز رزم نگاروں جیسے ہومر، ورجل، والمیکی، دیاس، فردوسی ڈانٹے اور ملٹن سے تقابل کر کے ان اُردو کے ممتاز مرثیہ نگاروں کو ان سے کئی قدم آگے بتایا ہے۔ شبلی نے موازنہ میں رزم نگاری پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ ''رزمیہ کے مضامین یعنی لڑائی کی تیاری۔ معرکے کا زور وشور۔ تلاطم۔ ہنگامہ خیزی۔ ہل چل۔ شور وغل۔ نقاروں کی گونج۔ ٹاپوں کی آواز۔ ہتھیاروں کی جھنکار۔ تلواروں کی چمک دمک۔ نیزوں کی لچک۔ کمانوں کا کڑکنا۔ نقیبوں کا گرجنا پھر بہادروں کا میدان جنگ میں جانا۔ مبارز طلب ہونا۔ باہم معرکہ آرائی کرنا۔ لڑائی کے داؤں پیچ دکھانا اس کے ساتھ اسلحۂ جنگ اور دیگر سامان جنگ کی الگ الگ تصویر کھینچی جائے۔''

مرثیہ میں رزمیہ یا Epic کے یہ عناصر ہوتے ہوئے بھی یہ مضامین جدا ہیں۔ ہومر اور ورجل کے رزمیہ مضامین میں سفاکی، بے دردی اور غیر انسانی جذبات کو قوم پرستی کے جذبہ کے تحت سراہا گیا۔ والمیکی اور دیاس کے رزم ناموں میں انسانی ہمدردی اور عدم تشدد کے ساتھ ساتھ آریائی قوم کی برتری کو صحیح اور حق بجانب بتایا گیا۔ فردوسی کے شاہ نامے میں رزم نگاری کے ساتھ قومیت اور عصبیّت کا عنصر نظر آتا ہے۔ لیکن میر انیس کے مرثیوں میں سفاکی اور جارحیت کے بجائے شجاعت اور مظلومی کو سراہا گیا ہے۔ مرثیوں میں قوم پرستی کے بجائے انسانیت اور حُسنِ اخلاق اور روحانیت کو مقصد شاعری بنایا گیا ہے۔ پروفیسر احتشام حسین مقدمہ مراثی انیس میں لکھتے ہیں کہ ''کسی عظیم رزمیہ کے لئے عظیم واقعہ کا ہونا ضروری ہے۔ رزمیہ کی ساری باتیں کسی نہ کسی حیثیت سے مرثیے میں پائی جاتی ہیں بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ امام حسینؑ کی شخصیت کی عظمت اور واقعہ کربلا کی غیر معمولی نوعیت نے شاعر کی صلاحیتوں کو روبہ کار آنے میں مدد دی''۔ جہاں تک میر انیس کی رزم نگاری کا تعلق ہے بقول پروفیسر ادیب۔ میر انیس نے رزمیہ شاعری کی تقریباً ساری شرطیں پوری کر دی ہیں''۔

میر انیس نے فیض آباد اور لکھنو کے ادبی ماحول میں پرورش پائی۔ فنون سپاہ گری میں دسترس حاصل کی۔ شاہ نامہ فردوسی کا مطالعہ کر کے اپنے خیالات اور فن شاعری کا منبع ومخزن اور سرچشمہ بنایا اور رزم نگاری میں اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کی تصویریں ایسی کھینچی کہ بقول خود

ع۔ دکھلا دوں ہر ورق میں مرقع لڑائی کا

ع۔ خوں برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ

سطریں نہیں ورق پہ صفیں کار زار کی　　مصرع ہر اک دکھاے برش ذوالفقار کی

رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی　　بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی

یہ مرثیہ اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اس میں تقریباً اسّی بندرزم سے تعلق رکھتے ہیں۔رزمیہ مضامین میں سپاہی کا جنگی لباس پہننا، ہتھیار سجانا اور میدان جنگ میں آنا معمولی مضامین ہیں۔لیکن یہ میر صاحب کی قادرالکلامی اور معجز بیانی ہے کہ ان مسائل کو نظم کرتے ہوئے ایسے مطالب کی طرف ذہن کو موڑتے ہیں کہ مضمون کا حرف حرف پوری داستان معلوم ہوتا ہے۔ذیل کے مصرعوں میں حضرت علیؑ کی ذوالفقار اور حضرت حمزہؓ کی ڈھال اس لئے باندھتے ہیں کہ یہ دونوں ہستیاں کفار اور منافقین سے جہاد میں مصروف رہی تھیں اور اب امام حسینؑ کو بھی اسلام کا سب سے بڑا جہاد کرنا ہے۔

حمزہ کی ڈھال تیغ شہ لافتا کی تھی　　بر میں زرہ جناب رسولؐ خدا کی تھی

رزم نگاری بھی ایک قسم کی منظر نگاری اور واقع نگاری ہے، جس میں رزمیہ خصوصی مضامین نظم ہوتے ہیں۔لیکن جب رزم نگاری سہ بعدی (Three dimensional) کیفیت حاصل کر لیتی ہے تو وہ مرقع نگاری بن جاتی ہے جس کی مثالیں میر انیسؔ کے مرثیے میں فراوان نظر آتی ہیں۔لشکرِ حسینیؑ کی میدان میں آمد دیکھئے۔

گھوڑوں کی لیں سواروں نے باگیں، علم بڑھا　　رایت بڑھا کہ سرورِ ریاض ارم بڑھا
پھولوں کو لے کے باد بہاری پہنچ گئی　　بستان کربلا میں سواری پہنچ گئی

علم سپاہ کا نشان ہے۔ایک طرف دشمن کے پرچم کو میر صاحب نے ایک ہی مصرع میں جھکا دیا۔

ع　جھکنے لگے جنودِ ضلالت کے بھی نشان

دوسری طرف علمِ حسینیؑ کی بلندی کو ''سرورِ ریاض ارم'' ''رایت بڑھا کر سرورِ ریاض ارم بڑھا'' اور پنجہ کی چمک دمک کو اس طرح نظم کیا کہ آفتاب اس کے سامنے کم نور ہو گیا۔علم کی ڈھٹی اور ان سے منعکس ہونے والی شعاعوں سے جو اچھوتے خیالات نظم کئے ہیں اُن کا جواب اُردو شاعری میں ملنا مشکل ہے۔

پنجہ ادھر چمکتا تھا اور آفتاب اُدھر　　اُس کی ضیا تھی خاک پر ضو اس کی عرش پر
زر ریزی علم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر　　دولہا کا رخ تھا سونے کے سہرے میں جلوہ گر
تھے دو طرف جو دو علم اُس ارتفاع کے
الجھے ہوئے تھے تار، خطوطِ شعاع کے

گھوڑوں کی جست و خیز، ان کے سڈول بدن کی پھرتیاں، ان کی رفتار اور حرکات کو چند بندوں میں بہت ہی خوب صورت انداز میں باندھا ہے جو رزم نگاری کا اہم جزو تصور کیا جاتا ہے۔تکرار اور توارد سے بچنے کے لئے ہم

صرف دو تین مثالوں کو پیش کریں گے۔

اترا ہے پھر زمیں پہ براق آسمان سے (رفتار)
سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے (چال)
گھونگھٹ نئی دلہن کا ہے چہرہ پری کا ہے (صورت)
بالا دوی میں اس کو ہما پر بھی فوق ہے (جست و خیز)
رستم تھا درع پوش کہ پاکھر میں راہوار (لباس)
جرار بردبار سبک رو وفا شعار (خصوصیات)
غصے میں آ کے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے (غصہ)

اس مرثیہ میں میر انیسؔ نے پنتالیس بندوں میں امام حسینؑ کی جنگ لکھی جو امام کی امامت، جلالت، روحانیت، حقانیت، شجاعت، عدم تشدد، نفس مطمینہ کے ذکر کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ امام کی جنگ اتنی مفصل کسی اور مرثیے میں نظر نہیں آتی۔ پہلے پندرہ بند میں تلوار کی تعریف، جس میں تلوار چلانے والے کی بھی تعریف شامل ہے۔ پھر تیرہ بندوں میں امامؑ کی شمشیر زنی اور آخری سترہ بندوں میں شدید جنگ کو نظم کر کے آخر میں بین اور شہادت پر بیس بند لکھے گئے ہیں۔ تلوار کا ذکر یوں شروع ہوتا ہے ؎

جلوہ دیا جری نے عروس مصاف کو
مشکل کشا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

میر انیسؔ نے اس مرثیہ میں امام حسینؑ کی تلوار کی چمک کی روشنی میں اسلامی اور غیر اسلامی خلط ملط کو ایسا جدا اور ایک دوسرے سے صاف علاحِدہ دکھایا کہ پھر کسی کو حق سے باطل کو جدا کرنے میں دشواری نہ رہی۔ ذوالفقار کی تیزی اور کاٹ نے خیر کو شر سے، عدل کو ظلم سے اور اسلام کو نفاق سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا۔

تلوار کا میان سے جدا ہونا ایک معمولی عمل ہے لیکن مصور قدرت، شاعر فطرت میر انیسؔ کے لئے یہ عمل تغزل اور تخیل کی آماج گاہ بن جاتا ہے۔ یہاں تلوار کا میان سے جدا ہونا، عشق سے معشوق، مہتاب سے روشنی، گل سے بُو اور رگ سے لہو کا جدا ہو جانا بن جاتا ہے۔ تلوار میان سے نکلی یا ابر سے بجلی یا محمل سے لیلا۔ علامہ ثعلبی نے لکھا ہے کہ ''متنبی کے محاسن میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ لڑائی کے بیان میں غزل کے الفاظ استعمال کرتا ہے جن کی پہلی کوئی نظیر نہیں ملتی اور ان میں وہ منفرد ہے۔'' اُردو شاعری میں رزمیہ بیان میں غزل کے عشقیہ الفاظ میر انیسؔ کے مرثیوں

میں فراوان نظر آتے ہیں ۔

کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا　　جیسے کنار شوق سے ہو خوب رو جدا
مہتاب سے شعاع جدا ، گل سے بُو جدا　　سینے سے دم جدا رگ جاں سے لہو جدا
گرجا جو رعد ابر سے بجلی نکل پڑی
محمل میں دم جو گھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

تلوار کی چمک کو کئی طرح سے بیان کیا ہے اور نئے نئے رزمیہ مضامین باندھے گئے ہیں ۔

یوں تیغ تیز کو ندگئی اس گروہ پر　　بجلی تڑپ کے گرتی ہے جس طرح کوہ پر
گرمی میں برق تیغ جو چمکی شرر اُڑے　　جھونکا چلا ہوا کا جو سَن سے تو سر اُڑے
آئی چمک کے غول پہ جب سر گرا گئی　　سیل آئی زور شور سے جب گھر گرا گئی
اللہ رے تیزی و برش اس شعلہ رنگ کی　　چمکی سوار پر تو خبر لائی تنگ کی
اس آب پر یہ شعلہ فشانی خدا کی شان　　پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
خاموش اور تیز زبانی خدا کی شان　　استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان
چمکی تو الامان کا غُل چار سو ہوا　　جو اس کے منہ پر آگیا بے ابرو ہوا
رکتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے　　چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کی آنچ سے
چمکی جو فرق پر تو نکل آئی تنگ سے　　رکتی نہ تھی سپر سے نہ آہن نہ سنگ سے
خالق نے منہ دیا تھا عجب آب و تاب کا　　خود اس کے سامنے تھا پھپھولا حباب کا
غُل تھا کہ برق گرتی ہے ہر درع پوش پر　　بھاگو خدا کے قہر کا دریا ہے جوش پر
بجلی گری جو خاک پر تیغ جناب کی　　آئی صدا زمین سے یا بوتراب کی

انیس کے مرثیوں میں ذوالفقار تلمیح بن کر سننے والوں کو یہ بتاتی ہے کہ جنگ کربلا اسلام کی عظیم ترین جنگوں میں شمار ہوتی ہے اور یہاں اس کے جوہر پوری طرح یوں آشکار ہوئے کہ ہاتف کی ندا آئی ہے۔

آئی ندائے غیب کہ شبیرؑ مرحبا　　اس ہاتھ کے لئے تھی یہ شمشیر مرحبا
یہ آبرو یہ جنگ یہ توقیر مرحبا　　دکھلا دی ماں کے دودھ کی تاثیر مرحبا
غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر

بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

تلوار کے مضمون پر انیسؔ نے ''پانی'' اور'' آب'' سے عجیب مطالب نکالے ہیں جو میر صاحب کے خدائے سخن ہونے کی دلیل ہیں

آ پہنچا اس کے گھاٹ پہ جو مر کے رہ گیا　　دریا لہو کا تیغ کے پانی سے بہہ گیا
نقشہ کھینچے گا صاف صفِ کار زار کا　　پانی دوات چاہتی ہے ذوالفقار کا
واں سے وہ شور بخت بڑھا نعرہ مار کے　　پانی بھر آیا منہ میں اِدھر ذوالفقار کے
لہرائی جب اتر گیا دریا چڑھا ہوا　　نیزوں تھا ذوالفقار کا پانی بڑھا ہوا

تلوار کے بندوں کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب فنون سپاہ گری خصوصاً شمشیر زنی کے قاعدوں اور اصطلاحوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ ارسطو بوطیقا میں کہتا ہے'' رزمیہ شاعری کی مسّرت زبان کی آرائش، روانی اور راگ (بحر) کے انتخاب سے پیدا کی جاتی ہے''

اس کے علاوہ رزمیہ عناصر کی تصویر کشی میں بندش الفاظ، تشبیہات اور استعارات سے زیادہ شاعر کی قدرت زبان، قادرالکلامی اور انداز بیان کو بہت دخل حاصل ہے۔ یہ تمام کیفیات میر صاحب کے پاس موجود ہیں۔ چونکہ میر صاحب کو جن کرداروں کو پیش کرنا تھا وہ حقیقی اور صحیح کردار تھے اس لئے ان کی رزم نگاری اور بھی دلکش اور حقیقی ہو گئی۔

ذیل کے اشعار سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ میر صاحب کو میدان جنگ میں جو ساز و سامان استعمال ہوئے تھے اُن سے کامل واقفیت تھی۔ صفیں اور ان سے مربوط اصطلاحات کو ایسا نظم کرتے ہیں جیسے میر صاحب خود سپہ سالار رہے ہوں۔

جوشن پہن کے حضرت عباسؑ نامور　　دروازے پر ٹہلنے لگے مثلِ شرزر
شوکت میں رشکِ تاج سلیمان تھا خود سر　　کلغی پہ لاکھ بار تصدق ہُما کے پر
ع۔ دستانے دونوں فتح کے مسکن ظفر کے گھر

حمزہ کی ڈھال تیغ شہ لافتا کی تھی　　بر میں زرہ جناب رسولؐ خدا کی تھی
قلب و جناح و میمنہ و میسرہ تباہ　　گردن کشانِ اُمت خیر الورا تباہ
صف پر صفیں پروں پہ پرے پیش و پس گرے　　اسوار پر سوار، فرس پر فرس گرے
اُٹھ کر زمیں سے پانچ جو بھاگے تو دس گرے　　مخبر پہ پیک، پیک پہ مرکر عسس گرے

ع۔ پیکاں کدھر ہے تیر کا سوفار ہے کدھر

مردم کی کش مکش سے کمانوں کو تھا یہ ڈر گوشوں کو ڈھونڈتی تھیں زمیں پر جھکائے سر
ترکش سے کھینچے تیر کوئی یہ جگر نہ تھا سیسر پہ جس نے ہاتھ رکھا تن پہ سر نہ تھا

ع۔ دو کر کے خود زین پہ جوشن سے آگئی۔

اس مرثیہ میں امام کی شمشیر زنی کو جس انداز سے میر انیسؔ نے پیش کیا ہے اس کا مقام فردوسیؔ کے شاہ نامے کے کرداروں سے بہت عالی اور قابل مقایسہ نہیں ہے۔

جس پر چلی وہ تیغ دو پارہ کیا اُسے کھینچتے ہی چار ٹکڑے دو بارہ کیا اُسے
واں تھی جدھر اجل نے اشارہ کیا اُسے سختی بھی کچھ پڑی تو گوارا کیا اُسے
نہ زیں تھا فرس پہ، نہ اسوار زین پر
کڑیاں زرہ کی بکھری ہوئی تھیں زمین پر

منہ کس طرف ہے تیغ زنوں کو خبر نہ تھی سرگر رہے تھے اور تنوں کو خبر نہ تھی

ہاتھ اور پاؤں سے مضامین کی آرائش دیکھئے۔

دشمن جو گھاٹ پر تھے وہ دھوئے تھے جاں سے ہاتھ گردن سے سر الگ تھا جدا تھے عناں سے ہاتھ
توڑا کبھی جگر کبھی چھیدا سناں سے ہاتھ جب کٹ کے گر پڑیں تو پھر آئیں کہاں سے ہاتھ
اب ہاتھ دست یاب نہیں منہ چھپانے کو
ہاں پاؤں رہ گئے ہیں فقط بھاگ جانے کو

بدہاتھ میں شکست ظفر نیک ہاتھ میں ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

اس مرثیہ میں تلوار اور گرمی کے مضامین کو بعض مورخیں اور تنقید نگاروں نے مبالغہ اور بعید حقیقت کہہ کر میر انیسؔ کی معجز نمائی پر خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان کے جواب میں مولانا شبلی نعمانی کے بیان کو موازنہ انیس و دبیر سے پیش کرتے ہیں "شاعری میں اصلیت اور واقفیت کا لحاظ تاریخی حیثیت سے نہیں کیا جاتا بلکہ صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ شاعر کو ان باتوں کا یقین ہے یا نہیں۔ اگر وہ ان باتوں پر یقین رکھتا ہے ان کے اثر سے لبریز ہے اور جس قدر اس کے دل پر اثر ہے اُسی جوش کے ساتھ اس کا اظہار بھی کرتا ہے تو اس کی شاعری بالکل اصلی ہے۔ انیسؔ کو قطعی یقین ہے کہ امام حسینؑ تمام عالم کے کاروبار کے مالک ہیں۔ جن، شجر، حجر اور سب ان کے محکوم ہیں۔ ان کا غیظ میں

آتا پروردگار کو غیظ میں آتا ہے، اس صورت میں اگر ان کی حملہ آوری سے زمین و آسمان دہل جائیں اور دنیا متزلزل ہو جائے تو استعجاب کی کیا بات ہے"

گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے　　کوثر یہیں رسولؐ کے احکام لے کے آئے
روح الامیں زمیں پہ مرا نام لے کے آئے　　لشکر مَلک کا فتح کا پیغام لے کے آئے

چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
الٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

میر انیسؔ کے پاس مرثیوں میں وصفیہ شاعری کا وہ حصہ جس میں مخالف طاقتوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں پیش کیا جاتا ہے بڑا اہم اور متاثر کرنے والا ہوتا ہے۔ اس میں صرف وہی شاعر کامیاب ہوتا ہے جو قادر الکلام اعجاز بیان اور لفظوں کا خالق ہو۔ شبلی موازنہ میں لکھتے ہیں " بلاغت کا ایک نازک موقع وہاں پیش آتا ہے جہاں حریف و مخالف کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔ اگر دشمن کو حقیر اور ذلیل ثابت کیا جائے تو اُس کے مقابلے میں فتح مند کا مرتبہ گھٹ جاتا ہے اور اگر شان و شوکت دکھائی جائے تو مذہبی خیال کے خلاف ہوتا ہے۔ ایسے مشکل موقعوں کو میر انیسؔ نے جس کمال سے طے کیا ہے کوئی دوسرا شاعر شاید ہی کر سکے"

اس مرثیہ میں دو شامی پہلوانوں کی تصویر کشی اور ان کے صفات کا ذکر جس خوبی سے کیا گیا ہے اس کی توضیح اور تشریح کے بغیر دونوں بندوں کو یہاں پیش کیا جاتا ہے جو اوپر بیان کئے گئے، مطالب کو روشن کرنے کے لئے کافی ہیں۔ میر انیسؔ کا ان اشعار میں یہ کمال بھی مخفی ہے کہ جس پہلوان کو اُس کی تلوار زنی پر ناز تھا اُسے امام نے اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کئے اور جس پہلوان کو گرز پر بھروسہ تھا امامؑ نے اُسے گرز سے ہی واصل جہنم کیا۔

بالا قد و کلفت و تنو مند و خیرہ سر　　روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر
ناوک پیام مرگ کے ترکش اجل کا گھر　　تیغیں ہزار ٹوٹ گئیں جس پہ وہ سپر

دل میں بدی طبیعت بد میں بگاڑ تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

ساتھ اُس کے اور اسی قد و قامت کا ایک یل　　آنکھیں کبود، رنگ سیہ ابرؤں پہ بل
بدکار و بد شعار و ستم گار و پُر دغل　　جنگ آزما بھگائے ہوئے لشکروں کے دل

بھالے لئے کسے ہوئے کمریں ستیز پر

نازاں وہ ضرب گرز پہ یہ تیغ تیز پر

نیزہ ہلا کے شاہ پہ آیا وہ خود پسند مشکل کشا کے لال نے کھولے تمام بند
تیر و کماں سے بھی نہ ہوا کچھ وہ بہرہ مند چلہ ادھر کھنچا، کہ چلی تیغ سر بلند
وہ تیر کٹ گئے، جو درآتے تھے سنگ میں
گوشے نہ تھے کماں میں نہ پیکاں خدنگ میں

ظالم اٹھا کے گرز کو آیا جناب پر طاری ہوا غضب خلفِ بوتراب پر
مارا جو ہاتھ، پاؤں جما کر رکاب پر بجلی گری شقی کے سرِ پُر عتاب پر
بدہاتھ میں شکست ،ظفر نیک ہاتھ میں
ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

کچھ دست پاچہ ہو کے چلا تھا وہ نابکار پنجے سے پر اجل کے کہاں جا سکے شکار
واں اس نے بائیں ہاتھ میں لی تیغِ آب دار یاں سر سے آئی پشت کے فقروں پہ ذوالفقار
قربان تیغ تیز شہِ نام دار کے
دو ٹکڑے تھے سوار کے،دو راہوار کے

پھر دوسرے پہ گرز اٹھا کر پکارے شاہ ''کیوں ضربِ ذوالفقار پہ تو نے بھی کی نگاہ
سرشار تھا شرابِ تکبر سے روسیاہ جاتا کہاں، کہ موت تو روکے ہوئے تھی راہ
غل تھا، اُسے اجل نے بڑھایا جو گھیر کے
''لو، دوسرا شکار چلا منہ میں شیر کے''

کردار و اخلاق نگاری۔ جرمن کے مشہور شاعر گوئٹے کہتا ہے''ادب میں کوئی صنف اس وقت تک عظیم نہیں بن سکتی جب تک کہ اُس کا موضوع عظیم نہ ہو''۔ چنانچہ اس رو سے اُردو شاعری میں مرثیہ ہی ایک ایسی صنف ہے جس کا موضوع عظیم ہے یعنی شہادت حسین علیہ السلام۔ یہ سچ ہے کہ اگر کوئی تخلیق کار اپنی تخلیق میں کسی ایسے کریکٹر کو جگہ دیتا ہے، جس کی تاریخی اور مذہبی حیثیت ہے تو اُس کی دشواریاں اس لئے زیادہ ہو جاتی ہیں کہ وہ ان کریکٹروں کے بارے میں اُس تصور سے باہر نہیں نکل سکتا جو عام تصور بن کر لوگوں کے دل و دماغ پر چھایا ہوتا ہے۔فردوسی نے شاہ نامہ میں کہا ہے۔

منم ساختم رستم داستان
وگر نہ یلے بود درسیستاں

یعنی میں نے داستان میں اپنے قلم سے رستم کو رستم بنایا ورنہ وہ تو سیستان کے علاقہ میں ایک نیم وحشی شخص سمجھا جاتا تھا۔یعنی فردوسی کی فرضی کردار سازی کی وجہ سے رستم رستم بنا۔مگر اس کے برخلاف مرثیہ میں میر انیس کو ان برگذیدہ ہستیوں کے کردار اخلاق اور واقعات نظم کرنے پڑے جن کی حیثیت پہلے سے ہی مشخص تھی۔ان بلند پایہ کریکٹروں کی کردار نگاری کی منزلت کو نظم کرنے میں اپنی عجز وخاکساری اور مجبوری کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

میں کیا ہوں مری طبع ہے کیا اے شہ شاہان حسّان و فرزدق ہیں یہاں عاجز و حیران
شرمندہ زمانے سے گئے وائل و سحباں قاصر ہیں سخن فہم و سخن سنج و سخن دان
کیا مدح کفِ خاک سے ہو نور خدا کی
لکنت یہیں کرتی ہیں زبانیں فصحا کی

یہی نہیں بلکہ انیس درگاہ ایزدی میں ان بلند ہستیوں کے حالات،واقعات اور مقامات کو نظم کرنے کے لئے الہامی مدد کے منتظر ہیں۔

متبدی ہوں مجھے توفیق عطا کر یارب
شوق مداحی شبیرؑ عطا کر یارب
سِلکِ گو ہر ہو وہ تقریر عطا کر یا رب
نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یا رب

کبھی فرماتے ہیں۔

توفیض کا مبداء ہے توجہ کوئی دم کر گمنام کو اعجاز بیانوں میں رقم کر
حضرت کے ذاکروں میں مجھے نیک نام کر اس مرثیہ کو گلشن دارلسلام کر

مولانا حالی مقدمہ شعروشاعری صفحہ 212 پر لکھتے ہیں۔زہیر ابن ابی سلمٰی جو صدر اسلام کا شاعر تھا اس کے بارے میں حضرت عمر کہا کرتے تھے انه اشعر الشعرا لانه لا يمدح الا مستحقا۔یعنی وہ افضل ترین شاعر ہے کیوں کہ وہ اس کی مدح کرتا ہے جو مستحق مدح ہو۔یعنی حضرت عمر کے قول کے مطابق بھی میر انیس افضل الشعراء ہیں کیوں کہ میر انیس کے ممدوح محمدؐ وآل محمدؐ سے بڑھ کر کون بندوں میں مدح وثنا کا لائق ہوسکتا ہے جن

کی مدّاحی میں انیسؔ نے ساری زندگی صرف کردی۔ "پانچویں پشت ہے شبیرؑ کی مداحی میں"

جاری زباں پر نہ کوئی اور حرف ہو　　　مداحیِ علیؑ میں مری عمر صرف ہو

میر انیسؔ اسے مولا کی دین سمجھتے تھے اور اس کا صلہ جاگیرِ خلد سمجھتے تھے۔

تجھ پہ شہ کی نظر لطف و عنایت ہے انیسؔ　　　یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست ہے انیسؔ

کم ہے عوض اس کا جو کوئی کوہ طلا دے　　　آقا تجھے اس مرثیہ گوئی کا صلہ دے

حاسد سے کچھ غرض ہے نہ اس کا گلا مجھے　　　جاگیر خُلد لینا ہے اس کا صلہ مجھے

کربلا کا واقعہ حق و باطل کی جنگ تھی۔ ایک طرف حق کے ماننے والے جن کے اوصاف، اخلاق اور کردار اعلیٰ اور بے مثال، تو دوسری طرف باطل کے پیرو جو برائیوں اور رذالت کے نمایندے تھے اور ان کے کردار بھی اُسی طرح کے تھے، چناں چہ ایسے کرداروں کو تنقیدی نظریہ میں Flat یا غیر تغیری کردار کہتے ہیں جو حالات اور حوادث سے گزرتے ہوئے بھی تبدیل نہیں ہوتے۔ ایسی کردار سازی کی مثالیں دنیا کے تقریباً ہر ادب میں نظر آتی ہیں اور ان میں کوئی خاص حرکت نہیں ہوتی۔ یہ میر انیسؔ کی معجز بیانی ہے کہ انہوں نے ان کرداروں میں ایک تیسری سمت ایسی تراشی کہ ان میں حرکت پیدا ہوگئی۔ اوصاف حمیدہ کو اس طرح سے پیش کیا کہ وہ آفاقی اقدار ہوتے ہوئے بھی انسانی کردار کی اعلیٰ جھلک معلوم ہونے لگی اور اس طرح سے وہ لوگوں کے لئے قابلِ تقلید بن گئی اور شیطانی اور گمراہ قوتوں میں وہ نکات نکالے کہ اُن سے دور رہنے کی تمنا ہر ذی شعور شخص کے دل میں پیدا ہوگئی۔

ایک طرف بقائے اسلام کی خاطر امام حسینؑ اور ان کے اصحاب تین دن کی بھوک پیاس میں اطاعت الٰہی میں مصروف ہیں۔

سوکھے لبوں پہ حمد الٰہی رخوں پہ نور
فیاض حق شناس اولوالعزم ذی شعور
خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غیور
ساونت بردبار فلک مرتبت دلیر
دنیا کو ہیچ و پوچ سراپا سمجھتے تھے
لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو
پرہیز گار زاہد و ابرار و نیک خو

حوروں کا قول تھا یہ ملک ہیں بشر نہیں

ان نیک ہستیوں کے لئے پانی دشمن نے بند کر رکھا تھا اس لئے انہیں خاک کا تیمم کرنا پڑا۔

پڑتی رخوں پہ خاک تیمم سے طرفہ آب
ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب

یہی نہیں بلکہ امامؑ کے عزیز ۔

قاسمؑ ساگل بدن علی اکبر سا خوش جمال
اک جا عقیل و مسلم و جعفر کے نونہال

بلکہ "اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پر تھا"۔ تمام بنی ہاشم پیاسے تھے لیکن امت کی بھلائی اور دین اسلام کی حفاظت کی خاطر۔

وہ خاکسار محو تضرّع تھے خاک پر
ع۔ سجدے میں شکر کے تھا کوئی مرد باخدا
ع۔ نعت نبیؐ کہیں تھی، کہیں حمدِ کبریا

خیمۂ حسینیؑ میں بھوک اور پیاس کا ایسا غلبہ ہے کہ

ع۔ باقر کہیں پڑا ہے سکینہ کہیں ہے غش

رسولؐ کا نواسہ علیؑ کا بیٹا فاطمہؑ کا لختِ جگر امامِ زمانہ جو اخلاق وکردار اور اوصاف حمیدہ کا حامل ہے اس کا حال۔

اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہِ امم   نہ دامن رسولؐ تھا نہ سایۂ علم
شعلے جگر سے آہ کے اٹھتے تھے دم بدم   اودے تھے لب زبان میں کانٹے، کمر میں خم

بے آب تیسرا تھا جو دن میہمان کو
ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو

لیکن اس کیفیت اور حالت میں امام مظلوم مصروف خیر اور نجات انسان تھے۔

پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اژدہام میں   اب اہتمام چاہئے امت کے کام میں

انیسؔ جب تصویر کا یہ رخ دکھاتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے برعکس ظلم وتعدی اور حیوانی صفات کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں۔

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادھر واں صف کشی و ظلم و تعدی و شور و شر
کہتا تھا ابن سعد یہ جاجا کے نہر پر گھاٹوں سے ہوشیار ترائی سے باخبر
دو روز سے ہے تشنہ دہانی حسینؑ کو
ہاں مرتے دم بھی دیجو نہ پانی حسینؑ کو

دیکھئے نواسہ رسولؐ اوراس کا ششماہہ علی اصغرؑ پیاس سے جان بلب ہے لیکن ۔

گھوڑوں کو اپنے کرتے تھے سیراب شہ سوار آتے تھے اونٹ گھاٹ پہ باندھے ہوئے قطار
پیتے تھے آب نہر پرند آکے بے شمار سقّے زمیں پہ کرتے تھے چھڑکاؤ بار بار
پانی کا دام و دود کو پلانا ثواب تھا
اک ابنِ فاطمہؑ کے لئے قحط آب تھا

سر پر لگائے تھا پسر سعد چتر زر فرزند فاطمہؑ پہ نہ تھا سایۂ شجر

انیسؔ دونوں کریکٹروں کوانسانیت کی دادگاہ میں پیش کرر ہے ہیں کہ کسی بھی مذہب وملت میں اس قسم کاظلم روا نہیں کہ پانی کا چھڑکاؤ تو کیا جائے لیکن اعلیٰ ترین انسان اوران کے بچے پانی کے لئے بلک بلک کر جان دیں۔ یہ کردارنگاری میں ایسی جہت ہے جہاں عقل اور منطق کے ساتھ ایسے زاویے ابھارے جاتے ہیں کہ ان کرداروں کو متحرک بنا دیتے ہیں اوران میں بوریت نہیں ہونے پاتی۔ یہ ہے میر انیسؔ کی معجز بیانی کا اثر۔

ڈاکٹر احسن فاروقی میر انیسؔ کی کرداراور اخلاق نگاری پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

(ا) میر انیسؔ امام حسینؑ اوران کے رفقا کی تعریف کرتے ہیں۔ مدح سرائی میں مبالغہ آمیز ادراک کا عنصر غالب ہے۔

(ب) ان مرثیوں کے مطالب ایک دوسرے پر چسپاں ہو سکتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ میر انیسؔ ایک دوسرے کو کمتر دکھانا مذہب کے منافی سمجھتے تھے۔

(ج) یہ مراثی اور کچھ بھی ہوں مگر ایک EPIC نہیں کیوں کہ اس میں کہیں بھی انسانی عظمت واضح نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر فاروقی کی یہ غلط بیانی ادبی دہشت گردی ہے۔ ایثار قربانی عزم اور بہادری کی عالی ترین مثالیں واقعہ کربلا میں قدم بہ قدم نظر آتی ہیں جب کسی مغربی رپورٹر نے مہاتما گاندھی سے ان کے ایثار، عزم، قربانی اور دلیرانہ جدوجہد کے بارے میں سوال کیا تھا کہ یہ اقدار کس سے سیکھی تو گاندھی جی نے کہا تھا میرا پیشوا امام حسینؑ ہے۔ My Master is Husain۔ یہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت فاروقی سے کافر گاندھی کی وسعت نظر زیادہ اور

صحیح معلوم ہوتی ہے۔انسانی اخلاقی اقدار کو اجاگر کرنے میں مرثیوں اور بخصوص میر انیسؔ کے مرثیوں نے جو خدمات انجام دی ہیں اُس کے معترف شبلی۔ حالیؔ، آزاد، امداد امام اثرؔ، نظم طباطبائی، حسرتؔ، جوشؔ، مولانا جوہرؔ، چودھری نظیر الحسن، امجد اشہری، احسنؔ لکھنوی، پروفیسر ادیب، سرتیج بہادر سپرو اور کئی دوسرے ادیب، شاعر، مورخ نقاد اور تمام باشعور افراد ہیں۔حالیؔ مقدمہ شعر و شاعری میں لکھتے ہیں ''مرثیے کو اگر اخلاق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو بھی ہمارے نزدیک اُردو شاعری میں اخلاقی نظم کہلانے کا مستحق صرف انہیں لوگوں (انیس دبیرؔ وغیرہ) کا کلام ٹھہر سکتا ہے بلکہ جس اعلیٰ درجے کے اخلاق ان لوگوں نے مرثیے میں بیان کئے ہیں ان کی نظیر فارسی بلکہ عربی شاعری میں بھی ذرا مشکل سے ملے گی''

پروفیسر ادیبؔ کہتے ہیں''اخلاقی شاعری کے اعتبار سے انیسؔ کے مرثیوں کا پایہ بہت بلند ہے۔ان کے تمام کلام میں بلند اخلاقی کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے۔جن اخلاق فاضلہ کی تعلیم انیسؔ کے مرثیوں سے ہوتی ہے وہ اخلاق ونصائح کی کسی کتاب سے یا واعظ و پند کے ذریعہ سے ممکن نہیں۔نفس انسانی کی انتہائی شرافت کے نقشے جن موثر پیرایوں میں کھینچے ہیں ان کا جواب ممکن نہیں اور ان کو انتہائی رذالت کی تصویر کے مقابلے میں رکھ کر ان کے اثر کو اور بھی قوی کر دیا ہے۔'' امام حسینؑ آخری وقت حضرت زینبؑ کو وصیت کر رہے ہیں جب وہ زیر خنجر ہیں۔کیا اس سے بلند اخلاقی معیار ہوسکتا ہے؟

گھر لوٹنے کو آئے گی اب فوج نابکار   کہیو نہ کچھ زباں سے بجز شکر کردگار

میر انیسؔ کے اس مرثیہ میں درس اخلاق نمایاں ہے۔اخلاق کی اقدار جن میں خدا شناسی، خود شناسی، ایمان ووفا، تسلیم و رضا، رحم و کرم، جود وسخا، صبر و قناعت، بے ثباتی، عشق و محبت، ایثار و قربانی، صبر و استقلال، شہادت اور شرافت نفس کے نمونے تمام مرثیہ کے کینوس پر اس طرح لکھے گئے ہیں جنہیں کوئی مٹا نہیں سکتا۔کیوں کہ یہ عوام کے دلوں پر ثبت ہو چکے ہیں۔یقیناً میر انیسؔ کو آفاقی اور مثالی کردار کی ہستیں ملی تھیں، فطرت نے مصوری ان میں بھر دی تھی، ان کی زبان کوثر سے دُھلی ہوئی تھی۔چنانچہ اخلاقی قدریں آسماں کی طرح بلند ہو کر اعصاب پر چھا گئیں۔

امام حسینؑ کہیں اپنے رفیقوں کو خدا شناسی کا سبق دے رہے ہیں ۔

آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو   اٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو

تو کہیں وَلولۂ شہادت کو ابھار رہے ہیں۔

ع۔ دنیا سے جو شہید اٹھے سرخ رو اٹھے

اصحاب حسین کی نظروں میں دنیا کو بے ثبات بتاتے ہیں۔

دنیا کو ہیچ پوچ سراپا سمجھتے تھے　　دریا دلی سے بحر کو قطرہ سمجھتے تھے

تمام اوصاف حمیدہ ان افراد میں بھر کر انسان کامل کی تصویر بتاتے ہیں۔ جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بلاتفریق مذہب وملت قیمتی اقتدار ہیں ۔

سوکھے لبوں پہ حمد الٰہی، رخوں پہ نور　　خوف و ہراس و رنج کدورت دلوں سے دور
فیاض حق شناس اولوالعزم ذی شعور　　خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غیور
ساونت برد بار فلک مرتبت دلیر　　عالی منش سبا میں سلیماں و غا میں شیر
تقریر میں وہ رمز و کنایہ کہ لاجواب　　نکتہ بھی منہہ سے گر کوئی نکلا تو انتخاب
پرہیزگار زاہد و ابرار و نیک خو

کیا اس سے بڑھ کر مرثیہ کی اخلاقی آموزش کے آگے اُردو شاعری کی کوئی صنف مثال پیش کر سکتی ہے۔
''مذہب اور شاعری'' میں ڈاکٹر سید اعجاز حسین لکھتے ہیں۔ اُردو کے مرثیہ میں مذہب نے اخلاقیات کا ذخیرہ اتنا زیادہ جمع کر دیا کہ ہمارے اخلاقی شاعری کی سطح ہمیشہ سے زیادہ بلند نظر آنے لگی۔قدم قدم پر راست بازی خوف خدا، عبادت گزاری مردانگی انسانی ہمدردی بہادری قول وفعل سے برابر سامنے آتی رہتی ہیں۔
حسین اور رفیقان حسین کی سیرتوں میں اخلاق حسنہ کی انتہا اس حسن سے دکھائی ہے اوران کے اعمال وخصائل ایسے دکھائے ہیں کہ وہ حسن اخلاق کے محض خیالی معیار ہو کر نہیں رہ گئے بلکہ قابل تقلید نمونے بن گئے ہیں۔ایسی اخلاقی بلندی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ انیسؔ کے کلام میں وقار اور تمکیں کی ایک خاص شان نظر آتی ہے''۔اگر میر انیسؔ کے مراثی انسانی اقدار کو ابھارنے اور اچھے انسان تراشنے کے لئے بے کار اور بے سود ہیں تو کیا چوما چاٹی غزلیں، ہجویات، بذلہ گوئی اُردو شاعری میں انسانی اقدار کو سنوارنے کی ضامن ہیں؟ ڈاکٹر فاروقی کے اعتراض ''مدح سرائی میں مبالغہ آمیز ادراک کا عنصر'' کے بارے میں ہم حالیؔ کی گفتگو کو پیش کرتے ہیں'' اصلیت پر مبنی ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہر شعر کا مضمون حقیقت نفس الامری یعنی واقفیت پر مبنی ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ جس بات پر شعر کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ واقعیت میں یا لوگوں کے عقیدے میں یا محض شاعر کے عندیہ (ارادہ) میں فی الواقع موجود ہو''
چنانچہ میر انیسؔ کے ذاتی عقیدے اوران کے معاشرے کے لوگ اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ امام حسین یہ تمام قدرت رکھتے تھے اور یہ غلط بنی اور مبالغہ نہیں بلکہ شاعر کے عندیہ میں فی الواقع موجود ہے۔ڈاکٹر فاروقی کے

اس پر یقین نہ رکھنے سے شعر کی اصلیت اور اس کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ میر انیسؔ لکھتے ہیں۔

گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے　　کوثر یہیں رسولؐ کے احکام لے کے آئے
روح الامیں زمیں پہ مرا نام لے کے آئے　　لشکر ملک کا فتح کا پیغام لے کر آئے
چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
اُلٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

ڈاکٹر فاروقی کی طرح پروفیسر کلیم الدین احمد بھی ''اُردو شاعری'' میں لکھتے ہیں ''سیرت نگاری تو اُردو شعراء میں سراسر مفقود ہے۔ انیسؔ کے مراثی میں بھی اس کا وجود نہیں۔ وہ ہر شخص کی شخصیت کو الگ الگ واضح نہیں کرتے۔ سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر فرد میں وہی خوبیاں جو دوسروں میں پائی جاتی ہیں'' ڈاکٹر مسیح الزماں ان اعتراضات کے جواب میں لکھتے ہیں'' براہ راست مرثیوں کا گہرا مطالعہ کئے بغیر اس کے خصوصیات اور حدود پر تنقیدی نگاہ ڈالنے سے کردار نگاری کے سلسلے میں لوگوں کو ایک اور غلط فہمی ہوئی ہے۔ انیسؔ کے مرثیوں کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ باوجود امام حسینؑ کے سب ساتھیوں میں تمام پسندیدہ خصائل مشترکہ ہیں۔ پھر بھی انہوں نے ان خصائل میں ایسے ایسے باریک پہلو پیدا کئے کہ ان کی شخصیتں ایک دوسرے سے الگ محسوس کی جاسکتی ہیں۔ ادیب لکھتے ہیں۔ ''یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ انیسؔ کے مرثیوں میں ایک ہی قسم کے مضامین نظم ہوتے ہیں یعنی کریکٹروں میں کوئی فرق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انیسؔ جس موقع پر جو کام جس شخص سے لیتے ہیں اور جو بات لکھواتے ہیں وہ اس کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ یہ صفت انیسؔ کے کلام میں اس قدر نمایاں ہے۔ لکھنو کے جہلا کی زبان پر یہ جملہ جاری ہے کہ'' میر انیسؔ کے یہاں حفظ و مراتب بہت ہوتا ہے''۔ مرثیوں کے فیض سے لکھنو کے جہلا کی تنقید ڈاکٹر فاروقی اور کلیم الدین احمد سے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس موقع پر راقم صرف یہی کہہ سکتا ہے۔ ''بریں علم و دانش بباید گریست''

سراپا مرثیہ کا اہم جزو ہے۔ ہم اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے اس مرثیہ میں اصحاب حسین اور بنی ہاشم کے چند افراد کے اور اوصاف سراپا کے کچھ شعر پیش کریں گے تاکہ معلوم ہو کہ انیسؔ نے ہر ایک کے لئے الگ الگ صفات اور تصاویر پیش کئے ہیں۔

امام کے اصحاب اور انصار

رنگیں عبائیں دوش پر کمریں کسے ہوئے

مشک و زباد و عطر میں کپڑے بسے ہوئے

ع سوکھے لبوں پہ حمد الٰہی رخوں پہ نور

ع پتے لبوں کے وہ جو نمک سے بھرے ہوئے

ع لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو

ع مہتاب سے رخوں کی صفا اور ہو گئی

حضرت عون و محمدؑ

ع تیغیں کمر میں دوش پہ شملے پڑے ہوئے

ع گردانے دامنوں کو قبا کے وہ گل عذار

مرفق تک آستینوں کو الٹے بہ صد وقار

ع جعفرؑ کا رعب دبدبۂ شیر کردگار

بوٹا سے ان کا قد پہ نمودار و نام دار

حضرت علی اکبرؑ

ع صوت حسن سے اکبر مہ رو نے دی اذاں

ع گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آ گئی

ع لوگو اذاں سنو مرے یوسف جمال کی

ع بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

ع عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے

ع ہم شکل مصطفیٰؐ ہے یہی عرش احتشام

ع ہم جانتے تھے حُسن سے خالی ہے اب جہان

ع پیدا کیا ہے حق نے عجب حُسن کا جوان

حضرت عباسؑ

جوشن پہن کے حضرت عباسؑ نامور دروازے پہ ٹہلنے لگے مثلِ شیر نر

پرتو سے رخ کے برق چمکتی تھی خاک پر   تلوار ہاتھ میں تھی سپر دوش پاک پر

دستانے دونوں فتح کے مسکن ظفر کے گھر   وہ رعب الاماں وہ تہوّر کہ الحذر

شوکت میں قد میں شان میں ہم سر کوئی نہیں   عباس نام دار سے بہتر کوئی نہیں

کیا صرف اس ایک مرثیہ کے چند سراپا خاکوں میں فرق نہیں؟ پروفیسر احتشام حسین نے صحیح کہا ہے "جب کرداروں کے متعلق ناواقفیت ہو اور اشاروں کنایوں اور استعاروں کی زبان سمجھ میں نہ آئے اس وقت یہ سمجھنا کہ شاعر کردار نگاری میں ناکام رہا ہے۔ شاعر کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ میر انیسؔ نے کرداروں کی ظاہری اور باطنی، جذباتی اور ذہنی کیفیات اور نفسیات کا لحاظ ہی نہیں رکھا اور بنے بنائے کرداروں کو بنی بنائی شکلوں میں بغیر کدو کاوش کے پیش کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کرداروں کا عمل ہمیں متاثر نہ کرتا۔ شاید ان کے کرداروں کے جان دار ہونے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ میر انیسؔ نے یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ امام حسینؑ اور ان کے ساتھی الوہی شان رکھتے تھے۔ عام طور سے کردار کے انسانی پہلوؤں پر زور دیا ہے"

کئی نقادوں نے کہا ہے کہ مرثیہ میں جو واقع ہے وہ سرزمین عرب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے تمام کردار عربی ہیں لیکن میر انیسؔ نے ان کو ہندوستانی لباس میں پیش کیا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔ علمائے ادب نے جن کی مرثیہ پر گہری نظر ہے اس کا تشفی بخش جواب دیا ہے جو ہمارے اس مضمون سے خارج ہے۔ لیکن یہاں ہم اجمالی طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میر انیسؔ اُردو کے شاعر تھے اور مرثیہ ہندوستان افراد کے لئے لکھ رہے تھے۔ چنانچہ اگر اس کو صرف عربی ماحول کا رنگ دیتے تو اس کا اثر کم ہوتا اور یہ اخلاق اور کردار عوام کی تقلید سے دور ہو جاتے۔ بعض افراد کا یہ خیال کہ اہلِ بیتؑ کو روتا دھوتا بتایا گیا ہے یہ اہلبیت رسالتؐ کی شان کے خلاف ہے اور عربی مزاج کے منافی ہے صحیح نہیں۔ ہر قوم اور ہر کلچر میں جہاں ماں اپنے بچوں کو کسی عظیم مقصد کے بچانے کے لئے میدان جنگ بھیجے گی وہ ان کی بہادری اور جرات کو بڑھانے کے لئے پہلے بزرگوں کے قصے سُنائے گی۔ ان کی جنگ دیکھ کر فخر کرے گی۔ لیکن ان کی شہادت پر ضرور روے گی۔ اگر چہ وہ عربی ہو یا ہندوستانی، کیوں کہ بہر حال وہ "ماں" ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بعض ہندوستانی رسومات کو مضمون کرنے سے مرثیہ میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوگئی ہے اور اس کا اثر دو چند ہو گیا۔ ایک ہندوستانی ماں کے جذبات ملاحظہ فرمایئے۔

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے   صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

تو اپنی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہے سدا

مہندی تمہارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں
سہرا الٹ کے یوں کوئی ڈلہا نہیں لڑا
میری طرف سے کوئی بلائیں تو لینے جائے

سوال یہ ہے کہ ان مصرعوں سے مرثیے کے واقعہ پر کیا منفی اثر ہوا؟

میر انیسؔ نے ہندوستانی لباس میں عربی اقدار پیش کر کے ہندوستانی معاشرے کی بعض خامیوں کو دور کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اگر یہ اقدار ہندوستانی لب ولہجہ میں نہ ہوتے تو ہندوستانی معاشرے کے لئے قابل تقلید نہ ہوتے۔ تمام تر ایشیا اور خاص کر ہندوستانی معاشرے میں سوتیلے رشتے بدنام ہیں۔ اس معاملے میں تعصب اور غلو اتنا زیادہ ہے کہ اگر سوتیلی ماں اس کی سوتیلی اولاد سے کتنی بھی محبت کرے دنیا اور دوسرے رشتے دار اس محبت پر یقین نہیں کرتے چنانچہ اگر سوتیلی ماں جان بھی دے دے تو دنیا اُسے مکروفریب ہی سمجھتی ہے۔ لیکن خاندان رسالتؐ کے ان رشتوں کو جب انیسؔ نے اپنے مرثیوں میں نمایاں کیا تو وہ برصغیر کے فرسودہ معاشرے کے لئے عالی ترین قربانی اور ایثار کی مثالیں بن گئے۔ حضرت عباس اور حضرت امام حسینؑ کے درمیان محبت وخلوص، حضرت زینب کا عباس جیسے بھائی پر فخر ومباہات کرنا حضرت امّ البنین جو حضرت عباسؑ کی والدہ ماجدہ تھیں اپنے تیئں حضرت فاطمہؑ کی کنیز کہنا اور اپنے چاروں فرزندوں کو امام حسینؑ پر قربان کرنا ایسی اعلیٰ مثالیں ہیں جو ان رشتوں میں محبت اور اخوت کا جذبہ ابھار سکتی ہیں۔ بعض مرثیوں میں حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کی محبت کو انیسؔ نے کچھ اس طرح پیش کیا ہے ۔

طفلی سے اِسے عشق امام دوسرا تھا — شہ اس پہ فدا تھے وہ شہ دیں پہ فدا تھا

حضرت عباسؑ فرماتے ہیں ۔

میں ہوں غلام آپ کے ادنیٰ غلام کا — آقا مجھے خیال ہے بابا کے نام کا
میں عاشق فرزند رسولؐ دوسرا ہوں — سو بار جو زندہ ہوں تو سو بار فدا ہوں

حضرت ام البنین نے حضرت عباسؑ کو مدینہ میں رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

میں نے اُسے یہ کہہ کے تھا چھاتی سے لگایا — شبیرؑ کے قدموں پہ جو سر تو نے کٹایا
تو دودھ بھی بخشوں گی دعا بھی تجھے دوں گی — جاں اپنی بچائی تو کبھی نام نہ لوں گی

زوجہ حضرت عباسؑ کہتی ہیں ۔

آتا ہے غیظ جب تو نہ کھاتے نہ پیتے ہیں　　　یہ تو فقط حسینؑ کے صدقے میں جیتے ہیں

زیرِ بحث مرثیہ میں حضرت عباسؑ علم ملنے پر

منہ کرکے سوئے قبرِ علیؑ پھر کیا خطاب　　　ذرّے کو آج کر دیا مولانے آفتاب

سرتن سے ابن فاطمہؑ کے رو برو گرے　　　شبیرؑ کے پسینے پہ مرا لہو گرے

سوال یہ ہے کہ کیا یہ اقدار مکمل ہندوستانی ہیں۔ کیا ان اقدار سے معاشرے کی خامیوں کو دور نہیں کیا جا سکتا؟ کیا ان واقعات کو ہندوستانی لباس اور لب ولہجہ میں پیش کرنے سے مرثیے کے نص کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اگر عربی کردار کو سو فی صد عربی رکھا جاتا تو مرثیہ سننے والوں کے دل ودماغ پر اپنی اجنبیت کی وجہ سے وہ اثر پیدا نہ کرسکتا اور اُردو مرثیہ کا حال بھی فارسی مرثیے سے بہتر نہ ہوتا۔

جذبات نگاری۔ علمائے تنقید نے شاعری کو مصوری سے زیادہ کامل اور مشکل اس لئے بتایا کہ مصوری میں صرف خارجی مادی محسوسات کو ظاہر کیا جاتا ہے جبکہ شاعری میں جذبہ شامل ہونے کی وجہ سے داخلی کیفیات کی بھی عکاسی کی جاتی ہے۔ چنانچہ جذبات نگاری بھی ایک قسم کی منظر نگاری، واقعہ نگاری اور مرقع نگاری ہے جس میں خارجی لوازمات کے ساتھ ساتھ داخلی کیفیات جو انسان کی اندرونی دنیا میں تغیرات فراہم کرتے ہیں ان کی بھی عکاسی ہے۔ میر انیسؔ نے کوئی قصہ ایجاد نہیں کیا اور نہ کردار تخلیق کئے۔ کیونکہ ان کا وجود پہلے ہی سے موجود تھا۔ جو چیز انیس نے اپنے تخیل اور فکر سے تخلیق کی وہ جذبات کی وہ تصویریں تھیں جنہیں انہوں نے ایک مقررہ حد میں رہتے ہوئے مرثیوں کے صفحات سے انسانوں کے ذہنوں پر منتقل کیں جو آج بھی سننے والے کو ایک خاص ماحول میں پہنچا دیتی ہے۔ یعنی آج بھی ذہنوں میں جذبات نگاری کی زندہ تصاویر مرثیے کی بدولت تروتازہ ہیں۔ اگر چہ میر انیسؔ کے مرثیے جذبات نگاری سے بھرے پڑے ہیں لیکن ہم صرف نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش کریں گے۔

حضرت علی اکبرؑ ہم شکل رسولؐ تھے۔ وہ صورت سیرت رفتار، گفتار اور اطوار میں حضور ختمی مرتبتؐ سے بہت مشابہ تھے اس لئے انہیں ہم شبیہ نبیؐ کہتے تھے۔ جب روز عاشور علی اکبرؑ نے نماز صبح کی اذان دی تو اس مصیبت کے دن سب کو رسول کریمؐ یاد آگئے۔ ان کا دور جو رحمت و برکت کا زمانہ تھا نظروں میں پھرنے لگا۔ رسولؐ کے اہلبیتؑ رونے لگے۔ زینبؑ پھوپھی ہیں۔ علی اکبرؑ کو پالا اور پروان چڑھایا۔ اذان سُن کر دل سے دعا نکلتی ہے۔ چونکہ علی اکبرؑ میدان میں ہیں اور وہ خیمے کے اندر اس لئے وہیں سے جذبات کا اظہار کرتی ہیں جو سچائی کی حدوں سے ہم کنار ہے۔

ع۔ صوتِ حُسن سے اکبرمہ رو نے دی اذاں

ہر اک کی چشم آنسوؤں میں ڈبڈبا گئی گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آ گئی

ع۔ لوگو اذاں سُنو مرے یوسف جمال کی

ع۔ بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

ع۔ یا رب رکھ اس صدا کو زمانے میں تا ابد

میری طرف سے کوئی بلائیں تو لینے جائے عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے

اس مرثیے میں جب حضرت عباسؑ کو علم سپاہ حسینیؑ سونپا گیا تو اس اعزاز کو ملنے سے زوجہ حضرت عباسؑ خوش ہوئیں اور حضرت عباسؑ سے بزرگوں کے سامنے بات کئے بغیر حضرت زینبؑ اور امامؑ کا شکریہ ادا کیا۔ اس برتاؤ پر حضرت زینبؑ نے دعا دی اور پھر زوجۂ عباسؑ نے جس طرح اپنی اندرونی کیفیت اور جذبات کا اظہار کیا اُس کی مثال ملنا مشکل ہے ۔

یہ سن کے آئی زوجۂ عباس نامور شوہر کی سمت پہلے نکھیوں سے کی نظر

لیں سبطِ مصطفیٰ کی بلائیں بہ چشم تر زینبؑ کے گرد پھر کے یہ بولی وہ نوحہ گر

فیض آپ کا ہے اور تصدق امامؑ کا

عزت بڑھی کنیز کی رتبہ غلام کا

زوجۂ حضرت عباسؑ کا شوہر کی طرف نکھیوں سے دیکھنا، نگاہوں سے امامؑ کی بلائیں لینا، حضرت زینبؑ کے گرد پھرنا، خود کو کنیز اور حضرت عباس کو غلام کہنا، جذباتِ درونی کیفیت کا نچوڑ ہے۔ اس پر فوراً زینبؑ بھاوج کو سینے سے لگا کر اُس کے سہاگ کی دعا دیتی ہیں۔ اس کے جواب میں امامؑ کے وجود اور حضرت علی اکبر کی شادی کی تمنا اور اپنی ساس کا ذکر کر کے زوجہ عباسؑ پھر اپنے جذبات کا اظہار کرتی ہے۔

سر کو لگا کے چھاتی سے زینب نے یہ کہا تو اپنی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہے سدا

کی عرض مجھ سی لاکھ کنیزیں ہوں تو فدا بانوے نامور کو سہاگن رکھے خدا

بچے جئیں ترقی اقبال و جاہ ہو

سائے میں آپ کے علی اکبرؑ کا بیاہ ہو

اس گفتگو کو میر انیس نے جس شعر پر تمام کیا ہے اس میں سولہ اُردو الفاظ ہیں۔ کوئی بھی عربی اور فارسی کا لفظ

نہیں۔ یہاں محاروں میں دعائیں ہیں۔

مہندی تمہارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں لاؤ دُلہن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں

اس واقعہ میں جذبات نگاری کے ساتھ ساتھ مکالمہ نگاری بھی نظر آتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں ان اقدار کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرنا مشکل ہے اور ایک ہی شعر کئی صفات کا حامل ہے اور اس کا مقام ایک سے زیادہ خانوں اور عناوین کے تحت ہوسکتا ہے۔

اِس مرثیے میں عونؑ و محمدؑ اور علم کے قضیہ میں واقعہ نگاری، مکالمہ نگاری، تسلسل اور کردار نگاری کے ساتھ ساتھ جذبات نگاری کی جو مثالیں ہیں وہ بھی کم نہیں۔ علم کی امیدواری زینب کو پسند نہ آئی۔ فرماتی ہیں۔

غم خوار تم مرے ہو نہ عاشق امام کے معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے

عون و محمدؑ نے جو جواب دیا، وہ بھی ملاحظہ کریں اسے بچوں کی کم سنی ٹپکتی ہے۔

غصے کو آپ تھام لیں اے خواہر امامؑ

واللہ کیا مجال جو لیں اب علم کا نام

فوجیں بھگا کے گنج شہیداں میں سوئیں گے تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

اس جملے نے ماں کے دل پر ایسا اثر کیا کہ ماتا کے جذبات ابھرے جس کو انیسؔ نے کسی قدر نیچرل طریقے سے نظم کیا ہے۔ یہ ہے عمدہ جذبات نگاری۔

یہ کہہ کے بس ہٹے جو سعادت نشاں پسر چھاتی بھر آئی ماں کی کہا تھام کر جگر

دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو مجھے خبر ٹھہرو ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر

کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بری لگی

بچو یہ کیا کہا کہ جگر پر چھری لگی

میر انیسؔ نے اپنے ایک مرثیہ میں کہا تھا ''پتھر کا دل نہیں ہے یہ دل ہے پدر کا دل''

ہم اس مرثیہ میں حضرت علی اصغرؑ اور حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کا اثر اور حسینؑ کے جذبات کو انیسؔ کی زبان میں بیان کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انیسؔ ان ہستیوں کو انسانی جذبات سے یوں آراستہ کردیتے کہ مصائب کا اثر بڑھ جاتا ہے۔ روز عاشور ظہر کے وقت جب سپاہ حسینیؑ سوائے حضرت علی اصغرؑ ختم ہوگئی تو۔

مقتل سے آئے خیمے کے در پر شہہ زمن اصغر کو گاہوارے سے لے آؤ اے بہن

پھر ایک بار اس مہ انور کو دیکھ لیں

بیبیاں یہ سمجھیں کہ اس پیاسے شش ماہے کو امام پانی پلانے کے لئے لے جا رہے ہیں اور شائد کوئی شخص کچھ قطرے پانی کے بے شیر کے حلق میں ڈال دے۔ چنانچہ ؎

خیمے سے دوڑے آلِ محمدؐ برہنہ سر اصغر کو لائیں ہاتھوں پہ بانوئے نوحہ گر
منہ سے ملے جو ہونٹ تو چونکا وہ سیم بر
غم کی چھری چلی جگر چاک چاک پر بٹھلا لیا حسینؑ نے زانوئے پاک پر

برہنہ سر دوڑنا، منہ سے ہونٹ لگتے ہی پانی کا جام سمجھ کر بچے کا چونکنا اور اس عمل کو دیکھ کر ایک بے کس باپ کے جگر پر چھری کا چلنا جذبات نگاری کی انتہا ہے۔

بچے سے ملتفت تھے شہ آسماں سریر بس دفعتاً نشانہ بنی گردن صغیر
جس دم تڑپ کے مر گیا وہ طفل شیرخوار چھوٹی سی قبر تیغ سے کھودی بہ حال زار
بچے کو دفن کرکے پکارا وہ ذی وقار ''اے خاک پاک حرمت مہمان نگاہ دار''

ایک باپ اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں رکھ رہا ہے۔ اس کی اندرونی جذباتی کیفیت کا کسی کو علم نہیں۔ یہاں انیسؔ ان داخلی تلاطم کو لفظوں میں اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے بہتر اظہار مشکل ہے۔

پہلے پہل چھٹا ہے یہ ماں کی کنار سے واقف نہیں ہے قبر کی شب ہائے تار سے
اے قبر ہوشیار مرے گل عذار سے گردن چھدی ہوئی ہے، بچانا فشار سے

ہم شکل مصطفیؐ حضرت علی اکبرؑ کے بارے میں مشہور ہے کہ امام حسینؑ فرماتے تھے جب بھی میرا دل چاہتا کہ نانا کی زیارت کروں تو میں علی اکبرؑ کا چہرا دیکھ لیتا تھا۔

اس مرثیہ میں انیسؔ نے حضرت علی اکبر کی جنگ اور شہادت میں دو تین شعر سے زیادہ نہیں لکھے۔ لیکن ایک خاص موقع پر جب امام حسینؑ کے حملے سے دشمن پناہ مانگ کر حضرت علی اکبرؑ کا واسطہ دے رہا تھا کہ ''اب رحم واسطہ علی اکبر کی روح کا'' تو امامؑ نے تلوار روک لی۔ انیسؔ نے اس واقعہ کی جذباتی نگاری خوب کی ہے۔

اکبر کا نام سُن کر جگر پر لگی سناں آنسو بھر آئے روک لی رہوار کی عناں
مڑ کر پکارے لاش پسر کو شہہ زماں تم نے نہ دیکھی جنگ پدر اے پدر کی جاں
قسمیں تمہاری روح کی یہ لوگ دیتے ہیں لواب تو ذوالفقار کو ہم روک لیتے ہیں

نفسیات نگاری۔ داخلی واردات جو تحت الشعور یالاشعور طور پر ذہن میں ابھرتے ہیں اور ایک طرف جذبات اور دوسری طرف اخلاق سے مربوط ہوتے ہوئے بھی خود ایک جداگانہ شناخت رکھتے ہیں۔انسانی ذہن کے محرکات تسلیم کئے جاتے ہیں۔نفسیات نگاری کے لئے دقیق مطالعہ، ریزہ بینی اور قادرالکلامی ضروری ہیں۔تعجب ہے کہ ناقدین نے اس عظیم پہلو پر بہت کم روشنی ڈالی جب کہ میر انیسؔ کی طرز مرثیہ گوئی میں یہ عنصر بہت غالب ہے۔سب جانتے ہیں کہ انیسؔ بین کے مضامین کو خفیف لیکن پر اثر طریقے سے بیان کرتے تھے۔انیسؔ جانتے تھے کہ سخت اور شدید مصائب زیادہ غم کی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس میں آدمی رونا بھول جاتا ہے۔اس کے علاوہ وہ مایوسی شکست اور یاس نہیں بلکہ جوش اور ولولے پیدا کرتے تھے۔وہ پہلے فضائل سے دل کو شاد اور پُر احساس بنا دیتے اور پھر مصاحب کے نشتر اُس میں دیتے جس کا اثر زیادہ اور طولانی ہوتا۔

اس مرثیہ میں روز عاشورا نماز کے بعد ابھی اصحاب انصار اور رشتہ دار امامؑ مظلوم خاک کربلا پر بیٹھے ہیں کہ چند تیر دشمن کی طرف سے امامؑ کے قریب گرتے ہیں۔انیسؔ کی نفسیات نگاری دیکھئے سب افراد مڑ کر دیکھتے ہیں کہ تیر کہاں گرے، پھر فوراً حضرت عباسؑ جو علمدار ہیں شمشیر لے کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اصحاب اور انصار امام کو گھیرے میں لے لیتے ہیں تاکہ کوئی تیر امام تک نہ پہونچے۔یہ تمام حرکات لاشعوری طریقے سے اس لئے انجام ہوئے کہ فرزند زہراؑ کی حفاظت شعور اور لاشعور میں ایسی بسی ہوئی ہے کہ کچھ سوچنے کی گنجائش اور ضرورت نہیں۔

بیٹھے تھے جانماز پہ شاہ فلک سریر　　ناگہ قریب آکے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مڑ کے سوئے لشکر شریر　　عباسؑ اٹھے تول کے شمشیر بے نظیر
پروانے تھے سراج امامت کے نور پر
روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

جیسے ہی تیر آنا شروع ہوئے امامؑ کو فکر ہوئی کہ خیموں میں بیبیاں اور بچے ان کا نشانہ نہ ہو جائیں کیونکہ نفسیات کا تقاضا ہے کہ پہلے اہل وعیال اور چھوٹے بچوں کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے۔اس لئے امامؑ نے حضرت علی اکبرؑ کو مامور کیا تاکہ خیموں کے اندر جا کر اطلاع دیں۔

تم جا کے کہہ دو خیمے میں یہ اے پدر کی جاں　　بچوں کو لے کر صحن سے ہٹ جائیں بی بیاں
غفلت میں تیر سے کوئی بچہ تلف نہ ہو　　ڈر ہے مجھے کہ گردن اصغرؑ ہدف نہ ہو

اب انیسؔ خیمے کے اندرونی حالات اور مصیبتوں کو بیان کر کے اس موقع پر سننے والوں کے جذبات کو اور ان

کے نفسیات کو یوں متاثر کر دیتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

ع۔ فضہ پکاری ڈیوڑھی سے اے خلق کے امیر
ع۔ اصغرؑ کے گہوارے تک آ کر گرے ہیں تیر
ع۔ باقرؑ کہیں پڑا ہے سکینہ کہیں ہے غش
ع۔ بچوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش

گرمی میں ساری رات یہ گھٹ گھٹ کے روئے ہیں   بچے ابھی تو سرد ہوا پا کے سوئے ہیں

میر انیسؔ کے مرثیوں میں یہ خاص نکتہ نظر آئے گا کہ وہ ہمیشہ حضرت عباسؑ کو سب سے زیادہ مستعد، باوفا، بہادر، آمادہ بہ جنگ اور جذبۂ شہادت سے سرشار دکھانے میں کمال رکھتے ہیں۔ عباسؑ کا وجود حضرت حسینؑ کی نصرت تھی جس کو وہ بچپن سے سنتے آئے تھے۔ چنانچہ جب امام حسینؑ نے حضرت زینبؑ کے مشورے سے اُن کو علم سونپا اور سپاہ حسینیؑ کا علمدار بنایا تو سب سے پہلے اس کی اطلاع اپنے بابا یعنی حضرت علیؑ کو دیتے ہیں۔ یہ ہے نفسیات نگاری جو دلوں میں غرق امنگوں کو بھی صفحۂ قرطاس پر نمایاں کرتی ہیں۔

منہ کرکے سوئے قبر علیؑ پھر کیا خطاب   ذرے کو آج کر دیا مولا نے آفتاب
یہ عرض خاکسار کی ہے یا ابو ترابؑ   آقا کے آگے ہوں میں شہادت میں کامیاب
سر تن سے ابن فاطمہؑ کے روبرو گرے
شبیرؑ کے پسینے پہ میرا لہو گرے

میر انیسؔ نے اس مرثیے کے ایک بند میں حضرت عباسؑ سے منسوب بیس سے زیادہ خوبیوں کو جس خوب صورت انداز میں نظم کیا ہے اس کو سخن شناس ہی پوری طرح درک کر سکتے ہیں۔

عاشق، غلام، خادم دیرینہ، جاں نثار   فرزند، بھائی، زینتِ پہلو، وفاشعار
راحت رساں، مطیع، نمودار، نام دار   جرار، یادگارِ پدر، فخرِ روزگار
صفدر ہے، شیر دل ہے، بہادر ہے، نیک ہے
بے مثل سینکڑوں میں ہزاروں میں ایک ہے

نفسیات کی دنیا بہت وسیع ہے۔ اس کے لئے گہرے مطالعہ کی نظر ضروری ہے۔ بچے بعض اوقات کسی چیز کی خواہش کو بغیر زبان سے کہے اپنی بے زبانی سے سُنا دیتے ہیں۔ علم کا قضیہ، عون ومحمد پہلے اپنی حرکات سے اپنے مدعا

کو ظاہر کر رہے ہیں۔

ع زینب کے لال زیرِ علم آ کھڑے ہوئے

ع رایت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے

ع گہ ماں کو دیکھتے تھے کبھی جانب علم

مقاتل گواہ ہیں کہ حضرت عباسؑ حضرت سکینہ کو بہت چاہتے تھے۔ جیسے ہی سکینہ کو اطلاع ملی کہ اُس کے چچا علمدار بنائے گئے ہیں تو اُس کے نیم جان بدن میں جان بھر جاتی ہے اور وہ چچا سے لپٹ کر ایک چار سالہ لڑکی کی حالت کے عین مطابق کہتی ہے۔

ع اب تو علم ملا تمہیں پانی مجھے پلاؤ

تحفہ نہ کوئی دیجے نہ انعام دیجئے قربان جاؤں پانی کا اک جام دیجئے

جدت نگاری۔ یوں تو میر انیسؔ کے مرثیے جدید مضامین نئی تشبیہات اور اچھوتے مطالب سے بھرپور ہیں۔ اس مرثیہ میں ان پُر محاسن مرثیہ کے ذیل میں تفصیلی گفتگو ہوگی لیکن اس مقام پر ہم چند ایسے نادر مضامین کی طرف اشارہ کریں گے جو اس مرثیہ کے آفاقی ہونے کا ثبوت بھی ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ مضامین ہیں جو ان کے کلام کو جاوداں بنائے ہیں۔ حالیؔ کے قول کے مطابق میر انیسؔ کا کلام جاوداں بن گیا اسے حیات دوام کا مرتبہ نصیب ہو چکا۔ اسی لئے آج میر انیسؔ کا کلام دنیا کے کسی اور شاعر کی بہ نسبت زیادہ پڑھا جاتا ہے'' میر انیسؔ شاعری کے میر کارواں ہیں۔ ان کے کلام میں ہر وہ شئے موجود ہے جو ایک عظیم جاوداں شاعر کے لئے ضروری ہے۔ ان کی شخصیت اور ان کا مقام اور فن علامہ اقبالؔ کے شعر کے مصداق معلوم ہوتا ہے ؎

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پر سوز

یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

(1) اس مرثیہ کا مطلع ہی عجیب انداز کا ہے جس میں زمین کی طرح آفتاب کو بھی متحرک بنایا گیا ہے۔ مشہور ہے کہ مجلس میں کسی شخص نے اس پر اعتراض کیا اور میر انیسؔ نے علوم ہیئت سے اس کو صحیح قرار دیا۔ جدید تحقیقات کی روشنی میں نظام شمسی خود ایک نظام جداگانہ ہوتے ہوئے بھی کہکشاں کے دوسرے نظاموں کے گرد حرکت میں ہے اس طرح سورج بھی متحرک ہے۔ یعنی '' جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے'' بڑا جدید اور انوکھا مضمون ہے ؎

(2) غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

میر انیس نے یہ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ امام حسینؑ نے یہ اسلام کا آخری جہاد کیا ہے اور حضرت مہدیؑ کے ظہور تک پھر جہاد نہیں ہوگا۔ قیامت تک حسینیتؑ جو حق کی صدائے بازگشت ہے باطل پر غالب رہے گی۔ حسینؑ کی حکومت قیامت تک ہوگی ۔

(3) پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اژ دہام میں اب اہتمام چاہیے امت کے کام میں

ہاتف کی آواز کہتی ہے کہ اے مجاہد! جہاد ہو چکا۔ اہتمام میں شہادت کی طرف اشارہ ہے۔ وعدۂ طفلی کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ امت کی بقا اب حسینؑ کی شہادت پر مبنی ہے۔ اس شہادت کے بغیر امت کا کام نہیں بن سکتا۔ امت کی بگڑی نہیں سنور سکتی۔

پروفیسر ادیب اس شعر کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ یزیدی سیرت اور یزیدی حکومت امت اسلامیہ کی تباہی کا باعث تھی۔ اس تباہی سے امت کو بچانے کے لئے امام حسینؑ کی شہادت ضروری تھی۔ اگر ان شدید مصائب اور اس عظیم جنگ کے بعد بھی امام حسینؑ کی جان بچ جاتی تو یزیدی سیرت سے بیزاری پیدا نہ ہوتی۔ یزیدی حکومت کی بنیاد متزلزل نہ ہوتی اور امت اسلامیہ تباہی سے محفوظ رہتی۔ ندائے غیب کے آخری جملہ میں ''اب'' کا لفظ بہت معنی خیز ہے۔ اس جملے کو اس سے پہلے والے مصرعہ کے ساتھ پڑھئے اور ''اب'' کے معنی پر غور کیجئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ تمام مصائب برداشت کرنے اور اس پیاس کی حالت میں اتنے بڑے لشکر سے ایسی جنگ کرنے کے بعد اب سر دینے کا مناسب وقت آیا ہے۔ اگر یہ منزلیں طے کرنے سے پہلے امام حسینؑ اپنی شہادت گوارا کر لیتے تو اُن کا مقصد پورا نہ ہوتا اور امت کا کام نہ بنتا''

پورے فلسفۂ کربلا کو ایک شعر میں بند کرنا میر انیس کی معجز بیانی ہے۔ میر صاحب کے مرثیوں کو اگر دقیق پڑھا جائے تو اذہان روشن اور فن کی باریکیاں معلوم ہو سکتی ہیں۔

(4) ظاہر نشانِ اسمِ عزیمت اثر ہوئے جن پر ''علی'' لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے

یہ شعر میر صاحب کا شاہکار ہے۔ یہاں ذوالفقار کا زور دکھا رہے ہیں۔ اس کے وار سے کوئی بھی محفوظ نہ رہ سکا یہاں تک کہ روح الامین کے صرف وہی ''پر'' بچ گئے جن پر ''یا علی'' لکھا تھا۔ اس شعر میں صنعت تلمیح بھی ہے اور جنگ خیبر کا اشارہ بھی موجود ہے۔

(5) انیس بڑی ہی نزاکت سے امام حسینؑ کو رسول اکرمؐ کے لباس سے آراستہ کر کے ذوالفقار حسینی سے سجا کر حمزہ کی ڈھال کو لگا کر حسینؑ کو آمادۂ جنگ اس لئے کر رہے ہیں کہ حسینؑ دشمنوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں رسولؐ کی

امرِ رسالت کی تکمیل کے لئے جا رہوں۔ یعنی میری مودّت تم لوگوں پر واجب ہے۔ حضرت علیؑ کی تلوار اور حضرت حمزہ کی ڈھال اس لئے ہے کہ وہ صدر اسلام کے بڑے مجاہد تھے اور آج مجھے سب سے بڑا جہاد کرنا ہے۔

سر پر رکھا عمامہَ سردار حق شناس پہنی قبائے پاک رسولؐ فلک اساس
یاد آگئے علیؑ نظر آئی جو ذوالفقار قبضے کو چوم کرشہ دیں روئے زار زار
دستانے پہنے سرور قدسی خصال نے معراج پائی دوش پہ حمزہ کی ڈھال نے

(6) قرآن رحل زیں سے سرفرش گر پڑا دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

میر انیسؔ کے کلام کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے واقعیت کو ختم نہیں ہونے دیتے۔ وہ خیال اور الفاظ کے صحیح جوڑ سے واقف ہیں۔ امام مظلوم آخری وقت گھوڑے سے زمین پر گرے۔ لیکن ذاکرین کے لفظ گرنے میں جو سبکی ہے اُس کو دور کرنے کے لئے اور امام کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہتے ہیں امام زخموں کی تاب نہ لا کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے۔ جو صحیح واقعہ نگاری نہیں۔ تشریف لانا ایک اختیاری فعل ہے اور گرنا ایک بے اختیار عمل۔ میر انیسؔ کو ایک طرف اس لفظ کی سبکی کا احساس ہے اور منزلت امامؑ کا اقرار۔ تو دوسری طرف صحیح واقعہ نگاری کی ذمہ داری۔ چنانچہ میر انیسؔ نے اس ایک لفظ ''گرنے'' کی سبکی کو اٹھانے کے لئے امامؑ کو قرآن، عرش اور کعبہ سے تشبیہہ دے کر ان سب کو گرایا ہے جس سے سامع اور قاری کو امامؑ کے گرنے کے لفظ میں پوشیدہ سبکی کا احساس نہیں ہوتا۔ اس طرح میر صاحب نے اپنی معجز بیانی سے واقعہ نگاری کے آداب بھی سکھائے۔

گرتے ہیں اب حسینؑ فرس پر سے ہے غضب نکلی رکاب پائے مطہر سے ہے غضب
قرآن رحل زیں سے سرفرش گر پڑا دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

(7) جنگل سے آئی فاطمہؑ زہراؑ کی یہ صدا
امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمداؐ

مشہور ہے کہ جب غالبؔ کے ہم عصر نواب مصطفٰی خان شیفتہؔ نے میر انیسؔ کے مرثیہ کا مطلع ''آج شبیرؑ پہ کیا عالم تنہائی ہے'' سُنا تو کہا کہ میر صاحب نے سارا مرثیہ بے خود کہا کیوں کہ یہ ایک ہی مصرعہ سارا مرثیہ ہے۔ اس ایک لفظ ''کیا'' میں زمین اور آسمان کی تنہائی یک جا کر دی گئی ہے۔

اس مرثیہ کا فوق شعر بھی عجیب کیفیت کا حامل ہے۔ جب بیٹی پر مشکلات اور مصیبتیں پڑتی ہیں تو وہ اپنے باپ کو یاد کرتی ہے اگر بیٹی زہراؑ ہو۔ باپ کے جگر کا ٹکڑا ہو۔ باپ رحمت اللعالمینؐ ہو تو پھر کس کو صدا کرے خصوصاً اُس

وقت جب باپ کی امت نے فاطمہؑ کا بھرا گھر برباد کر دیا۔اس ایک شعر میں تمام مرثیہ پوشیدہ ہے اور صرف یہ ایک ہی شعر عمر بھر رُلانے کے لئے کافی ہے۔

مکالمہ نگاری۔ یوں تو انیسؔ کا کوئی بھی مرثیہ مکالمے سے خالی نہیں ۔لیکن بعض مرثیوں جن میں زیر بحث مرثیہ بھی شامل ہے۔بیشتر تقریر اور مکالموں پر مشتمل ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انیسؔ اپنی طرف سے اتنا نہیں بولتے جتنا ان کے کریکٹر بولتے ہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد لکھتے ہیں۔انیسؔ روز مرہ کا استعمال نہایت خوبی سے کرتے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی باتیں کر رہا ہے۔الفاظ اور ترتیب الفاظ بھی اکثر وہی ہوتی ہے جو عام بول چال میں ہوتی ہے۔مختلف اشخاص کی گفتگو کا الگ الگ رنگ ہے۔لب و لہجہ کا فرق بھی ہے۔اس مرثیہ میں میر انیسؔ نے 347 مکالمے استعمال کئے ۔اِس کا حساب جناب شان الحق حقی صاحب کے مضمون انیسؔ کی ڈرامہ نگاری میں ملتا ہے۔یعنی تقریباً ہر تین مصرعوں میں ایک مکالمہ انیس کے اس مرثیے میں موجود ہے۔

انیسؔ کی مکالمہ نگاری کا ایک اہم عنصر زندگی کے مختلف اقدار کی عکاسی کرتے وقت آداب و اخلاق اور حفظ مراتب کا خاص خیال ہے۔اس مرثیہ میں حضرت عون ومحمد اور علم کا قضیہ ہمارے اس ادعا کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔اس میں حضرت زینبؑ اور ان کے بیٹوں کی گفتگو،حضرت امام حسینؑ اور حضرت زینب کی گفتگو،حضرت علی اکبر اور حضرت عباس کی گفتگو،زوجۂ حضرت عباس اور حضرت زینب کی گفتگو،حضرت عباسؑ اور حضرت امام حسینؑ کی بات چیت اور آخر میں حضرت سکینہؑ سے گفتگو شامل ہے۔یہ میر انیسؔ کے مکالمہ نگاری کا کمال ہے کہ ان کے کریکٹر اپنے اپنے حد ادب،اخلاق اور حفظ مراتب میں رہ کر بات چیت کر رہے ہیں ۔

کیا قصد ہے علی ولی کے نشان کا ۔۔۔ اماں کیسے ملے گا علم نانا جان کا
کچھ مشورہ کریں جو شہنشاہ خوش خصال ۔۔۔ ہم محق ہیں آپ کو اس کا رہے خیال
پاس ادب سے عرض کی ہم کو نہیں مجال ۔۔۔ اس کا بھی خوف ہے کہ نہ ہو آپ کو ملال
آقا کے ہم غلام ہیں اور جاں نثار ہیں ۔۔۔ عزت طلب ہیں نام کے امیدوار ہیں
زینب نے تب کہا کہ تمہیں اس سے کیا ہے کام ۔۔۔ کیا دخل مجھ کو؟ مالک و مختار ہیں امام
دیکھو، نہ کیجو بے ادبانہ کوئی کلام ۔۔۔ بگڑوں گی میں،جو لوگے زباں سے علم کا نام
لو، جاؤ،بس،کھڑے ہو الگ ہاتھ جوڑ کے

کیوں آئے تم یہاں علی اکبر کو چھوڑ کے؟

سرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس　　ایسا نہ ہو، کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اساس
کھوتے ہو اور آئے ہوئے تم مرے حواس　　بس، قابلِ قبول نہیں ہے یہ التماس
رونے لگو گے پھر، جو بُرا یا بھلا کہوں
اس ضد کو بچپنے کے سوا اور کیا کہوں؟

اِن ننھے ننھے ہاتھوں سے اُٹھے گا یہ علم؟　　چھوٹے قدوں میں سب سے، سنوں میں سبھوں سے کم
نکلیں تنوں سے سبطِ نبیؐ کے قدم پہ دم　　عہدہ یہی ہے بس، یہی منصب، یہی حشم
رخصت طلب اگر ہو، تو یہ میرا کام ہے
ماں صدقے جائے، آج تو مرنے میں نام ہے

نرغے میں تین دن سے ہے مشکل کشاؑ کا لال　　اماں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پائمال
پوچھا نہ یہ کہ کھولے ہیں کیوں تم نے سر کے بال　　میں لٹ رہی ہوں اور تمہیں منصب کا ہے خیال
غم خوار تم مرے ہو نہ عاشق امام کے
معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام　　"غصے کو آپ تھام لیں، اے خواہرِ امام!
واللہ، کیا مجال، جو لیں اب علم کا نام　　کھل جائے گا، لڑیں گے جو یہ باوفا غلام
فوجیں بھگا کے گنجِ شہیداں میں سوئیں گے
تب قدر ہوگی آپ کو، جب ہم نہ ہوئیں گے"

اب تم جسے کہو، "اسے دیں فوج کا علم"　　کی عرض" جو صلاحِ شہِ آسماں حشم"
فرمایا" جب سے اُٹھ گئیں زہراؑ ئے باکرم　　اس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم
مالک ہو تم، بزرگ کوئی ہو، کہ خرد ہو
جس کو کہو، اسی کو یہ عہدہ سپرد ہو"

بولی بہن کہ ؎

"آپ بھی تو لیں کسی کا نام　　ہے کس طرف توجہ سردار خاص عام"

دبدبہ بھی ہو مصائب بھی ہوں توصیف بھی ہو
دل بھی محظوظ ہوں رقت بھی ہو تعریف بھی ہو
سلک گوہر ہو وہ تقریر عطا کر یا رب
نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یارب
جلسہ نہیں مظلوم کی یہ بزم عزا ہے
یاں رونے کی لذت سے رلانے کا مزا ہے
آنکھوں سے مومنوں کی رواں جوئے اشک ہو
رنگیں وہ زمزمے ہوں جو بلبل کو رشک ہو
ہر دم پسرِ فاطمہؑ کی یاد میں گزرے
دن رونے میں شب نالہ و فریاد میں گزرے
ہر لحظ فزوں عزّت و اقبال و حشم ہو
غم ہو تو فقط فاطمہؑ کے لال کا غم ہو۔
مختصر پڑھ کے رُلا دینے کے ساماں ہیں جدا

اُردو مرثیے کے ارتقا کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدیم دکنی مرثیے اور شمالی ہند کے قدیم مرثیے صرف بین کے مضامین سے بھرے ہوئے تھے جن میں کوئی خاص علمی اور فنی کیفیت نہ تھی۔ ان مرثیوں کا مقصد صرف گریہ و بکا اور ثواب دارین حاصل کرنا تھا۔ لوگ صرف مرثیت اور طرز و لحن پر اہمیت دیتے تھے۔ اسی لئے تو آئندہ زمانے میں ''بگڑا شاعر مرثیہ گو'' اور ''بگڑا گویا مرثیہ خوان'' معروف ہوئے۔ لیکن جب اودھ کے مرثیہ نگاروں نے علمی فنی اور ادبی اقدار سے مرثیے کو مالا مال کر دیا اور عظیم شاعروں نے مرثیہ کی سرپرستی قبول کی تو پھر ''بڑھیا شاعر مرثیہ گو'' کی روایت قائم ہوگئی اور گائیکی کی جگہ تحت اللفظ نے سنبھالی۔ اب ایک آدھ گھنٹہ کی مجلس کی جگہ دو تین گھنٹوں کی مجالس منعقد ہونے لگیں۔ غزل کے مشہور شعرا مرثیہ نگاروں کے منبر تلے بیٹھ کر ان کی عظمت کا اعتراف کرنے لگے ''بااللہ ببر علی انیسؔ تم شاعر گر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے ہی سر کے لئے موزوں ہے'' خواجہ آتشؔ کا جملہ آج بھی فضاؤں میں گونج رہا ہے۔

مرثیہ کی ہیئت تو مقرر ہو چکی تھی جس سے لکھنو کے سبزی فروش بھی آگاہ تھے۔ چہرے میں منظر کشی، سراپا میں تغزل و قصیدہ خوانی، رزم میں شاہ نامہ کی گونج اور ہر ہر مصرعہ میں صناعی برائے صنعت گری اپنی بنیادی مقاصد کے حدود سے ٹکرانے لگی تو مرثیت کو مرثیے میں محفوظ کرنے کے لئے میر انیسؔ کے سے عظیم شاعر نے شہادت کے علاوہ رخصت کو مرثیے کے نصف اول میں طول دے کر چہرا، ماجرا اور سراپا کے بعد ''دل بھی محظوظ ہو رقت بھی ہو تعریف بھی ہو'' کا سامان مہیا کیا۔ پھر رخصت کے بعد آمد، رجز جنگ میں۔

ع۔ خون برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ

ع۔ دکھلادوں ہر ورق میں مرقع لڑائی کا

دکھا کر شہادت ایسی لکھی کہ ؎

خاموش انیسؔ اب تو نہ کہہ زاریِ شبیرؑ
ٹکڑے کئے دیتی ہے جگر کو تری تقریر
ہر بات میں ہے درد ہر اِک لفظ میں تاثیر
مصرعے ہیں محبوں کے کلیجے کے لئے تیر

میر انیسؔ نفسیات کے عالم تھے۔ انہوں نے فطرت انسانی اور انسان کے نفسیات کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ شدت غم اور عظیم اندوہ والم سے جذبات سینوں میں گھٹ کر اور آنسو آنکھوں میں خشک ہو کر رہ جاتے ہیں اور سننے والا بے حس ہو جاتا ہے اسی لئے وہ بین کے مضامین کو انتہائی غم انگیز اور دردناک نہیں بناتے بلکہ پہلے ذکر فضائل سے ان برگزیدہ ہستیوں کے اوصاف اخلاق ایثار اور اطوار پر روشنی ڈالتے، سامعین کو خوش حال کرتے اور ایسے بیان میں منظر کشی، تغزل اور علمی ادبی شیرینی گھول دیتے پھر بڑی خاص متانت سے جب سامعین ذہنی اور ادبی لذت میں محو ہو کر مرثیے کے آہنگ کے ساتھ ہو جاتے تو شہادت اور بین کے واقعات سے اُن کے دلوں کے تاروں کو چھیڑ دیتے اور ایک ہلکے سے اشارے میں اشکوں کے دریا بہا دیتے۔ سامعین یہ سوچتے کہ ایسے برگزیدہ لوگوں نے اتنی سختیاں ہماری نجات کے لئے اٹھائیں اور ان مصائب کا تصور ہی انہیں رُلا دیتا

''ٹینی سن'' کہتا ہے'' بڑا غم ہمیشہ مسرت بخش امور کی یاد کے ساتھ ہوگا''

اسی لئے موجودہ مراثی قدیم بینیا مراثی سے زیادہ دردناک اور رقت انگیز ہیں۔

اس شاہکار مرثیہ میں کئی ایسے مقامات ہیں کہ معمولی سے اشارے پر آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ صبح کی منظر کشی سے سننے والے کا دل باغ باغ کر دیتے ہیں۔ کچھ اشعار بطور نمونہ پیش ہیں ؎

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا
دراج و کبک و تیہو و طاؤس کی صدا
پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبد گل فروش تھے
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
کوکو کا شور ''نالہ حق سرہٗ'' کی دھوم
طائر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر ہونک رہے تھے کچھار میں

پہلے سات آٹھ بندوں میں صبح کی منظر کشی کو بند کر کے سننے والے کے ذہن کے دریچوں کو نسیم صبح کے جھونکوں

سے کھول دیتے ہیں جو ایک خاص فرحت اور طرب کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ پھر فوراً ایک بند کے مضراب سے دل کے حساس تاروں کو ایسا چھیڑ دیتے ہیں کہ درد و سوز کی لہر سارے جسم میں دوڑنے لگتی ہے اور خون آنسو بن کر آنکھوں سے ٹپکنے لگتے ہیں۔ یہ ہے میر صاحب کی معجز بیانی ۔

کانوں میں اک طرف تھے ریاضِ نبیؐ کے پھول　　وہ باغ تھا لگا گئے تھے خود جسے رسولؐ
ماہِ عزا کے عشرۂ اول میں لٹ گیا　　وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لٹ گیا

عون و محمدؑ کے علم کے قضیہ میں بین کی صورت نکالنا آسان نہیں۔ لیکن ایک سچا شاعر ممتا کے جذبات کو کچھ ایسا ظاہر کرتا ہے کہ ہر سنگ دل بھی آب ہو جاتا ہے۔ جب حضرت زینبؑ نے تلخ لہجہ میں کہا ۔

غم خوار تم مرے ہو نہ عاشق امامؑ کے　　معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے

تو پھر دونوں مطیع فرمانبردار بیٹے ۔

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام　　غُصے کو آپ تھام لیں اے خواہرِ امامؑ
واللہ کیا مجال جو لیں اب علم کا نام　　کُھل جائے گا لڑیں گے جو یہ باوفا غلام

اب یہاں ٹیپ کے شعر کے دوسرے مصرعہ میں انیسؔ نے جو نشتر رکھا ہے وہ ممتا کے جگر میں اترتا ہے۔

فوجیں بھگا کے گنجِ شہیداں میں سوئیں گے
تب قدر ہو گی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

اس نشتر نے ممتا کے دل پر اثر کیا اور یہاں ہر صاحب دل اشکبار ہو جاتا ہے ۔

یہ کہہ کے بس ہٹے جو سعادت نشاں پسر　　چھاتی بھر آئی ماں کی، کہا تھام کر جگر
دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو مجھے خبر　　ٹھہرو ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر

کیا صدقے جاوں ماں کی نصیحت بری لگی
بچو، یہ کیا کہا کہ جگر پر چھری لگی

یقیناً بارگاہ ایزدی میں میر انیسؔ کی دعا مُستجاب ہوئی ”نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یارب“۔ جب امام حسینؑ حضرت عباسؑ کو یہ کہہ کر علم سونپتے ہیں تو حضرت عباسؑ نے جو عمل کیا وہ ہر واقف دل کو رلانے کے لئے کافی ہے ۔

ان کی خوشی وہ ہے جو رضا پنجتن کی ہے　　لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے

فوراً حضرت عباسؑ نے ۔

منہ کر کے سوئے قبر علیؑ پھر کیا خطاب　　　ذرے کو آج کر دیا مولا نے آفتاب

حضرت عباسؑ کا بابا کو مخاطب کر کے یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ عباسؑ کربلا میں علیؑ کی نیابت کر رہے ہیں جو عباسؑ کے وجود کا مقصد ہے۔ میر انیس اس مرثیے میں آٹھ بندوں میں گرمی کا نقشہ ایسا کھینچے ہیں کہ منظر کشی، صناعی گیری اور جدت نگاری کا قلم توڑ دیتے ہیں۔ دو عالم کی گرمی کی شدت سے دماغوں کو پگھلا دیتے ہیں اور دوسری طرف امام مظلوم کی پیاس سے کلیجوں کو جلا دیتے ہیں اور اس موقع پر تمام گرمی کی حدت اور شدت کو امام کے سر پر کھڑا کر دیتے ہیں اور سامعین کے دل کے پھپھولوں پر اشکوں کا مرہم لگا دیتے ہیں۔

وہ لوں وہ آفتاب کی حِدّت و تاب وتب
کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثالِ شب
گرمی میں پیاس تھی کہ پھکا جاتا تھا جگر

کثرت عرق کے قطروں کی تھی روئے پاک پر　　　موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر
آب رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور　　　جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر اُدھر
مردم تھی سات پردوں کے اندر عرق میں تر　　　خس خانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر
گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں　　　پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں
شیر اٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے　　　آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدّر غبار سے　　　گردوں کو تپ چڑھی تھی زمیں کیب خار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھُن جاتا تھا، جو گرتا تھا دانہ زمین پر

گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں　　　انگارے تھے حباب،تو پانی شرر فشاں
منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں　　　تہ میں تھے سب نہنگ،مگر تھی لبوں پہ جاں
پانی تھا آگ ،گرمی روزِ حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی ، کباب تھی

آئینۂ فلک کو نہ تھی تاب وتب کی تاب　　　چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب
سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو اضطراب　　　کافورِ صبح ڈھونڈتا پھرتا تھا آفتاب

بھڑکی تھی آگ گنبدِ چرخِ اثیر میں
بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر میں
اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہِ اُمم نہ دامنِ رسولؐ تھا، نہ سایۂ علم
شعلے جگر سے آہ کے اُٹھتے تھے دم بہ دم اودے تھے لب، زبان میں کانٹے، کمر میں خم
بے آب تیسرا تھا جو دن میہمان کو
ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو

یہ مرثیہ دوسرے مرثیوں سے اس لحاظ سے بھی کچھ مختلف ہے کہ اس میں تقریباً تمام شہیدوں کی شہادتیں بہت ہی اختصار سے بیان کی گئی ہیں۔ امام کے اصحاب اور انصار کے لئے ذیل کے مصرعے ملاحظہ ہوں۔

ع۔ نکلے ادھر سے شہ کے رفیقانِ تشنہ کام
ع۔ اک اک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی

مالک اشتر کی جنگ کہہ کر ذہنوں میں ان کی بہادری اور شاہکار لڑائی کا تذکرہ کیا ہے۔ امام کے عزیزوں کیلئے صرف ایک بند ۔

نکلے پے جہاد عزیزان شاہ دین
روباہوں کی صفوں پر چلے شیر خشمگین
کیا کیا لڑے ہیں شام کے بادل میں ڈوب کے

شام کے بادل کہہ کر یزیدی فوج کی کثرت بتائی ہے۔ حضرت عون ومحمد کے لئے دو بند

ع۔ اللہ رے علیؑ کے نواسوں کی کار زار
ع۔ گنتی تھی زخمیوں کی نہ کشتوں کا تھا شمار

شوکت ہُوَ ہُوَ تھی جناب امیرؑ کی طاقت دکھا دی شیروں نے زینبؑ کے شیر کی

حضرت قاسم ابن حسنؑ کی شہادت پر ایک بند۔

کس حُسن سے حسنؑ کا جوان حسین لڑا
سہرا الٹ کے یوں کوئی دلہا نہیں لڑا
حملے دکھا دیئے اسد کردگار کے مقتل میں سوئے اَزرق شامی کو مار کے

حضرت عباسؑ کی جنگ دو بندوں میں ۔

جھپٹا جو شیر شوق میں دریا کی سیر کے　　لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو پیر کے
عباسؑ بھر کے مشک کو یوں تشنہ لب لڑے　　جس طرح نہرواں میں امیر عرب لڑے

حضرت علی اکبرؑ کی شہادت پر ایک بند

عباسؑ سے بھی جنگ میں تھے کچھ بڑھے ہوئے

یہاں انیسؔ مرثیہ کو موڑتے ہیں۔ اب امام کی حفاظت کرنے والے سب شہید ہو چکے۔ ڈھالوں کے پیچھے مکا ظالم اب دور سے امامؑ پر برچھیوں کی بارش کرنے لگے۔

ڈھالوں کا دور برچھیوں کا دور ہو گیا
ہنگام ظہر خاتمۂ فوج ہو گیا

آگے تین بندوں میں امام کی تنہائی بے کسی اور مظلومی کا نقشہ یوں کھینچے ہیں۔

ع　لاشے سبھوں کے سبط نبیؐ خود اٹھا کے لائے
ع　فرماتے تھے بچھڑ گئے سب ہم سے ہائے ہائے
ع　اک عمر کا ریاض تھا جس پر لٹا وہ باغ
ع　جو گھر کی روشنی تھے وہ گل ہو گئے چراغ

پھر حضرت علی اصغرؑ کی شہادت کو پانچ بندوں میں بیان کرتے ہیں۔

ع　معصوم ذبح ہو گیا گودی میں شاہ کی

بچے کو دفن کرکے پکارا وہ ذی وقار　　اے خاک پاک حرمت مہماں نگہدار

میر انیسؔ نے امام حسینؑ کی شہادت کو تفصیل سے تقریباً بیس بندوں میں بیان کیا ہے۔

بے کس حسینؑ ظلم شعاروں میں گھر گئے　　مولا تمہارے لاکھ سواروں میں گھر گئے
یوں تھے خدنگ ظل الٰہی کے جسم پر　　جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر
تیر ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا　　گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

اک سنگ دل نے پاس سے مارا جبیں پہ سنگ
صدمے سے زرد ہو گیا سبطؑ نبی کا رنگ

ماتھے پہ ہاتھ تھا کہ گلے پر لگا خدنگ
کھینچی سری گلے کی طرف سے بہ چشم نم بھالیں نکالیں پشت کی جانب سے ہو کے خم
گرتے ہیں اب حسینؑ فرس پر سے ہے غضب
پہلو شگافتہ ہوا خنجر سے ہے غضب
قرآن رحل زیں سے سرفرش گر پڑا دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا
جنگل سے آئی فاطمہ زہراؑ کی یہ صدا
امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمدا
انیس سو ہیں زخم تن چاک چاک پر زینبؑ نکل حسینؑ تڑپتا ہے خاک پر
پردہ الٹ کے بنت علیؑ نکلی ننگے سر
اے کربلا بتا ترا مہمان ہے کدھر
اماں قدم اب اٹھتے نہیں تشنہ کام کے پہنچا دو لاش پر مرے بازو کو تھام کے
دیکھا سر حسینؑ کو نیزے کی نوک پر
بھیا میں اب کہاں سے تمہیں لاؤں کیا کروں
گھر لوٹنے کو آئے گی اب فوج نابکار کہیو نہ کچھ زباں سے بجز شکر کردگار
خیمے میں جب کہ آگ لگا دیں ستم شعار رہیو میری یتیم سکینہؑ سے ہوشیار
پروفیسر ادیب کہتے ہیں۔ بین مرثیے کا سب سے ضروری حصہ ہے۔ اسی کی بنیاد پر انیس کا مرثیہ مرثیہ کہلاتا ہے۔

گیارھواں باب

محاسنِ مرثیہ

مرثیہ میں استعمال شدہ صنعتوں کو سمجھنے کے لئے علم بیان (Discourse) اور علم بدیع (Rheloric) کو جاننا بھی ضروری ہے جو علم ندرت بیان کے حصے ہیں۔ ہم نے علم بیان اور علم بدیع کی صنعتوں کو اُن کی مختصر اور واضح تعریف کے ساتھ ان کی مثالوں کے ذریعہ بیان کیا ہے اور تقریباً تمام مثالیں اسی مرثیے سے پیش کرنی کی کوشش کی ہے۔

علم بیان وہ علم ہے جس کے تحت کسی بات یا خیال کو مختلف پرایوں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ علم بیان کے چار جزو ہیں

I۔ تشبیہ Simile

2۔ استعارہ۔ (Trope) Metaphor

3۔ مجاز مرسل۔ Metaphor of Subsitution

4۔ کنایہ Metonymy

تشبیہ۔ تشبیہ کے لغوی معنی کسی چیز کے مانند ہونا ہے۔ اس کے اصطلاحی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند ٹھہراتا ہے۔

مثال۔ ع ۔شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں

تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں۔

1۔ مشبہ۔ جس کو تشبیہ دی جائے۔

2۔ مشبہ بہ۔ جس سے کسی چیز کو تشبیہ دی جائے۔

3۔ وجہ تشبیہ۔ جس بات سے تشبیہ دی جائے۔

4۔ غرض تشبیہ۔ جس مقصد کے لئے تشبیہ دی جائے۔

5۔ حروف تشبیہ۔ وہ حروف جو تشبیہ کے معنی پیدا کرنے میں مددگار ہوں۔

مشبہ اور مشبہ بہ۔ جن کو طرفین تشبیہ بھی کہتے ہیں۔ دو قسمیں ہیں۔

1۔ حِسّی ۔ جس میں مُشبہ اور مشبہ بہ بہ حواس خمسہ سے شناخت کئے جاتے ہیں۔

2۔ عقلی ۔ جس میں مُشبہ اور مشبہ بہ عقل سے دریافت ہوتے ہیں۔ ان کی مزید چار صورتیں ہیں۔

1۔ جس میں طرفین تشبیہ حِسی ہوں۔ اس کی مزید پانچ صورتیں ہیں۔

ا۔ بصری، ب۔ سمعی، ج۔ شامی، د۔ مذوقی، ہ۔ لمسی

2۔ جس میں طرفین تشبیہ عقلی ہوں۔

3۔ جس میں مشبہ عقلی مشبہ بہ حِسّی ہو۔

3۔ جس میں مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو

ا۔ تشبیہ حسّی بصری۔ اگر طرفین تشبیہ کو قوت باصرہ سے محسوس کیا جائے۔

مثال۔ قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز

(قرآن کی سطریں۔ جماعت کی صفیں)

بسم اللہ آگے جیسے ہو، یوں تھے شہہ حجاز

(بسم اللہ۔ شہ حجاز۔ امام نماز)

ب۔ تشبیہ حسی سمعی اگر طرفین تشبیہ کو سننے سے تعلق ہو۔

مثال۔ ”گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آگئی (صدا رسول کی۔ علی اکبر کی آواز)

ع اک پہلواں یہ سنتے ہی گرجا مثالِ رعد (پہلوان کا للکارنا۔ رعد کا گرجنا)

ج۔ تشبیہ حسّی شامی، اگر طرفین تشبیہ کو سونگھنے سے تعلق ہو۔

مثال۔ ع خوشبو سے جن کی خلد تھا جنگل کا عرض وطول (خوشبو جنگل۔ خلد کی مہک کی طرح)

د۔ تشبیہ حسّی مذوقی اگر طرفین تشبیہ کا چکھنے سے تعلق ہو۔

مثال۔ ع سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب

ہ۔ تشبیہ حسی لمسی اگر طرفین تشبیہ کا چھونے سے تعلق ہو (شہد۔ مزا)

مثال۔ ع آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر
(آگ برسنا۔ شدت گرمی کا احساس)

جب طرفین تشبیہ عقلی ہونگے تو اُن کو عقل یعنی (خیال، تصور یا جذبہ) کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے۔

مثال۔ ع۔ روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر

(دعاؤں کو جبرئیل امین سے تشبیہ دی گئی جنہیں فکر خیال اور جذبہ مذہبی سے پہنچانا جاتا ہے)

3۔ جب مشبہ حواس خمسہ سے اور مشبہ بہ عقل سے دریافت کیا جائے۔

مثال۔ گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

4۔ جب مشبہ عقل سے اور مشبہ بہ حواس خمسہ سے معلوم کیا جائے۔ مثال۔ تیزی زبان میں صورتِ شمشیر چاہیئے

وجہ تشبیہ کی قسمیں۔ وجہ تشبیہ دو قسم کی ہوتی ہے۔

1۔ مفرد

2۔ مرکب

یہ دونوں قسمیں عقلی اور حسّی ہو سکتی ہیں اور حسّی پھر حواس خمسہ کے تحت پانچ قسم کی یعنی بصری، سمعی، شامی، مذوقی اور لمسی ہو سکتی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی تشبیہات کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

مفرد جس طرح چہرے کو پھول سے تشبیہ دی جائے۔ مرکب جس طرح کہا جائے کہ میدان جنگ میں گرد اٹھی تو اس میں تلواریں اس طرح چمکتی تھیں جس طرح شب کو ستارے ٹوٹتے ہیں۔ مفرد تشبیہ میں چنداں جدت نہیں ہو سکتی البتہ مرکب تشبیہ میں ہر وقت جدت پیدا ہو سکتی ہے۔ تشبیہ کی اصلی خوبی یہ ہے کہ مشبّہ کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے۔ تشبیہ کی خوبیاں جس قدر میر انیسؔ کے کلام میں پائی جاتی ہیں اُردو زبان میں ان کی نظیر نہیں مل سکتی۔ میر انیسؔ کی تشبیہات کی خوبیاں جوان کے کلام کو دوسروں سے جدا کرتی ہیں وہ یہ ہیں (1) یہ تشبیہات اکثر مرکب ہیں۔ (2) اکثر تشبیہات قریب الفہم اور سریع الانتقال ذہن ہیں (3) ان تشبیہات میں وجہ تشبیہ اعلیٰ درجے پر پائی جاتی ہے (4) اکثر تشبیہات میں انوکھا پن ہوتا ہے اور عمومیت کم ہوتی ہے جس سے تشبیہ پُر لطف ہو جاتی ہے (5) بعض تشبیہات تشبیہ تفصیل کے زمرے میں آتی ہیں جن میں ایک چیز کو دوسری سے تشبیہ دی جاتی ہے اور پھر مشبّہ بہ سے رجوع کر کے مشبّہ کو مشبّہ بہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ (6) اکثر تشبیہات ایک سے زیادہ حواس کو متحرک کرتی ہیں (7) بعض تشبیہات میں پیکریت یا سہ بُعدی Three dimensional کیفیت ہوتی ہے جس سے اس کا حُسن مزید بڑھ جاتا ہے۔ (8) بعض تشبیہات کا مقصد مبالغہ ہے جو بذات خود ایک جداگانہ صنعت ہے۔

(ا) **وجہ تشبیہ مفرد حسّی بصری۔ مثال۔** رایت بڑھا کہ سرو ریاض ارم بڑھا

(قدسے نسبت)

(ب)**وجہ تشبیہ مفرد حسّی سمعی۔** مثال: ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یاد ابر گڑگڑائے (آواز مہیب)

(ج)**وجہ تشبیہ مفرد حسّی شامی۔** بل کھار ہا تھا زلف سمن بو کا تار تار (سمن بو)

(د) وجہ تشبیہ حسّی مذوقی۔ مثال۔ سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب (شہد مٹھاس)

(ح) وجہ تشبیہ مفرد حسّی لمسی۔ مثال

گرمی کا روز جنگ کی کیوں کر کروں بیاں
ڈر ہے کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زبان (گرمی)

2۔وجہ تشبیہ مفرد عقلی۔مثال

ع روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر (عرش پر ہونا)

ع دروازے پہ ٹہلنے لگے مثلِ شیر نر (شجاعت)

(ا)**وجہ تشبیہ مرکب حسّی بصری۔** مثال: قاسم سا گل بدن علی اکبرؑ سا خوش جمال

(ب)۔ وجہ تشبیہ مرکب حسّی سمعی۔ مثال۔ برچھی تھی دل کو فتح کے باجوں کی دھوم دھام

(ج)۔ وجہ تشبیہ مرکب حسّی شامی۔ مثال۔ خوشبو سے جن کی خلد تھا جنگل کا عرض و طول

(د) وجہ تشبیہ مرکب حسّی مذوقی مثال

لہجوں پہ شاعران عرب تھے مرے ہوئے
پتے لبوں کے وہ جو نمک سے بھرے ہوئے

(ہ) وجہ تشبیہ مرکب حسّی لمسی

مثال۔ اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے
جس طرح توڑ لے کوئی پتا درخت سے

(2) وجہ تشبیہ مرکب عقلی

مثال۔ پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر
روکی سپر حضورؑ کرامت ظہور پر

اس کے علاوہ طرفین تشبیہ کے مختلف قسموں سے مل کر متعدد اور قسمیں بنتی ہیں جن کو ہم طوالت کی خاطر نظر انداز

مثال۔ بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شبہ حجاز

ب۔جس میں تین ارکان تشبیہ کا ذکر ہو۔ یہاں ادات تشبیہ کو حذف کرتے ہیں۔

مثال پیدائنوں سے پیرہن یوسفی کی بو

ج۔جس میں تین ارکانِ تشبیہ کا ذکر ہو۔وجہ تشبیہ کو حذف کردیں۔

مثال سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں

د۔جس میں دوارکان تشبیہ کا ذکر ہو۔یعنی وجہ اورادات تشبیہ کو حذف کردیں

مثال عالی منش سبا میں سلیماں و غا میں شیر

(5)**تشبیہ ملفوف**۔اس تشبیہ میں کئی مشبّہ کا ایک جگہ ذکر کرنا اوراس کے بعد کئی مشبّہ بہ لانا ہے۔

ساونت بُردبار فلک مرتبت دلیر

عالی منش سبا میں سلیمانؑ و غا میں شیر

(6)**تشبیہ مفروق** اس تشبیہ میں پہلے ایک مشبّہ اورایک مشبّہ بہ باہم بیان کیا جائے پھرایک اور اسی طرح دویا تین مرتبہ تشبیہہ دیجائے۔

شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں

بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

(7) **تشبیہ تسویہ** یہاں مشبّہ بہ ایک اورمشبہ کئی ہوتے ہیں۔

خم گردنیں تھیں سب کی خضوع و خشوع میں

سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں

(8)**تشبیہ جمع** یہاں مشبہ ایک اورمشبہ بہ کئی ہوتے ہیں ۔

بے چوبہَ سپہر بریں جس کا سائباں

بیت العتیق،دیں کا مدینہ،جہاں کی جاں

(9)**تشبیہ تفضیل**۔ یہاں ایک چیز کو دوسری تشبیہ دی جاتی ہے اور پھر مشبّہ بہ سے رجوع کر کے مشبّہ کو مشبّہ بہ پر ترجیح دی جاتی ہے

مثال۔ لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو

(10) **تشبیہ مرکب** جب ایک تشبیہ کو کسی دوسری تشبیہ سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اُسے مرکب کہتے ہیں

ع۔ شبیر تھے دونوں ہاتھ لئے طائر دعا

ع۔ پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر

(11) **تشبیہ مرسل یا تفریح** جس تشبیہ میں حرف تشبیہ مذکور ہوتا ہے۔

قاسم ساگل بدن، علی اکبر سا خوش جمال

اس مصرعہ میں"سا" حرف تشبیہ ہے

(12) **تشبیہ مؤکد** جس تشبیہ میں تشبیہ حرف مذکور نہ ہو۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) جس میں صرف تشبیہ ہی محذوف ہو

بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں

(ب) جس میں مشبّہ بہ مشبّہ کا مضاف ہو

ب بے چوبہ سپہر بریں جس کا سائباں

(13) **تشبیہ مفصل** جس تشبیہ میں وجہ تشبیہ مذکور ہوتی ہے۔مثال

یوں تھے خدنگ ظل الٰہی کے جسم پر

جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر

اقسام تشبیہ تشبیہ کی 35 سے زیادہ قسمیں ہیں۔جن میں کچھ معروف قسمیں یہاں درج کی جاتی ہیں

(ا) **تشبیہ قریب** جب تشبیہ میں وجہ تشبیہ آسانی سے اور جلد سمجھ میں آجائے تو اُسے تشبیہ قریب کہتے ہیں۔اس کو تشبیہ مبتذل بھی کہتے ہیں۔اس کی تین قسمیں ہیں۔

(ا) **تشبیہ قریب واحد۔** یہاں وجہ مشبہ واحد ہے

رایت بڑھا کہ سرور ریاض ارم بڑھا

سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے

(ب) **تشبیہ قریب نسبت طرفین** یہاں طرفین تشبیہ میں قریبی نسبت ہوتی ہے۔

مثال پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر

(ج)تشبیہ قریب مشبّہ بہ معروف۔ یہاں مشبّہ بہ بہت عام اور معروف ہوتی ہے۔

مثال قاسم ساگل بدن علی اکبر ساخوش جمال

(2)**تشبیہ بعید (تشبیہ غریب)** جس تشبیہ میں وجہ تشبیہ کو سمجھنے کے لئے غور و تامل کی ضرورت ہو۔اس کی بھی چار قسمیں ہیں۔

(ا) **تشبیہ بعید وجہ مشبّہ متعدد** یہاں وجہ مشبہ متعدد ہوتے ہیں۔

مثال شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

(ب)**تشبیہ بعید وجہ مُشبّہ مرکب۔** یہاں وجہ مشبّہ مرکب ہوتی ہے۔

مثال دل میں بدی طبیعت بد میں بگاڑ تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

(ج) **تشبیہ بعید طرفین نسبت بعید** یہاں طرفین تشبیہ میں نسبت بعید ہوتی ہے۔

مثال اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے
جس طرح توڑلے کوئی پتّا، درخت سے

(د) **تشبیہ بعید مشبّہ بہ ندرت۔** یہاں مشبّہ بہ خیالی و وہمی ہوتی ہے۔

مثال بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر
(گرداب کو سپر سے تشبیہ دی گئی ہے)

(3)**تشبیہ مشروط۔** اگر تشبیہ میں کوئی شرط عائد کردی جائے جس کی وجہ سے اس میں دوری یا ندرت پیدا ہو جائے تو اسے تشبیہ مشروط کہتے ہیں

مثال جب ایسا بھائی ظلم کی تیغوں میں آڑ ہو
پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو

(4) **تشبیہ خیالی۔** ایسی تشبیہ جس کا وجود بہ حیثیت مرکب ہماری خارجی دنیا میں نہ ہو لیکن اس کے تمام اجزائے ترکیبی خارجی دنیا ہی سے اخذ کئے گئے ہوں تشبیہ خیالی کہلاتی ہے۔

مثال آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر

گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

(14) **تشبیہ تمثیل۔** اس میں وجہ مشبہ مرکب نہ ہو کر واحد یا متعدد ہو

بوٹا سا ان کے قد پہ نمودار و نام دار

(15) **تشبیہ معکوس۔** یہاں ایک چیز کو دوسری چیز سے پھر مشبہ بہ کو کسی اور سبب سے مشبہ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں

مثال　　سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے

گھونگھٹ نئی دلہن کا ہے چہرہ پری کا ہے

(16) **تشبیہ توجہ۔** کئی مشبہ کا یکجا ہونا۔ یہاں کسی مشبہ کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے۔

ع　رورو کے سو گئے ہیں صغیران ماہ وش

ع　ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام

(17) تشبیہ طرفین مفرد وقید

یہاں طرفین تشبیہ کے مفرد اور قید کے ساتھ ہوتے ہیں۔

مثال۔　　گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں

انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں

(18) **تشبیہ طرفین مفرد بے قید۔** یہاں تشبیہ کے طرفین مفرد اور بغیر قید کے ہوتے ہیں۔

آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح

(19) **تشبیہ طرفین مرکّب۔** یہاں تشبیہ کے طرفین مرکب ہوتے

مثال　　کالے نشان سپاہ سیہ رُو میں کھل گئے

(20) **شبیہ مشبَہ مفرَد مشبَہ بہ مرَکب ۔** یہاں مشبہ مفرد اور مشبہ بہ مرکب ہوتا ہے۔

مثال　　بے چوبۂ سپہر بریں جس کا سائباں

بیت العتیق، دیں کا مدینہ، جہاں کی جاں

(21) **تشبیہ مشبَہ مرکب و مشبہ بہ مفرد ۔** یہاں مشبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہوتا ہے۔

مثال　　ڈھالیں تھیں یوں سروں پہ سواران شوم کے

صحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

(22)**تشبیہ مسلسل۔** یہاں سلسلہ وار تمثیلات دی جاتی ہیں۔

کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا　　جیسے کنارشوق سے ہو خوب رو جدا
مہتاب سے شعاع جدا، گل سے بو جدا　　سینے سے دم جدا، رگ جاں سے لہو جدا
گرجا جو رعد ابر سے بجلی نکل پڑی
محمل میں دم جو گھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

(23) **تشبیہ اضمار** ایک چیز کو دوسری چیز سے اس طرح تشبیہ دینا کہ بظاہر ایسا معلوم ہو کہ شاعر کا مقصد تشبیہ نہیں کچھ اور ہے لیکن حقیقت میں غرض تشبیہ ہو۔

مثال　　مانند شیر نر کہیں ٹھہرے کہیں بڑھے
گویا علیؑ الٹتے ہوئے آستیں بڑھے

(24) **تشبیہ مجمل** اگر تشبیہ میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو تو اُسے تشبیہ مجمل کہتے ہیں۔اس کی چھ قسمیں ہیں۔

(ا) تشبیہ مجمل شبہ غیر مذکور واضح۔جس میں وجہ شبہ غیر مذکور بے تامل معلوم ہو۔مثال

دروازے پہ ٹہلنے لگے مثلِ شیر نر

(ب) **تشبیہ مجمل وجہ شبہ غیر مذکور مخفی۔** جس میں وجہ شبہ غیر مذکور مخفی ہو

مثال　　گردوں میں مثلِ شیشۂ ساعت بھری تھی گرد

(ج)**تشبیہ مجمل وصف مشبّہ ومشبہ بہ غیر مذکور۔** یہاں وصف مشبّہ اور مشبّہ بہ کا وصف معلوم ہو۔

مثال　　ہیرے خجل تھے گوہر یکتا نثار تھے
پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

(د) **تشبیہ مجمل وصف طرفین تشبیہ مذکور** یہاں طرفین تشبیہ کا وصف معلوم ہو۔

مثال　　آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح
آہو پہ شیر شرزۂ غاب آئے جس طرح

(ہ) **تشبیہ مجمل و صف مشبّہ غیر مذکور۔** یہاں وصف مشبّہ صرف معلوم نہ ہو۔

مثال سب خوبیوں کا خاتمہ بس اس حسین پہ ہے
محبوب حق ہیں عرش پہ سایا زمیں پہ ہے

و۔ **تشبیہ مجمل وصف مشبہ بہ مذکور**۔ یہاں وصف مشبہ بہ معلوم کیا جاتا ہے۔

مثال یوں تھے خدنگ ظل الٰہی کے جسم پر
جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر

میر انیس نے اس مرثیہ میں 86 سے زیادہ عمدہ اور نادر تشبیہات استعمال کیں جن کی تفصیل جدول میں دی گئی ہے۔

استعارہ ۔ استعارہ کے لغوی معنی ادھار لینا یا مستعار لینا ہے۔ اسے انگریزی میں Simile کہتے ہیں۔ استعارہ کے اصطلاحی معنی حقیقی معنی کو ترک کر کے مجازی معنی حاصل کرنا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے اس کو حسن کلام کا زیور کہا ہے۔

تشبیہات اور استعارات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ تشبیہہ میں مشبہ بہ کے مانند قرار دیا جاتا ہے جب کہ استعارہ میں مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ قرار دے دیا جاتا ہے یعنی تشبیہ میں غلو کے ساتھ ایک چیز کو دوسری قرار دینے کو استعارہ کہتے ہیں۔ تشبیہات اور استعارات کے عموماً چار کام لئے جاتے ہیں۔ پہلا کام معنی آفرینی۔ یعنی تشبیہہ سے شعر کا مضمون آئینہ بن جاتا ہے۔ دوسرا کام حُسن آفرینی ہے۔ یعنی شعر کے رنگ اور حُسن کو بڑھا دیتا ہے۔ تیسرا کام اختصار ہے۔ یعنی دو لفظوں میں تمام مطالب ادا ہو جاتے ہیں۔ چوتھی چیز بلاغت ہے جو ان سب چیزوں سے مل کر بنتی ہے۔ فارسی شاعری کا مشہور شاعر طالب آملی کہتا ہے وہ شعر جس میں استعارہ نہ ہو بے مزا ہوتا ہے۔ ارسطو نے استعارہ کو ''صفائی خیال کی کلید'' بتایا ہے۔

ارکان استعارہ = استعارہ کے چار ارکان ہیں۔

(ا) **مستعار منہ** ۔ جسے تشبیہ میں مشبہ بہ کہتے ہیں یعنی جس سے کسی چیز کو تشبیہ دی جائے۔

(ب) **مستعار لہ** ۔ جسے تشبیہ میں مشبہ کہتے ہیں یعنی جس کو تشبیہ دی جائے۔

(ج) **مستعار** ۔ وہ لفظ جس کے معنی مشبہ بہ میں واقع ہوئے ہیں۔

(د) **وجہ جامع** ۔ جسے وجہ تشبیہ کہتے ہیں یعنی جس بات میں تشبیہ دی جائے۔ مستعار منہ اور مستعار لہ کو طرفین استعارہ کہتے ہیں۔

استعارہ کا کام۔ استعارہ کا کام تشبیہ میں غلو اور مبالغہ کرنا ہے۔

استعارہ کی اقسام۔ استعارہ کی کئی اقسام ہیں۔

(۱)**استعارہ بالتصریح** یہاں مستعارلہ ترک کر کے مستعار منہ کا ذکر کیا جائے یعنی مستعار منہ کو بعینہٗ مستعار منہ ٹھہرایا جائے۔اس کی تین قسمیں ہیں۔

(أ) **استعارہ مطلقہ** جس میں طرفین استعارہ میں سے کسی کی بھی صفات ومناسبات مذکور نہ ہوں۔

مثال پھولے سماتے تھے نہ محمدؐ کے گل عذار

(ب) **استعارہ مرشحہ** جس میں صرف مستعار منہ کے مناسبات کا ذکر ہو۔مثال

گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں
انگارے تھے حباب تو پانی شررفشاں

(ج) **استعارہ مجردہ۔** جس میں مستعارلہ کے صفات ومناسبات کا ذکر کیا گیا ہو۔مثال

اللہ رے تیزی و برش اس شعلہ رنگ کی
(شعلہ رنگ سے مراد تلوار کے ہے)

(۲)**استعارہ بالکنایہ۔** یعنی یہاں استعارہ کنایہ کے ساتھ ہوتا ہے۔اس میں تشبیہ بھی مضمر ہوتی ہے اور جس میں مستعار منہ کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔

مثال دریا نہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے

(3)**استعارہ عنادیہ** یہاں مستعارلہ ومستعار منہ کی صفات کا کسی چیز یا شخص میں جمع ہونا ممکن نہ ہو۔ یہ استعارہ اکثر طنز واستہزاء کے طور پر بھی مختلف چیزوں میں باہم استعارہ کہا جاتا ہے

مثال اس آب پر یہ شعلہ فشانی خدا کی شان
پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
(تلوار کے لئے آب اور آگ کا استعارہ کیا گیا ہے)

(4)**استعارہ دفاقیہ۔** وہ استعارہ جس میں مستعارلہ اور مستعار منہ دونوں کی صفات ایک ہی چیز یا شخص میں جمع ہو جائیں

مثال ناوک پیام مرگ کے ترکش اجل کا گھر
(ناوک اور پیام میں صفت حرکت ہے ترکش اور گھر میں صفت مکان ہے)

(5) **استعارہ تمثیلیہ** اس میں مستعارلہ اور مستعار منہ اور وجہ جامع کئی چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ استعارہ تمثیلہ اور تشبیہ تمثیلی میں یہ فرق ہے کہ جہاں کہیں مطلقاً تمثیل ہو وہ استعارہ ہے اور اگر تشبیہی الفاظ ہوں تو اُسے تشبیہ سمجھنا چاہیے۔

(6) وجہ جامع کے اعتبار سے استعارہ کی چار صورتیں ہیں

(ا) وجہ جامع واضح اور نمایاں ہو۔

مثال　　عالی منش سبا میں سلیماں و غا میں شیر

(ب) وجہ جامع واضح نہ ہو اور سوچنے پر معلوم ہو۔

مثال　　آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح

آہو پہ شیر شرزہ غاب آئے جس طرح

(ج) وجہ جامع مستعار اور مستعارلہ کے معنی کا جزو ہو۔

مثال　　آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح

آہو پہ شیر شرزہ غاب آئے جس طرح

ع　　پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ موم خام

(د) وجہ جامع مستعار منہ اور مستعارلہ کے معنی جز و نہ ہو۔

مثال　　اللہ کے جیب کے پیارے اسی میں تھے

سب عرش کبریا کے ستارے اسی میں تھے

(7) استعارہ کے طرفین اور وجہ جامع کے اعتبار سے چھ قسمیں ہیں

(ا) طرفین استعارہ اور وجہ جامع تینوں حسّی ہوں۔ اس کی پھر پانچ قسمیں ہیں۔

بصری۔ سمعی۔ مذوقی۔ شامہ اور لمسی۔

مثال　　بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

(ب) مستعارلہ حسّی اور مستعار منہ اور وجہ جامع عقلی ہوں۔

مثال　　کرتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے

چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کے آنچ سے

(ج) مستعار منہ حسّی اور مستعار لہ اور وجہ جامع عقلی ہوں۔

مثال پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ موم خام

(د) مستعار لہ اور مستعار منہ حسّی ہوں اور وجہ جامع مرکب عقلی۔

مثال ڈر تھا کہ لو حسینؑ بڑھے تیغ اب چلی
غل تھا اِدھر ہیں مرجب و عنتر اُدھر علیؑ

(ہ) طرفین استعارہ حسّی اور وجہ جامع عقلی ہو۔

مثال گردوں میں مثلِ شیشۂ ساعت بھری تھی گرد

(و) طرفین استعارہ و وجہ جامع تینوں عقلی ہوں۔

مثال نشتر بہ دل تھی بنت علی کی فغان و آہ

(8) تعلقِ زمان آئندہ کا۔

مثال فوجیں بھگا کے گنجِ شہداں میں سوئیں گے
تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

(9) مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کا ذکر کرنا۔

مثال عمو نثار پیاس سے کیا حال ہے بتاؤ
(عمو سے مراد عمو سکینہؑ حضرت عباسؑ ہیں)

(10) مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کا ذکر کرنا،

مثال عزت بڑھی کنیز کی رتبہ غلام کا
(کنیز سے مراد کنیز امامؑ اور غلام سے مراد غلام امام زوجہ حضرت عباسؑ اور حضرت عباسؑ ہیں)

میر انیسؔ کے اس ایک مرثیے میں پندرہ سے زیادہ عمدہ مجازِ مُرسل کی مثالیں موجود ہیں جن کو جدول میں تفصیل سے دکھایا گیا ہے۔

کنایہ Metonymy کے لغوی معنی مخفی اشارہ یا پوشیدہ بات ہے۔ اصطلاح میں کنایہ وہ لفظ ہے جس کے معنی حقیقی مراد نہ ہو بلکہ غیر حقیقی ہوں۔ لیکن اگر حقیقی معنی بھی مراد لئے جائیں تو جائز ہے۔ کنایہ اور استعارہ میں فرق یہ ہے کہ کنایہ میں غیر حقیقی کے علاوہ حقیقی معنی بھی لئے جا سکتے ہیں جب کہ استعارہ میں صرف غیر حقیقی معنی ہی لئے

جاتے ہیں۔

کنایہ کی تین صورتیں ہیں۔

i۔ کسی صفت یا بات سے موصوف کو ذات مراد لینا

(ا) قریب = صفت کا موصوف معین کے ساتھ خصوصیت رکھنا

مثال باندھے عمامے آئے امام زماں کے پاس (امامِ زماں)

چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہراؑ کے لال کا (زہراؑ کا لال)

(ب) بعید۔ چند صفات جو بہ حیثیت مجموعی ایک موصوف کے ساتھ مختص ہوں ذکر کر کے موصوف کی ذات مراد لینا اگر چہ وہ صفتیں جدا جدا دوسری چیزوں میں بھی پائی جاتی ہیں

ع دیکھا سوئے فلک شہِ گردوں رکاب نے

(شہ گردوں رکاب سے مراد امام حسینؑ ہیں)

(ii) ایک صفت کے ذکر سے دوسری صفت مراد لینا۔ اس کی بھی دو قسم ہیں۔

(ا) قریب = لازم و ملزم میں کوئی واسطہ نہ ہو۔

مثال کثرت عرق کے قطروں کی تھی روئے پاک پر

موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر

(ب) بعید۔ لازم و ملزوم میں کچھ واسطہ ہوتا ہے۔

مثال طاقت دکھادی شیروں نے زینبؑ کے شیر کی

میر انیسؔ کے اس مرثیے میں پچاس سے زیادہ نادر اور عمدہ استعارات موجود ہیں جن کو جدول میں تفصیل سے دکھایا گیا ہے۔

مجاز مرسل لغت میں ہر لفظ کے معنی وضع کر گئے ہیں لیکن مجاز مرسل میں لفظ کا استعمال اس کے علاوہ کسی اور معنی میں کیا جاتا ہے اور اس کے حقیقی اور مجازی معنی میں تشبیہ کے سوا کوئی اور علاقہ نہیں ہوتا۔

استعارہ اور مجاز مرسل میں فرق یہ ہے کہ استعارہ میں حقیقی اور مجازی معنی کے مابین رشتہ تشبیہ کے علاوہ کسی اور چیز کا نہیں ہوتا جب کہ مجاز مرسل مجازی اور حقیقی معنی کے مابین رشتہ تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہوتا ہے۔ علمائے علم بیان نے مجاز مرسل کی چوبیس قسمیں بتائی ہیں۔ چند معروف قسمیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

(1) کل کہہ کر جزو مراد لینا۔

مثال یاں خون بہے گا آج محمدؐ کی آل کا (اشارہ بنی ہاشم ہیں)

(2) جزو کہہ کر کل مراد لینا۔

مثال بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شہِ حجازؑ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے)

(3) سبب کہہ کر مُسبّب مراد لینا۔

مثال تڑپا جو شیر خوار تو حضرتؑ نے آہ کی (شیر خوار سے مراد حضرت علی اصغر)

(4) سبب کہہ کر مُسبّب مراد لینا۔

مثال کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا (پانی کھولنے سے مراد گرمی ہے)

(5) مظروف کہہ کر ظرف مراد لینا۔

مثال آبِ رواں سے منہ اُٹھا تے تھے جانور (آب رواں سے مراد دریا ہے

(6) ظرف کہہ کر مظروف مراد لینا۔

مثال گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے (جام سے مراد پانی ہے)

(7) تعلق زمانِ سابق۔

مثال حمزہ کی ڈھال، تیغ شہہ لافتیٰ کی تھی

(حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ صدر اسلام کے مجاہد تھے اور حسینؑ ان کے نمائندے ہیں)

(3) کسی صفت کا اثبات یا نفی کسی موصوف کے واسطے مقصود ہو ۔

ہر اِک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی
آواز دی یہ ہاتفِ غیبی نے تب کہ ہاں
بسم اللہ اے امیر عرب کے سرورِ جاں

(یہاں مالک اشتر اور امیر عرب حضرت علی کی تلوار زنی معروف ہے)

کنایہ کی چار قسمیں ہیں (ا) تعریض۔ کنایہ میں موصوف کا مذکور نہ ہونا۔ اس میں طنز کا پہلو نہاں رہتا ہے۔ اس میں موصوف کے لئے جو کلمات استعمال کئے جاتے ہیں ان میں بظاہر تعریف و توصیف کا اندازہ ہوتا ہے لیکن مراد اس کے بالکل برعکس لی جاتی ہے۔ مثال =

؎ بالا قد و کلفت و تنومند و خیرہ سر
روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر

(ب) تلویح۔ کنایہ میں لازم سے ملزوم تک مراد لینے میں واسطے بہت ہوں

؏ ساری سپر میں مہر نبوت کی شان تھی

؏ ماہی پہ ڈگمگا گئے گاؤ زمیں کے پاؤں

(ج) رمز۔ رمز کے معنی ہیں نزدیک سے اشارہ کرنا۔ اگر کنایہ میں واسطے بہت کم ہوں لیکن تھوڑی پوشیدگی ہو تو اُسے رمز کہتے ہیں۔ مثال ؎

تم کیوں کہو کہ لال خدا کے ولی کے ہیں
فوجیں پکاریں خود کہ نواسے علیؑ کے ہیں

(د) ایماو اشارہ۔ کنایوں میں نہ واسطے کی کثرت ہو اور نہ کچھ پوشیدگی ہو۔

مثال جو گھر کی روشنی تھے وہ گل ہو گئے چراغ

اس مرثیہ میں (105) ایک سو پانچ سے زیادہ کنایات کی مثالیں ملتی ہیں جن کو تفصیل سے جدول میں بیان کیا گیا ہے۔

علم بدیع۔ علم بدیع بلاغت کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کو علم معنی بھی کہتے ہیں۔ اس علم میں کلام میں استعمال ہونے والی صنعتوں کا مطالع کیا جاتا ہے۔ شاعری میں ایسے پیرایہ اظہار اور اسلوب بیان کا اہتمام کرنا جو محض ادائے مطلب کے لئے ضروری نہیں بلکہ مزید حسن و لطافت اور معنی پیدا کرے صنعت کہلاتا ہے۔ علم بدیع اصطلاح میں اُس علم کو کہتے ہیں جس سے کلام کی خوبیاں معلوم ہوں۔

نظم طباطبائی لکھتے ہیں ''قول فیصل یہ ہے کہ تمام صنائع و بدائع لفظی و معنوی کے زیور کلام ہونے میں شک نہیں، اگر بے محل نہ ہو اور حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ صنعت کے بے محل استعمال ہونے یا کہی ہوئی صنعت کے بار بار کہنے سے سامعین کو تنفر پیدا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ صنعت بڑی چیز ہے اور اس مقام پر تنفر نفس صنعت نہیں بلکہ شاعر کی بے سلیقگی منشاء نفرت ہے۔ جو لوگ ان دونوں باتوں میں امتیاز نہیں کرتے وہ نفس صنعت کو بُرا کہنے لگتے ہیں۔ صنائع و بدائع کو اگر لفظوں کا کھیل سمجھ کر ترک کیا جائے تو وزن و قافیہ سے بھی دست بردار ہونا چاہئے کہ وہ بھی لفظوں ہی کا کھیل ہے''

علم بدیع صرف موجودہ مروجہ صنعتوں تک محدود نہیں ہے۔ نئے فکری اور فنی رویوں کے تحت بعض متروک ہو سکتی

ہیں۔اُسی طرح سے الفاظ کی تازگی اور فکری تجربوں سے نئی صنعتیں پیدا بھی ہوسکتی ہیں۔ بہت سی ایسی بھی صنعتیں ہیں جن کے نام نہیں۔علم بدئع میں اختراع اور ارتقا کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔علم بدئع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

ا : صنائع معنوی The Figures of thought

ب : صنائع لفظی The fighures of words

صنائع معنوی ایہام۔اس کو توریہ بھی کہتے ہیں۔اس کے لغوی معنی ''چھپانا'' ہے۔اصطلاح میں ایسے لفظ کو کہتے ہیں جس کے دو معنی ہوں اور جو معنی فوراً سمجھے جاتے ہیں وہ مقصود نہ ہوں بلکہ دوسرے معنی سے مراد ہو۔شاعر شعر میں کوئی ایسا لفظ لاتا ہے جس سے سامع تھوڑی دیر کے واسطے وہم میں پڑ جائے کہ اس کے صحیح معنی کیا ہیں۔ایسے لفظ کے عموماً دو معنی ہوتے ہیں۔ایک معنی قریب اور دوسرے معنی بعید۔عموماً شاعر کی مراد معنی بعید۔سے ہوتی ہے جو سامع کے ذہن میں تھوڑی دیر تامل کرنے کے بعد آجائیں۔

ایہام کی دو قسمیں ہیں (ا) ایہام مجردہ۔جس میں معنی قریب کے مناسبات کا کلام میں کچھ ذکر نہ ہو۔

مثال۔ تھے تہہ نشیں نہنگ مگر آب تھے جگر (مگر۔ مگر مچھ مگر یعنی لیکن)

(ب) ایہام مرشحہ = اس میں معنی قریب کے مناسبات کا بھی کلام میں ذکر کیا جائے۔

ے ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو ترابؑ
گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آگئی

(2) تضاد۔اس کو طباق یا تطبیق بھی کہتے ہیں۔اصطلاح شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال ایک ساتھ کیا جائے جس میں بہ اعتبار معنی تضاد پایا جائے۔یہ تضاد اسم، فعل، حرف اور دوسرے اجزا سے کلام کے مابین ہوسکتا ہے۔ تضاد کی پانچ قسمیں ہیں۔

(ا) طباق ایجابی = الفاظ متضاد ہوں لیکن حرف نفی جڑا ہوا نہ ہو

مثال۔اللہ رے خزاں کے دن اس باغ کی بہار (خزاں اور بہار)

(ب) = طباق سلبی = ایسے الفاظ جو ایک ہی مصدر سے ہوں اور تضاد ہوں اور ان کا تضاد حرف نفی سے واضح ہوتا ہو۔

مثال۔سر کو ہٹو بڑھو نہ کھڑے ہو علم کے پاس۔ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہ فلک اساس (ہو نہ ہو)

(ج) طباق اربعہ = یہاں متضاد عناصر اربعہ کا ذکر ایک ساتھ کیا جاتا ہے۔

مثال۔ آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر

گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

تدبیج۔Antithetical Colouring ایک سے زیادہ رنگ ہوں جو ایک دوسرے سے متضاد ہوں

مثال۔ پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے

(ہ) **ایہام تضاد** یعنی کلام میں دو لفظ ایسے جمع کئے جائیں جن کے ایک معنی میں تضاد نہ ہو مگر معنی حقیقی میں تضاد ہو۔

مثال۔ لکھ کر زمیں پہ نام ہمارا مٹا دیا

ان کا تو کھیل خاک میں ہم کو ملا دیا (داغ)

(3) مراعات النظیر = اس کو تناسب، توفیق اور تلفیق بھی کہتے ہیں۔ اس کی ایک شکل ضلع جگت کے نام سے مشہور ہے۔ کلام میں ایسے الفاظ جمع کئے جائیں جن کے معنی میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک نسبت واقعہ ہو۔ مگر نسبت تضاد۔

مثال۔ رستم تھا درع پوش کہ پاکھر میں راہوار (درع پوش۔ پاکھر۔ راہوار)

وہ لُوں وہ آفتاب کی حدّت وہ تاب وتب (آفتاب۔ لوں۔ حدت۔ تاب وتب)

کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب۔ (دھوپ کا رنگ)

(4) عکس = کلام کے بعض اجزا (یعنی دو لفظوں میں، دو فقروں میں اور کبھی ایک ہی بیت کے دو مصرعوں میں تقدیم وتاخیر کرنے سے کوئی جدّت اور خوبی پیدا ہو تو صنعت عکس کہتے ہیں اسکی تین قسمیں ہیں۔

(ا) لفظوں میں تقدیم وتاخیر

مثال۔ چاہوں تو سلسبیل کو دم میں کروں سبیل

(ب) فقروں میں تقدیم وتاخیر

مثال۔ دنیا کی زیب زینت کاشانہ بتولؑ

(ج) مصرعوں میں تقدیم وتاخیر۔

مثال۔ پھولوں کو لے کے باد بہاری پہنچ گئی

بستان کربلا میں سواری پہنچ گئی

(5) رجوع = یعنی ایک مضمون لکھیں پھر اُسے ناقص سمجھ کر اُس سے بہتر مضمون لکھیں۔ اس صنعت کا دراصل مقصد مدح میں ترجیح اور ترقی ہوتا ہے۔

مثال۔ ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اسکے رُو نہیں

ماہ کامل صورت روہے مگر ابرو نہیں

(6) لف ونشر۔ لغت میں "لف" کے معنی لپیٹنا ہے اور "نشر" کے معنی پراگندہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ پہلے چند چیزیں خواہ مجمل یا مفصل طور پر ایک ترتیب سے بیان کی جائیں (جس کو لف کہتے ہیں) اس کے بعد وہی چیزیں یا ان کے منسوبات اسی ترتیب سے پھر بیان کئے جائیں (اس کو نشر کہتے ہیں) اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا)۔ لف ونشر مرتب...... اگر دونوں مصرعوں میں ایک ہی ترتیب ہو تو اُسے مرتب کہتے ہیں۔

مثال کون آج سر بلند ہو اور کون پست ہو

کس کی ظفر ہو دیکھئے کس کی شکست ہو

(ب)۔ لف ونشر غیر مرتب۔ اگر ترتیب نہ ہو تو پھر اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) لف ونشر معکوس الترتیب۔ اس میں لف ونشر کی ترتیب اُلٹی ہوتی ہے۔

مثال پنجہ ادھر چمکتا تھا اور آفتاب اُدھر

اُس کی ضیا تھی خاک پہ ضو اُس کی عرش پر

بدہاتھ میں شکست، ظفر نیک ہاتھ میں

ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

(2) لف ونشر مختلف الترتیب = اگر لف ونشر کی ترتیب مختلف ہو۔

مثال لڑکے وہ سات آٹھ سہی قد سمن عذار

گیسو کسی چہرے پہ دو اور کسی کے چار

(7) ادماج (Double entendre) شعر میں ایسے الفاظ اور ایسی تراکیب کا استعمال کرنا جن سے مجموعی طور پر دو معنی یا دو مفہوم پیدا ہوتے ہوں۔ قاری کو اختیار ہے وہ کسی ایک معنی یا مفہوم کو قبول کرے اور دوسرے کو رد کر دے۔ ادماج کا خاصہ کثیر المعنویت ہے۔ غالبؔ اور انیسؔ کے کلام میں ادماج کی مثالیں زیادہ ہیں۔

مثال سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب

گویا دہن کتاب بلاغت کا ایک باب

(8) استتباع (Succession) ممدوح کی تعریف میں ایسے الفاظ لائے جائیں کہ ایک تعریف سے دوسری تعریف بھی از خود پیدا ہو۔ اس کو مدح الموجہ بھی کہتے ہیں۔

مثال　　گردوں پہ ناز کرتی تھی اُس دشت کی زمیں

کہتا تھا" آسمان دہم" چرخ ہفتمیں

(9)ارصاد(Indication)اس کے لغوی معنی پہرے دار بٹھانا۔یعنی پہلے مصرعہ میں ایسا لفظ لانا کہ پڑھنے والے کو دوسرے مصرع کے الفاظ کا گمان ہو سکے۔

مثال　　خم گردنیں تھیں سب کی خضوع و خشوع میں

سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں

(10)استخدام۔شعر میں ایسا لفظ استعمال کرنا جس کے دو معنی ہوں۔مگر شاعر کی مراد ایک خاص معنی سے ہو۔ لیکن ضمیر کے معنی خیز استعمال کی وجہ سے دوسرے معنی بھی لیے جاسکتے ہیں۔

مثال　　ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو ترابؑ

(11)استدراک۔اس کو تدارک بھی کہتے ہیں۔پہلے مصرع میں کچھ ایسے الفاظ استعمال ہوں کہ پڑھتے وقت ہجو کا گمان ہو مگر دوسرے مصرع پر پہنچنے کے بعد معلوم ہو کہ ہجو نہیں بلکہ مدح ہے۔

مثال　　اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ میں تو یہ

نہ اپنا یاد ہے احساں نہ اور کی تقصیر

(12)اطراد۔اس کے لغوی معنی" پے در پے" لانا ہیں۔اصطلاح میں وہ صنعت مراد ہے جس میں ممدوح کی تعریف اس طرح کی جائے کہ اس کے آباؤ اجداد کے نام یکے بعد دیگرے کلام میں لائے جائیں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

اطراد مرتب۔جس میں یہ نام ترتیب کے ساتھ ہوں،

مثال۔　　حیدرؑ کی فاطمہؑ کی حسینؑ و حسنؑ کی بو

پھیلی ہوئی تھی چار طرف پنجتن کی بو

(ب)۔اطراد غیر مرتب=جس میں یہ نام ترتیب کے بغیر ہوں یا بالعکس ہوں۔

مثال　　چلائی ہائے آج نہیں حیدرؑ و حسنؑ

اماں کہاں سے لائے تمہیں اب یہ بے وطن

(13)ایراد المثل۔اس کو ارسال المثل بھی کہتے ہیں۔کلام میں کہاوتوں یعنی ضرب الامثال کو نظم کرنے کو کہتے ہیں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا)ارسال المثل۔ اگر کہاوت کسی لفظی تغیر کے بغیر نظم کی جائے تو اُسے ارسال المثل کہتے ہیں۔ مثال

انگلش کو ہند سے نکالیں گے آپ　　اس ملک کی سلطنت سنبھالیں گے آپ
میں بے شک مانتا ہوں بابو صاحب　　''سرسوں بھی ہتھیلی پر جمالیں گے آپ''

(ب)۔ضرب المثل (Proverb) اگر کسی لفظ کے تغیر کے ساتھ نظم کی جائے تو اُسے ضرب المثل کہتے ہیں۔ مثال:

بے مثل سینکڑوں میں ہزاروں میں ایک ہے

(14) تاکید المدح بمایشبہ الذم (The inference of positive in the resemblance of blame)

ایسے الفاظ کا استعمال جن میں ظاہری طور پر ہجو یا ذم کا پہلو ہو۔ مگر حقیقت میں ان سے مدح یا تعریف حاصل ہوتی ہے۔

مثال　　بوٹا سا ان کے قد پہ نمودار و نام دار

(15) تاکید الذم بمایشبہ المدح (The inference of blame resemblacne of praise) ایسے الفاظ کا استعمال جن میں ظاہری طور پر مدح یا تعریف کا پہلو ہو، مگر حقیقت میں ان سے ہجو یا ذم حاصل ہوتی ہو۔

مثال　　بالا قد و کلفت و تنو مند و خیرہ سر
　　　　روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر

(16) تجاہل عارفانہ (Aporia)

اس کو تبلیغ تجاہل العارف اور سوق المعلوم مساق بھی کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی جان بوجھ کر انجان بننے کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی چیز کی نسبت باوجود علم کے اپنی ناواقفیت ظاہر کرنا تا کہ مبالغہ کیا جا سکے۔

مثال　ہے زلف یادھواں ہے یہ شمع جمال کا　　اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
　　　یا ابر آفتاب کے پہلو میں آ گیا　　پیدا ہے یا کہ شام غریباں یہ بر ملا

(17) تلمیح (Classical or Biblical Allusion) کسی مشہور تاریخی واقعہ، قصہ یا مسئلے کی طرف اشارہ کرنا۔

مثال　　دیکھے تو غش کرے ارنی گوئے اوج طور

(18) جامع اللسانین۔ لغوی معنی میں دو زبانوں کو جمع کرنے والا۔ اصطلاحی معنوں میں کسی فقرے یا مصرعے میں لفظوں کی تبدیلی کے ساتھ دو زبانوں میں پڑھا جائے۔ فارسی شعر

مثال　　زمانی بباشی بہ یاری بشائی
　　　　رسیدی بدیدی مرادی نجوائی

عربی شعر   رشیدی ندیدی مرا دی نجاتی
امانی بباہں تباری نسائی

(19) جمع۔ کسی میں دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو اس طرح ایک جگہ جمع کرنا گویا لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

مثال   ساونت، بردبار، فلک مرتبت دلیر
عالی منش سبا میں سلیماں وغا میں شیر

(20) تفریق = کسی شعر میں ایک قسم کی دو چیزوں کا ذکر ہو مگر دونوں میں فرق ظاہر ہوتا ہو تو اُسے تفریق کہا جاتا ہے۔

مثال   مہتاب سے شعاع جدا گل سے بو جدا
سینے سے دم جدا رگِ جاں سے لہو جدا

(21) تقسیم۔ جب شعر میں ایک چیز کو چند اجزا یا چند چیزوں کا ایک ساتھ ذکر کریں اور پھر ہر جزو کے ساتھ اس کے منسوبات بیان کریں۔

مثال   دو کرکے خود زین پہ جوشن سے آگئی

(22) تقسیم مسلسل۔ جب ایک مصرع یا ایک بیت میں چند اشیاء کا ذکر ہوتا ہے اور پھر دوسرے مصرے میں یا بیت میں انہیں اشیاء کے تلازمات یا ان سے متعلق یا مطابق الفاظ لائے جاتے ہیں۔

مثال   بدہاتھ میں شکست ظفر نیک ہاتھ میں
ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

(23) جمع اور تفریق۔ شعر میں دو مختلف چیزیں ایک حکم میں جمع ہو جاتی ہے اور پھر ان میں امتیاز و تعریف کی جاتی ہے۔

مثال   سوکھے لبوں پہ حمد الٰہی رخوں پہ نور
خوف و ہراس و رنج و کدورت دلوں سے دور
پڑتے تھے دس جو کھنچتے تھے تن سے چار تیر

(24) جمع یا تقسیم = کلام میں جب کچھ چیزیں ایک حکم میں جمع ہو جائیں اور پھر ہر ایک کو ایک خصوصیت کے ساتھ منسوب کریں۔

مثال   جس پر چلی وہ تیغ دو پارہ کیا اُسے

کھنچتے ہی چار ٹکڑے دو بارہ کیا اُسے

(25) جمع تفریق اور تقسیم۔ یہاں پر شاعر چند چیزوں کو جمع کر کے فرق دکھلاتا ہے اور پھر اس کے بعد انہیں جدا جدا کرتا ہے۔

مثال پریوں سے قاف چھوٹ گیا اور جنوں سے گھر
شیروں سے دشت، گرگ سے، بن اژدروں سے در

(26) مبالغہ۔ کسی شخص یا چیز کو تعریف یا مذمت میں حد سے گذر جانے کو مبالغہ کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(ا)۔ تبلیغ۔ اگر مبالغہ عقل اور عادت میں ممکن ہو۔

مثال ایک اک کی جنگ مالِک اشتر کی جنگ تھی
ع۔ لجھوں پہ شاعرانہ عرب تھے مرے ہوئے
ع۔ فوجیں ہوئیں تباہ محلے اجڑ گئے

(ب)۔ اغراق۔ اگر مبالغہ برخلاف عادت مگر عقل میں ممکن ہو۔

مثال گرمی سے مضطرب تھا زمانہ پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

(ج) غلو۔ اگر مبالغہ عقل اور عادت دونوں میں ممکن نہ ہو۔

مثال گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں انگارے تھے حباب تو پانی شررفشاں
پانی تھا آگ گرمئ روز حساب تھی ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

(27)۔ الہزل الذی یُرادبہ ابجد۔ اس میں ہزل کے الفاظ تو ہوتے ہیں۔ لیکن مضمون خوب اور نصیحت آمیز ہوتا ہے۔

مثال۔ دنیا اِک زال بیسوا ہے بے مہرو وفا و بے حیا ہے
مردوں کیلئے یہ زن ہے رہ زن دنیا کی عدو ہے دیں کی دشمن

(28)۔ قول بالموجب۔ یہاں شاعر کسی کے قول کو لے کر اُسے دوسرے معنی میں استعمال کرتا ہے۔

مثال۔ لوگ مرنے کو بھی کہتے ہیں وصال
یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہیں ہم

(29) تضمین۔ یہاں شاعر اپنے کلام میں آیت، حدیث یا کسی دوسرے شاعر کا معروف مصرعہ یا بیت استعمال کرتا ہے۔

مثال صف میں ہوا جو نعرۂ قد قامت صلوٰۃ
بسم اللہ جیسے آگے ہوں یوں تھے شہ حجاز
سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم

(30) **توجیہ** اس کو محتمل الضدین یا ذوجہتین بھی کہتے ہیں۔ شعر میں ایسے الفاظ، محاورے یا فقرے استعمال کرنا جن سے دو متضاد معنی نکلیں۔

مثال مانوس طبع جس سے ہو یا رب حبیب کی
ہو جائے کاش شکل مری اس رقیب کی (جرات)

(31) حشو۔ اس کو اعتراض بھی کہتے ہیں۔ اس کے معنی ''ٹھونسنا'' ہے۔ یعنی شعر میں ایسے الفاظ ہوں جو غیر ضروری یا بھرتی کے ہوں۔ حشو صفت بھی ہے اور عیب بھی۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(ا) حشو قبیح۔ ایسے بھرتی کے الفاظ جس سے کلام کا مرتبہ گھٹ جائے۔

مثال روئے آنسو اس قدر ہم ہجر میں
اشک کے طوفاں سے دریا ہو گیا

(ب) حشو متوسط۔ ایسے بھرتی کے الفاظ جس سے کلام کے مرتبہ پر کچھ اثر نہ پڑے۔

مثال تو ہے بحر بیکراں میں تشنہ و تفتیدہ لب
اے جہانِ جود و ہمت پیاس کو میری بجھا

(ج) حشو ملیح۔ ایسے بھرتی کے الفاظ جس سے کلام کے حسن اور اثر میں اضافہ ہو۔ بہر حال انہیں بھرتی کے الفاظ کہنا صحیح نہیں۔

مثال وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود
(وہ کی تکرار حشو ملیح ہے۔ شعر کا حسن زیادہ ہوا ہے)

(32) احتجاج۔ کسی کلام کو عقلی یا نقلی دلیل سے ثابت کریں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا)۔ مذہب کلامی۔ اگر دلیل مثلِ اہل کلام ہو تو اُسے مذہب کلامی کہتے ہیں۔

منہ سے ملے جو ہونٹ تو چونکا وہ سیم بر
بے آب تیسرا تھا جو دن مہمان کو　　ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو

(ب)۔ مذہب فقہی = اگر دلیل علماء کے طریقوں پر ہوتو اس کو مذہب فقہی کہتے ہیں،

مثال　　ماری جو ٹاپ ذر کے ہٹے ہر لعین کے پاؤں
ماہی پہ ڈگمگا گئے گاؤ زمیں کے پاؤں
چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
الٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

(33) سول و جواب۔ شعر میں سوال و جواب کے ذریعہ مکالمہ کی صورت پیدا کرنا۔

مثال　　اب تم جسے کہو اسے دیں فوج کا علم
کی عرض جو صلاح شہ آسماں حشم

(34) حسن الطلب۔ شاعر کوئی چیز اپنے ممدوح سے بطرز پسندیدہ طلب کرے۔

مثال　یارب چمن نظم کو گلزار ارم کر　　اے ابر کرم خشک زراعت پہ کرم کر
توفیض کا مبداء ہے توجہ کوئی دم کر　　گمنام کو اعجاز بیانوں میں رقم کر
جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے　　اقلیم سخن میرے قلم رو سے نہ جائے

(35) تجرید۔ شعر میں مشہور و معروف کی صفت کا ذکر کیا جائے اور پھر اپنے ممدوح کو کسی طریقہ سے اس کے برابر کردے۔

مثال ع۔　گویا ہے لحن حضرت داود باخرد
ع۔　ایک اک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی
روح الامیں زمیں پہ مرا نام لے کے آئے　　گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے

(مالکِ اشتر، روح الامیں، داؤد اور جم کے نام ان کی معروف صفتوں کے ساتھ ان مصرعوں میں ذکر ہوئے ہیں)

(36) تعجب۔ کلام میں کسی چیز پر تعجب ظاہر کرنا۔

مثال۔　اس آب پر یہ شعلہ فشانی خدا کی شان　　پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اژدہام میں

(37)حسن تعلیل (Poetical Aetiology) لغوی معنی علت بیان کرنے کی خوبی یعنی جدت۔اصطلاح شعر میں یہ مطلب ہے کہ کسی چیز کے وقوع کے واسطے کوئی ایسی علت بیان کی جائے جو واقعی نہ ہو، بلکہ اس میں کوئی شاعرانہ جدت ونزاکت پیش نظر رکھی جائے۔

مثال ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
بھاگی تھی موجِ چھوڑ کے گرداب کی سپر

(38)مکر شاعرانہ۔شعر میں ایسی بات کہی جائے جس کا اصل مقصد کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور ہو۔مثال

سر پر رکھا عمامۂ سردار حق شناس پہنی قبائے پاک رسولؐ فلک اساس
حمزہؓ کی ڈھال، تیغ شہ لافتیٰ کی تھی بر میں زرہ جناب رسولؐ خدا کی تھی

(یہاں امام حسینؑ یہ بتا رہے تھے کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کے نمائندے اور سچے جانشین ہیں)

(39)ذولسانین۔لغوی معنی دو زبانوں والا۔لیکن اصطلاح میں ایسے شعر کو کہتے ہیں جو دو زبانوں میں ہوتا ہے۔

مثال قربان صنعتِ قلم آفرید گار
تھی ہر ورق سے صنعت ترصیع آشکار

(شعر میں پہلا مصرعہ فارسی میں اور دوسرا مصرعہ اردو میں ہے)

(40)مزادجہ۔شعر میں دو معنی بطور شرط و جزا کے دونوں مصرعوں میں ظاہر کئے جائیں۔اس طرح کے جو امر پہلے مصرع میں بیان کیا جاتا ہے وہ تبدیل الفاظ کے ساتھ دوسرے مصرع میں بیان کیا جاوے۔

مثال نخوت سے جو کوئی پیش آیا
کج اپنی کلاوہ ہم نے کر لی

(41)ترجمہ (Translation) کسی شعر کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا۔
مثال میں غالبؔ کا شعر درج کیا جاتا ہے ؎

بوئے گل، نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

اصل میں یہ بیدلؔ کے شعر کا ترجمہ ہے ؎

بُوئے گل، نالہ دل،دودِ چراغ محفل

ہر کہ از بزم تو برخاست پریشان برخاست

(42) ترجمہ اللفظ۔ ایک لفظ کے بعد جو دوسرا لفظ آتا ہے وہ دوسری زبان میں اس کا ترجمہ ہوتا ہے۔

مثال ایک اِک نے زیب جسم کیا فاخرہ لباس

("ایک" ہندی کا ترجمہ فارسی میں "اِک" ہے)

(43) لغز۔ اس کو چیستان بھی کہتے ہیں۔ اس میں علامات خصوصیات اور صفات کے ذریعہ کسی چیز کو پہچانا جاتا ہے۔

مثال فارسی بولی آئی نا ترکی ڈھونڈھی پائی نا

ہندی کہوں عارسی آئے خسرو کہے کوئی نہ پائے

(آئینہ کی پہیلی)

صنائع لفظی اور اس کی قسمیں

مسجع = اُس کلام کو کہتے ہیں جس کے مصرعوں کے آخری لفظ برابر ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ مسجع متوازی = اس میں مصرعوں کے آخری لفظ وزن، عدد اور حروف روی میں برابر ہوں۔ مثلاً گل۔ مل۔ قلم۔ رقم

مثال = آخر ہے رات حمد وثنائے خدا کرو = اُٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو (خدا۔ ادا)

(2) مسجع مطرف = اس میں مصرعوں کے آخری لفظ روی میں متفق اور وزن میں مختلف ہو جیسے تحریر۔ صریر

مثال چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہراؑ کے لال کا گزری شب فراق دن آیا وصال کا

ترصیع۔ دونوں مصرعوں کے الفاظ علی الترتیب ایک دوسرے کے ہم وزن ہونے کو ترصیع کہتے ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ ترصیع کے لئے الفاظ ہم وزن ہونے کے ساتھ ساتھ ہم قافیہ بھی ہوں۔ ترصیع کے معنی ہیں جواہرات جڑنا۔ عبارت میں جب دو فقرے یا دو جملے ایسے لائے جائیں کہ ایک کے الفاظ ترتیب دار اور دوسرے کے لفظوں کے ہم قافیہ ہوں۔ تو اس میں ترصیع کی صنعت ہوتی ہے۔ جو عبارت اس صنعت سے لکھی جائے اُسے مرصّع کہتے ہیں۔ انیس نے ترصیع کا ذکر ایک شعر میں اس طرح کیا ہے

قربان، صنعتِ قلمِ آفریدگار تھی ہر ورق سے صنعت ترصیع آشکار

وحید یگانہ ریاضت میں تھے جنید زمانہ عبادت میں تھے

(3) ترصیع مع التجنیس۔ جب ہم وزن الفاظ میں رعایت تجنیس کی بھی ہو۔ یعنی مصرعہ ثانی میں وہی الفاظ دہرائے جائیں جو مصرع اول میں تھے لیکن ان کے معنی مختلف ہوں۔

page-270.gif

مثال خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

تجنیس خطی = تجنیس کے دونوں لفظوں کی ظاہری شکل ایک سی ہو مگر لفظوں حرکات سکنات اور انواع کے لحاظ سے انظ بدل جائے۔ جیسے عسرت، عشرت (مثال)

بچے سے ملتفت تھے شہِ آسماں سریر تھا اس طرف کمیں میں بنِ کاہل شریر

(اس مصرعہ میں سریر اور شریر تجنیس خطی ہیں)

تجنیس محرف: تجنیس کے دونوں لفظوں میں مشابہت ہو لیکن حرکات و سکنات میں فرق ہو۔ جیسے گلے۔ گلے، علم، علم، ادھر اُدھر

مثال جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر اِدھر اُدھر

تجنیس ناقص وزائد۔ اگر تجنیس کے کلموں میں سے ایک کلمہ میں ایک حرف زیادہ ہو تو اُسے تجنیس زائد کہتے ہیں۔ مثلاً قامت، قیامت۔ یہ حرف اضافی لفظ کے اول، اوسط یا آخر میں ہو سکتا ہے۔ جیسے سارے اور ستارے اس شعر میں

جوہر بدن کے حُسن سے سارے چمک گئے حلقے تھے جتنے اتنے ستارے چمک گئے

تجنیس مذیل: جب دو تجنیسی لفظوں میں ایک لفظ کے آخر میں دو حرف زیادہ ہوں۔ ذات اور کائنات اس شعر میں

غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

چاہوں تو سلسبیل کو دم میں کروں سبیل (سلسبیل بہشت میں ایک چشمہ ہے)

تجنیس زائد: انیسؔ کے ذیل کے مصرعے میں یہ صنعت پائی جاتی ہے۔ ؎

جن پر علیؑ لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے "پر" اور "سپر" میں تجنیس زائد ہے

یا یہ شعر دیکھئے:

رتبہ بلند تھا کہ سعادت نشان تھی
ساری سپر میں مہر نبوت کی شان تھی

تجنیس مضارع بعید المخرج: اس کو تجنیس لاحق بھی کہتے ہیں

یعنی اگر بدلے ہوئے حرف کا مخرج اصلی حرف کے قریب نہ ہو۔ مثلاً اقارب، عقارب، ناز، ساز وغیرہ

مثال غصے میں تھے جو فوج کے سرکش بھرے ہوئے خالی کئے حسینؑ پہ ترکش بھرے ہوئے

سرکش اور ترکش میں س اور ت بدلا ہوا ہے

تجنیس مکرّر۔ اس کو تجنیس مزدّوج بھی کہتے ہیں۔ اگر دو الفاظ تجنیس بلا فصل متواتر آئیں اور بعض اوقات ان میں ایک حرف زیادہ اور کم بھی ہو سکتا ہے۔ مثال

منہ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن اِدھر اُدھر (اِدھر اُدھر)

تجنیس قلب۔ تجنیس کے دو کلموں کے حروف میں یکسانیت ہوتی ہے لیکن تلفظ جدا ہوتا ہے۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔

(ا)۔ تجنیس قلب کامل: اس میں لفظ الٹنے سے ترتیب یکساں ہو جاتی ہے۔ جیسے ناک کان، روز زور، جنگ گنج، یار رائے، رات تار اور بارش اور شراب اس شعر میں ؎

ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی مست بھر کے نعرہ
جو زمیں پہ پھینک مارے قدح شراب الٹا

(ب)۔ تجنیس قلب نامرتب: جب لفظوں میں ترتیب نہ ہو جیسے شکر اور شرک، محروم مرحوم ؎

مثال کمال بحث ہے علم کلام میں رہتی

(5) تکرار: اس کو تکریر بھی کہتے ہیں۔ دو لفظوں کو جو کتابت اور تلفظ اور معنی میں ایک ہوں اور ان کو مصرعوں یا شعر میں برابر جمع کرنا۔ یعنی کسی مصرعہ یا شعر میں ایک لفظ کی تکرار کی جائے۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔

(ا)۔ تکرار مطلق: کسی شعر میں لفظ مکرر آ جائیں،

مثال ناموس شاہ خیمے میں روتے تھے زار زار
صحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے
وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ وہ گوری کلائیاں

(ب)۔ تکرار مُثنّٰی: اگر مصرعہ میں علاحدہ علاحدہ دو دو لفظ آ جائیں۔

مثال اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار

(ج)۔ تکرار مشبہ: اس میں پہلے مصرعہ کے تکراری الفاظ سے دوسرے مصرعے کے تکراری لفظوں کا تعلق ہو۔

مثال لاکھوں میں ایک بیکس و دلگیر ہائے ہائے
فرزند فاطمہؑ کی یہ توقیر ہائے ہائے

(د)۔ تکرار مجدّد: اس میں لفظ مکرر اس طرح آئے کہ دوسرے لفظ سے معنی میں ایک نیا پہلو پیدا ہو جائے۔ مثال

دیکھیں فِضا بہشت کی دل باغ باغ ہو (باغ باغ)

(ہ)۔تکرار بالواسطہ۔جب دولفظ مکرّر کے درمیان کوئی اور لفظ موجود ہو۔مثال

وہ جابجا درختوں پہ تسبیح خواں طیور(جابجا)

(و)۔تکرار موکد۔جب تکراری لفظ میں دوسرا لفظ پہلے کی تاکید کرے اور معنی زور پیدا کرے۔مثال

پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے

چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کہ یہ کہتی تھی بار بار (سرسبز اور بار بار)

(ز)۔تکرار حشو۔جب تکراری لفظ سے شعر کے حسن میں کوئی اضافہ نہ ہواور بعض اوقات ظرافت کی خاطر ایسا کیا جائے۔

مثال یہ ننھے ننھے بچوں پہ کر رحم اے خدا

عباس مُکرا کے پکارے کے آؤ آؤ (ننھے اور آؤ آؤ)

(6) قلب۔یہاں دونوں کے حروف ترتیب میں یکساں ہوتے ہیں مگر حروف کی تقدیم وتاخیر میں اس طرح فرق کر دیا جاتا ہے کہ جو صرف پہلے لفظ میں مقدم ہو دوسرے لفظ میں موخر ہوتا ہے۔قلب کی پانچ قسمیں ہیں۔

ا۔مقلوب کل۔یہاں الفاظ کے تمام حروف علی الترتیب الٹ جائیں۔جیسے فرفر۔۔رفرف اس مصرعہ میں۔

مثال ذہن دوڑے صورتِ رفرف چلے فرفر زباں

ب۔مقلوب بعض۔یہاں الفاظ کے بعض حروف کی ترتیب الٹ جائے۔جیسے کمال۔کلام کلام میں

مثال کمال بحث ہے علم کلام میں رہتی

ج۔مقلوب مستوی۔یہاں پورا لفظ، پورا فقرہ، پورا مصرعہ یا پورا شعر الٹ جائے تو پھر وہی لفظ مصرعہ یا شعر پڑھا جائے ذیل کے مصرعہ میں باب کو الٹیں تو باب ہی رہے گا۔

خود ہو گئے فلک پہ اجابت کے باب وا

مقلوب مخنج۔یہاں پر مقلوب الفاظ شعر کے دونوں کناروں پر ہوتے ہیں۔جیسے ریم میر یارائے اور یار

مثال۔ رائے روشن کہاں جو خاک ہو دل حال پر میرے رحم کر اے یار

مقلوب مکرّر۔اگر دو لفظ مقلوب علی الترتیب پاس پاس آئیں اور ران کے درمیان حرف عطف کے سوا کوئی فاصلہ نہ ہو تو اُسے مقلوب مکرّر کہتے ہیں جیسے تار۔رات، مصرعہ۔آنسوؤں کا آنکھ سے اک دم نہ ٹوٹا تار رات۔

ردالعجز۔دوسرے مصرعہ کے دوسرے ٹکڑے کی تکرار کو کہتے ہیں۔اس کی چار قسمیں ہیں۔

(ا)۔ردالعجز علی الصدر۔جو لفظ عجز میں آئے وہی صدر میں آئے اس کی چار قسمیں ہیں۔

(ب)۔ردالعجز علی العروض۔ جولفظ عجز میں آئے وہی عروض میں آئے۔اس کی چار قسمیں ہیں۔
(ج)۔ردالعجز علی الحشو۔ جولفظ عجز میں آئے وہی حشو میں آئے۔اس کی چار قسمیں ہیں۔
(د)۔ردالعجز علی الابتدا۔ جولفظ عجز میں آئے وہی ابتدا میں آئے۔اس کی چار قسمیں ہیں۔

ا۔ردالعجز علی الصدر مع التجنیس

خوش ہراک طفل و جوان و پیر ہے　　پیرو مرشد خلق کا پیدا ہوا
جوں جوں وہ سوئے دشت بڑھا اور دم بڑھا　　تھم کر ہوا چلی فرس خوش قدم بڑھا

ردالعجز علی الصدر مع التکرار۔

اے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح
آہو پہ شیر شرزۂ غاب آئے جس طرح

(یہاں آئے کی تکرار ہے)

ردالعجز علی الصدر مع الاشتقاق

مفرح اپنے شفاخانۂ عنایت ہے
شتاب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح (مفرع اور تفریح)

ردالعجز علی الصدر مع شبہ الاشتقاق

مثال　پر کالۂ سپر جو ادھر اور ادھر اڑے
روح الامیں نے صاف یہ جانا کہ پر اُڑے

مثال　ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
منہ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر (ادھر اور ادھر)

ردالعجز علی العروض مع التکرار

مثال　خواہاں تھے زہر گلشن زہراً جو آب کے
شبنم نے بھر دئے تھے کٹورے گلاب کے

(آب اور گلاب صورتاً ایک اور معناً مختلف ہیں)

ردالعجز علی العروض مع الاشتقاق: مثال

مضطرب برق سے نہ ہو یوں حالؔ　　بادلوں سے جو اس کا تھا احوال　(سودا)

ردالعجز علی العروض مع شبہ الاشتقاق ۔

تیغہ شقی نے ڈھال پہ مارا تو پٹ پڑا
ضربت پڑی کہ گنبد دوّار پھٹ پڑا

ردالعجز علی الحشو مع التجنیس:

مثال　تیغ خزاں تھی گلشن ہستی سے کیا اُسے　(اس میں ہستی اور بستی)
گھر جس کا خود اجڑ گیا بستی سے گیا اُسے

ردالعجز علی الحشو مع التکرار

مثال　مہتاب سے شعاع جدا، گل سے بو جدا
سینے میں دم جدا، رگ جان سے لہو جدا

ردالعجز علی الحشو مع الاشتقاق

مثال　طاقت دکھادی شیروں نے زینب کے شیر کی

ردالعجز علی الحشو مع شبہ الاشتقاق

مثال　عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے

د: ردالعجز علی الاتبدا مع التجنیس ۔

مثال　لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو پیر کے

ردالعجز علی الابتدا مع التکرار ۔

مثال　پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
عالم پسند بند ہیں سلطان پسند بند

ردالعجز علی الابتدا مع الاشتقاق ۔

مثال　مقتل میں ہو سکا نہ گزارا گزر گئے
دولہا نے سونگھی ہو گی نہ ایسی دلہن کی بو

ردالعجز علی الابتدا مع شتبہ الاشتقاق ۔ مثال

سیسر پہ جس نے ہاتھ رکھا تن پر سر نہ تھا

گردوں میں مثل شیشۂ ساعت بھری تھی گرد

اشتقاق۔ کلام میں ایسے الفاظ لائیں جو ایک ہی مادے سے مشتق ہوں اور اُن لفظوں میں (Alliteration) میں اصل لفظ کے حروف کی ترتیب بھی قائم رہے اور اصل میں جو معنی ہوں اس سے بھی موافقت ہو۔

مثال تھی چار سمت دھوم گریزا گریز کی (گریزا گریز)

اس کی ضیا تھی خاک پر ضو اس کی عرش پر (ضیا۔ضو)

بے سر ہوئے پروں میں سران سپاہ شام (سر۔سران)

شبہ اشتقاق: کلام میں ایسے لفظ آئیں جو بظاہر اشتقاق کی نوعیت رکھتے ہوں یعنی ایک ہی مادے سے معلوم ہوتے ہوں اور ان میں اصل لفظ کے حروف کی کچھ ترتیب بھی قائم رہے مگر حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

مثال غلماں کے دل میں جن کی غلامی کی آرزو (غلماں۔غلامی)

مینا کیا تھا وادیٔ مینو اساس پر (مینا۔مینو)

خواہاں تھے زہر گلشن زہراؑ جو آب کے (زہر۔زہراؑ)

لزوم مالا یلزم: جب شاعر چند امور کو اپنے اوپر لازم کر لے حالانکہ اُس کا لزوم ضروری نہ ہو اس صنعت کو التزام، تضمن اور اعنات بھی کہتے ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ صرف تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(ا) قافیہ کے حروف روی سے پہلے کسی خاص حروف یا حروف کا اِلتزام کرلے۔ مثال (انشا)

اب کی یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا

کاسۂ چرخ بریں سارا کا ساراجم گیا

اس ساری غزل میں انشاؔ نے روی الف کے آگے ایک الف کا سین اور دخیل کو لازم کر دیا ہے۔

(ب) اشعار میں حرف تہجی کے کسی خاص حرف یا حروف کو لایا جایا یا ترک کیا جائے۔

وائے نصیب ایک شب اس سے ہوئے نہ آہ ہم

دست بہ دست لب بہ لب سینہ بہ سینہ روبرو

اس میں ''ب'' کو لازم کر دیا گیا۔

اس کی مثال غیر منقوط بھی ہو سکتی ہے جس میں نقطہ دار حروف ترک کئے جائیں اور منقوط میں حرف نقطہ دار

حروف شمار کیے جاتے ہیں۔

(ج) اشعار میں کوئی خاص لفظ یا کئی مخصوص الفاظ لانے کا اِلتزام ہو۔

یہاں اس شعر میں آتش۔آب۔خاک اور باد الفاظ لازم کیے گئے۔

نوع بشر میں تھے نہاں آتش و باد و آب و خاک
عشق نے کر دیے عیاں آتش و باد و آب و خاک

ایداع: ممدوح کی تعریف میں ایسے الفاظ لانا کہ اُن سے اس کا نام نکل آئے ۔

کیسا وزیر جس کو سعادت علی نے دی
برہان الملک اشجع منصور و محتشم
ابو ظفر شہہ والا گہر بہادر شاہ
سراج دین بنی سایۂ خدائے قدیر

مقطع: ایسا مصرعہ یا شعر جس میں کوئی حرف ملا کر نہ لکھا جائے۔

مثال۔ وہ اور آواز درد دل

تشاری: کوئی فقرہ یا مصرع یا پورا شعر اس طرح کا لکھا جائے کہ اس کے سب یا زیادہ تر حروف دندانے کی شکل میں لکھے جائیں۔مثال

سب سمٹتے ہیں یاں سمیٹے سے
سب سمٹیں گے مجب شہہ ابرابر

متابع: لغت میں یہ لفظ پے در پے کے معنی میں آتا ہے۔جب کسی شعر میں بات میں سے بات نکالی جائے اور ایک کی متابعت میں دوسرا لفظ آئے۔جیسے

برچھی تھی دل کو فتح کے باجوں کی دھوم دھام

خیفا: یہاں کلام میں ایک کلمہ منقوط اور دوسرا غیر منقوط ہوتا ہے۔یعنی ایک لفظ کے تمام حروف نقطہ دار اور دوسرے لفظ کے تمام حروف نقطہ کے ہوتے ہیں۔

ع جبین لامع زینت حصول جشن مرام
علم بینش دہد ببین دل را

روح جنبش دہد ببیں گلِ را

فوق النقاط: وہ کلام جس میں ایسے نقطہ دار حروف ہوں جن کے نقطے اوپر لکھے جائیں۔ شعر ۔

مانگا کاغذ دوات خامہ

لکھا اس طرح کا وہ نامہ

تحت النقاط: وہ کلام جس میں ایسے نقطہ دار حروف استعمال ہوں جن کے نقطے نیچےلکھے جائیں۔ شعر

پیچھا کیئے اُس پری کا آیا

لیلیٰ کے پیچھے جیسے سایا

جب مُسکرائے پھولوں کی کلیاں بکس گئیں (مرثیہ)

موصل: وہ کلام ہے جس میں سب لفظ ملا کر لکھے جائے ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ جیسے دو حرفی سہ حرفی چار حرفی وغیرہ وغیرہ۔ دو حرفی۔

غم فرقت سے کوفت ہے جی پر

ہم سے غافل ہے تو بتِ کافر

سہ حرفی

ظلم ظلم کیا کیا جفائیں کیا کیا ہیں

عشق میں ابھی بلائیں کیا کیا ہیں

چار حرفی

چپکے چپکے کبھی مجھے کہنا

ہم پہ کیسا پھبا سبھی گہنا

قطع الحروف: اس کو خدف حرفی بھی کہتے ہیں۔ اس صنعت میں تمام غزل میں شاعر کسی حرف کو بالکل استعمال نہیں کرتا۔ جیسے اس غزل میں حرف (ب) استعمال نہیں ہوا ہے۔

گروہ دل کو مرے سنواریں گے

جان کو صدقے ہم اُتاریں گے

مبادلتہ الراسین: اگر شعر کے آخری الفاظ کا پہلا حرف بدل دیا جائے جیسا کہ اس شعر میں ہے ۔

اگر حق نے بخشی ہے عقل نجیب
تو سُن مجھ سے یہ ایک نقل عجیب

عقل، نقل، نجیب اور عجیب میں صرف پہلا حرف بدل کر لفظ بدلا گیا ہے۔

براعتہ الاستہال: اس کو سحر حلال بھی کہتے ہیں۔ اس صنعت میں شاعر اول قصیدہ یا مثنوی یا کتاب وغیرہ میں ایسے الفاظ لاتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مضمون اور بیان نظم میں کیا ہوگا۔ جیسے گلزار نسیم میں ہے۔

پایا جو سفید چشم صفحا
یوں میل قلم نے سرمہ کھینچا
بنام شاہد نازک خیالاں
عزیز خاطر آشفتہ حالاں

مصحف: یہاں نقطوں کو بدلنے سے لفظ دوسرا ہو جاتا ہے جیسے توشہ کے نقطوں کو بدل کر بوسہ کر سکتے ہیں۔

تزلزل: اس صنعت میں تبدیل حرکت سے لفظ کے معنی بدل جائیں اور مدح کی جگہ مذمت ہو جائے اس شعر میں آخر سے آخر بن گیا ہے (خر سے مراد گدھے کی ہے)

میری جانب کو کر گذر آخر
میں بھی تیرا ہوں طالب دیدار

محاذ: یہاں ایک مصرع کے آخر میں جو لفظ آئے وہی دوسرے مصرع کے اول میں آتا ہے۔

فرہاد کو شیریں جو آتی یاد

منقوطا: وہ کلام جس کے تمام حروف نقطہ دار ہوں

بخشش فیض بنی زین جشن
جنبش غیظ نبینی زین جشن

غیر منقوط: اس کو مہلہ کہتے ہیں۔ اس کلام میں سب حروف بغیر نقطہ کے ہوتے ہیں۔ میر انیس کا ایک بند پیش کیا جاتا ہے۔

سردار امم محرم اسرار محمدؐ
مہرو اسد اللہ کا دلدار محمدؐ

دِلدار و دل آرام و مدگار محمدؐ

ممدوح ملک مالک سرکار محمدؐ

سرور کہو اسلام کا اس مالک کل کو

آرام دو اک دم دل سردار رسل کو (میرانیس)

رقطا: مصرعہ شاعر کے ہر کلمہ میں ایک صرف نقطہ دار اور ایک صرف بے نقطہ ہو

شہِ بلند نسب اب مجھے سبھی دیوے

زلف سیہ تو جان من دزدیدی

ای دزد ندیدم چو تو جان دزیدی

جامع الحروف: وہ شعر جس میں سب حروف تہجی موجود ہوں۔ فارسی کا شعر جو عربی حروف تہجی پر مشتمل ہے۔

این جفاہا الغیاث ای کافر ترسا لقب

لذت صد حظ مریض عشق تو بردار خطب

توشیح۔ مصرعوں یا شعر کے حروف اولین سے کوئی عبارت، لفظ یا نام نکلتا ہے جس طرح ''چھوٹے لعل'' ان اشعار کے اولین حرفوں کو ملانے سے نکلتا ہے۔

چ۔ چشم نے تیری مجھے لوٹ لیا اے دلدار

ھ۔ ہے بُرا حال مرا دیکھ ادھر کو اے یار

و۔ وعدۂ وصل کسی روز تو پورا کر دے

ٹ۔ ٹالے بالے میں گذارے گا کہاں تک ہر بار

ی۔ یا خدا کون ساجادو کیا مجھ پر اُس نے

ل۔ لے گیا چھین کے مجھ سے خرد وصبر وقرار

ع۔ عشق میں تیرے ہوا سحر کا یہ حال زبون

ل۔ لب شرین سے نہ پوچھا کبھی حالِ دل زار

مُتلون (Variegated) لغوی معنی رنگ بدلنے والا۔ اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جو دو یا دو سے زیادہ بحروں میں پڑھی جائے۔ جیسے۔ شرر کی غزل چار بحروں میں پڑھی اور تقطیع کی جاسکتی ہے۔

1۔ بحر رمل مُسَدّس فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

2۔ بحر رمل مسدّس مخبون: فاعلاتن فاعلاتن فَعلات

3۔ بحر خفیف مخبون مقصور مشعب: فاعلاتن مفاعلن فِعلان

4۔ بحر سریع مطوی موقوف: مفتعلن مفتعلن فاعلات

ایک غزل کا مطلع دیکھئے:

ضعف سے پاؤں پہ سر آہی گیا
ہو گئے نالوں سے ہم اپنے بتاہ

اِسی طرح جامؔی کا یہ شعری رمل، بحر ہزج اور بحر مجتث مثمن مخبون میں پڑھا جا سکتا ہے۔

لبِ تو جام لو لو خط، تو مرکز لالہ
شب تو حاصل کوکب مہ تو با خط ہالہ

ترافق: اس کو توافق بھی کہتے ہیں۔ کلام میں چار مصرے اس طرح کہیں جائیں کہ جس مصرع کو چاہیں اُس کو پہلا یا دوسرا یا تیسرا یا چوتھا قرار دیں۔ اشعار صحیح اور بامعنی رہینگے جیسا کہ ان چار مصرعوں میں ہے۔

بھیّا سلام کرتی ہے خواہر جواب دو
چلا رہی ہے دختر حیدرؑ جواب دو
سوکھی زبان ہے بہر پیمبرؐ جواب دو
کیوں کر جئے گی زینبؑ مضطر جواب دو

واسع الشفتین: جس کے پڑھنے سے لب سے لب نہ ملے۔ نظیر اکبرآبادی کی ایک پوری غزل اِسی صنعت میں ہے

آیا نہیں جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے
جُل دے گیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے

واصل الشفتین: جس کے پڑھنے سے ہر کلمہ میں لب سے لب ملے۔ جیسے اس فارسی مصرعہ میں

بے بوی موے مہ ما بمویم

اس کے علاوہ غیر معروف صنعتوں میں قلب اللسانین، اربعۃ الاحرف جو اُردو میں معروف نہیں طوالت کے پیش نظر بیان کرنے سے گریز کریں گے۔

ضلع جگت: ایسے الفاظ جن میں معنوی ربط نہ ہو لیکن ان کا تلفظ املا یا تلازمہ ایسا ہو کہ معنوی ربط کا دھوکہ ہو۔
(ضلع کا تعلق بولنے سے ہے اور جگت کا تعلق لکھنے سے ہے)

مثال　　پانی کنوئیں میں اترا تھا سائے کی چاہ سے (انیسؔ)
شامی کباب ہو کے پسند قضا ہوئے (دبیرؔ)

صنعت قافیہ معمولہ۔ قافیہ معمولہ میں حروف روی کے تعین میں اشتباہ ہوتا ہے جیسے بوستان میں (واؤ) اور دوستان میں (ت) روی ہے۔ اہلی شیرازی نے مثنوی ''سحر حلال'' اور اردو میں مفتی میر عباس نے ''مثنوی مرصع'' میں قافیہ معمولہ کا التزام کیا ہے۔ نظم طباطبائی اس کو صنعت نہیں بلکہ فصاحت کا عیب سمجھتے ہیں۔

صنعت ردالعجز علی الصدر: اس صنعت میں پہلا مصرعہ جن لفظوں پر تمام ہوتا ہے دوسرا مصرعہ انہی الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار سے یہ صنعت واضح ہے۔ ؎

کیا نظم ہو اس ساعقہ کی شعلہ فشانی　　کی شعلہ فشانی تو وہ ناری ہوئے پانی
ناری ہوئے پانی تو چھٹی منزل فانی　　فانی ہوئے اور خاک رہ مرگ کی چھانی
چھانی ستم آرا نے جو وہ خاک اجل کی
وہ خاک اجل کی اُسے صیقل ہوئی پھل کی
صیقل ہوئی پھل کی وہ تھی خور کی چمک پر　　تھی خور کی چمک پر تو وہ تھی اوج فلک پر
تھی اوج فلک پر تو وہ تھی بال ملک پر　　تھی بال ملک پر تو وہ محشر کی کمک پر
محشر کیکمک پر تھی تو آفت تھی بلا تھی
آفت تھی بلا تھی تو وہ مانند قضا تھی

تقلیب: یہاں شعر کے پہلے مصرعے کے دونوں ٹکڑوں کو پلٹ دیں تو دوسرا مصرع بن جاتا ہے جیسے ولی دکنی کا یہ شعر

مجھ سے گیا ما دمن دیکھ کر تیرے نین
دیکھ کے تیرے نین مجھ سے گیا ما دمن

معرّب: کسی شعر یا عبارت میں کسی خاص اعراب کا التزام کرنا۔ یعنی اگر زبر ہو تو سب پر زبر اسی طرح سے زیر اور پیش کے لئے۔

صُلصُل و سُنبُل گُل و بُلبل

مُجھ کو جو ہُوں حصول خُوب ہو یار

نظم النثر۔کوئی شعر یا نظم اس طرح سے ترتیب دنیا کہ وہ نثر اور نظم دونوں میں پڑھا جا سکے۔یہ صنعت امیر خسرو کی ایجاد ہے مثال۔

جان اہل نیاز بندہ نواز بعد تعظیم اور عجز و نیاز
حال سے اپنے مطلع کیجئے اور جلدی مری خبر لیجئے

(رقعہ غلام امام شہید)

دورو۔یہ بھی امیر خسروؔ کی صنعت ہے۔یعنی یہاں نقطوں کے ردوبدل سے شعر دوزبانوں میں پڑھا جائے۔

رسیدی بدیدی مرادی بخوائی
زمانی بماشی بہ یاری بشائی
رشیدی ندیدی مرادی نجائی
امانی بباس تیاری نسائی

قطار البصیر۔اس کے لغوی معنی اونٹوں کی قطار کے ہیں۔یہاں شعر میں مصرع اول کا آخری لفظ وہی ہوتا ہے جو مصرعے ثانی کا لفظ اول ہو۔

جھیلوں سے چار پائے نہ اٹھتے تھے تا بہ شام مسکن میں مچھلیوں کے سمندر کا تھا مقام
پانی کا دام وَدّ کو پلانا ثواب تھا اک ابن فاطمہؓ کے لئے قحط آب تھا

تفریع۔جب کسی شعر کے پہلے مصرعے کے پہلے ٹکڑے کا آخری حرف دوسرے مصرعے کے آخری ٹکڑے کے آخری حرف کے موافق ہو۔مثال

سرخی اڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاہ سے پانی کنوؤں میں اترا تھا سائے کی چاہ سے

توسیم اس کے لغوی معنی ''نشان کرنا'' ہے۔یہاں قافیہ میں ممدوح کا نام آتا ہے

دنیا کی زیب زینت کا شانۂ بتولؓ
دریا کو خاک جانتا ہے ابن بوتراب

محذوف:اگر کسی شعر کے دونوں مصرعوں کے اول یا آخر سے کچھ لفظ کم کردئے جائیں تو شعر ناموزوں نہ ہوگا

بلکہ اس کی بحر بدل جائے گی۔مثال

لاکھوں میں ایک بے کس ودل گیر ہائے ہائے　　فرزند فاطمہؑ کی یہ توقیر ہائے ہائے
بھالے وہ اور پہلوئے شبیرؑ ہائے ہائے　　وہ زہر میں بجھائے ہوئے تیر ہائے ہائے
مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا　　بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل　　کچھ بھی انصاف کر اے سرورواں بہر خدا

اگر پہلے مصرعے سے مجھ کو، دوسرے سے بندہ تیسرے اس میں اور چوتھے سے کچھ بھی نکال دیں تو بھی وزن باقی رہے گا۔

تضمین المزدوج۔جب کسی شعر میں قوافی کے علاوہ کچھ اور الفاظ بھی ہم قافیہ لائے جائیں۔

مارا جو ہاتھ پاؤں جما کر رکاب پر　　بجلی گری شقی کے سرِ پُر عتاب پر
ع سر پر لگائی تیغ کہ شق ہو گئی جبیں
پردہ الٹ کے بنت علی نکلی ننگے سر　　لرزاں قدم، خمیدہ کمر،غرق خوں جگر
ہاں غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا

ذوقافتین (ذوالقافیتن)۔اس کو ذوالقوافی بھی کہتے ہیں۔جب ایک شعر میں دو یا زیادہ قافیے آئیں۔اس کی کئی قسمیں ہیں۔

(ا) جب دو قافیے آئیں۔مثال

شانے محاسنوں میں کئے سب نے بے ہراس
باندھے عمامے آئے امام زماں کے پاس
ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
منہ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر

(ب) جب تین قافیے آئیں۔

سوکھے لبوں پہ حمد الٰہی رخوں پہ نور　　خوف و ہراس ورنج وکدورت دلوں سے دور
بازار بند ہو گیا جھنڈے اکھڑ گئے　　فوجیں ہوئیں تباہ محلے اُجڑ گئے

(ج) ذوالقافتین مع الحاجب۔جب دو قافیوں کے درمیان حجاب ہو (ایک ردیف ہو)

دو کر کے خود زین پہ جوشن سے آ گئی　　کھنچتی ہوئی زمین پہ تو سن سے آ گئی

مضمون صفات قد کا قیامت سے لڑ گیا

قامت کے آگے سرو خجالت سے گڑ گیا

افراد۔لغوی معنی میں تنہا کو کہتے ہیں۔ جب شاعر شعر کے آخر میں لفظ کے حروف علاحدہ علاحدہ لکھے۔مثال کے طور پر انشا ؎

رہے گا چار سو ستر برس انشا زمانے میں

کہ اس پر سج رہا ہے ع و ش ق کا جوڑا

یہاں تینوں حروف (ع،ش،ق کو عین شین قاف پڑھنا ہوگا) ع۔۷۰،ش،۳۰۰،ق۱۰۰=۴۷۰)

تنسیق الصفات۔ کسی شخص یا کسی چیز کا ذکر اس کی صفات کے ساتھ کیا جائے خواہ یہ صفات خوبی کی ہوں یا برائی کی۔یعنی ایک موصوف کی کئی صفتوں کو شعر میں لانا۔مثال ؎

فیاض، حق شناس، اولوالعزم،ذی شعور　　خوش فکر، بذلہ سنج، ہنر پرور وغیور

(شعر میں انیس نے امام حسینؑ کے رفقاء کی آٹھ صفتیں بیان کی ہیں)

دوسری جگہ گھوڑے کی تعریف میں آٹھ صفتیں دکھائی ہیں ؎

خوش خو،خوش خرام،خوش اندام،خوش لگام　　گل پوش دتیز ہوش دمن گوش وسرخ فام

ذیل کا شعر بھی قابل ذکر ہے۔دیکھئے دشمن کے لئے کیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

روئیں تن و سیاہ دروں، آہنی کمر　　بدکار و بدشعار دستمگار و پر دغل

شعر میں دشمن کی سات برائیاں نظم کی گئی ہیں۔

سیاق الاعداد: کسی شعر میں عددوں کو لایا جائے۔اس کی تین قسمیں ہیں

(ا) شعر میں عدد ترتیب کے ساتھ ہوں: مثال

لڑکے وہ سات اٹھ سہی قد من عذار　　گیسو کسی کے چہرے پہ دو اور کسی کے چار

(ب) شعر میں عدد بغیر ترتیب کے ہوں: مثال:

کرتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے

(ج) چند عددوں کا ذکر کر کے مجموعہ بنا دیں:

مثال   شملے کے دو سرے جو چھٹے تھے بہ صدو قار
ثابت یہ تھا کہ دوش پہ گیسو پڑے ہیں چار

(۵۲) دوسخنہ۔ دو باتوں کا ایک جواب دینا دوسخنہ کہلاتا ہے۔

مثال۔   مخبریہ پیک پیک پر مرکر عسس گرے
طائر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں

سلب وایجاد۔ کلام میں ایک شئے کی نفی ایک وجہ سے اور اس کا اثبات دوسری وجہ سے ہو۔

وہ حق نما تھی کفر پرستی سے کیا اُسے   جو آپ سر بلند ہو پستی سے کیا اُسے

علم بدیع یعنی ضائع معنوی ولفظی میر انیسؔ کے کلام کے حُسن کو بڑھاتے ہیں۔ نظم طباطبائی ضائع و بدائع لفظی و معنوی کو قول فیصل کی طرح زیور کلام سمجھتے ہیں۔ میر انیسؔ نے جب شعروادب کی مملکت میں قدم رکھا اُس وقت اس میں ضائع لفظی کا سکہ چل رہا تھا۔ میر انیسؔ فطری شاعر تھے اور شاعری کی ہر ادا انہیں پسند تھی اگر چہ رغبت صرف مداحی شبیرؑ پر تھی۔ شبلی لکھتے ہیں جب کسی شخص نے میر انیسؔ سے رعایت لفظی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا" کیا کروں آخر لکھنو میں رہتا ہوں۔" شاید میر انیسؔ جانتے تھے کہ آئیندہ دَوران کو صرف مرثیہ گو، یا مرثیہ کا سردار کہہ کر شاعری کی بزم سے جدا کر دے اس لئے وہ اپنے زمانے کے اساتذہ سخن کے سامنے اپنی شاعری کی مہارت دکھا کر تاریخ کے اوراق پر مستند کرنا چاہتے تھے اسی لئے جب صفت شمشیر بیان کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے۔

اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے   شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے

تو خواجہ آتش نیم قد آدم کھڑے ہو کر کہنے لگے "ببر علی کون! بے وقوف کہتا ہے تم محض مرثیہ گو ہو۔ واللہ باللہ تم شاعر گر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے سر کے لئے موزوں ہے"

انیسیاتؔ کے علما نے صنائع و بدائع کے متعلق خود انیسؔ کا خیال ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک صنائع و بدائع عروس سخن کا زیور ہیں۔ ان سے اس کی دلکشی میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے صنعتوں کو ہمیشہ اس غایت کا پابندر ہنا چاہتے۔ اگر صنائع لفظی یا معنوی اس غایت کو پورا کرنے کے بجائے مقصود بالذات ہو جائیں تو انیسؔ کے نزدیک وہ کلام کا عیب ہیں۔

حافظ شیرازی نے کہا تھا۔

آں را کہ خوانی استاد گر بنگری بہ تحقیق
صنعت گراست لنا شعر رواں ندارد

بارھواں باب

فہرست کامل

اس مرثیے میں کل (9517) نو ہزار پانچ سو سترہ الفاظ تکرار کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ ہم نے ان لفظوں کو صرف تین گروہ یعنی عربی، فارسی اور اردو میں تقسیم کیا۔ اُردو چونکہ ہندی نژاد ہے اور ہندی الفاظ میں پوربی پنجابی الفاظ بھی شامل ہیں اس لئے اُردو اور ہندی میں لفظوں کو مزید تقسیم نہیں کیا۔

اس کے علاوہ مختلف زبانوں کے وہ الفاظ جو کثرتِ استعمال سے اُردو کے الفاظ ہو گئے ہیں ان کو بھی اُردو کے کشکول میں رکھا جن میں سنسکرت، انگریزی، ترکی، عبرانی، سریانی، یونانی، پرتگالی، لاطینی، فرنچ، پالی، برہمی، مالاباری، ہسپانوی شامل ہیں۔ دیگر مختلف زبانوں کے الفاظ کی تعداد بہت کم ہے جس کا اندازہ مرحوم سید احمد دہلوی کی مشہور لغات ''فرہنگ آصفیہ'' کے جدول پر نظر ڈالنے سے ہوتا ہے۔

تمام الفاظ مندرجہ فرہنگ آصفیہ	54009
ہندی الفاظ جن میں پنجابی اور پوربی لفظ شامل ہیں	21644
اُردو الفاظ (جو دوسری زبانوں کے الفاظ سے بنے ہیں)	17505
عربی الفاظ..	7584
فارسی الفاظ	6041
سنسکرت	554
انگریزی	500
باقی تمام زبانیں..	181

فرہنگ آصفیہ کے جدول سے یہ بات ثابت نہیں کی جا سکتی کہ ہر نثر و نظم میں الفاظ کی تعداد اور ان کی باہمی نسبت کی تعداد یہی رہے گی کیونکہ الفاظ کا استعمال فرد کے طبعی میلان پر ہوتا ہے۔ میر انیس کے مرثیوں اور خصوصاً اس زیر نظر مرثیہ میں عربی فارسی الفاظ کی تعداد زیادہ ہے اور انگریزی اور دوسری زبانوں کے الفاظ کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

1	کل بند مرثیہ	197	(بند 85 کا تجزیہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ معتبر نسخوں میں نہیں) صرف 196 بند کا تجزیہ کیا گیا ہے
2	کل اشعار مرثیہ	591	
3	کل مصرعہ مرثیہ	1182	
4	کل الفاظ مرثیہ	9517	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
5	کل الفاظ اُردو	5813	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
6	کل الفاظ فارسی	1948	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
7	کل الفاظ عربی	1769	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
8	مرثیہ میں اُردو الفاظ کا فی صد		(61) اکسٹھ فی صد
9	مرثیہ میں فارسی الفاظ کا فی صد		(20) بیس فی صد
10	مرثیہ میں عربی الفاظ کا فی صد		(19) انیس فی صد
11	کل حروف مرثیہ	29236	(تمام مکتوب حروف تکرار کے ساتھ شامل کیے ہیں)
12	کل اضافات مرثیہ	621	
13	کل جدید ترکیب مرثیہ	111	
14	کل محاورات مرثیہ	511	
15	کل محاورات جدید مرثیہ	85	
16	کل تشبیہات مرثیہ	86	
17	کل استعارات مرثیہ	45	
18	کل کنایات مرثیہ	105	
19	کل مجاز مرسل مرثیہ	15	
20	صنعت مراعات النظیر	245	
21	صنعت تضمن المزدوج	177	

22	صنعت طباق	154	
23	صنعت مبالغہ	88	
24	صنعت تکریر	71	
25	صنعت تلمیح	66	
26	صنعت تفریع	48	
27	صنعت ایہام	52	
28	صنعت تجنیس	36	
29	صنعت تنسیق الصفات	35	
30	صنعت حسن تعلیل	35	
31	صنعت جمع تفریق و تقسیم	34	
32	صنعت ترجمہ اللفظ	30	
33	صنعت ذوقافیتین	29	
34	صنعت ذولسانین	11	
35	متفرق صنائع جن کی تعداد تیس (30) سے زیادہ ہیں	171	

اس ایک مرثیہ میں محاورات کی تعداد 596، علم بیان کے محاسن کی تعداد 251 علم بدیع کی صنعتوں کی تعداد 1282 یعنی کل محاسن اور صنعتوں کی مجموعی تعداد 2129 سے زیادہ ہے۔

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو فارسی عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
1	1	15-41	5-4-6	2-0	1-0			2		
	2	16-47	3-4-9	2-1			1-0	1		
	3	13-42	5-1-7	3-1				1		
2	1	17-48	4-1-12	1-0	1-0		1-1	1		
	2	16-47	3-4-9	1-0	1-0		1-0			
	3	19-55	2-0-17		1-0					
3	1	20-53	5-2-13		1-0					
	2	16-54	1-7-8		1-0					1
	3	17-50	4-5-8	1-0	3-0					
4	1	17-51	3-4-10	1-0						
	2	15-52	3-4-8	1-0						
	3	14-50	2-3-9	2-0	1-0			1		
5	1	15-51	5-4-6	4-0				1		
	2	13-52	9-4-0	3-0						
	3	18-52	4-3-11	1-0	1-0					
6	1	13-50	6-4-3	0-0		0-2				1
	2	17-55	1-5-11	1-1	1-0			1		
	3	15-51	3-5-7	2-1	3-0			1		

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمن المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
1	1						1							اچھوتا مضمون
	2													واقعہ نگاری
	3						1	1						
2	1						2					1		
	2				1		3							
	3						2							
3	1						1							
	2													
	3			2										
4	1		1											
	2			1					1					
	3							1						
5	1			1					1					
	2									1		1		
	3			1										
6	1	زائد 1		2								1		
	2	زائد 1					2							
	3				1		1							

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اُردو۔فارسی۔عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
					2-0	1-0	7-2-8	17-55	1	**7**
	2					1-1	5-4-5	14-50	2	
1				1-0	2-0	1-0	1-3-12	16-49	3	
1		2	1-0	1-0		1-0	0-7-8	15-50	1	**8**
		1				3-0	4-6-5	15-52	2	
				0-2	1-0		5-1-11	17-53	3	
		1				2-1	6-1-11	18-50	1	**9**
1						1-0	3-4-5	12-49	2	
				1-1			2-1-11	14-43	3	
			1-0			2-0	5-2-9	16-54	1	**10**
				0-2		2-0	8-3-5	16-52	2	
		1		1-0		1-0	2-3-11	16-53	3	
1		1			2-0	2-2	5-2-11	18-54	1	**11**
	1	1				1-0	6-4-6	16-51	2	
		1		0-1		1-1	3-3-10	16-51	3	
		1				3-1	4-2-8	14-46	1	**12**
		1				2-0	1-4-12	17-51	2	
	1	1			0-2	1-0	4-4-7	15-49	3	

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمن المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
													1	7
مقلوب مستوی										1		3	2	
					1					1			3	
										2			1	8
شبہ اشتقاق		1		1									2	
قول ضرب المثل		1					1						3	
							1					1	1	9
						1							2	
					1					1			3	
										1			1	10
مقلوب مستوی			1							3			2	
					1				1	1			3	
ادعا									1				1	11
ادعا										1	1		2	
										2			3	
							1			1			1	12
										1			2	
								1		1			3	

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
		1				3-2	6-3-2	11-44	1	**13**
						3-1	6-3-5	14-50	2	
		1				3-2	9-0-5	14-46	3	
		1				3-0	5-3-7	15-47	1	**14**
		1			1-0	3-1	2-8-6	16-49	2	
		1		0-1		1-0	2-7-7	16-49	3	
		1		0-1		2-0	1-9-8	18-51	1	**15**
		1				1-0	1-6-10	17-51	2	
1	1	1		1-1		2-2	2-4-10	16-50	3	
	1	1				2-1	1-7-7	15-49	1	**16**
						1-0	7-0-9	16-56	2	
		2			1-0	2-1	5-6-9	20-55	3	
1	1				1-0		2-5-11	18-61	1	**17**
1		1					7-2-6	15-50	2	
		1					3-4-8	16-53	3	
	1	1				2-1	6-3-11	20-59	1	**18**
						2-1	4-3-8	15-49	2	
						2-0	3-2-12	17-50	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمن المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
13	1							1						ادماج
	2													
	3													شبہ اشتقاق
14	1													
	2													
	3		1	1			1							
15	1		1					1						
	2		2	1										سیاق الاعداد
	3							1						ادماج شبہ اشتقاق
16	1							1						
	2							1						تضمین
	3						1	2						
17	1	1	1		1									
	2		1					1				1		تضمین
	3					1								
18	1				1		2							ادماج
	2												1	عکس
	3													

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید تراکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسنِ تعلیل	تلمیح
19	1	17-52	3-4-10		1-0	0-1	0-0	1		
	2	18-56	2-0-16		1-0			1		
	3	16-52	2-2-12				1-0	1		
20	1	17-53	3-7-7	1-2				2		
	2	15-52	5-6-4	3-2				1		1
	3	16-50	4-1-11	1-0				0		1
21	1	15-52	0-8-7	2-1	1-0			1		
	2	16-54	3-7-6	4-1				1		
	3	15-49	4-3-8	2-1	0-1			1		
22	1	13-45	6-3-4	2-0			1-0	0		
	2	16-45	8-2-6	5-1		1-0	1-0	0		1
	3	15-48	3-2-10		1-0		1-0	1		
23	1	15-46	6-3-6	3-0	1-0			1	1	
	2	14-50	3-5-6	4-0				1	1	
	3	16-49	5-5-6	2-0			1-0			
24	1	16-55	4-5-7	2-0				1		
	2	16-55	4-2-10		0-1		1-0	1		
	3	14-51	6-0-8	1-0		0-1		1		

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمن المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
19	1			1			1							
	2						1							
	3				2	1								تحت النقط
20	1				1		1							
	2			1										
	3												1	
21	1				1	1	1							سیاق الاعداد
	2												1	اشتقاق
	3		1					1						
22	1			1										
	2													
	3			1				1						
23	1							1			1			
	2			1			1			1	1			
	3			1			1							
24	1		1		1			1					1	
	2		1	1										
	3													تجرید

تلمیح	حُسنِ تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
						3-2	9-1-17	17-48	1	**25**
1		1			1-0	3-1	7-5-5	17-49	2	
		1	1-0	1-1		1-0	4-1-9	14-50	3	
		1			2-0	1-1	2-1-11	14-52	1	**26**
					1-0		2-2-16	20-58	2	
				0-1		1-0	6-0-10	16-47	3	
			1-0			3-1	8-1-15	14-49	1	**27**
					1-0	1-1	5-0-12	17-54	2	
				0-1		1-0	8-3-5	16-46	3	
1		1	1-1	2-0		1-0	6-2-9	17-50	1	**28**
		1		1-0	1-0	2-0	3-5-9	17-53	2	
		2	1-0		1-0	2-0	8-0-7	15-49	3	
					1-0	1-0	1-8-6	15-50	1	**29**
		1		1-0	1-0	1-0	3-4-11	18-58	2	
		1		0-2	1-0	2-0	3-3-11	17-57	3	
						1-0	3-4-7	14-52	1	**30**
						3-1	4-6-3	13-48	2	
		1			1-0	1-0	3-1-11	18-56	3	

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمن المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
		1	1										1	25
تجرید دلیل مذہب عقلی					1	1				1			2	
										2			3	
شبہ اشتقاق													1	26
سیاق الاعداد													2	
													3	
تضمین-اشتقاق	1												1	27
										1			2	
		1					1						3	
								1					1	'28
	1									2			2	
												2	3	
										1			1	29
ارصاد										2	1		2	
ارصاد		1											3	
سیاق الاعداد			1										1	30
		1	1						1				2	
						1	1						3	

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
			1-0		1-0	2-0	3-4-8	15-50	1	37
					1-0		2-2-16	20-57	2	
		1			1-0		2-2-16	18-51	3	
			2-0			1-1	4-4-8	16-52	1	38
					2-0		2-5-12	19-56	2	
					1-0		0-2-17	19-55	3	
		1			1-0	1-0	4-3-10	17-51	1	39
				1-0		1-0	0-3-13	16-54	2	
					1-0		2-2-11	15-50	3	
						2-1	4-2-10	16-51	1	40
		1			1-	1-0	1-2-11	14-53	2	
					1-0		3-4-9	16-49	3	
			1-0		1-0	2-1	4-1-11	16-53	1	41
				1-0			3-4-6	13-46	2	
		2		1-0		1-0	1-6-10	17-52	3	
1		1			2-0	3-1	4-5-7	16-51	1	42
		1					7-2-6	15-54	2	
					2-1		1-1-16	18-53	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
31	1			2			2							
	2						1				1			
	3		1											
32	1													
	2			1	2									
	3			1			1							تجرید
33	1													تعلیق
	2						1							
	3			1										ندرت بیان
34	1			1										
	2			3										
	3			2										
35	1			1							1			
	2		1	1										تقابل
	3					1	1							روزمرہ
36	1			1										
	2			1										
	3			1										

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
2			1-1			2-0	5-1-10	16-51	1	**31**
		1				1-0	5-3-8	16-54	2	
					2-0		1-0-8	19-60	3	
1		1			1-0		3-4-9	16-50	1	**32**
		1		1-0	2-0	3-1	4-3-5	12-44	2	
		1	1-0			2-1	5-1-8	14-50	3	
			2-0			2-0	4-4-5	13-46	1	**33**
		1	1-0		2-0	3-0	4-2-9	15-52	2	
		1				2-0	4-4-8	16-50	3	
		1			2-0	1-0	5-3-9	17-54	1	**34**
3		1	3-0		1-0	2-0	6-0-9	15-51	2	
					1-0		6-2-8	16-53	3	
		1			1-0	4-0	6-3-5	14-49	1	**35**
		1	1-0			1-0	3-2-11	16-50	2	
		1					2-6-9	17-49	3	
			1-0			1-1	4-4-7	15-47	1	**36**
					1-0	3-1	3-5-8	16-49	2	
		1	1-0	1-2		2-1	6-3-5	14-45	3	

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانتین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
روزمرہ										1			1	37
روزمرہ										1			2	
													3	
										1			1	38
											1		2	
واقعہ نگاری							1				1		3	
			1			1							1	39
سوالیہ روزمرہ											1		2	
روزمرہ										2			3	
	1												1	40
													2	
											1		3	
						1	1			1			1	41
													2	
شبہ اشتقاق									1	1			3	
									1		1		1	42
ندرت بیان													2	
احتجاج بہ دلیل عقلی													3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرعات النظیر	حُسن تعلیل	تلمیح
43	1	21-57	5-1-15		2-0			1		
	2	17-53	6-2-9	1-0			2-0			1
	3	15-49	1-2-12	1-0	4-0		1-0	1		
44	1	15-48	6-1-8	2-0	2-0		1-0			1
	2	18-51	2-2-14		2-0					
	3	19-52	6-4-9	1-0	2-0		1-0	1		
45	1	15-49	4-5-6	2-1	2-0		1-0			
	2	17-52	3-2-12							
	3	18-47	2-5-11		2-0					
46	1	16-52	5-1-10	1-1			1-0			
	2	18-56	3-4-11	1-0	2-0					
	3	12-46	3-3-6	1-0			1-0			
47	1	17-58	6-1-10	1-0			1-0			1
	2	13-46	6-4-3	5-2			1-0	1		
	3	14-49	5-3-6	1-0	1-0			1		
48	1	20-56	3-6-11		1-0					
	2	19-50	2-8-9	2-0	2-0			1		1
	3	18-55	3-4-10	2-0	1-0			1		

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
													1	43
													2	
ارصاد													3	
													1	44
											1		2	
								1		1			3	
										1			1	45
ارصاد													2	
													3	
													1	46
			1				1						2	
													3	
													1	47
													2	
	1				1					1			3	
										1			1	48
		1								2			2	
			1			1				1			3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تجنیس
49	1	17-55	2-2-13	1-0						
	2	16-49	5-4-7	1-0						1
	3	15-51	4-4-7	1-1	1-0			1		
50	1	16-47	2-1-13	1-0	1-0		1-0			
	2	15-48	3-1-11	1-0	1-0					
	3	16-48	4-1-11			0-1				
51	1	14-48	5-1-8	1-1	1-0					
	2	13-46	3-5-5	2-1			1-0			
	3	15-45	3-2-10				0-1	1		
52	1	16-45	6-3-7	1-0	1-0		1-0			1
	2	17-50	4-3-8	1-0	1-0					
	3	17-49	8-1-8	1-0				1		
53	1	16-51	3-3-10		1-0		1-0		1	
	2	14-49	4-3-7	1-1	0-1					1
	3	15-47	3-6-6	1-0		1-0				1
54	1	12-47	5-1-6	4-1	1-0		2-0			
	2	14-53	3-3-8	2-0	1-0		1-0			
	3	16-48	2-3-11	1-0						

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
							1			1			1	49
			1										2	
										1			3	
							1						1	50
													2	
مقلوب مستوی	1												3	
													1	51
								1					2	
						1			1	1			3	
											1		1	52
										1			2	
													3	
مقلوب مستوی								1					1	53
					1			1		1			2	
تعجب										2			3	
							2						1	54
													2	
							1						3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
55	1	15-54	3-3-9		1-0	1-0				
	2	14-50	3-5-6	3-0		1-0	1-0			
	3	16-50	2-1-13		3-0			1		
56	1	16-47	5-4-7	3-0	1-0		1-0			
	2	14-49	1-3-10		1-0					
	3	16-46	4-2-10	1-0			0-1			
57	1	16-49	3-2-11	1-1	2-0		1-0			
	2	20-49	5-1-14	1-0	2-0					
	3	16-51	4-4-8		2-0					
58	1	17-51	4-5-8		2-0		0-1			
	2	14-49	5-2-7	2-1	1-0			1		1
	3	18-61	1-0-17				0-2			
59	1	19-57	5-0-14		2-0					
	2	18-55	2-3-13		2-0					
	3	18-52	2-0-16							
60	1	18-48	4-1-13	1-0			0-1			
	2	15-47	4-1-10	1-0	1-0					
	3	18-53	1-1-16		2-0					

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
										1			1	55
لف ونشر مرتب								1					2	
تاکید الذم بالمدح											1		3	
													1	56
										1			2	
سوالیہ								1					3	
اجتماع دلیل عقلی													1	57
							1						2	
							1			1			3	
اجتماع دلیل مذہبی													1	58
													2	
													3	
سوال جواب													1	59
													2	
							2						3	
روزمرہ+جگت+ مشاکلہ		1	1				1			1			1	60
مکالمہ نگاری							1						2	
							1			1			3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
61	1	15-51	6-0-9	2-0	1-0					
	2	16-57	4-1-11		1-0					
	3	17-51	4-2-11	1-0	1-0			1		
62	1	19-55	1-1-17							
	2	17-50	6-1-10	1-0	1-0		1-0			
	3	18-51	3-0-15		2-0					
63	1	16-52	4-4-8	2-1	1-0					
	2	15-49	3-3-9	1-0	1-0			1		
	3	18-56	2-4-12				1-0			
64	1	17-48	7-1-9	3-0	1-0		1-0			
	2	17-56	2-1-14	1-0	2-0					
	3	18-50	5-2-11		2-0					
65	1	15-46	4-4-7	1-0	1-0			1		
	2	19-50	4-4-11	1-0			1-0	1		1
	3	18-50	0-5-13	1-0	2-0					
66	1	18-55	0-4-14		2-0	1-0				1
	2	22-62	2-2-18		1-0					
	3	15-50	4-2-9		3-0					

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
							1						1	61
							1						2	
										1	1		3	
													1	62
													2	
													3	
								1		1			1	63
										1			2	
					1								3	
												1	1	64
							1		1				2	
					1								3	
													1	65
								1					2	
									1				3	
													1	66
		1											2	
													3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	اضافات جدید تراکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
67	1	17-54	2-4-11	1-0	2-0					
	2	19-53	5-2-12		2-0					
	3	18-55	2-1-15	1-0	2-0					
68	1	18-50	1-3-14		2-0					
	2	19-54	2-1-16		1-0					
	3	17-51	2-2-13		2-0					
69	1	17-55	3-0-14	1-0	1-0		0-1			
	2	15-51	6-4-5	2-0	1-0	2-0				
	3	18-55	2-0-16		1-0					
70	1	18-53	2-3-13							
	2	19-54	1-0-18		2-0					
	3	17-53	4-3-10	2-0			1-0			1
71	1	16-45	5-1-10	2-0						
	2	19-55	2-1-16	1-1	1-0					
	3	18-46	2-4-13	1-0						
72	1	17-41	3-3-11	3-0	0-2		1-0			
	2	18-50	5-3-10	1-0			1-0			
	3	15-52	3-4-8		1-0					

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوالقافیتین	ذوالسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
67	1		1	1										
	2								1					
	3			1										
68	1													
	2		1											تعجب
	3			1										سوالیہ
69	1							1						
	2										1	1		
	3					1								
70	1			1										سیاق الاعداد، سوالیہ
	2													
	3		1											احتجاج دلیل عقلی
71	1													سوال جواب
	2													
	3						1							
72	1						1							سوالیہ
	2		1											روزمرہ
	3		1					1						

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حُسن تعلیل	تلمیح
73	1	12-48	7-4-1	2-1				1		
	2	10-46	4-6-0					1		
	3	17-54	2-5-10		1-0	1-0				
74	1	18-50	4-2-12	1-0	1-0					
	2	17-46	2-2-13				1-0			
	3	15-44	5-1-9	1-0	1-0					
75	1	16-49	4-1-11	1-0	1-0		1-0			
	2	16-50	5-4-7	2-1						
	3	19-51	3-2-14							1
76	1	17-50	5-1-11		2-0		1-0	1		
	2	15-53	4-2-9		2-0		1-0			
	3	17-46	2-0-15		0-2					
77	1	18-50	5-3-10	1-0	1-0					
	2	17-55	0-4-13		5-0		0-1	1		
	3	15-53	2-2-11	2-0	1-0		1-0			1
78	1	16-47	5-2-9	1-0	1-0		1-0			
	2	15-51	4-3-8		1-0			1		
	3	15-46	3-3-9	1-0	2-0			1		1

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
73	1									1	1	1		
	2			1								1		
	3		1	1				1				1		ارسال تمثیل + سیاق الاعداد
74	1					1								
	2						1							تجرید، تعلیق، سوالیہ
	3													روزمرہ
75	1						2							
	2													تعلیق
	3						1							روزمرہ
76	1													
	2			1										روزمرہ
	3						1							تعلیق
77	1						1							احتجاج دلیل مذہبی
	2	1	1											سوالیہ
	3													
78	1				1			1						
	2		1					1						
	3			1										تشابہ الاطراف بلاغت

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تجنیس
79	1	15-49	2-2-11	1-0	0-1					
	2	18-53	4-4-10	2-0	2-0					1
	3	15-44	6-1-8		3-0					
80	1	18-51	1-1-16		3-1			1		
	2	15-50	3-2-10	2-0						
	3	14-47	3-1-10	2-0						
81	1	20-53	6-2-12		2-0			1		1
	2	13-48	3-5-5	3-0		1-0				
	3	16-55	0-0-16		2-0			1		
82	1	15-48	2-1-12							
	2	16-50	3-1-12	2-0						
	3	16-47	3-4-9	0-1						
83	1	15-47	4-1-10		1-0					
	2	17-52	1-2-14		1-0					
	3	14-47	3-1-10		1-0		0-1			
84	1	18-53	6-1-11	1-0		1-1				
	2	16-49	4-2-10	1-0	1-0					
	3	17-49	2-0-15		1-0					

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
79	1			1										
	2						1	1						
	3										1			لف نشر مرتب
80	1	1												
	2				1		1	1						
	3			1										
81	1			1			1							
	2													
	3						1							پورا شعر صرف اردو الفاظ سے بنا جو ہندوستانی سماج کی تصویر ہے
82	1			1										سوالیہ
	2													بلاغت
	3			1				1						تشابہ الاطراف
83	1		1											سوالیہ
	2													
	3										1			ذوخنہ
84	1													
	2													
	3													روزمرہ، مکالمہ

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
85	1	اس بند کا	تجزیہ نہیں کیا گیا							
86	1	15-45	5-5-5	2-0	2-0			1		
	2	16-49	4-2-10	2-0	1-0					
	3	17-52	2-1-14	2-0	0-1	0-1		1		
87	1	16-48	6-2-8	1-0	2-0			1		
	2	14-47	3-2-9	1-0	1-0					
	3	16-47	2-5-9	1-0	2-0					
88	1	15-47	5-5-5	3-0	1-0					
	2	17-51	6-5-6	1-0	1-0		1-0			
	3	16-47	1-5-10	2-0		0-2				
89	1	16-48	3-5-8		1-0			1		
	2	17-50	4-3-10	2-0		0-1		1		1
	3	16-48	1-3-12	1-1		0-2				
90	1	16-50	1-0-15		3-0					
	2	14-53	0-1-13							
	3	19-57	2-4-13		2-0	1-0				1
91	1	17-47	3-4-10	2-1	1-0					
	2	15-52	4-2-9	2-1	1-0	1-0		2		
	3	14-49	1-4-9	1-0		0-1		1		

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
85	اس	بند کا	تجزیہ	نہیں	کیا	گیا								
86	1						1		1					
	2		1											
	3						1	1						
87	1						1	1					1	
	2						1							
	3			1										
88	1													
	2			1										
	3		1	1										
89	1													
	2			1			2							
	3				1									مقلوب مستوی
90	1		2											
	2												1	
	3				1									
91	1			1										ردالعجز علی العروض مع شبہ الاشتقاق
	2													عکس
	3													عکس

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اردو۔ فارسی۔ عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
							2-2-14	18-50	1	92
		1			1-0	1-1	2-5-11	18-53	2	
		1				1-1	5-3-8	16-46	3	
		1	1-0		0-1	3-1	3-5-6	14-47	1	93
					1-0		5-4-7	16-51	2	
				1-1		1-1	2-4-10	16-40	3	
		1					1-6-11	18-51	1	94
				1-0			3-3-9	15-54	2	
				1-0	1-0		1-2-13	16-51	3	
							5-2-11	18-56	1	95
		1	1-0		1-0	3-0	4-4-6	14-49	2	
		1	1-0			1-0	4-2-12	18-49	3	
					1-0	1-0	5-1-11	17-50	1	96
					1-0	2-0	3-6-7	16-51	2	
						1-0	5-3-10	18-54	3	
					2-0	1-0	4-2-10	16-49	1	97
					1-0	3-0	3-6-7	16-51	2	
1		1				2-0	1-6-9	16-47	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوالقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
92	1				1		3							
	2													
	3												1	
93	1													ردالعجز علی العروض مع شبہ اشتقاق
	2								1		1		1	
	3													
94	1											1		
	2			2	1	1								تشابہ الاطراف اشتقاق ردالعجز علی العروض مع شبہ
	3													
95	1			1										
	2													
	3			1										ادعا
96	1													
	2						1							
	3						1							
97	1													
	2			1				1						
	3						1	1				1		

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اُردو-فارسی-عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
1			1-0		1-0	3-0	6-2-6	14-47	1	98
					1-0	1-0	1-5-9	15-51	2	
				0-1	0-2	1-0	3-0-4	17-53	3	
						0-1	3-2-10	15-55	1	99
				0-1	1-0		2-2-11	15-52	2	
			1-0			1-0	5-4-8	17-50	3	
						0-1	2-0-10	14-50	1	100
				0-1	1-0		2-2-11	15-52	2	
			1-0			1-0	5-4-8	17-50	3	
		1			1-1	1-1	4-3-8	15-46	1	101
		1		0-1	0-1		0-3-15	18-54	2	
					1-0	2-1	3-1-9	13-45	3	
1		1			0-2	3-0	5-4-4	13-49	1	102
			1-0		1-0	3-0	3-5-8	16-51	2	
		1		0-1			1-4-13	18-53	3	
		1		1-0	1-0	3-1	4-5-7	16-49	1	103
				1-0		1-0	3-5-7	15-49	2	
			1		1-0	1-0	4-3-9	16-49	3	

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق و تقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
									1				1	98
							1						2	
						1					1		3	
													1	99
									1				2	
روزمرہ									1	1			3	
										1	1		1	100
										1	1		2	
ادعا									1		1		3	
اشتقاق											1		1	101
										1			2	
										1			3	
													1	102
									1				2	
ردالعجز علی الابتدا مع التجنیس + ایداع										1			3	
							1						1	103
													2	
													3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حُسن تعلیل	تلمیح
104	1	14-51	6-3-6	3-0	1-0	1-0				
	2	16-50	0-7-9		2-0					
	3	20-51	2-4-14	3-0	0-2					
105	1	13-50	4-1-8		2-1			1		
	2	18-51	2-1-15		0-1					
	3	12-47	4-2-6	2-0	1-0			1		1
106	1	16-51	1-4-11	1-0			1-0	1		
	2	18-52	1-5-12							
	3	20-52	1-3-16		2-0					
107	1	19-56	4-2-13		1-0					
	2	14-54	2-5-7	3-0	1-0					
	3	17-54	2-2-13		1-0					
108	1	20-54	2-3-15		2-1					
	2	19-52	4-2-13		2-1					
	3	18-49	1-5-12	1-0						
109	1	17-43	7-2-8	3-0			1-0			
	2	17-48	3-3-11							
	3	17-50	2-5-10	1-0	0-1	0-1				

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
										2			1	104
					1		2			1			2	
							1			1			3	
ادعا							1		2				1	105
									1				2	
			1							1			3	
							1						1	106
ضرب المثل							1				1		2	
احتجاج ودلیل عقلی													3	
										1			1	107
		1	1	1									2	
													3	
	1					1						1	1	108
													2	
											1		3	
													1	109
مرقع کشی													2	
										1			3	

تلمیح	حُسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
		1	1-1		1-0	2-0	6-3-6	15-51	1	110
				0-1			0-4-15	19-49	2	
					2-0	2-0	2-5-8	15-43	3	
			1-0		1-0	3-1	7-3-5	15-47	1	111
		1			1-0	1-0	3-5-8	16-49	2	
					2-0		4-3-9	16-50	3	
		1	1-0			2-0	4-5-9	18-52	1	112
						2-0	3-6-5	14-49	2	
					1-0		6-1-10	17-50	3	
1					1-0	1-0	2-4-12	18-50	1	113
				0-1	1-0		2-4-7	13-45	2	
			1-0			1-0	5-2-8	15-48	3	
		1			0-2		2-3-13	18-51	1	114
						5-0	6-5-2	13-45	2	
		1	1-0			3-0	5-4-7	16-46	3	
		1		1-0			4-7-3	14-49	1	115
				0-1		1-0	5-5-7	17-52	2	
1							5-4-6	15-47	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
110	1													
	2													
	3		1											
111	1	1												
	2													
	3													
112	1													
	2													ایداع
	3										1			
113	1												1	
	2			1										
	3										1	1		مقلوب مستوی، احتجاج دلیل مذہبی
114	1													
	2			1						1				
	3									1				
115	1			1	1					1		1		
	2			1	1		1							
	3		1	1							1			

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تجنیس
116	1	17-52	3-5-9	2-0		1-0		1		
	2	17-53	3-5-9		0-2					
	3	16-45	2-5-9	1-0	1-0	1-0		1		
117	1	18-49	2-5-11	2-0		1-0		1	1	
	2	19-54	3-1-15	1-0	1-0				1	
	3	16-49	2-3-11		1-0					
118	1	18-54	3-5-10		1-0			1		
	2	17-48	1-5-11	2-0	2-0	1-0				
	3	17-54	0-3-14					1	1	
119	1	18-53	3-4-11	2-0		1-0		1		
	2	16-52	0-4-12		2-0	1-0		1		
	3	18-49	2-7-9	2-1	2-0	1-0			1	
120	1	16-51	0-5-11	1-0					1	
	2	17-51	7-1-9	1-1	0-2			1	3	
	3	16-48	0-6-10	1-0				1		
121	1	16-51	0-2-14		0-1			1		
	2	16-47	2-6-8		0-1			1	1	
	3	16-50	2-4-10		0-1			1		

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق و تقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
													1	116
							2						2	
							2		1				3	
اشتقاق		1				1	1		1			1	1	117
					1				1		1		2	
							1		1				3	
ادعا									1				1	118
							1		1				2	
	1				1		1					1	3	
											1		1	119
			1										2	
							1						3	
روزمرہ							1		1	1		1	1	120
ندرت بیان													2	
ادعا					1				1				3	
							1						1	121
ادعا		1							1				2	
									1				3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید تراکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حُسن تعلیل	تلمیح
122	1	14-50	3-4-7	1-1		1-2				
	2	20-53	0-6-14		2-0			1	1	
	3	15-43	1-6-8	3-1	0-2			1		1
123	1	16-48	3-5-8	3-1	2-0			1	1	
	2	14-50	3-3-8	1-1	0-1			1		
	3	14-45	3-2-9	3-1	1-0				1	
124	1	15-43	4-2-9	3-0			1-0	1		
	2	19-53	1-9-9	3-1				1		
	3	16-48	0-5-11					1		
125	1	16-54	1-3-12		2-0			1		
	2	16-51	1-6-9	1-0						
	3	16-46	4-3-9	3-0			1-0	1		
126	1	15-45	4-4-7	2-0						
	2	15-47	2-7-6	2-0						
	3	15-47	3-3-9	1-0				1		
127	1	18-52	5-5-8	2-0		1-0				
	2	14-51	3-5-6	1-0	2-1		1-0	1		
	3	17-48	3-2-12	1-0	0-1					

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
		1					1		1				1	122
									1			1	2	
اشتقاق							1		3	1			3	
اشتقاق						1							1	123
						1		1	1				2	
							1						3	
حسن گریز							1						1	124
			1								1		2	
احتجاج دلیل عقلی+روزمرہ											1		3	
										1			1	125
											1		2	
													3	
					1					1		1	1	126
										1			2	
													3	
													1	127
							1						2	
						1							3	

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
					2-0		3-3-11	17-58	1	128
							4-6-6	16-47	2	
					2-1		1-3-15	19-52	3	
2			0-1				3-4-12	15-51	1	129
1		1			1-0		3-4-10	17-52	2	
		1			1-0		4-2-10	16-51	3	
1					2-0	1-0	3-2-11	16-50	1	130
		1			1-0	2-1	2-5-7	14-48	2	
		1			3-2		0-6-10	16-47	3	
		1				1-0	3-5-9	17-50	1	131
		1			2-1	1-0	1-6-8	15-51	2	
				0-1	1-0	1-0	1-2-13	16-52	3	
1			1-0		1-0	2-0	5-2-9	16-51	1	132
1		1		1-0	1-0	2-0	1-5-7	13-48	2	
			1-0		1-1	1-1	7-1-6	14-48	3	
				2-0		1-0	2-6-8	16-48	1	133
				2-0		1-0	1-11-5	17-48	2	
1	1	1		2-0	1-0		2-3-12	17-50	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
128	1			2										احتجاج ودلیل مذہبی
	2	1									1	1	3	
	3	1		1										
129	1													
	2			2										
	3													
130	1													
	2				1				1					
	3					1		1						
131	1				1									شبہ اشتقاق
	2				1		1							
	3													روزمرہ
132	1						1							
	2													تجرید
	3													
133	1							1						
	2													
	3												1	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسنِ تعلیل	تلمیح
134	1	16-45	3-4-9	1-1		2-0		1		
	2	15-46	4-3-8			3-0		1		
	3	17-48	0-4-13	1-0						
135	1	18-51	3-4-11	1-0	1-0					
	2	15-50	2-3-10	1-1	0-2					1
	3	15-45	4-3-8	1-0	0-2					
136	1	16-49	0-5-11							
	2	16-48	2-2-12		2-0					
	3	17-50	1-5-11					1		
137	1	18-43	1-5-12	1-0	3-2					
	2	17-48	1-4-12	1-0	1-0					
	3	20-52	0-3-17		0-1			1		
138	1	18-51	1-6-11		1-0					
	2	15-50	0-10-5		1-0					
	3	14-50	1-1-12		3-0			1		1
139	1	10-47	6-4-0	5-9				1		
	2	14-50	3-9-2	1-2	2-0			1		
	3	12-40	0-4-8	0-1	3-1					

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانتین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
													1	134
													2	
روزمرہ													3	
		1						1	1				1	135
ردالعجز علی الصدر مع شبہ اشتقاق.							1		1	1		1	2	
										1		1	3	
سیاق الاعداد												1	1	136
روزمرہ													2	
													3	
							1	1		1			1	137
											1		2	
							1	1	1				3	
ردالعجز علی الابتدا مع تکرار	1					1	1				1		1	138
						1	1						2	
							1						3	
			1		1		1					1	1	139
					1		2		1				2	
تین قافیے	1			1	1								3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعدادِ الفاظ تعدادِ حروف	تعدادِ الفاظ اردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجازِ مرسل	مراعات النظیر	حسنِ تعلیل	تجنیس
140	1	16-48	3-5-8		2-0	1-0				
	2	17-51	2-3-12		1-0					
	3	19-69	2-4-13		2-1					
141	1	18-52	0-5-13	2-0						
	2	18-49	2-5-11		1-0					
	3	18-52	0-6-12					1		
142	1	16-48	1-5-10	3-2				1		
	2	17-48	1-5-11	3-0						
	3	18-50	0-3-15		0-1	0-1				
143	1	17-49	0-0-17		1-0					
	2	15-50	2-0-13							
	3	20-54	3-2-15		1-0			1		
144	1	21-54	1-5-15		2-0			2		
	2	19-54	0-2-17		3-0			1		
	3	17-50	0-3-14		2-0			1		
145	1	15-46	7-2-6	2-0	0-2		1-0		1	
	2	18-49	4-5-9		0-2					
	3	19-52	3-7-9		2-1	1-0	1-0			

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمۃ اللفظ	متفرقات
140	1											1		
	2												1	
	3				1		1							
141	1						1							سلب وایجاب۔
	2				1		1							سلب وایجاب۔
	3						1							دلیل عقلی
142	1													
	2													
	3				1			1						
143	1		2	1										سیاق الاعداد، مرقع نگاری
	2	1						1						
	3													
144	1												1	
	2													
	3						1						1	
145	1													
	2			1			1							
	3													

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات / مجاز مرسل	تشبیہات / استعارات	محاورات / جدید محاورے	اضافات / جدید ترکیب	تعداد الفاظ / اُردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ / تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
	2			0-1	2-1		0-6-10	16-52	1	146
	2	1		1-0	1-0		0-8-8	16-46	2	
	1			1-0	0-2	1-0	3-2-12	17-51	3	
		1			1-0		3-1-12	16-46	1	147
		1			1-0		0-6-10	16-47	2	
		1	1-0	1-0	1-0	2-0	4-2-9	15-44	3	
		1			4-1		0-6-11	17-47	1	148
		1			2-0		1-4-10	15-50	2	
	1				3-0	1-0	0-6-11	17-58	3	
					2-0		0-7-13	20-57	1	149
				1-0		2-0	1-8-9	17-58	2	
		1	1-0		2-1	1-1	2-5-12	17-50	3	
		1			1-0	1-0	2-6-6	14-48	1	150
		1					1-5-31	19-51	2	
		1			1-0		1-5-9	15-47	3	
		1		1-0		5-1	6-3-3	12-46	1	151
		1				3-0	5-2-6	13-48	2	
		1			1-0		1-1-14	16-54	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
146	1	1	1				1	1	1					
	2			1				1						
	3													
147	1													
	2					1			1					
	3													
148	1		2			1	1							
	2			1										ردالعجز علی الابتداء مع اشتقاق
	3		1	1										
149	1													
	2				1									احتجاج بدلیل عقلی
	3													
150	1		1										1	اشتقاق
	2		1				1							سیاق الاعداد
	3	1												سلب وایجاب
151	1						1							
	2			1	1									
	3			2	1		1		1					

تلمیح	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
			1-0			1-0	3-3-10	16-47	1	152
		1					0-4-13	17-50	2	
					2-1	3-0	3-5-11	18-51	3	
1		1		1-0		3-1	2-5-9	16-49	1	153
		2				4-0	3-5-6	14-47	2	
					2-0	2-0	1-6-12	19-51	3	
					2-0	1-0	0-3-11	19-48	1	154
		1	1-0		1-0		2-1-15	18-59	2	
					1-0	1-0	1-3-12	16-44	3	
					2-0		2-5-11	18-52	1	155
					1-0		2-0-14	16-49	2	
		1		0-1	1-0	1-0	4-3-10	17-52	3	
					2-0	1-0	1-4-11	16-50	1	156
		1					1-4-14	19-48	2	
	1			1-0		1-0	3-3-11	17-50	3	
		1			1-0		1-5-12	18-51	1	157
	1						0-4-13	17-55	2	
					2-0		0-6-14	20-52	3	

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
								1		1	1		1	152
								1					2	
	1					1							3	
تجرید											1	1	1	153
			1				1						2	
سوالیہ													3	
													1	154
										1	1		2	
							1			1			3	
										1			1	155
							1					1	2	
									1				3	
سیاق الاعداد							1		1				1	156
													2	
	1												3	
													1	157
													2	
ردالعجز علی الابتدا مع اشتقاق		1											3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حُسن تعلیل	تلمیح
158	1	18-49	0-5-13	2-0	1-0			1		
	2	16-49	1-4-11	0-1	3-1					
	3	16-52	1-2-13		2-0			1		
159	1	16-53	3-6-7	4-0		1-0		1	1	
	2	14-49	1-6-7	3-1					1	
	3	17-49	2-5-10	1-0				1		
160	1	13-47	4-3-6	1-0		1-0				
	2	14-51	3-3-8			2-0	1-0			
	3	15-48	6-0-9		3-1					1
161	1	16-44	4-2-10		1-0					
	2	14-44	5-3-6							
	3	15-48	6-0-9		3-1					1
162	1	17-49	2-3-12		2-0					
	2	18-49	2-7-9	3-0			1-0			
	3	17-56	2-0-15		2-0					
163	1	14-50	4-3-7	1-0	1-0					
	2	15-53	4-2-9	2-0		1-0				
	3	16-51	5-3-8	1-0	2-0					

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
158	1		1		1	1								
	2				1									سیاق الاعداد
	3					1								
159	1												1	شبہ اشتقاق
	2				1									
	3			1										
160	1													
	2					1								
	3													روزمرہ
161	1													
	2			1										
	3					1								
162	1								1					
	2		1	1										
	3					1	1							روزمرہ
163	1						1							
	2													
	3													

تلمیح	حسنِ تعلیل	مراعات النظیر	کنایات / مجاز مرسل	تشبیہات / استعارات	محاورات / جدید محاورے	اضافات / جدید ترکیب	تعداد الفاظ / اردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ / تعداد حروف	شعر / نمبر	بند / نمبر
		1		2-0		4-2	1-11-0	12-47	1	164
		1		2-0			1-6-9	16-48	2	
		1		1-0	1-0	1-0	3-4-10	17-48	3	
		1		0-1	1-0	1-0	4-2-9	17-51	1	165
						3-0	1-9-4	14-47	2	
		1			1-0	2-0	1-5-10	16-48	3	
					0-1	1-0	4-2-9	15-51	1	166
		1		1-0	1-0	2-0	3-5-4	12-47	2	
		1			1-0	1-0	3-2-8	13-40	3	
		1			3-0		2-310	13-51	1	167
1						1-0	4-3-10	17-48	2	
					2-0		1-4-13	18-49	3	
			1-1		3-0	3-0	6-4-6	16-50	1	168
					1-0	1-0	4-5-8	17-47	2	
					2-0		2-2-13	17-54	3	
		1			2-0		1-3-14	18-56	1	169
		1		1-0	1-0		1-3-11	15-53	2	
1		1			1-0	1-1	1-4-13	18-54	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
164	1				1		1			1	1	1		قطارالبعیر
	2				1									تاکیدالمدح بمایشبہ الذم
	3				1									ندرت بیان
165	1						1				1			تاکیدالمدح بمایشبہ الذم
	2										1	1		،،،،، ،،،،،
	3			1										لف نشر مرتب
166	1													
	2					1								
	3													
167	1											1		
	2	1					1	1						
	3						2							
168	1													
	2						1							
	3													
169	1			1								1		
	2													
	3				1									

تجنیس	حُسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات مجاز مرسل	تشبیہات استعارات	محاورات جدید محاورے	اضافات جدید ترکیب	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
1					1-1		3-3-9	15-51	1	170
		1			2-0	2-0	0-8-9	17-53	2	
		1			1-0		0-6-13	19-50	3	
			1-0			1-0	6-1-7	14-44	1	171
		1		1-0	3-0	1-	3-2-12	16-46	2	
					2-0		1-3-15	18-50	3	
		1	1-0	1-0	2-0		2-3-13	18-52	1	172
		1			1-0	1-0	1-4-13	18-57	2	
					1-0	2-0	2-7-5	14-45	3	
		1			1-0	1-0	2-3-12	17-54	1	173
					0-1	1-0	3-5-8	16-50	2	
					1-1		2-2-13	17-49	3	
				1-0	3-1	3-0	3-4-9	16-49	1	174
		1			3-1	1-0	2-3-11	16-48	2	
		1				3-0	5-2-6	13-49	3	
1		2					2-3-13	18-54	1	175
		1				1-0	0-6-11	17-52	2	
1	1				2-0		0-3-14	17-50	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
170	1						1	1						مقلوب مستوی
	2													
	3				1		1							
171	1													تشابہ الاطراف تعلیق
	2	1		1										
	3						3							لف ونشر غیر مرتب
172	1						1							
	2													
	3			1										
173	1	1												سوالیہ
	2	1												
	3													
174	1				1	1								ردالعجز علی العروض مع شبہ اشتقاق
	2													حجت
	3				1									
175	1				1									
	2				1	1		1						
	3		1		1	1								

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
176	1	14-43	5-2-7							
	2	15-49	4-2-7		1-0					
	3	15-48	5-2-8		1-0			1		1
177	1	19-48	7-6-6		2-2			1		
	2	16-47	6-6-4	2-0	1-0					
	3	14-51	3-1-10		1-0					
178	1	15-48	3-4-8		2-0					
	2	15-50	0-3-12		1-0			1		
	3	14-50	3-1-10		2-0					
179	1	17-48	4-5-8							
	2	18-54	0-6-12					1		
	3	17-48	4-2-11	1-0		1-0	1-0			
180	1	15-49	2-1-12		1-0					
	2	16-49	4-0-12		2-1					
	3	15-53	0-2-13	1-0						
181	1	14-52	2-7-5	1-0	1-0					
	2	15-48	1-7-7	1-0	1-0			1		
	3	16-48	4-2-10		2-1					

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمۃ اللفظ	متفرقات
176	1								1					قطار البعیر
	2										1	1		
	3													
177	1					1								
	2													احتجاج بدلیل عقلی مذہبی
	3			1										سلب وایجاب
178	1				1									
	2						1						1	
	3			1	1									
179	1				1						1			سیاق الاعداد
	2										1			سیاق الاعداد
	3													
180	1													
	2													
	3				1									تشابہ الاطراف
181	1		1		1									سیاق الاعداد
	2		1		1									
	3	1				1	1							

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو۔فارسی۔عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
182	1	19-54	2-5-12	1-0	1-0					
	2	16-50	2-4-10	1-0	1-0		1-0			
	3	16-48	3-1-12	1-0				1		
183	1	17-46	0-4-13	1-0	2-2			1		
	2	18-53	1-6-11	1-0				1		
	3	17-48	0-3-14		1-0					
184	1	15-48	6-4-5	2-0	2-0					1
	2	17-51	4-2-11	2-0						
	3	15-45	3-2-10		1-0					
185	1	16-47	6-1-9	1-0	1-0					
	2	16-49	4-4-8		1-0			1		
	3	15-44	5-3-7	3-1	2-0	2-0				
186	1	16-46	0-3-13		2-1			1		
	2	16-48	3-1-12		2-0					
	3	21-56	0-2-19		1-0			1		
187	1	14-46	4-1-9		1-0			1		
	2	15-46	6-1-8	1-0	2-0		1-0			
	3	15-45	2-5-8	1-0				1		

متفرقات	ترجمہ اللفظ	تنسیق الصفات	جمع تفریق وتقسیم	ذولسانین	ذوقافیتین	ایہام	طباق	تفریع	مبالغہ	تضمین المزدوج	تکریر	تجنیس	شعر نمبر	بند نمبر
													1	182
روزمرہ													2	
							1			2			3	
													1	183
										1			2	
							1	1					3	
		1								1			1	184
							1						2	
									1				3	
										1			1	185
													2	
ندرت بیان									1				3	
							1	1		1			1	186
روزمرہ							1					1	2	
							1			1			3	
مقلوب مستوی قطار البصیر روزمرہ										2			1	187
سوالیہ											1		2	
سیاق الاعداد											1	1	3	

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اردو۔فارسی۔عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کفایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تلمیح
188	1	18-50	5-6-4	2-0	1-0			1		
	2	15-49	2-3-10		1-0					
	3	16-53	1-3-12		1-0		1-0			
189	1	17-52	0-5-12		2-0					
	2	17-49	3-2-12				1-0			
	3	16-48	0-4-12	1-0	1-0					
190	1	20-50	5-2-13		2-1					
	2	16-50	4-1-11	2-0	2-2	1-0		1		
	3	16-50	6-1-9	1-0						
191	1	16-49	4-2-10	2-0	2-0					
	2	16-52	4-2-10	1-0	1-0					
	3	16-50	1-4-11	1-0	1-0			1		
192	1	16-52	3-2-11		1-0					
	2	18-48	2-2-14	1-0	1-0					
	3	16-47	4-2-10	1-0	2-0					
193	1	14-46	4-2-8	1-0						
	2	14-47	5-2-7	2-0	1-0					
	3	16-53	1-5-10	1-0	2-0					

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافتین	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
188	1			1						1		1		
	2			1										سوالیہ
	3													
189	1													احتجاج دلیل عقلی
	2													سوالیہ
	3					1								سوالیہ قطار البعیر
190	1			1			1							سوال جواب
	2							1						
	3													
191	1			1										
	2			1										
	3			1										
192	1													
	2		1											
	3													
193	1						1							سوالیہ
	2													سوالیہ
	3													مقلوب مستوی

تجنیس	حسن تعلیل	مراعات النظیر	کنایات / مجاز مرسل	تشبیہات / استعارات	محاورات / جدید محاورے	اضافات / جدید ترکیب	تعداد الفاظ / اُردو، فارسی، عربی	تعداد الفاظ / تعداد حروف	شعر نمبر	بند نمبر
					1-0		0-1-18	19-61	1	194
					1-0		0-0-16	16-53	2	
					2-0		2-3-8	13-51	3	
					2-0	1-0	0-3-12	15-47	1	195
					2-0		3-0-14	17-43	2	
					2-0		2-5-11	18-49	3	
					2-0	2-0	2-4-10	16-54	1	196
					1-0		5-2-8	15-49	2	
		1			2-0		0-5-11	16-50	3	
					1-0		3-8-6	17-43	1	197
		1			1-0	0-2	5-4-7	16-53	2	
		1		1-0		1-0	3-5-8	16-50	3	
									1	
									2	
									3	
									1	
									2	
									3	

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریر	تضمن المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقافیتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تنسیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
194	1													سوالیہ
	2					1								
	3				1	1								
195	1	0	1			1								سوالیہ
	2		1			1	1							
	3													سلب وایجاب
196	1					1								
	2													تعلیق قطارالبعیر
	3													
197	1		1											حسن الطلب
	2		1					2						ردالعجز علی ابتدا مع التکرار
	3					1	1							
	1													
	2													
	3													

تیرھواں باب

تجزیہ کامل یادگار مرثیہ

نظم ہے یا گوہرِ شہوار کی لڑیاں انیسؔ
جوہری بھی اِس طرح موتی پرو سکتا نہیں

(انیسؔ)

۱

جَبْ قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے
جلوہ کیا سحَر کے رُخِ بے حجاب نے
دیکھا سُوے فلک شہِ گردوں رکاب نے
مُڑ کر صدَا رفیقوں کو دی اُس جناب نے

آخر ہے رات حَمْد و ثنائے خدا کرو
اُٹھو! فریضۂ سَحَری کو اَدَا کرو

بند مرثیہ -1

شعر نمبر 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) مسافت شب، رخ بے حجاب
کل تعداد حروف = 41 ردیف = مرّدف

صنائع معنوی

صنعت طباق ایجابی
= شب، سحر

صنائع لفظی

صنعت مراۃ النظیر = شب، سحر
= آفتاب، رخ، جلوہ، حجاب

فصاحت بلاغت بیان

اچھوتا مضمون۔ آفتاب کا مسافت شب کاٹنا، جدید سائنسی تحقیقات کے تحت خورشید نظام شمسی میں غیر متحرک ہوتے ہوئے کہکشاں میں متحرک ہے ورنہ اس نظریہ کے تحت رات کے کے وقت بھی حرکت میں ہے۔

محاسن علم بیان

محاورہ = جلوہ دکھانا۔ دیدار دکھانا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) سوئے فلک، شبہ گردوں
کل تعداد حروف =47
ردیف = مردف

صنائع لفظی

صنعت مراۃ النظیر = فلک، گردرن

فصاحت و بلاغت بیان

واقعہ نگاری میں جب جزئیات کا تفصیل سے بیان ہوتا ہے تو وہ مرقع نگاری کی مثال بن جاتا ہے۔ میر صاحب نے اس شعر میں "سہ بعدی" یا تھری ڈائمنشنل تصویر کشی کی ہے مؤثر صدا دینا عین بلاغت ہے۔

محاسن علم بیان

کنایہ بعید۔ شبہ گردوں رکاب

شعر نمبر - 3

الفاظ شعر = 13 الفاظ عربی = 5
الفاظ فارسی =1 الفاظ اردو = 7
اضافات شعر = (3) حمد و ثنائے خدا، فریضہ سحری
تعداد حروف شعر = 42 ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیاں

امام حسینؑ نے سب سے پہلے جس چیز کا حکم اور امت کو ہدایت کی وہ حمد و ثنائے خدا اور فریضۂ سحری یعنی نماز ہے۔

ضائع معنوی

1۔ صنعت ایہام مرشحہ = "آخر ہے رات" یہاں آخر کے دو معنی نکلتے ہیں ایک رات ختم ہو رہی ہے دوسرے یہ کہ زندگی کی آخری رات ہے
2۔ صنعت طباق ایجابی = رات، سحر

ضائع لفظی

1 - صنعت مراۃ النظیر
= حمد، ثنا، خدا، فریضۂ سحری
2 - مقلوب مستوی۔ ادا

٢

ہاں غازیو ! یہ دِن ہے جدال و قتال کا
یاں آج خوں بہے گا ، محمدؐ کی آل کا
چہرہ خوشی سے سُرخ ہے زہراؑ کے لالؑ کا
گذری شبِ فراق ، دن آیا وصال کا

ہم وہ ہیں غم کریں گے مَلک جِن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اِس دِن کے واسطے

نسخہ: خوں بہے گا آج

بند مرثیہ 2 -

شعر نمبر 1 -

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) جدال وقتال
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تنسیق الصفات = جدال ۔ قتال
2- مراعات النظیر = غازیو، جدال، قتال، خون

لغات

1- لغات = جدال = جنگ 2- قتال = قتل و جنگ

فصاحت و بلاغت بیان

''ہاں غازیو'' میں لفظ ''ہاں'' مکالمہ نگاری کی جان ہے۔ اس لفظ سے متوجہ کیا جارہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تاکید بھی کی جارہی ہے۔ میر صاحب نے اس ایک شعر میں پورے کربلا کا نقشہ کھینچا ہے۔ غازیو کہہ کر اپنے لشکر کو بتاتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور باطل سے جنگ کررہے ہیں۔ اور یہاں آل محمد کا خون بہے گا۔ یہ انیس کی بلاغت ہے۔ اس شعر میں غازیو، جدال، قتال اور خون جیسے لفظوں سے رزمیہ صوتی کیفیت پیدا کی گئی ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خون بہانا = قتل ہونا
2- مجاز مرسل = محمد کی آل کہہ کر اٹھارہ بنی ہاشم لئے گئے ہیں۔
3- غازی = وہ مسلمان جو کافر کو قتل کرکے جنت حاصل کرے۔

شعر نمبر 2 -

کل الفاظ شعر = 16 1 - فراق = جدائی
کل الفاظ عربی = 3 2 - وصال = ملاقات
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) شب فراق
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

ضائع معنوی

1 - صنعت طباق ایجابی = شب ، دن
2 - " " " " = فراق، وصال

فصاحت و بلاغت بیان

میر انیس نے داستان کربلا کے ہیرو کی سیرت نگاری کرتے ہوئے موت اور حیات کے ایسے گوشے نکالے کہ یہ اقدار ان کے چاہنے والوں کے لیے مقصد حیات بن گئے۔ میر انیس کے مرثیوں کے اس نکتہ سے متاثر ہوکر ڈاکٹر آنند سوامی نے مرثیے اور لکھنو میں کہا کہ ''اس تاریخی داستان کربلا نے سرتا پا خون میں نہا کر موت کو پُر ہیبت ہونے کے بدلے اس درجہ خوش آیند بنادیا کہ موت مرثیے کا مرکزی موضوع ہوگئی۔

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = چہرہ سرخ ہونا
2 - کنایہ = زہراؑ کے لال سے مراد حضرت امام حسینؑ ہیں۔

شعر نمبر 3 -

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1 - صنعت طباق ایجابی = راتیں ۔ دن

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر کے مصرعہ ثانی میں انیس امام حسینؑ کے وعدۂ طفلی کا ذکر کررہے ہیں۔ یہ اعلیٰ ترین نوع کی بلاغت ہے جس میں اشاروں کے ذریعہ موضوع بیان کیا جارہا ہے

محاسن بیان

1 - محاورہ = راتیں تڑپ کر کاٹنا = بے چینی سے رات گزارنا

۳

یہ صُبح ہے وہ صُبح، مُبارک ہے جِس کی شام
یاں سے ہوا جو کوُچ تو ہے خُلد میں مقام
کَوثر پہ آبرو سے پہونچ جائیں تَشنہ کام
لِکّھے خُدا نماز گُذاروں میں سب کے نام

سب ہیں وحیدِ عَصر، یہ غُل چار سُو اُٹھے
دُنیا سے جو شہید اُٹھے سُرخرُو اُٹھے

بند مرثیہ - 3

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مرَدف

صنائع معنوی

1 - صنعت طباق ایجابی = صبح = شام
2 - .... کوچ = مقام

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کوچ کرنا = سفر کرنا

شعر نمبر -2 لغات

1- تشنہ کام = پیاسے

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مرَدف

فصاحت و بلاغت بیان

مصرعہ اول میں حسن بیان کی کیفیت ہے۔

ضائع معنوی

1 - صنعت تلمیح = کوثر (حوض کوثر مراد ہے)

محاسن علم بیان

محاورہ = آبرو رکھنا
= ذی مرتبہ اور باعزت رہنا

شعر نمبر - 3 لغات

کل الفاظ شعر = 17 1- وحید عصر = یکتائے زمان
کل الفاظ عربی = 4 2- سرخ رو = عزت اور آبرو کے ساتھ
کل الفاظ فارسی = 5 3 - چارسو = چار طرف
کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 1 وحید عصر
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مرَدف

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں شہادت کی اہمیت اور شہید کا مقام بتایا گیا ہے۔

صنائع لفظی

1 - صنعت تضمن المز دوج = وحید۔ شہید
2 -......... = سو۔ رو

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = سرخ رو ہونا = عزت و آبرو حاصل کرنا۔
2 - .... دنیا سے اٹھنا = انتقال کرنا
3 - .... غل اٹھنا = شور مچنا

۴

یہ سُن کے بستروں سے اُٹھے وہ خداشناس
اِک اِک نے زیبِ جسم کیا فاخرہ لِباس
شانے محاسنوں میں کئے سب نے بے ہراس
باندھے عمامے آئے امامِ زماں کے پاس

رنگیں عبائیں دوش پہ، کمریں کَسے ہوے
مشک و زباد و عطر میں کپڑے بَسے ہوے

بند مرثیہ - 4

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) زیبِ جسم
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مرّدف

صنائع لفظی

1 - صنعت تکریر =ایک اک
2 - صنعت ترجمہ اللفظ =ایک اک

لغات

1 - خداشناس =خدا کو پہنچانے والے
2 - زیبِ جسم =جسم پر زینت دی
3 - فاخرہ =عمدہ۔قیمتی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) امام زماںؑ
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مرّدف

لغات

1 - محاسنوں =داڑھی جس میں کچھ سفید بال ہوں
2 - شانے = کنگھی
3 - بے ہراس =بغیر ڈر اور خوف کے

صنائع لفظی

1 - صنعت ذوالقافیتین =کے۔بے
2 - صنعت تضمن المزدوج =نے۔بے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر =(2) مشک و زباد و عطر
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مرّدف

لغات

1 - زباد = یک خوشبودار گھاس
2 - دوش = کاندھے

فصاحت و بلاغت بیان

یہ بند سارے کا سارا مرقع نگاری کا عالی نمونہ ہے پڑھنے والے کے سامنے سین کھینچ کر آجاتا ہے۔

صنائع معنوی

1 - ایہام مرشحہ = کمریں کسے ہوئے (دو معنی۔ ایک قسم کی پٹی کو کمر سے کس کر باندھے ہوئے دوسرے مصمم اور پختہ ارادہ کیے ہوئے۔
2 - مراعات النظیر =مشک و زباد و عطر

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = کمر کسنا = کسی کام پر مستعد ہونا

۵

سُوکھے لبوں پہ حَمدِ الٰہی، رُخوں پہ نُور
خَوف و ہِراس و رنج و کُدورت، دِلوں سے دُور
فیّاض، حق شناس، اُولُو العَزم، ذِی شعور
خوش فکر و بَذلَہ سنج و ہنر پرور و غیور

کانوں کو حُسنِ صَوت سے حَظ بَرمَلا مِلے
باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مَزا مِلے

بند مرثیہ - 5

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (4) حمد الٰہی، خوف و ہراس و رنج و کدورت
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1 - صنعت تضمن المزدوج = لبوں۔ رخوں
2 - صنعت مراعات النظیر = خوف، ہراس، رنج، کدورت
3 - صنعت ذوالقافیتین = رخوں پہ نور = دلوں سے دور

لغات

کدورت = رنجش

شعر نمبر 2 -

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 9
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 0
کل اضافات شعر = (3) فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور وغیور
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - ذی شعور = ہوشیار
2 - اولوالعزم = عالی حوصلہ
3 - بذلہ سنج = ہنس مکھ

صنائع معنوی

1 - صنعت ذوالّلسان = پورا شعر اردو اور فارسی میں پڑھا جا سکتا ہے
2 - صنعت جمع = پورے شعر میں آٹھ صنعتوں کو جمع کیا گیا ہے

صنائع لفظی

(ا) صنعت تنسیق الصفات
= آٹھ صنعتیں جمع کی گئیں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) حُسنِ صوت
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - صوت = آواز
2 - حظ = مزہ
3 - برملا = واضح۔ آشکار

فصاحت و بلاغت کا بیان

یہ پورا بند اوصاف حسنہ سے بھرپور ہے، اتنے اوصاف حمیدہ ایک بند میں بلاغت کا کمال ہے

صنائع لفظی

1 - صنعت تضمن المزدوج = کانوں، دلوں، باتوں

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = باتوں میں نمک ہونا
= دلچسپ گفتگو کرنا

ندرت بیان = کانوں کو حسن صوت سے حظ ملنا اور باتوں میں نمک کی وجہ سے دلوں کو مزا ملنا میر صاحب کی جدت نگاری ہے۔

٦

ساوَنْت، بُرْدبار، فَلَکْ مَرتبَت، دِلیر
عالی مَنِش، سَبا میں سُلیماں، وَغا میں شیر
گردانِ دَہر ان کی زبردستیوں سے زیر
فاقوں میں، دل بھی، چشم بھی اور نیّتیں بھی سیر

دنیا کو ہیچ و پُوچ سَراپا سمجھتے تھے
دریا دلی سے بحر کو قطرا سمجھتے تھے

نت ـــــ فاقے سے تین دن کے مگر زندگی سے سیر

بند مرثیہ - 6 شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 6 کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 3 کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- ساونت = بہادر (۲) بردبار = صابر
2- عالی منش = عالی طبیعت
3- وغا = لڑائی

صنائع معنوی

1 - تلمیح = سبا میں سلیماں

صنائع لفظی

1- صنعت تضمین المزدوج = وغا۔سبا
2- .... ساونت۔مرتبت
3- صنعت تنسیق الصفات = ساونت، دلیر شیر
4- صنعت جمع = پورا شعر صنعت جمع میں ہے
5 - صنعت تجنیس تام مماثل = منش (آدمی) (ہندی) خصلت (فارسی)

محاسن علم بیان

1- سبا میں سلیمان (استعارہ)
2 - وغا میں شیر (استعارہ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1 کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 11 کل اضافات شعر = (1) گردان دہر
کل تعداد حروف شعر = 55 ردیف = غیر مردف

لغات

1- گردان = فلک
2 - دہر = دنیا

صنائع معنوی

1- صنعت طباق ایجابی = فاقہ۔سیر
2- " " "زبر۔زیر

صنائع لفظی

1- صنعت تجنیس تام مماثل = زبردستوں اس کے دو معنی ہے۔ایک طاقت دوسرے زبردستی ہے۔یہاں شاعر کا مفہوم طاقت سے ہے
2 - صنعت مراعات النظیر = دست، دل، چشم

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نیت سیر ہونا = مطمئن ہونا

حوالہ جات

گردانِ دہر جدید اضافت ہے۔

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = 2
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

لغات

1- ہیچ = حقیر۔ناچیز
2- پوچ = ذلیل
3 - سراپا = سر سے پاؤں تک

فصاحت و بلاغت بیان

ان اشعار میں انیس نے اُن تمام خوبیوں اور اقدار کا ذکر کیا ہے جن میں مذہبی اور آفاقی جلوہ گری نمایاں ہے انہی اقدار کی بنا انسان حیوان سے، فرشتہ شیطان سے، آدم نما ابلیس نما سے جدا رہتا ہے

صنائع معنوی

1- صنعت طباق ایجابی = دریا۔قطرہ
2 - صنعت مبالغہ = بحر کو قطرہ سمجھا

صنائع لفظی

1- صنعت مراعات النظیر = دریا، بحر، قطرہ

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = ہیچ سمجھنا
2 - محاورہ = پوچ سمجھنا [حقیر سمجھنا]
3- محاورہ = دریا دلی دکھانا، خوب فیاضی کرنا

۷

تقریر میں وہ رمز و کنایہ کہ لاجواب
نکتہ بھی منہ سے گر کوئی نکلا تو انتخاب
گویا دہن کتابِ بلاغت کا ایک باب
سوکھی زبانیں شہدِ فصاحت سے کامیاب

لہجوں پہ شاعرانِ عرب تھے مرے ہوئے
پستے لبوں کے وہ جو نمک سے بھرے ہوئے

بند مرثیه - 7 شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر (1) رمز و کنایہ
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - رمز = اشارہ
2 - کنایہ = اشارہ
3 - نکتہ = باریک بات

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = لاجواب ہونا = بے مثال ہونا
2 - محاورہ = رمز و کنایہ میں گفتگو کرنا = اشاروں میں بات چیت کرنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر 14 =
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2)
کتاب بلاغت ، شہد فصاحت
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - گویا = بولنے والا ۔ یعنی
2- بلاغت = معنی بلاغت کے ذیل میں دیکھو
3- فصاحت = معنی فصاحت کے ذیل میں دیکھو۔
4- باب = دروازہ
5- کام = دہن

فصاحت و بلاغت بیان

میر صاحب منہ کو کتاب بلاغت اور زبان کو فصاحت کے شہد سے میٹھی بتاتے ہیں جو خاص اور اچھوتا مضمون ہے ۔ یہاں عالی ترین بلیغ کلام میں فصاحت کی شرینی شامل ہے۔

صنائع لفظی

صنعت تجنیس تام مماثل = باب ۔ اس کے تین معنی ہیں 1 - دروازہ 2- مقدمہ 3 - کتاب کا حصہ ۔ شاعر کی مراد کتاب کا حصہ یا مقدمہ ہے ۔ 1- صنعت تجنیس تام مماثل = گویا (اس کے دو معنی ہیں 1 - بولنے والا 2- یعنی شاعر کی مراد بولنے والے منہ سے ہے لیکن دوسرے معنی بھی لیے جاسکتے ہیں ۔) 2- صنعت تجنیس مماثل = کامیاب اس کے دو معنی ہیں 1- فتح یاب ہونا 2- منہ کا میٹھا ہونا ۔ شاعر کی مراد منہ کا میٹھا ہونے سے ہے۔
3- مقلوب مستوی = باب 4- صنعت مراعات النظیر = کتاب بلاغت باب فصاحت 5- صنعت مراعات النظیر = دہن زبانیں کام شہد 6- صنعت تضمن المزدوج = بلاغت ۔ فصاحت

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) شاعران عرب
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

صنائع معنوی

(۱) صنعت تلمیح
= شاعران عرب

صنائع لفظی

1- صنعت ذوالقافتین = تھے مرے ہوئے
2 - صنعت تضمن المزدوج
= لبھوں، لبوں

محاسن علم بیان

1- تشبیہہ = پتے
2 - محاورہ = مرنا (عاشق ہونا)
3- محاورہ = نمک سے بھرے ہونا
(مزے دار ہونا)

۸

لَب پہ ہنسی، گُلوں سے زیادہ شگفتہ رُو
پَیدا تنوں سے پَیرہنِ یوسفی کی بُو
پرہیزگار و زاہد و ابرار و نیک خُو
غِلماں کے دِل میں جِن کی غُلامی کی آرزو

پتّھر میں ایسے لعل، صَدف میں گُہر نہیں
حُوروں کا قَول تھا یہ مَلک ہیں بَشر نہیں

بند مرثیہ - 8 شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 7
کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) پیرہنِ یوسفیؑ
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - شگفتہ رو = ہنس مکھ

صنائع معنوی

1- صنعت تلمیح = پیرہنِ یوسفی
2- صنعت ارصاد = پیرہن یوسفی کی بو

صنائع لفظی

1 - صنعت تضمین المزدوج
= تنوں گلوں
2- .... ہنسی، یوسفی، کی
3 - صنعت مراعات النظیر
= لب، رو، تنوں
4-.........گلوں، شگفتہ، بو

محاسن علم بیان

1- تشبیہ تفصیل = لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو۔
2 - کنایہ بعید = پیدا تنوں سے پیرہن یوسفیؑ کی بو (یہاں اشارہ یہ ہے کہ قاتلان امتی تھے)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (3) پرہیزگاروزاہدوابراو نیک خو
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

لغات

1- ابرار = نیک لوگ
2- زاہد = پرہیزگار
3- خو = خصلت
4- غلمان = جنت کے کم سن خادم

صنائع لفظی

1- صنعت مراعات النظیر = پرہیزگار۔زاہد۔ابرار۔نیک خُو
2- صنعت شبہ اشتقاق = غلماں، غلامی
3 - صنعت ذولسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے۔
3 - صنعت تنسیق الصفات = پرہیزگار۔زاہد۔ابرار۔نیک خُو

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

لغات

1- لعل = سرخ رنگ کا ہیرا
2- صدف = سیپ
3- گہر = موتی
4- ملک = فرشتہ

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی
= ہیں ، نہیں

صنائع لفظی

1 - تنسیق الصفات
= پتھر لعل گہر صدف

محاسن علم بیان

1-1- استعارہ مطلقہ = پتھر میں ایسے لعل
2-2- استعارہ مطلقہ = صدف میں گہر
3- محاورہ = ملک ہیں بشر نہیں۔فرشتہ ہیں انسان سے نہیں لیا گیا ہے

۹

پانی نہ تھا وُضو جو کریں وہ فلک جناب
پَر تھی رُخوں پہ خاکِ تیمّم سے طُرفہ آب
باریک اَبْر میں نظر آتے تھے آفتاب
ہوتے ہیں خاکسار غلامِ ابو ترابؑ

مَہتاب سے رُخوں کی صَفا اَوْر ہوگئی
مٹّی سے آئنوں میں جِلاَ اَوْر ہوگئی

بند مرثیہ - 9

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18　　کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1　　کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر (1) خاکِ تیمم
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

1- طرفہ آب = چمک دار

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = خاک۔ آب

صنائع لفظی

1 - تجنیس تام مماثل = آب سے مراد (ا) پانی اور دوسرے چمک سے ہے۔
(شاعر کی مراد چمک سے ہے۔)
2 - مراعات النظیر = پانی، وضو، رخوں، خاک، تیمم

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 12　　کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4　　کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (1) غلام ابوترابؑ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - خاکسار = فروتن۔ عاجز

صنائع معنوی

تلمیح = ابوترابؑ (مٹی کا باپ۔ حضرت علیؑ)
کی طرف اشارہ ہے

صنائع لفظی

ایہام = خاکسار (دو معنی۔ فروتن اور عاجز ہونا دوسرے خاک میں ملنا یہاں دونوں معنی لیے جاسکتے ہیں)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14　　کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1　　کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 43
ردیف = مردف

لغات

1 - جلا = چمک
2 - صفا = صفائی

صنائع لفظی

1 - تضمن المزدوج = رخوں = آئینوں
2- ذوالقافتین بالواسطہ = رخوں کی صفا اور ہوگئی
آئینوں پہ جلا اور ہوگئی

محاسن علم بیان

تشبیہہ = مہتاب سے رخوں
استعارہ = آئینوں پہ جلا اور ہوگئی

۱۰

خیمے سے نکلے شہؑ کے عزیزانِ خوش خصال
جن میں کئی تھے حضرتِ خیرالنسأؑ کے لال
قاسمؑ سا گلبدن، علی اکبرؑ سا خوش جمال
اک جا، عقیلؑ و مسلمؑ و جعفرؑ کے نونہال

سب کے رُخوں کا نُور، سپہرِ بریں پہ تھا
اٹھارہ آفتابوں کا غُنچہ زمیں پہ تھا

نسخہ جُھمٹ

بند مرثیہ - 10

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) عزیزانِ خوش خصال۔ حضرت خیر النسّا
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - خصال = عادت
2 - خیر النسّا = عورتوں میں سب سے بہتر

صنائع لفظی

1 - تضمن المزدوج = خیمے سے کے تھے
2 - مقلوب مستوی = لال

محاسن علم بیان

1 - کنایہ = خیر النسّا کے لال = حضرت فاطمہؑ کے بیٹے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 8
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2) عقیل و مسلم و جعفر
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

صنعت جمع = عقیل مسلم جعفر

صنائع لفظی

1 - تضمن المزدوج = قاسم ۔ مسلم
اکبر ۔ جعفر
سا ۔ جا

محاسن علم بیان

1 - تشبیہ = قاسم سا گلبدان
1 - تشبیہ = علی اکبرؑ سا خوش جمال

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) سپہر بریں
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

لغات

1 - سپہر = آسمان
2 - بریں = اعلیٰ

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = سپہر ۔ زمین
2 - صنعت مبالغہ
= دونوں مصرعے اس صنعت میں ہیں

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = آفتابوں ۔ نور ۔ سپہر ۔ زمین
2 - تضمن المزدوج = رخوں ۔ آفتابوں

محاسن علم بیان

1 - استعارہ = اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ سے مراد اٹھارہ بنی ہاشم ہیں۔

۱۱

وہ صُبح، اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نُور
دیکھے تو غَش کرے، اَرِنی گوے اوجِ طُور
پَیدا گُلوں سے قُدرتِ اللہ کا ظُہُور
وہ جا بَجا درختوں پہ تسبیح خواں طیُور

گُلشَن خجِل تھے وَادیِ مینو اساس سے
جنگل تھا سب بَسا ہوا پھُولوں کی باس سے

بند مرثیہ - 11

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (2) ارنی گوئے اوجِ طور

کل تعداد حروف شعر 54 = ردیف = غیر مردف

لغات

1 - گوئے = کہنے والا

2 - ارنی = دیکھنا

صنائع معنوی

1 - تلمیح = ارنی گوئے اوج طور سے مراد حضرت موسیٰ ہیں۔

2 - صنعت مبالغہ = شعر اس صنعت میں ہے

3 - صنعت ادعا = مصرعہ ثانی اس صنعت میں طور ہے

4 - حشو ملیح = مصرعہ اول اس صنعت میں ہے۔

صنائع لفظی

2- مراعات النظیر = صبح نور ستاروں چھاوں

1 - ارصاد = ارنی گوئے اوجِ طور

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = غش کرنا = بے ہوش ہونا۔

2 - محاورہ = ستاروں کی چھاؤں = ٹھنڈی چھاؤں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 6 کل الفاظ فارسی = 4

کل الفاظ اردو 6 = کل اضافات شعر = (1) قدرتِ اللہ

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

طیور = پرندے

صنائع معنوی

1 -ادعا = تسبیح ادعا

2 - حسن تعلیل = تسبیح خوان طیور

صنائع لفظی

1 - تضمن المزدوج = گلوں۔درختوں

2- ارصاد = طیور

3- تکرار بالواسطہ = جابہ جا

4 - مراعات النظیر = گلوں۔درختوں۔طیور

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر =(1) وادیِ مینو

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات

1 -وادیِ مینو اساس = وادی جو بہشت کا ٹکرا معلوم ہوتی ہے۔

2 - خجل = شرمندہ

3- مینو = فردوس۔بہشت

صنائع لفظی

1 -مراعات النظیر = گلشن، وادیِ مینو اساس، پھولوں، باس

2 - تضمن المزدوج = خجل۔جنگل

3 - " " " داوی۔کی

محاسن علم بیان

1 - تشبیہہ = وادیِ مینو اساس

۱۲

ٹھنڈی ہَوائیں سبزۂ صَحرا کی وہ لَہَک
شرمائے جس سے اَطلسِ زَنگاریِ فلک
وہ جھُومنا درختوں کا، پھولوں کی وہ مَہَک
ہر برگِ گل پہ قطرۂ شبنم کی وہ جَھلک

ہیرے خجل تھے، گوہَرِ یکتا نِثار تھے
پتّے بھی ہر شجَر کے جَواہِر نِگار تھے

بند مرثیہ - 12

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (3) سبزۂ صحرا۔ اطلس زنگاری فلک
کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = غیر مردف

لغات

اَطلس زنگاری فلک = نیلے رنگ کی چادر
اطلس = ریشم

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = سبزہ۔صحرا

صنائع لفظی

1 - تضمن المزدوج = ٹھنڈی۔زنگاری

محاسن علم بیان

1- استعارہ = اطلس زنگاری فلک (آسمان)

حوالہ جات =جدید ترکیب =اطلسِ زنگاری فلک

شعر نمبر - 2

کل الفاظ = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی= 4 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (2) برگِ گل،قطرۂ شبنم
کل تعداد حروف شعر =51
ردیف =غیر مردف

لغات

مہک= خوشبو،نکہت

صنائع لفظی

1 - تضمن المزدوج =درختوں۔پھولوں
2 - مراعات النظیر =درختوں۔پھولوں۔مہک۔برگ گل۔شبنم

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر= 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی= 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) گوہرِ یکتا
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف =مردف

لغات

1 - نثار=صدقے
2 - نگار= آرایش
3 - جواہر=قیمتی پتھر

صنائع معنوی

1- عکس۔اس شعر میں دوسرا مصرعہ پہلے نہ رکھنے سے شعر کے حسن میں اضافہ ہوا۔
2 ۔حسن تعطیل =پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے۔

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج =کے تھے
2-۔ مراعات النظیر =ہیرے گوہر جواہر
3 ۔تفریع =ہیرے۔تھے

محاسن علم بیان

1- خجل ہونا =شرم سار ہونا(محاورہ)
2- نثار ہونا= قربان ہونا(محاورہ)

۱۳

قُربانِ صنعتِ قلَمِ آفریدگار
تھی ہر ورَق سے صنعتِ ترصیع آشکار
عاجِز فکرتِ شُعرائے ہُنر شعار
اِن صنعتوں کو پائے کہاں عقلِ سادہ کار

عالَم تھا محو قُدرتِ ربِّ عباد پر
مینا کیا تھا وادیِ مینو سواد پر

بند مرثیہ 13 شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 11 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 2

کل اضافات شعر = (3) صنعتِ قلمِ آفریدگار۔ صنعت ترصیع

کل تعداد حروف شعر = 44

ردیف = غیر مردف

لغات

1 - صنعت = ہنر

2 - صنعت ترصیع = عبارت میں دو ایسے جملے یا فقرے لائے جائیں کہ ایک کے الفاظ ترتیب وار دوسرے کے الفاظ کے ہم وزن اور ہم قافیہ ہوں۔

3 - آفریدگار = پیدا کرنے والا

صنائع معنوی

1 - ذولسان = پہلا مصرعہ فارسی دوسرا مصرعہ اردو میں ہے۔

2 - ایہام مرشحہ = ورق (۱۔ کاغذ ۲۔ برگ) یہاں شاعر کی مراد برگ ہے۔

3- ادماج = پورا شعر اس صنعت میں ہے (قدرت نے ہر پتے کے دونوں پہلوؤں کو برابر ہم وزن اور ہم شکل بنایا ہے)۔

حوالہ جات جدید ترکیب = صنعت قلمِ آفریدگار

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = قلم، ورق، صنعت ترصیع

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی =3 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر (3)

= فکرتِ شعرائے ہنر۔ عقل سادہ کار

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

حوالہ جات (جدید بندش) فکرت شعرا

لغات

فکرت = سوچ۔ غور

ہنر = فن

شعار = طور

فصاحت و بلاغت بیان

منظر کشی شعرا کا مرغوب مشغلہ ہے لیکن میر انیس نے قدرت کے ان صنائع کو شعرا کی دست رست سے بے باہر قرار دیا۔ یہ بالکل جدید اچھوتا اور بلیغ شعر ہے۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 9

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = (3) قدرت رب عباد۔ وادیٔ مینو

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = مردف

لغات

1 - محو = فریفتہ

2 - عباد = عابد کی جمع

3 - مینا = نقش و نگاری کا وہ سبز کام جو شیشے سونے چاندی کے زیور اور برتن پر کیا جاتا ہے۔

4 - مینو = بہشت۔ سواد۔ صنعت

صنائع معنوی

1 - شبہ اشتقاق = مینا۔ مینو

صنائع لفظی

مراعات النظیر = عالم قدرت رب مینو

جدید ترکیب = وادیٔ مینو اساس

۱۴

وہ نُور اور وہ دشت سُہانا سا، وہ فضا
دُرّاج و کبک و تیہو و طاؤس کی صَدا
وہ جوشِ گُل وہ نالۂ مُرغانِ خُوشنَوَا
سَردی جِگر کو بخشتی تھی صُبح کی ہَوَا

پُھولوں سے سَبز سَبز شَجَر سُرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سَبَدِ گُل فروش تھے

بند مرثیہ - 14

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (3) دراج و کبک و تیہو و طاؤس
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - دراج = تیتر
2 - کبک = چکور
3 - تیہو = بٹیر
4 - طاؤس = مور

صنائع لفظی

مراعات النظیر = دراج، کبک، تیہو۔ طاؤس

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (3) جوشِ گل۔ نالہ مرغانِ خوش
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - نالہ = فریاد
2 - نوا = صدا
3 - جوش = کثرت

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = گل، نالہ مرغان، صبح
حوالہ جات = نئی ترکیب = جوشِ گل

محاسن علم بیان

نیا محاورہ = جگر سرد (سردی جگر)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) سبدِ گل
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

لغات

(۱) سبد = ٹوکری
(۲) تھالا = درختوں کے گرد پانی دینے کے لیے جو چھوٹا گڑھا کھودا جاتا ہے۔

صنائع معنوی

1 - تدبیج = سبز سرخ

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = پھولوں، شجر، سبز، سرخ، سبد گل، تھالے
2 - تکریر = سبز سبز
3 - تضمین المزدوج = سے، کے، تھالے

محاسن علم بیان

1 - استعارہ = تھالے سبد گل فروش تھے

۱۵

وُہ دَشت، وہ نَسیم کے جھُونکے، وہ سَبزہ زار
پھُولوں پہ جا بجَا وہ گہُرہائے آبدار
اُٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
بالائے نخل ایک جو بلبل تو گُل ہزار

خواہاں تھے زیبِ گلشنِ زہرا جو آب کے،
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

ٔ نخل

بند مرثیہ - 15

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 9 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) جابہ جا، گہر ہائے
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

نسیم۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا
زار۔ کثرت

صنائع معنوی

1- ایہام ۔ آب (۱۔ پانی، ۲۔ چمک) یہاں مراد چمک سے ہے
2 - حشو ملیح ۔ وہ دشت وہ نسیم وہ سبزہ زار (یہاں وہ کی تکرار سے حسن شعر بڑھ گیا ہے)۔

صنائع لفظی

1 - تکرار بالواسطہ = جابہ جا
2 - مراۃ النظیر = سبزہ زار، نسیم، پھولوں

محاسن علم بیان

گہر ہائے آبدار۔ استعارہ
(شبنم کے قطرے)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر (1) بالائے نخل
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

بالائے نخل ۔ درخت کے اوپر

صنائع لفظی

1 - تکریر مثنیٰ ۔ جھوم جھوم ۔ بار بار 2 - تضمن المزدوج ۔ گل بلبل
3 - مراۃ النظیر ۔ شاخوں، نخل، بلبل، گل 4 - سیاق الاعدد ۔ ایک ہزار

شعر نمبر- 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 2 زہر گلشن زہرا
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

زہر = زرد رنگ کے پھول

محاسن علم بیان

تشبیہ ۔ کٹورے گلاب کے
استعارہ ۔ گلشن زہراؑ (اولاد زہراؑ)

صنائع معنوی

1 - ایہام ۔ زہر 1 ۔ زرد پھول ۔ 2 ۔ زرد چہرے
2- حسن تعلیل ۔ پورا مصرعۂ ثانی حسن تعلیل میں ہے۔

صنائع لفظی

1 - رد العجز علی العروض مع التکرار
(گلاب ۔ آب)
2- شبہ اشتقاق ۔ زہر ۔ زہراؑ
3- مراۃ النظیر ۔ زہر گلشن، شبنم، گلاب

١٦

وہ قُمریوں کا چار طرف سرو کے ہجُوم
کُو کُو کا شور ، نالۂ حَق سِرّہٗ کی دُھوم
سُبحانَ رَبّنا کی صَدا تھی علَی العُمُوم
جاری تھے وہ جو اُنکی عبادت کے تھے رسُوم

کچھ گُل فقط نہ کرتے تھے ربِّ عُلا کی حمد
ہر خار کو بھی نوکِ زباں تھی خُدا کی حمد

بند مرثیہ - 16

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر (2) نالۂ حق سرّہٗ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1 - ایہام = کوکو (1- کوا، 2- قمری کی آواز)
یہاں شاعر کی مُراد قمری کی آواز
2 - حسن تعلیل = حق سرّہٗ (قمری کی آواز)

لغات

1 - حق سرّہٗ = قمری کی آواز (اس کا راز حق ہے)
2- قمری = فاختہ کی طرح کا پرندہ ہے۔
3- سرو = ایک خوبصورت مخروطی شکل کا درخت

صنائع لفظی

(۱) مراعات النظیر = قمریوں۔ سرو۔ کوکو

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی= 0 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) علی العموم
کل تعداد حروف شعر = 56 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1 - ایہام۔ سبحان ربنا (1۔ تیتر کی مفروضہ صدا
2 - اچھا ہے رب ہمارا۔)

لغات

1- سبحان ربنا = کیا اچھا ہے ہمارا رب (تیتر کی مفروضہ بولی)
2- علی العموم = عام طور پر

صنائع لفظی

1 - تضمین۔ سبحان ربنا

لغات

1 - فقط = صرف
2 - عُلا = اعلیٰ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو= 9
کل اضافات شعر (2) ربِّ عُلا۔ نوکِ زبان
کل تعداد حروف شعر = 55 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = گل۔ خار
2- ایہام = کچھ (1۔ بعض، 2۔ صرف)
یہاں شاعر کی مراد "صرف" ہے۔
3- ایہام = نوک زبان (1۔ از بر، 2۔ زبان کی نوک پر)

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر
= گل، خار، نوک
2- ......رب، خدا، حمد

محاسن علم بیان

1- نوک زبان ہونا (محاورہ)
حفظ ہونا۔

۱۰

چیونٹی بھی ہاتھ اُٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار
اے دانہ کَش ضعیفوں کے رَازِق تِرے نِثَار
یَا حَیُّ یا قَدِیر کی تھی ہر طرف پُکار
تَہلِیل تھی کہیں، کہیں تَسبِیح کردگار

طَائِر ہَوا میں مَحو ہِرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر ہُونک رہے تھے کچھار میں

ف۱ مست ف۲ گونج

بند مرثیہ - 17

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 61
ردیف = غیر مردف

لغات

1- دانہ کش
= محنت سے روزی کمانے والا۔
2- رازق = رزق پہچانے والا

فصاحت و بلاغت بیان

جب چیونٹی دانہ اٹھا کر لے جاتی ہے تو اس کے دونوں سامنے کے ہاتھ اس کے بدن سے اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہاں انیس نے باریک بینی اور حسن تعلیل سے مرقع نگاری کی ہے

صنائع معنوی

1- مبالغہ =
= چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار

صنائع لفظی

1- تکریر = بار بار
2- تضمین المزدوج = چیونٹی۔ کہتی۔ تھی
3- صنعت حسن تعلیل
= چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار

محاسن علم بیان

محاورہ = ہاتھ اٹھانا = دعا کرنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 1 تسبیح کردگار
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف غیر مردف

لغات

1- حی = ہمیشہ زندہ رہنے والا (خدا)
2- قدیر = قدرت رکھنے والا (خدا)
3- تہلیل = لا الہ الا اللہ
4- تسبیح = اللہ اللہ کرنا

فصاحت وبلاغت بیان

اس شعر میں چار ثقیل عربی کے الفاظ، دو ندایہ الفاظ اور ایک گراں فارسی لفظ شامل ہے۔ میر صاحب نے اسے اپنی اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت سے ایسا نرم اور مانوس بنا دیا کہ شعر میں سلاست نرمی اور روانی باقی رہی جو معجز بیانی ہے۔

صنائع معنوی

1- تلمیح = تسبیح (تسبیح حضرت فاطمہؑ)
2- ایہام = تسبیح (1- تعریف، 2- تسبیح فاطمہ کا پڑھنا)

صنائع لفظی

1- تکریر = کہیں۔ کہیں
2- مراعات النظیر = تہلیل۔ تسبیح۔ یا حی۔ یا قدیر۔ کردگار
3- تنسیق الصفات = یا حی۔ یا قدیر۔ کردگار
4- تضمین = یا حی یا قدیر

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

لغات

1- ہونکنا = شیر کا گونجنا، چلاّنا، گرجنا
2- کچھار = دریا کے قریب کی زمین

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = جنگل۔ شیر۔ ہونک۔ کچھار
2- صنعت تفریع = طائر۔ کچھار

۱۸

کانٹوں میں اِک طرف تھے ریاضِ نبیؐ کے پھول
خوشبو سے جنکی خُلد تھا جنگل کا عرض و طول
دُنیا کی زیب، زینتِ کاشانۂ بتولؑ
وُہ باغ تھا، لگا گئے تھے خود جسے رسولؐ

ماہِ عزا کے عشرۂ اوّل میں لُٹ گیا
وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لُٹ گیا

بند مرثیہ - 18

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (2) ریاض نبیؑ ۔ عرض وطول
کل تعداد حروف شعر = 59
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - ریاض = باغ
2 - خلد = بہشت

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی = کانٹوں ۔ پھول
2- " " " عرض ۔ طول
3- حسن تعلیل ۔ کانٹوں میں اک طرف تھے ریاض نبیؑ کے پھول
4 - مبالغہ اغراق = خوش بو سے جن کی خُلد تھا جنگل کا عرض وطول

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = ریاض ۔ پھول ۔ کانٹوں ۔ خوش بو

محاسن علم بیان

1- استعارہ = ریاض نبیؑ کے پھول (آل نبیؑ ہیں)
2 - کنایہ بعید = ریاض نبیؑ کے پھول (آل نبیؑ ہیں)
3- کنایہ بعید = کانٹوں (دشمنان اہلبیتؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر ۵ (2) زینتِ کاشانہ بتولؑ
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر ردیف

لغات

1 - کاشانہ = آشیانہ
2 - زیب = زینت

صنائع معنوی

1 - ترجمہ اللفظ = زیب ۔ زینت
2 - ارصاد = رسولؑ (مصرعہ ثانی)
3- عکس = دنیا کی زیب، زینتِ کاشانہ بتولؑ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (2) ماہِ عزا ۔ عشرۂ اول
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1- ماہِ عزا = عزا کا مہینہ (محرم)
2 - عشرۂ اول = پہلے دس دن محرم کے

محاسن علم بیان

1 - کنایہ قریب = باغیوں ۔ دشمنوں

۱۹

اللہ رے خزاں کے دِن اس باغ کی بہار
پھُولے سَماتے تھے نہ محمدؐ کے گلعذار
دُولھا بنے ہوے تھے، اَجَل تھی گلوں کا ہار
جاگے وہ ساری رات کے، وُہ نیند کا خُمار

راہیں تمام جِسم کی خوشبو سے بَس گئیں،
جب مُسکرائے پھُولوں کی کَلیاں بِکَس گئیں

بند مرثیہ - 19

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

عذار = رخسار

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = خزاں۔ بہار

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = باغ، خزاں، بہار، گل
2- ضمن المزدوج = پھولے۔ سماتے۔ تھے

محاسن علم بیان

1 - پھولے نہ سمانا = نہایت خوش ہونا (محاورہ)
2- استعارہ = محمدؐ کے گل عذار (آل نبیؐ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

لغات

خمار = نشہ

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی = جاگنا۔ نیند

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = جاگے۔ رات، نیند۔ خمار

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = اجل گلے کا ہار ہونا (موت کا وقت قریب آجانا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

لغات

1 - بکس گئیں = کھل گئیں

صنائع معنوی

1 - ادعا = جب مسکرائے پھولوں کی کلیاں
2 - مبالغہ غلو = بکس گئیں
3- مبالغہ تبلیغ = راہیں تمام جسم کی خوشبو سے بس گئیں

صنائع لفظی

1- تفریع = راہیں۔ گئیں
2- مراعات النظیر = پھولوں، کلیاں، خوش بو، بکس
3 - صنعت تحت النقاط = جب مسکرائے پھولوں کی کلیاں بکس گئیں۔

۲۰

وہ دشت، اور وہ خیمۂ زنگار گوں کی شان،
گویا زمیں پہ نَصب تھا اِک تازہ آسمان
بے چوبۂ سپہرِ بَریں جس کا سائبان
بَیْتُ العتیق دیں کا مدینہ جہاں کی جان

اللہ کے حبیبؐ کے پیارے اُسی میں تھے
سب عرشِ کبریا کے ستارے اُسی میں تھے

ب۔ جناں

مرثیہ بند - 20

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) خیمۂ زنگار گوں
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

زنگار گوں = سبز رنگ کی طرح

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = زمین آسمان
2- مبالغہ غلو = گویا زمیں پہ نصب تھا اک تازہ آسمان

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = دشت۔ خیمہ۔ نصب
2- مراعات النظیر ۔ زمین۔ آسمان۔ زنگار گوں

حوالہ جات = زمین پہ آسمان کا نصب کرنا ندرت بیان ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 4
کل اضافات شعر = (3) بے چوبۂ سپہر بریں۔ بیت العتیق
ردیف = غیر مردف

لغات

بیت العتیق = پرانا گھر
بے چوبہ سپہر بریں = بغیر ستون کا آسمان اعلیٰ
سائبان = سایا کرنے والا

صنائع معنوی

1 - تنسیق الصفات = بیت العتیق
2 - تلمیح = بیت العتیق

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = بیت العتیق۔ دیں۔ مدینہ
2 - تضمن المزدوج = بریں۔ دیں

حوالہ جات = جدید ترکیب = بے چوبۂ سپہر بریں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) عرشِ کبریا
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

کبریا = خدا کا ایک صفاتی نام

صنائع معنوی

1- تلمیح = اللہ کے حبیب (پیغمبر اکرمؐ ہیں)
2 - ترجمہ اللفظ = حبیب۔ پیارے

۲۱

گردُوں پہ ناز کرتی تھی اُس دشت کی زمیں
کہتا تھا آسمانِ دہم چرخِ ہفتمیں
پردے تھے رشکِ پردۂ چشمانِ حُورِ عیں
تاروں سے تھا فلک اسی خرمن کا خوشہ چیں

دیکھا جو نُور شمسۂ کیواں جناب پر
کیا کیا ہنسی ہے صُبحِ گُلِ آفتاب پر

بند مرثیہ - 21

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (2) اَسمانِ دہم۔ چرخِ ہفتمیں
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - چرخ ہفتمین = ساتواں آسمان
2 - اَسمان دہم = دسواں آسمان

صنائع لفظی

1- طباق ایجابی = آسمان۔ زمین
2- تفریع = گردوں۔ ہفتمیں = ں
3- مبالغہ غلو = پورا مصرعہ ثانی
4- استتباع = پورا شعر اس صنعت میں ہے۔

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = گردوں۔ آسماں۔ چرخ۔ زمیں
2- سیاق الاعداد۔ دہم۔ ہفتمیں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ناز کرنا

حوالہ جات دسواں آسماں جدت نگاری ہے۔ آسمان سات ہیں، آٹھویں کرسی اور اس کے اوپر عرش ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر (4) رشکِ پردۂ چشمانِ حورِ عین
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - حور عیں = بڑی آنکھیں والی حوریں
2- رشک = حسد
3 - خرمن = کھلیان
4 - خوشہ چیں = خوشے چننے والا

صنائع معنوی

1 - اشتقاق = پردے۔ پردہ

صنائع لفظی

1 - ترجمہ اللفظ = چشمان۔ عین
2 - مراعات النظیر = خرمن۔ خوشہ چنین

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) شمسۂ کیواں۔ گل آفتاب
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

لغات

1- شمسہ = وہ سنہرا چاند جو کلس میں لگاتے ہیں۔
2 - کیواں = زحل، جو بلند ستارہ ساتویں آسمان پر ہے
3 - گل آفتاب = سورج مکھی کا پھول

صنائع معنوی

1 - ایہام = شمسہ (1۔ کلس جو خیمۂ پر لگاتے ہیں
(2۔ سورج سے مراد ہے)

صنائع لفظی

1 - تکریر = کیا کیا
2 - مراعات النظیر = نور صبح آفتاب

یہاں شاعر کی مراد کلس سے ہے۔

۲۲

ناگاہ چرخ پر خطِ ابیض ہُوا عیاں
تشریف جانماز پہ لائے شہِ زماں
سجّادے بچھ گئے عقبِ شاہِ اِنس و جاں
صوتِ حسن سے اکبرِ مہرو نے دی اذاں

ہر اک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آگئی

بند مرثیہ - 22

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 4
کل اضافات شعر = (2) خطِ ابیض ۔ شہِ زماں
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - عیاں = ظاہر
2 - ابیض = سفید

صنائع لفظی

(ا) تضمین المزدوج = عیاں ۔ زماں

محاسن علم بیان

1 - کنایہ بعید = شہِ زماں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 8
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (5) عقب شاہ انس و جاں ۔ صوتِ حسن
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - صوتِ حُسن = آواز کا حسن
2 - سجادے = جانماز
3 - عقب = پیچھے
4 - مہ رو = چاند صورت

محاسن علم بیان

1 - کنایہ قریب = شاہِ انس و جاں
2 - تشبیہ = حسن صوت

حوالہ جات: جدید ترکیب = صوتِ حسن

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

لغات

1 - ڈبڈبانا = بھرنا

صنائع معنوی

1 - ایہام = گویا (1 ۔ بولتی آواز) (2 ۔ یعنی)
شاعر کی مراد یعنی ہے۔

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = چشم، آنسوؤں، کانوں، صدا
2 - تضمین المزدوج = آنسوؤں ۔ کانوں

محاسن علم بیان

1 - آنکھیں ڈبڈبانا = آنسو بھرنا (محاورہ)

۲۳

چُپ تھے طیور، جھُومتے تھے وَجد میں شجَر
تَسبیح خواں تھے برگ و گُل و غُنچہ و ثمَر
مَحوِ ثنَا کلُوخ و نبَاتات و دَشت و درَ
پانی سے مُنھ نکالے تھے، دَریا کے جانور

اِعجاز تھا کہ دِلبرِ شبّیرؑ کی صدَا
ہر خُشک و ترَ سے آتی تھی تکبیر کی صدَا

بند مرثیہ - 23

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (3) برگ وگل وغنچہ وثمر
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - ثمر = پھل
2- وجد = بے خودی کی حالت

صنائع معنوی

1 - حسن تعلیل = جھومتے تھے وجد میں شجر
2- ایہام = تسبیح خواں (1۔ تسبیح پڑھنا، 2۔ حمد وثنا کرنا)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
شجر۔ برگ۔ گل۔ غنچہ۔ ثمر
2 - صنعت جمع
(پورا شعر اس صنعت میں ہے)

محاسن علم بیان

1- محاورہ
" = وجد میں آنا۔ جھومنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (4) محوِ ثنا۔ کلوخ ونباتات ودشت ودر
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - کلوخ = ڈھیلا
2 - در = درّہ۔ وادی

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی = دشت۔ در
2 - حسن تعلیل = پانی سے منہ نکالے تھے دریا کے جانور

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = دشت، در، دریا۔ نباتات
2 - تضمن المزدوج = سے۔ تھے۔ کے
3 - صنعت جمع = کلوخ ونباتات ودشت ودر
3- ذولسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) دلبر شبیرؑ۔ خشک وتر
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

لغات

1 - اعجاز = معجزہ

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی = خشک وتر
2 - ادعا = ہر خشک وتر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = دلبر۔ تر

محاسن علم بیان

1 - کنایہ قریب
(دلبر شبیرؑ سے مراد حضرت علی اکبرؑ)

۲۴

ناموسِ شاہ روتے تھے خیمے میں زار زار
چُپکی کھڑی تھی صحن میں بانوے نامدار
زینبؑ بلائیں لے کے یہ کہتی تھی بار بار
صَدقے نمازیوں کے، مُؤذّن کے میں نثار

کرتے ہیں یوں ثنا وصِفت ذوالجلال کی
لوگو! اَذاں سُنو مرے یوسف جمال کی

بند مرثیہ - 24

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (2) ناموسِ شاہ۔ بانوئے نام دار
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - ناموس = زنان خانہ
2 - زارزار = بہت زیادہ
3 - نام دار = مشہور

صنائع معنوی

1- ایہام = بانو (1۔ حضرت علی اکبر کی ماں۔ 2۔ زوجہ امام حسینؑ)

صنائع لفظی

1- تکریر = زارزار
2- مراعات النظیر = ناموس شاہ۔ خیمہ۔ بانو

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = زارزار رونا (بہت زیادہ رونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

لغات

1- موذن = اذان دینے والا

صنائع لفظی

1 - تکریر = بار بار
2- تضمن المزدوج = لے کے صدقے
3- مراعات النظیر = نمازیوں۔ موذن

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بلائیں لینا = صدقے ہونا
2- کنایہ بعید = حضرت علی اکبر مراد ہیں۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) ثنا و صفت
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

لغات

1- ذوالجلال = صاحب جلال (اللہ)
2 - یوسف جمال = حضرت یوسفؑ جیسا خوبصورت

صنائع معنوی

1- تجرید
= یوسف جمال سے علی اکبر کے جمال کا ربط
2 - ترجمہ اللفظ = ثنا۔ صفت

صنائع لفظی

1- تفریع = کرتے۔ کی
2 - مراعات النظیر
ثنا۔ صفت۔ ذوالجلال۔ اذان

محاسن علم بیان

1- استعارہ = یوسف جمال سے
مراد حضرت علی اکبرؑ ہیں۔

۲۵

یہ حُسنِ صَوت اور یہ قرأت، یہ شَدّ و مَدّ
حقّا کہ اَفصحُ الفُصَحا ہے اِنھیں کا جَدّ
گویا ہے لحنِ حضرتِ داؤدِ باخِرد
یارب رکھ اِس صَدا کو زمانے میں تا اَبَد

شعبے صَدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
بُلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

بتول

بند مرثیہ - 25

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 9
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (3) حسنِ صوت، شدومد۔ افصح الفصحا
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

لغات

حسن صوت = آواز کا حسن
شدومد = آواز کا اتار چڑھاؤ
افصح الفصحا = فصیحوں میں سب سے افضل
جد = دادا

صنائع لفظی

1 - تنسیق الصفات = حسن صوت، قرأت، افصح الفصحا
2 - استتباع = حضرت علی افصح الفصحا، حضرت علی اکبرؑ کے جد ہیں اس لیے ان کی آواز، قرأت بے مثل ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 7 کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 5 کل اضافات شعر (3) لحن حضرت داودِ باخرد
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات

لحن = ترنم
خرد = عقل

صنائع معنوی

1- تلمیح = لحن داودؑ
2- مذہب فقہی = لحن داودؑ
3- تجرید = لحن داودؑ
4- گویا (دو معنی، 1۔ بول رہا ہے)
(2۔ یعنی (شاعر کی مراد یعنی ہے) ایہام

صنائع لفظی

1- ذوالقافتین = باخرد۔ تا ابد
2 - مراعات النظیر
= لحن۔ داود۔ صدا

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = تا ابد رکھنا
(قیامت تک رکھنا)
2- حرف ندا = یارب

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر (1) ریاض رسول
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1- شعبے صدا میں = آواز کے مختلف سروں سے مراد ہے
2- ریاض رسولؐ = گلشن رسولؐ (اولادِ رسولؐ)

فصاحت و بلاغت بیان

اس بند میں نادر سریع الذہن تشبیہات جدید استعارات، خوبصورت تلمیحات اور دعائیہ جملوں سے عالی مرقع کشی کی گئی ہے۔

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = صدا۔ رہا
2- " " "شعبے۔ جیسے
3- مراعات النظیر = پنکھڑیاں۔ پھول۔ ریاض، بلبل

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = شعبے صدا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
2 - کنایہ قریب = ریاض رسولؐ
3- استعارہ = بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں
(سارا مصرعہ استعاروں میں جڑا ہوا ہے)

(۲۶)

میری طرف سے کوئی بلائیں تو لینے جائے
عَیْنُ الکمال سے تجھے بچّے خُدا بچائے
وہ لَوذَعی کہ جسکی طلاقت دلوں کو بھائے
دو دو دن ایک بوند بھی پانی کی وہ نہ پائے

غُربت میں پڑ گئی ہے مُصیبت حُسینؑ پر
فاقہ یہ تیسرا ہے مرے نُورِ عَین پر

لوذعی ـ خوش بیاں

بند مرثیہ - 26

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر =(1) عین الکمال
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

عین الکمال = نظر بد

صنائع معنوی

1-شبہ اشتقاق = بچے۔ بچائے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر
= بلائیں۔ عین الکمال
(خدا بچائے)

محاسن علم بیان

1-محاورہ = خدا بچائے (خدا محافظت کرے)
2- محاورہ = بلائیں لینا (صدقہ ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 20
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = غیر مردف

لغات

1-لوذعی = حاضر جواب۔ عقل مند
2-طلاقت = خوش بیانی

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = دو ایک

محاسن علم بیان

1 - دلوں کو بھائے (محاورہ) پسند آئے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر =(1) نور عین
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

لغات

1-نور عین = آنکھوں کا نور
2-غربت = مسافرت

محاسن بیان علم

1 -استعارہ = نور عین (حضرت علی اکبرؑ)

۲۷

صَفْ میں ہوا جو نعرہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ"
قائم ہوئی نماز، اُٹھے شاہِ کائنات
وہ نوُر کی صفیں وہ مُصَلّی مَلَک صفات
قَدموں سے جن کے ملتی تھی آنکھیں رَہِ نجات

جَلْوہ تھا تا بہ عَرشِ مُعَلّٰی حسینؑ کا
مُصْحَفْ کی لَوْح تھی کہ مُصَلّٰی حسینؑ کا

بند مرثیہ - 27

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 8
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر =3) نعرۂ قد۔ قامت الصلوٰۃ۔ شاہِ کائنات
ردیف = غیر مردف

لغات

قد قامت الصلوٰۃ = نماز قائم ہوگئی

صنائع معنوی

1 - ترجمہ اللفظ
=قد قامت الصلوٰۃ
= قائم ہوئی نماز

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج
=قد قامت الصلوٰۃ
2 - اشتقاق =قد۔ قامت۔ قائم

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = شاہ کائنات
(امام حسینؑ)

1 - محاورہ۔ آنکھیں قدموں پر ملنا
(محبت واخلاص سے پیش آنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 0
کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر (۱) رونجات
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

مصلّی =جانماز

صنائع لفظی

1 - تضمین المزدوج = صفیں۔ آنکھیں

حوالہ جات جدید ترکیب =مُعلّا ملک صفات

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 8
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (1) عرش معلّٰی
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

جلوہ = نمودار ہونا
مُعلّا = عالی
مصحف = آسمانی کتاب
لوح = سرنامہ

صنائع معنوی

1 - ادعا = پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1 - تنسیق الصفات
= جلوہ۔ عرش معلّٰی۔ لوح۔ مصحف

محاسن علم بیان

1 - تشبیہ = مصحف کی لوح تھی
کہ مُصلّیٰ حسینؑ کا

۲۸

قرآں کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
بسم اللہ جیسے آگے ہو، یوں تھے شہِ حجاز
سطریں تھیں یا صفیں، عقبِ شاہِ سرفراز
کرتی تھی خود نماز بھی ان کی ادا پہ ناز

صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتیں تھیں مصحفِ ناطق کے نور کی

بند مرثیہ- 28 شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی= 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1)شہِ حجاز
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

جماعت = گروہ

صنائع معنوی

1 - تلمیح = بسم اللہ
2 - براعتہ الاستہلال
= قرآن ۔ بسم اللہ
3- تعلیق ۔ پورا شعراس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= نماز ، جماعت
بسم اللہ، شہِ حجاز
2- تضمن المزدوج
= بسم اللہ

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
2- مجاز مرسل = بسم اللہ سے مراد
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
3- کنایہ قریب = سے مراد امام حسینؑ ہیں
4- تشبیہ = بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شہِ حجاز

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3 کل الفاظ فارسی= 5
کل الفاظ اردو = 9 کل اضافات شعر =(2)عقب شاہ سرفراز
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

لغات

1- سرفراز = معزز
2 - ادا = ناز

صنائع لفظی

1 - شبہ اشتقاق ۔ نماز، ناز، سرفراز 2 - ترجمہ اللفظ = ادا ۔ ناز
3- تضمن المزدوج = سطریں ۔ صفیں 4 - ......= ادا ۔ یا ۔ شاہ
5 - مقلوب مستوی = ادا 6- مراعات النظیر = نماز صفیں شاہ سرفراز صفیں عقب شاہ سرفراز

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ناز کرنا (اترانا)
2- جدید تشبیہ = سطریں تھیں یا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 8
کل الفاظ فارسی= 0 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر =(2) بین السطور ۔ مصحفِ ناطق
کل تعداد حروف شعر= 49 ردیف = مردف

لغات

1 - بیاض = سفیدی، ڈائری
2 - مصحف ناطق = بولتا قرآن
3- بین السطور = سطروں کے درمیان
4- آئتیں = نشانیاں

صنائع لفظی

1- تفریع = صدقے ۔ کی (ی) ۔ 2- مراعات النظیر = سحر ۔ بیاض ۔ نور 3- مراعات النظیر ۔ مصحف ۔ آئتیں بین السطور
4- تجنیس تام مماثل = بیاض (1 ۔ سفیدی اجالا 2 ۔ ڈائری) شاعر کی مراد سفیدی اور اجالا سے ہے ۔ 5- تجنیس تام مماثل = آئتیں (1- قرآن کی آیات ۔ 2- نشانیاں) شاعر کی مراد نشانیاں ہیں ۔

محاسن علم بیان

1- صدقہ ہونا = محاورہ (قربان ہونا)
2 - مصحف ناطق = کنایہ بعید
(امام حسینؑ)

۲۹

باہم مُکبّروں کی صَدائیں وہ دِلپَسَند
کرّوبیانِ عَرش تھے سَب جِس سے بَہرہ مند
ایماں کا نور چہروں پہ تھا، چاند سے دوچند
خوفِ خدا سے کانپتے تھے سب کے بَند بَند

خَم گردنیں تھیں سب کی خضوع و خشوع میں
سجدوں میں چاند تھے، مہِ نَو تھے رُکوع میں

بند مرثیہ - 29

شعر نمبر 1 -

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (1) کروبیانِ عرش
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- مکبّروں = تکبیر کہنے والا
2- کروبیان عرش = آسمانی فرشتے
3- بہرہ مند = فائدہ اٹھانے والا
4- دل پسند = مرغوب

صنائع لفظی

1 - تضمین المزدوج = تھے۔ سے

محاسن علم بیان

1- بہرہ مند ہونا = فائدہ اٹھانا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) خوف خدا
کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = غیر مردف

لغات

1- دو چند = دو برابر
2- بند بند = جسم کا بند بند

صنائع معنوی

1 - ارصاد = کانپتے تھے سب کے بند بند

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = نور، چاند، چہروں
2- تضمین المزدوج = سے، کے، تھے
3- ضمین المزدوج = کا، تھا، خدا
4- تکریر = بند بند

محاسن علم بیان

محاورہ = بند بند کانپنا
تشبیہ = چاند سے دو چند

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (2) خضوع و خشوع ۔ مہِ نو
کل تعداد حروف شعر = 57
ردیف = مردف

لغات

1- خم = جھکاؤ
2- خضوع = عاجزی ۔ گڑگڑانا
3- خشوع = عاجزی ۔ فروتنی
4- مہِ نو = ہلال

صنائع معنوی

1 - ارصاد = مہِ نو تھے رکوع میں

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= خضوع، خشوع، رکوع، سجدوں
2- تنسیق الصفات
= رکوع، سجدوں، خضوع

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خم گردنیں تھیں
(گردن خم ہونا)
2- استعارہ = سجدوں میں چاند تھے
(چاند)
3 - استعارہ = مہِ نو

۳۰

اک صَف میں سب محمدؐ و حیدرؑ کے رشتہ دار
اٹھّارہ نوجواں ہیں اگر کیجیے شُمار
پُرسَب، وحیدِ عَصر و حق آگاہ و خاکسار
پَیرِو امامِ پاک کے دَانائے روزگار

تَسبیح ہر طرف تہِ اَفلاک اِنھیں کی ہے
جِس پر دُرود پڑھتے ہیں یہ خاک اُنھیں کی ہے

بند مرثیہ- 30

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) محمدؐ وحیدؑ

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مرّدف

ضائع معنوی

1 - صنعت جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے

ضا ئع لفظی

1- سیاق الاعداد = ایک اٹھارہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 3

کل اضافات شعر =(3) وحیدِ عصر۔ امام پاک، دانائے روزگار

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = غیر مردف

لغات

وحیدِ عصر = یکتا زمانے میں

دانائے روزگار = عقل مند

خاکسار = عجز اور انکساری کرنے والا

صنائع لفظی

1 - تنسیق الصفات = وحید عصر۔ حق آگاہ۔ خاکسار۔ پیر وامام

محاسن علم بیان

1 - کنایہ قریب = امام حسینؑ مراد ہیں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی= 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) تہہ افلاک

کل تعداد حروف شعر = 56

ردیف = مرّدف

لغات

1-درود =صلوات

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی=افلاک، خاک

2- ایہام = خاک (دو معنی ہیں)

1۔خاک شفا۔2۔بدن

یہاں خاک سے مراد خا کی بدن ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = تسبیح، درود

2- تضمن المزدوج= ہر۔ پر

محاسن علم بیان

(ا) محاورہ درود پڑھنا = صلوٰت بھیجنا احترام کرنا

۳۱

دُنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اَور وہ قعُود
ان کے لئے تھی بندگیِ واجبُ الوجُود
وُہ عجز، وہ طَویل رکوع، اور وہ سجُود
طاعت میں نیست جانتے تھے اپنی ہَست و بُود

طاقت نہ چلنے پھرنے کی تھی ہاتھ پاؤں میں
گِر گِر کے سجدے کر گئے ف تیغوں کی چھاؤں میں

ف کرتے تھے

بندمرثیہ - 31

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) بندگیِ واجب الوجود
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

1- قیام = نماز میں کھڑے ہونا (رکن نماز)
2- قعود = نماز میں بیٹھنا (رکن نماز)
3- واجب الوجود = اللہ (جس کی ذات اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہ ہو)

صنائع معنوی

1- طباقِ ایجابی = قیام، قعود
2- .... = بندگی واجب الوجود

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = (سے، کے)
2- .... = (دینا۔ گیا)
3- حشو ملیح (اس شعر میں ''وہ'' سے شعر کے اثر میں اضافہ ہوا ہے۔

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = واجب الوجود (اللہ)
2- مجاز مرسل = قیام و قعود سے مراد نماز اور عبادت ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) ہست و بود
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مردف

لغات

1- عجز = انکساری
2- ہست و بود = حیات زندگی

صنائع معنوی

1- طباقِ ایجابی = ہست، نیست
2- صنعت جمع و تفریق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

ضائع لفظی

1- مراعات النظیر = طاعت، عجز، رکوع، سجود

حوالہ جات: اس بند کے دو شعروں میں عربی ثقیل الفاظ اور فارسی کے غیر مانوس لفظ ہوتے ہوئے بھی مصرعوں میں ایسی روانی ہے جیسے بہتا ہوا پانی۔ انیس نے الفاظ کو ان کے اندرونی آہنگ یا organic rhythm سے ہم کنار کر کے ایک راگ کے میٹھے رس میں گھول دیا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 18
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 60 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- مشاکلہ = ہاتھ پاؤں، چلنے پھرنے

صنائع لفظی

1- تکریر = گر گر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سجدہ کرنا (عبادت کرنا)
2- محاورہ = تیغوں کی چھاؤں (دشمنوں کے نرغے میں)

۳۲

ہاتھ اُن کے جب قنوت میں اُٹھے سُوئے خدا

خود ہو گئے فلک پہ اجابت کے باب وَا

تھرّائے آسمان ، ہلا عرشِ کبریا

شہپر تھے دونوں ہاتھ پئے طائرِ دُعا

وہ خاکسار محوِ تضرّع تھے فرش پر

رُوحُ القُدس کی طرح دُعائیں تھیں عرش پر

بند مرثیہ - 32

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- سوا = کھلنا
2- اجابت = قبول دعا
3- باب = دروازہ
4- قنوت = دعا جو نماز میں پڑھی جاتی ہے

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = باب
2- مراعات النظیر = ہاتھ، قنوت، سوئے خدا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھ سوئے خدا اٹھا
2- روزمرہ = ہاتھ ان کے جب قنوت میں اٹھے سوئے خدا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (3) عرش کبریا۔ پے طائر دعا
کل تعداد حروف شعر = 44
ردیف = غیر مردف

لغات

1- شہپر = پرندے کے بازو کا سب سے بڑا پر

صنائع معنوی

1- مبالغہ = تھرائے آسمان
2- مبالغہ = ہلا عرش کبریا
3- ادعا = پورا شعر اس صفت میں ہے

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = شہپر = طائر
2- مراعات النظیر = آسمان، عرش، دعا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آسمان تھرانا (عظیم واقعہ ہونا)
2- محاورہ = عرش ہلنا (عرش پر اثر ہونا)
3- تشبیہ (نادر)
شہپر تھے دونوں ہاتھ لیے طائر دعا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) محو تضرع۔ روح القدس
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1- تضرع = رونا۔ گڑگڑانا

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = فرش۔ عرش

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = فرش۔ عرش
2- مراعات النظیر = عرش، دعائیں، روح القدس

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = روح القدس (جبریل)

حوالہ جات: جدید ترکیب = محو تضرع

۲۳

فارغ ہوے نماز سے جب قبلۂ انام
آئے مصافحے کو جوانانِ تشنہ کام
چومے کسی نے دستِ شہنشاہ خاص و عام
آنکھیں ملیں کسی نے قدم پر باحترام

کیا دِل تھے، کیا سپاہِ رشید و سعید تھی
باہم مُعانقے تھے کہ مرنے کی عِید تھی

بند مرثیہ - 33

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر =(2) قبلۂ انام۔ جوانانِ تشنہ کام
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = غیر مردف

لغات

1-انام = مخلوق
2-مصافحہ = ملاقات کے وقت ہاتھ ملانا
3-تشنہ کام = پیاسے

ضائع معنوی

1-ارصاد = تشنہ کام
2- صنعت تعلیق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1 - کنایہ بعید = قبلۂ انام (امام حسینؑ)
2 - کنایہ بعید = تشنہ کام (اصحاب حسینؑ)

شعر نمبر = 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر =(3) دستِ شہنشاہ خاص و عام
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = خاص و عام

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر
= دست۔قدم۔آنکھیں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھ چومنا (تعظیم کرنا)
2- محاورہ = آنکھیں قدموں پر ملنا (تعظیم و تکریم کرنا)
3- کنایہ بعید = شہنشاہ خاص و عام

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر (2) سیاہ رشید و سعید
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

1 - رشید = ہدایت یافتہ
2- سعید = نیک۔خوش نصیب
3- مُصافحہ = گلے ملنا

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = سعید، رشید
2- مراعات النظیر = مصافحے۔عید

جدید بیان = مرنے کی عید

۳۴

سجدے میں شکر کے تھا کوئی مردِ باخدا
پڑھتا تھا کوئی حزن سے قرآں، کوئی دُعا
نعتِ نبیؐ کہیں تھی، کہیں حمدِ کبریا
مولا اُٹھا کے ہاتھ یہ کرتے تھے اِلتجا

فاقوں میں تشنہ کامی و غربت پہ رحم کر
یارب! مسافروں کی جماعت پہ رحم کر

بند مرثیہ - 34

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) مردِ باخدا
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

حُزن = رقت۔ غم

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = تھا۔ با، پڑھتا
2- حشو ملیح = کوئی مصرعہ ثانی میں
3- مراعات النظیر = سجدے، شکر، خدا، قرآن۔ دعا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مردِ باخدا (نیک مرد)
2- محاورہ = سجدۂ شکر کرنا (شکر بجالانا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) نعتِ نبیؐ۔ حمدِ کبریا
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

1- التجا = گزارش
2- کبریا = خدا کا ایک صفاتی نام

صنائع معنوی

1- مشاکلہ = حمدِ کبریا۔ نعتِ نبیؐ

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = بنی = تھی
اٹھا = مولا۔ کرتے، تھے، کے
2- مراعات النظیر = حمد۔ نعت۔ مولا
3- حشو ملیح = حمد خدا
4- حشو ملیح = نعتِ نبیؐ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھ اٹھانا (دعا کرنا)
2- کنایہ قریب = حمد
3- کنایہ قریب = نعت
4- کنایہ قریب = مولا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) تشنہ کامی و غربت
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = مردف

لغات

1- تشنہ کامی = پیاس
2- غربت = بے وطنی

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = فاقوں مسافروں، کامی، کی

محاسن علم بیان

1- تشنہ کام (محاورہ) پیاسا

۳۵

زاری تھی، اِلتجا تھی، مُناجات تھی اِدھر
وَاں صَف کشی و ظُلم و تعدّی و شور و شر
کہتا تھا ابنِ سَعد یہ جا جا کے نہر پر
"گھاٹوں سے ہوشیار! ترائی سے باخبر!"

دو روز سے ہے تشنہ دہانی حسینؑ کو
ہاں! مَرتے دَم بھی دیجو نہ پانی حسینؑ کو"

بند مرثیہ - 35

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر
=(4) صف کشی وظلم وتعدی وشور وشر
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات

1-زاری = گریہ
2-مناجات
= خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کرے، دعا مانگنا
3-تعدی۔ جور وجفا

فصاحت و بلاغت بیان

اس ایک شعر میں انیس نے حق اور باطل کی سپاہ کی عمل کر دگی کا بڑی خوبصورتی سے ذکر کیا ہے

صنائع معنوی

1-صنعت جمع = زاری، التجا، مناجات
2-حشو ملیح = مصرعہ اول میں ''تھی'' کی تکرار

صنائع لفظی

1-تضمن المز دوج =
= زاری، تھی۔ کشی۔ تعدی
2- مراعات النظیر
= صف کشی، ظلم، تعدی، شور وشر

محاسن علم بیان

1-محاورہ = صف کشی کرنا۔
(لڑائی کے لیے تیار ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) ابن سعد
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- گھاٹوں = دریا کے اترنے کا مقام
2- ترائی = دریا کا کنارہ

صنائع معنوی

1-صنعت جدید تقابل
= یہ انیس کی بنائی ہوئی ہے جس میں مصرعہ اول اور ثانی میں افراد اور صفات کا تقابل کیا گیا ہے۔

صنائع لفظی

1- تکریر = جاجا
2- تضمن المز دوج = کہتا۔ تھا۔ جا۔ با
3- مراعات النظیر = نہر۔ گھاٹوں۔ ترائی

محاسن علم بیان

کنایہ قریب = ابن سعد

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیان

اس بند کے آخری دو شعروں میں سادگی صفائی اور برجستگی کے ساتھ سپہ سالار عمر سعد کے معاملہ کو نظم کیا گیا ہے، جو روزمرّہ کی عالی مثال ہے۔

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ہاں۔ نا

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = تشنہ۔ دہائی، پانی
2- تفریع = دو۔ کو

۳۶

بیٹھے تھے جانماز پہ شاہِ فلک سریر
ناگہ قریب آکے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے، مڑ کے سوئے لشکرِ شریر
عبّاس اُٹھے تول کے شمشیرِ بے نظیر

پروانہ تھے سراجِ امامت کے نور پر
روکی سپر، حضور کرامت ظہور پر

بند مرثیہ - 36

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) شاہِ فلک سریر
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

لغات

فلک سریر = فلک نشین

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر کی خوب صورتی اس لیے زیادہ ہوگئی کہ امام کو فلک نشین بتا کر جا نماز پر تشریف فرما بتایا گیا۔ انیس کے اشعار میں اس قسم کا حسن پایا جاتا ہے اور یہ وہ صنعتیں ہیں جن کا ابھی تک کوئی نام نہیں۔

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = تین چار
2- تضمن المزدوج = بیٹھے۔ تھے۔ کے

حوالہ جات : شاہ فلک سریر (جدید اصطلاح)

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شاہ فلک سریر (امام حسینؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (3) لشکر شریر۔ شمشیر بے نظیر
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = شریر۔ نظیر

محاسن علم بیان

1- شمشیر تولنا = (محاورہ) وار کرنے تیار ہونا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2) سراجِ امامت، حضورِ کرامت
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = مردف

لغات

1- سراج = چراغ
2- کرامت ظہور = فضیلت جن سے آشکار ہو
3- رو = رخسار (چہرے)

فصاحت و بلاغت بیان

پورا شعر استعارات اور تشبیہات کے زیور سے مزین ہے۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = پروانہ۔ سراج۔ نور
2- تضمن المزدوج = امامت، کرامت، تھے، کے

جدید اصطلاح = حضور کرامت ظہور

محاسن علم بیان

1- استعارہ = پروانہ (اصحاب انصار اقربا حسینؑ)
2- استعارہ = سراج امامت (امام حسینؑ)
3- کنایہ بعید = حضور کرامت، ظہور کرامت (امام حسینؑ)
4- رو کی سپر = تشبیہ

۳۷

اکبرؑ سے مُڑ کے کہنے لگے سَرورِ زماں
باندھے ہے سرکشی پہ کَمر، لشکرِ گراں
تم جا کے کہہ دو خیمے میں یہ اے پدر کی جاں
بچّوں کو لے کے صحن سے ہٹ جائیں بیبیاں

غفلت میں تیرے کوئی بچّہ تَلَف نہ ہو
ڈر ہے مجھے کہ گردنِ اصغرؑ ہَدَف نہ ہو

بند مرثیہ - 37

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) سرورِ زماں۔لشکرِ گراں
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

لشکرِ گراں = بڑا لشکر

صنائع لفظی

1-ذو القافتین = سرور زماں۔لشکر گراں
2-تضمن المزدوج = اکبر،لشکر،سرور،کمر

محاسن علم بیان

1-محاورہ = سرکشی پر کمر باندھنا(لڑنے پر تیار ہونا)
2-کنایہ بعید = سرور زماں(امام حسینؑ)
3-روزمرہ = اکبرؑ سے مڑ کر کہنے لگے سرورِ زماں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 57
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1-تضمن المزدوج = لے۔کے۔سے

محاسن علم بیان

1-محاورہ = پدر کی جان(چہیتا بیٹا)
2-روزمرہ = بچوں کو لے کے صحن سے ہٹ جائیں بی بیاں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر =(1) گردنِ اصغرؑ
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

لغات

ہدف = نشانہ
تلف = ضائع

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = گردن اصغرؑ۔تیر۔بچہ۔ہدف

۳۸

کہتے تھے یہ پسر سے شہِ آسماں سریر
فضّہ پکاری ڈیوڑھی سے اے خلق کے امیر
ہے ہے علیؑ کی بیٹیاں کس جا ہوں گوشہ گیر
اصغر کے گاہوارے تک آ کر گرے ہیں تیر

گرمی میں ساری رات تو گھٹ گھٹ کے روئے ہیں
بچّے ابھی تو سرد ہَوا پا کے سوئے ہیں

بند مرثیہ - 38

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) شہ آسماں سریر
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

1- آسماں سریر = آسمان نشین
2- فضہ = کنیز حضرت فاطمہؑ جو کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھ تھی۔

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = سے۔کے۔تھے۔

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شہ آسماں سریر (امام حسینؑ)
2- کنایہ بعید = خلق کے امیر (امام حسینؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

لغات

گوشہ گیر = چھپنا

صنائع لفظی

1- تکریر = ہے ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گوشہ گیر ہونا = چھپنا
2 - محاورہ = ہے ہے = افسوس افسوس

شعر نمبر- 3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55 ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں صبح کی نسیم (سرد ہوا) پا کر پیاسے بچے سوئے ہیں۔ واقعات کی جزئیات نگاری اور کمال واقعہ نگاری ہے جو انیس کے پاس شدت سے ملتی ہے۔

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = گرمی۔سردی

صنائع لفظی

1- تکریر = گھُٹ۔گھُٹ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گھُٹ گھُٹ کر رونا (تکلیف اور کس مپرسی سے رونا)

۳۹

باقر کہیں پڑا ہے، سکینہ کہیں ہے غش
گرمی کی فصل اور یہ تب و تاب، یہ عطش
رو رو کے سو گئے ہیں صغیرانِ ماہوش،
بچّوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش

یہ کس خطا پہ تیر پیاپے برستے ہیں
ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچّے ترستے ہیں

بند مرثیہ - 39

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) تب وتاب
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

1- تب = بخار
2- تاب = گرمی
3- عطش = پیاس

صنائع معنوی

1- جمع = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے
2- ایہام = تب (1- گرمی، 2- روشنی)
شاعر کی مراد گرمی ہے۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= گرمی۔ تب۔ تاب۔ عطش

محاسن علم بیان

1- محاورہ = غش کرنا۔ بے ہوش ہونا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (1) صغیران ماہ وش
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

1- صغیران = چھوٹے بچے
2- ماہ وش = چاند کی طرح

صنائع لفظی

1- تکرار = رو رو

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = ماہ وش
2- روزمرہ۔ ع۔ بچوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

1- پیاپے = مسلسل

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = خطا۔ ہوا
2- تضمن المزدوج = پیاپے۔ کے۔ واسطے۔ بچے
3- تشابہ الاطراف ۔ یہ۔ ترستے (ی)

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تیر برسنا (کئی تیروں کا ایک ساتھ چلنا)
2- روزمرّہ = ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچے ترستے ہیں۔

۴۰

اُٹھّے یہ شور سُن کے اِمامِ فلکؑ وقار
ڈیوڑھی تک آئے ڈھالوں کو روکے رفیق دیار
فرمایا مُڑکے "چلتے ہیں اَب بہرِ کارزار
کمریں کسو جہاد پہ، منگواؤ راہوار

دیکھیں فضا بہشت کی دل باغ باغ ہو
اُمّت کے کام سے کہیں جلدی فراغ ہو"

بندمر ثیه - 40

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر =(2) امام فلک وقار۔رفیق و یار
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

وقار = جاہ وجلال

صنائع لفظی

1-ترجمہ اللفظ = رفیق۔یار

محاسن علم بیان

1 - کنایہ بعید = امام فلک وقار (امام حسینؑ)

شعر نمبر- 2

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) بہر کارزار
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - بہر کارزار = لڑائی کی خاطر
2 - راہوار = گھوڑا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = کارزار۔کمریں کسو، جہاد، راہوار

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کمریں کسنا = جنگ کے لیے تیار ہونا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

لغات

فراغ = فرصت

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں شاعر یہ اہم پیام دے رہا ہے کہ جنگ کربلا امت کی بقا کے لیے تھی۔ یعنی امامؑ ان کے اقربا انصار اور اصحاب نے امت کی خاطر جام شہادت نوش کیا۔

صنائع لفظی

1- تکریر = باغ باغ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دل باغ باغ ہونا (بہت خوش ہونا)

۴۱

فرما کے یہ حرم میں گئے شاہِ بحر و بر
ہونے لگیں صفوں میں کمر بندیاں ادھر
جوشن پہن کے حضرتِ عبّاسؑ نامور
دروازے پر ٹہلنے لگے مثلِ شیرِ نر

پَرتَوْ سے رُخ کے بَرق چمکتی تھی خاک پر
تلوار ہاتھ میں تھی سپر دوشِ پاک پر

بند مرثیہ - 41

شعر نمبر- 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4 کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (2) شاہِ بحر و بر
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

حرم = کعبہ کی چاردیواری۔ امام حسینؑ کا زنانہ خانہ

صنائع معنوی

1- ایہام مرشحہ = حرم (1 کعبہ (2۔ زنانہ خانہ امامؑ)
شاعر کی مراد امامؑ کے زنانہ خانہ سے ہے
2- تضاد ایجابی = بحر۔ بر

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = بحر۔ کمر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کمر باندھنا (تیار ہونا)
2- کنایہ بعید = شاہِ بحر و بر (امام حسینؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13
کل الفاظ عربی = 3 کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (4) حضرتِ عباسِ نامور، مثلِ شیرِ نر
ردیف = غیر مردف

لغات

جوشن = زرہ

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = مثلِ شیرِ نر

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 1 کل الفاظ فارسی = 6
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) دوشِ پاک
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردف

لغات

پرتو = روشنی

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ اول اس صنعت میں ہے
2- شبہ اشتقاق = پرتو۔ پر

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = سے۔ کے
2- مراعات النظیر = رخ۔ ہاتھ۔ دوش
3- مراعات النظیر = تلوار۔ سپر۔ برق

۴۲

شوکت میں رشکِ تاجِ سلیماں تھا خود سر
کَلْغی پہ لاکھ بار تصدّق ھُمَا کے پَرُ
دستانے دونوں فتح[1] کا مسکن ظفر[2] کا گھر
وہ رُعب اَلْاَماں، وہ تہوّر کہ اَلْحَذَرْ

جَبْ ایسا بھائی ظلم کی تیغوں میں آڑ ہو
پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو

نشان ۱ نشان ۲ کے

بند مرثیہ - 42

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر =(3) رشکِ تاجِ سلماں۔خودسر
کل تعداد حروف شعر =51
ردیف = غیر مردف

لغات

1-شوکت =زور۔طاقت
2-رشک =حسد۔رکابت
3- خود =لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں پہنتے ہیں
4- کلغی = کلس جو خود پر ہوتا ہے
5- تصدق =صدقے ہونا
6- ہما =ایک خیالی پرندہ

صنائع معنوی

1- تلمیح =تاج سلیمان
2-مبالغہ =مصرعہ اول اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر =ہما۔پر۔کلغی

محاسن علم بیان

1- محاورہ =رشک کرنا (حسد کرنا)
2-تصدق ہونا (محاورہ) قربان ہونا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف =غیر مردف

لغات

1-دستانے =لوہے کی زرہ جو ہاتھوں پر پہنتے ہیں۔
2-تہوّر = بہادری
3- رعب= دبدبہ
4-الامان= اللہ کی پناہ
5-الحذر =خدا کی پناہ

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ =مسکن۔گھر
2- ترجمہ اللفظ= الامان۔الحذر
3- مراعات النظیر =فتح۔ظفر۔رعب۔تہوّر
4-تنسیق الصفات= فتح۔ظفر۔تہوّر

حوالہ جات : ندرت بیان =فتح کے مسکن۔ظفر کے گھر

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی= 1 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر= 53 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1-احتجاج دلیل عقلی =پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ =چھاتی پہاڑ ہونا (ہمت ہونا)
2- نیا محاورہ = تیغوں میں آڑ ہونا (محافظ ہونا)

۴۳

خیمے میں جا کے شہ نے یہ دیکھا حَرَم کا حال
چہرے تو فَق ہیں اور کھُلے ہیں سروں کے بال
زینب کی یہ دُعا ہے کہ اَے ربِّ ذُو الجلال
بَچ جائے اِس فساد سے خَیرُ النّساء کا لال

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہَری رہے
صَنْدل سے مانگ بچّوں سے گودی بھری رہے

بند مرثیہ - 43

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 21
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی= 1 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = (0) رب ذوالجلال
کل تعداد حروف شعر = 57 ردیف = غیر مردف

لغات

فق = خوف سے چہرے کی رنگت سفید ہونا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = خیمے۔حرم۔شہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چہرہ فق ہونا (خوف سے چہرے کا رنگ بدلنا)
2- محاورہ = سروں کا کھولنا (غم کا اظہار کرنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) رب ذوالجلال
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

1- فساد = جھگڑا
2- ذوالجلال = صاحب احترام

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = ذوالجلال (خداوندے عالم)
2- کنایہ بعید = خیر النساء

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی= 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) بانوے نیک کام
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ارصاد = کھیتی ہری رہے
2- ذوالقافیتین = کھیتی ہری۔گودی بھری
3- مراعات النظیر = بانو۔مانگ۔بچوں۔گودی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کھیتی ہری رہنا = آباد رہنا
2- محاورہ = نیک نام رہنا = خوش نام رہنا
3- محاورہ = مانگ صندل سے بھری رکھنا (سہاگ قائم رہنا)
4- محاورہ = بچوں سے گودی بھری رہنا (بچے زندہ رہنا)

۴۴

آفت میں ہے مُسافرِ صحرائے کربلا
بیکس پہ یہ چڑھائی ہے، سیّد پہ یہ جفا
غربت میں ٹھن گئی جو لڑائی تو ہو گا کیا
اِن ننھّے ننھّے بچّوں پہ کر رحم اے خدا

فاقوں سے جاں بلب ہیں عطش سے ہلاک ہیں
یارب ترے رسولؐ کی یہ آلِ پاک ہیں

بند مرثیہ - 44

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر =(2) مسافر صحرائے کربلا
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف =غیر مردف

لغات

آفت = مصیبت

صنائع معنوی

1- تلمیح = سیّد (رسول خداؐ کی نسل)

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چڑھائی کرنا (حملہ کرنا)
2- محاورہ = آفت میں ہونا (مصیبت میں ہونا)
3- کنایہ بعید = مسافر صحرائے کربلا (امام حسنؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

غربت = مسافرت

صنائع معنوی

1- صنعت سوالیہ = مصرعہ اول اسی صنعت میں ہے۔

صنائع لفظی

1- تکریر = تجھے تجھے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = رحم کرنا (مدد کرنا)
2- محاورہ = ٹھن جانا (قائم ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر =(1) آلِ پاک
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = رسولؐ۔ آل
2- مراعات النظیر = فاقوں، عطش، جاں بہ لب، ہلاک
3- تفریع ۔ فاقوں ۔ ہیں۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جاں بہ لب ہونا (مرنے کے قریب ہونا)
2- محاورہ = ہلاک ہونا (تباہ ہونا)
3- کنایہ بعید = آل پاک (رسولؐ کی اولاد)

(۴۶)

بولے قریب جا کے شہِ آسماں جناب
مُضطر نہ ہو دعائیں ہیں تم سب کی مستجاب
مغرور ہیں خطا پہ ہیں یہ خانماں خراب
خود جا کے میں دکھاتا ہوں اُن کو رہِ صَواب

مَوقع نہیں بہن ابھی فریاد و آہ کا
لاؤ تبرّکات رسالت پناہ کا

بند مرثیہ - 45

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) رسولِ فلک وقار۔ خاتونِ روزگار
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = سر، پر، گزر

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = خاتون روزگار (حضرت فاطمہؑ)
2- محاورہ = سر پر نہ ہونا (بے یار و مددگار)
3- محاورہ = گھر لٹ جانا (گھر تباہ ہونا)

لغات

1- سوگوار = عزادار

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = اب۔ بعد

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

لغات

عدالت پناہ = انصاف کرنے والا
داد دینا = انصاف کرنا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = داد مانگنا = انصاف طلب کرنا
2- محاورہ = بن جانا = ہو جانا

۴۶

بولے قریب جا کے شہِ آسماں جناب
مُضطر نہ ہو دعائیں ہیں تم سب کی مستجاب
مغرور ہیں خطا پہ ہیں یہ خانماں خراب
خود جا کے میں دکھاتا ہوں اُن کو رہِ صَوَاب

مَوقع نہیں بہن ابھی فریاد و آہ کا
لاؤ تبرّکات رسالت پناہ کا

بند مرثیہ - 46

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر =(1) شہ آسماں
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

1- مستجاب = قبول
2- مضطر = بے قرار

صنائع معنوی

1- احتجاج بدلیل مذہبی = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شہ آسماں جناب = امام حسینؑ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر (1) رہ صواب
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

لغات

1- خانماں = گھر کا اسباب
2- رہ صواب = نیکی کا راستہ

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = خطا۔ صواب
2- صنعت جمع = دوسرا مصرعہ اسی صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مغرور ہونا۔ غرور ہونا
2- نیا محاورہ = دکھاتا ہوں۔ تنبیہ کرتا ہوں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 12
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 3
کل اضافات شعر =(1) فریاد و آہ
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

1- تبرکات = بزرگوں کے آثار
2- فریاد = دہائی

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = رسالت پناہ (رسول خداؐ)

۴۷

معراج میں رسولؐ نے پہنا تھا جو لباس
کشتی میں لائیں زینب اسے شاہِ دیں کے پاس
سر پر رکھا عمامۂ سردارِ حق شناس
پہنی قبائے پاکِ رسولؐ فلک اساس

بَر میں درست و چُست تھا جامہ رسولؐ کا
رومال فاطمہؑ کا، عمامہ رسولؐ کا

بند مرثیہ - 47

شعر نمبر- 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) شاہِ دین

کل تعداد حروف شعر = 58

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = معراج (پیغمبر اکرم کا عرش پر سفر)

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شاہِ دین (امام حسینؑ)

لغات

1-اساس = جڑ

2-شناس = پہنچانے والا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 3

کل اضافات شعر = (5) عمامۂ - قبائے پاک رسولِ فلک

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سر- عبا- قبا- پہننا

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = سردار حق شناس (رسولؐ)

لغات

بر = سینہ

چُست = موزوں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (1) درست و چست

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1-ترجمہ اللفظ = درست - چست

صنائع لفظی

1- ذوالقافتین = تھا، جا، کا، عمامہ

2- تضمن المزدوج = درست، چست

3- مراعات النظیر

= بر- سر- جامہ- عمامہ- رومال

محاسن علم بیان

1- محاورہ

= درست ہونا- ٹھیک اور مناسب ہونا

۴۸

شملے کے دُو سِرے جو چھٹے تھے بصد وقار
ثابت یہ تھا کہ دوش پہ گیسو پڑے ہیں چار
بَل کھا رہا تھا زلفِ سمن بو کا تار تار
جِس کے ہر ایک مو پہ خطا و خُتن نثار

مُشک و عبیر و عود اگر ہیں تو ہیچ ہیں
سنبل پہ کیا کھلیں گے یہ گیسو کے پیچ ہیں

سنبل کی اصل کیا ہے

بند مرثیہ- 48 شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

لغات

گیسُو = سر کے بال

صنائع لفظی

1-سیاق الاعداد =دو، چار، صد
2- تضمن المزدوج =سرے، پڑے، تھے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ثابت ہونا (معلوم ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی =2
کل الفاظ فارسی= 8 کل الفاظ اردو =9
کل اضافات شعر = (2) زلف سمن بو۔ خطا و ختن
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- سمن = چنبیلی
2- خطا = چین کا شہر جو مشک کے لیے مشہور ہے
3- ختن = تُرکستان کا شہر جو مُشک کے لیے مشہور ہے

صنائع لفظی

1- تکریر = تار تار
2- مراعات النظیر = زلف۔ تار۔ مو۔ بل
3- تنسیق الصفات = سمن بو
4- تضمن المزدوج = سمن۔ ختن
5- تضمن المزدوج =بو۔ مو

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بل کھانا (پیچ و تاب کھانا)
2- محاورہ = نثار ہونا (صدقہ ہونا)
3- مجاز = خطا ختن سے مراد وہاں کی مُشک ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی= 4 کل الفاظ اردو= 10
کل اضافات شعر (2) مشک و عبیر و عود
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = مردف

لغات

1-ہیچ = کچھ نہیں
2- عبیر = خوشبودار سفوف جو مشک گلاب اور صندل سے تیار کی جاتی ہے
3- عود = سیاہ لکڑی جو جل کر خوشبو دیتی ہے
4- سنبل = ایک قسم کی خوشبودار گھاس
5- اگر = ایک قسم کی لکڑی جو جلانے سے خوشبو دیتی ہے

صنائع معنوی

1-ایہام =اگر (1۔خوشبودار لکڑی ،2-لفظ سوالیہ) شاعر کا مقصد خوشبودار لکڑی ہے
2-جمع = پہلا مصرعہ اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = ہیچ۔ پیچ
2- مراعات النظیر = مشک، عبیر، عود، اگر، سنبل

محاسن علم بیان

1-محاورہ =ہیچ ہونا۔ کچھ بھی نہیں

۴۹

کپڑوں سے آرہی تھی، رسولِ زمَن کی بُو
دُولھا نے سُونگھی ہو گی، نہ ایسی دُولھن کی بُو
حیدر کی فاطمہ کی حسینؑ و حسنؑ کی بُو
پھیلی ہوئی تھی چار طرف پنجتنؑ کی بُو

لُٹتا تھا عِطر، وادیِ عَنبر سَرِشت میں
گُل جھومتے تھے باغ میں، رضواں بہشت میں

بند مرثیہ - 49

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (1) رسولِ زمن
کل تعداد حروف شعر =55
ردیف = مردف

لغات

رسولِ زمن = رسولِ وقت

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی
= دولہا۔ دلہن

صنائع لفظی

1- تضمن المز دوج = کی، تھی، ایسی، ہوگی
2- ذوالقافتین الحاجب = زمن کی بو
دلہن کی بو

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = رسولِ زمن (رسولِ خدا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) حسینؑ و حسنؑ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = پنجتن (محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ
2- صنعت جمع = حیدرؑ، فاطمہؑ، حسینؑ اور حسنؑ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) وادیٔ عنبر
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات

عنبر = سمندر کی ایک خوشبودار گھاس

صنائع لفظی

1- تضمن المز دوج = لٹنا۔ تھا
2- مراعات النظیر = گل، باغ، عطر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = لٹنا (تباہ ہونا۔ بکھیرنا)

جدید ترکیب = وادیٔ عنبر سرشت

۵۰

پوشاک سب پہن چکے جس دم شہِ زمَن
لے کربلائیں بھائی کی رونے لگی بہن
چلّائی ہائے آج نہیں، حیدرؑ و حسنؑ
امّاں کہاں سے لائے تمھیں اب یہ بیوطن

رخصت ہے اب رسول کے یوسف جمال کی
صدقے گئی بلائیں تو لو اپنے لال کی

بند مرثیہ - 50

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (1) شہِ زمن
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

لغات

پوشاک = لباس

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = بھائی ۔ بہن

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بلائیں لینا = صدقہ ہونا
2- کنایہ بعید = شہِ زمن ۔ (شاہ زمانہ ۔ امام حسینؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) حیدرؑ و حسنؑ
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہائے ہائے کرنا (زور شور سے رنج و غم کرنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

لغات

1- یوسف جمال = بہت خوبصورت
2- لال = لاڈلا

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = صدقہ = بلائیں

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

محاسن علم بیان

1- استعارہ = یوسف جمال [حضرت حسینؑ]
2- محاورہ = صدقہ ہونا [قربان ہونا]
3- محاورہ = بلائیں لینا (صدقے ہونا)

۵۱

صَنْدوق اسلحے کے جو کُھلوائے شاہ نے
بیٹا مُنھ اپنا زینبِ عصمَت پناہ نے
پہنی زرہ، امامِ فَلک بارگاہ نے
بازو پہ جوشنین پڑھے عِزّ و جاہ نے

جَوہر بَدن کے حُسن سے سارے چمک گئے
حلقے تھے جتنے اُتنے سِتارے چمک گئے

بند مرثیہ - 51

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (1)

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = مردف

لغات

اسلحہ = لڑائی کے ہتھیار

عصمت پناہ = پاک دامنی کی ضامن

محاسن علم بیان

1- محاورہ = منہ پیٹنا = شدت غم کا اظہار کرنا

حوالہ جات: جدید اصطلاحی ترکیب = عصمت پناہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = (2) امام فلک - عز وجاہ

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = مردف

لغات

1- زرہ = لوہے کا جالی دار کرتا

2- جوشنین (1- جوشن کبیر، 2- جوشن صغیر)

یہ دعائیں بلاؤں سے بچنے کے لیے پڑھی جاتی ہیں۔

صنائع لفظی

1- تفریع = پہنی - نے

حوالہ جات: جدید تراکیب = امام فلک بارگاہ

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = امام فلک بارگاہ = امام حسینؑ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 45

ردیف = مردف

لغات

1- جوہر۔

1- قیمتی پتھر، 2- ذرات

2- حلقہ، 1- دائرہ 2- گروہ

فصاحت و بلاغت بیان

بلاغت کا ایک ہنر یہ بھی ہے کہ بغیر کسی چیز کا نام لے اس کی معرفت کی جائے۔ یہاں مصرعہ ثانی میں "حلقے" سے مراد ذرہ ہے۔

صنائع معنوی

1- ایہام = جوہر [1- قیمتی پتھر

[2- ذرات

یہاں شاعر کی مراد ذرات سے ہے۔

2- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = جتنے، اتنے، ستارے

2- مراعات النظیر = جوہر، حسن، چمک

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل

= حلقہ سے مراد زرہ ہے

۵۲

یاد آ گئے علیؑ نظر آئی جو ذوالفقار
قبضے کو چُوم کر شہ دیں روئے زار زار
تولی جو لے کے ہاتھ میں شمشیرِ آبدار
شوکت نے دی صدا کہ تری شان کے نثار

فتح و ظفر قریب ہو، نُصرت قریب ہو
زیب اِس کی تجھ کو، ضربِ عدو کے نصیب ہو

بند مرثیہ - 52

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) شہِ دین
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

لغات

1- قبضہ = تلوار کا دستہ
2- زارزار = شدت کے ساتھ

فصاحت و بلاغت بیان

'' قبضہ کو چوم کر'' اس شعر میں نہایت بلاغت ہے یعنی وہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں کو چوم رہے ہیں

صنائع معنوی

1- تلمیح = ذوالفقار = حضرت علیؓ کی تلوار

صنائع لفظی

1- تکریر = زارزار

محاسن علم بیان

1- محاورہ = زارزار رونا۔ شدت کے ساتھ رونا
2- کنایہ بعید = شہِ دین = امام حسینؑ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) شمشیرِ آب دار
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

1- آب دار = چمک دار
2- شوکت = طاقت۔ زور

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = لے، کے، نے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = شمشیر تولنا۔ جنگ کے لیے تیار ہونا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 8
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) فتح و ظفر
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

لغات

1- نصیب = حصہ
2- زیب = آرائش

صنائع معنوی

1- تضمین = پہلا مصرع آیت نصر من الله فتح و قریب کی ترجمانی کرتا ہے۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = فتح۔ ظفر۔ نصرت۔ ضرب

(۵۳)

باندھی کمر سے تیغ جو زہرؑا کے لال نے
پھاڑا فلک پہ اپنا گریباں ہلال نے
دستانے پہنے سَرَورِ ؑ قُدسی خصال نے
معراج پائی دوش پہ حمزہ کی ڈھال نے

رُتبہ بلند تھا کہ سَعَادت نشان تھی
ساری سِپَر میں مُہرِ نبوّت کی شان تھی

ؑ سید

بند مرثیہ- 53

لغات

ہلال= پہلی رات کا چاند جو کمان کی طرح مکمل نہیں ہوتا۔

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی= 3 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل= ہلال کی کمانی شکل کو گریباں چاک سے تعبیر کیا گیا۔

صنائع لفظی

مقلوب مستوی=لال
تفریع =باندھی۔نے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گریبان پھاڑنا۔غم اور رنجیدہ ہونا
2- کنایہ قریب=زہراؑ کے لال۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی= 3 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر (1) سرورِ قدسی خصال
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف =مردف

لغات

قدسی خصال =پاکیزہ صفات

فصاحت و بلاغت بیان

دوش پہ معراج پانا =ندرت بیان ہے

صنائع معنوی

1- تلمیح
=معراج[رسولؐ کا عرش پر سفر۔

صنائع لفظی

1-ذوالقافتین=قدسی خصال کی ڈھال
2- تضمن المز دوج=دستانے، نے، پہنے
3- تفریع =دستانے۔نے

محاسن علم بیان

1- محاورہ
=معراج پانا۔بہت بلند مرتبہ پانا

حوالہ جات :جدید تراکیب اصطلاح =سرورِ قدسی خصال۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی= 3 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر =(1) مہر نبوت
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف=مردف

لغات

مہر نبوت =ابھرا ہوا نقش جو رسولؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھا۔
سعادت نشان=خوش نصیبی کا نشان

صنائع معنوی

1- تلمیح =مہر نبوت
2-صنعت تعجب=رتبہ بلند تھا کہ سعادت نشان تھی
3-مبالغہ=ساری سپر میں مہر نبوت کی شان تھی

صنائع لفظی

1- تضمن المز دوج
=نبوت۔سعادت۔
2- تضمن المز دوج
=سپر۔مہر

محاسن علم بیان

1- سپر میں مہر نبوت کی شان تھی
(تشبیہ)

۵۴

ہتھیار، اِدھر لگا چکے آقائے خاص و عام
تیار اُدھر ہوا عَلَمِ سیّدُ الانام
کھولے سروں کو گرد تھیں سیدانیاں تمام
روتی تھی تھامے چوبِ عَلَم خواہرِ امام

تیغیں کمر میں دوش پہ شملے پڑے ہوئے
زینبؑ کے لال زیرِ عَلَم آکھڑے ہوئے

بند مرثیہ - 54

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (4) آقائے خاص وعام۔ علم سید الانام
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = خاص۔ عام
2- تضاد ایجابی = اِدھر، اُدھر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہتھیار لگانا = (لڑائی پر آمادہ ہونا)
2- کنایہ بعید = سید الانام (امام حسینؑ)
3- کنایہ بعید = آقا خاص وعام (امام حسینؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) چوبِ علم۔ خواہرِ امامؑ
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

سید انیاں = امامؑ کا زمانہ
چوبِ علم = علم کا ڈنڈا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر کھولنا = بہت غم زادہ اور رنجیدہ ہونا۔
2- کنایہ بعید = خواہرِ امامؑ = (حضرت زینبؑ)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) زیرِ علم
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = کھڑے۔ پڑے

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

۵۵

گرداںے دامنوں کو قبا کے وہ گُلعذار

مِرفَق تک آستینوں کو اُلٹے بصَد وقار

جعفر کا رُعب ، دبدبہ شیرِ کردگار

بوٹا سے اُن کے قد پہ نمودار و نامدار

آنکھیں مَلیں عَلَم سے پھریرے کو چُوم کے

رایت کے گرد پھرنے لگے جُھوم جُھوم کے

بند مرثیہ - 55

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

مرفق = کہنی
گل عذار = پھول سے رخسار

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = دامنوں۔آستینوں

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = گل عذار پھول سے رخسار
2- محاورہ = آستیں الٹنا۔(لڑائی کے لیے آمادہ ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (3) دبدبۂ شیر کردگار۔نمودار و نام دار
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- دبدبہ = شان وشوکت
2- بوٹا = چھوٹا پودا
3- نمودار = ظاہر
4- نامدار = مشہور

صنائع معنوی

1- لف ونشر مرتب = جعفر کا رعب = نمودار
۔دبدبہ شیر کردگار = نام دار ۔
2- تاکید الذم بمشابہ المدح = بوٹا سا ان کے قد
ہے نمودار نام دار

صنائع لفظی

1- تفریع = جعفر۔دار

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بوٹا قد۔چھوٹا قد
2- کنایہ قریب = شیر کردگار

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

رایت = جھنڈا

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = علم۔پھریرے

صنائع لفظی

1- تکریر = جھوم جھوم
2- مراعات النظیر
= علم، پھریرے چوم۔رایت

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آنکھیں ملنا
عقیدت کا احترام کرنا
2- محاورہ = چومنا۔ احترام کرنا
3- محاورہ = جھوم جھوم کر پھرنا
خوشی سے قربان ہونا

٥٦

گہ ماں کو دیکھتے تھے کبھی جانبِ عَلَم
نعرہ کبھی یہ تھا کہ نثارِ شہِ اُمَم
کرتے تھے دونوں بھائی کبھی مشورے بہم
آہستہ پوچھتے کبھی ماں سے وہ ذی حَشَم

کیا قصد ہے علیؑ ولی کے نشان کا
امّاں! کسے ملے گا عَلَم نانا جان کا؟

بند مرثیہ - 56

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (3) جانبِ علم، نثارِ شہِ امم

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = غیر مردف

لغات

نثار = صدقہ

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں میر صاحب نے بڑی خوبصورتی سے بچوں کی فطری عادت کو نظم کیا ہے۔ وہ علم لینے کے خواہش مند تھے اور اس مدعا کو اپنی بے زبانی سے بیان کر رہے تھے۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نعرہ لگانا (للکارنا)

2- کنایہ بعید = شہِ امم۔ امام حسینؑ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

لغات

1- ذی حشم = شان و شوکت والے۔

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں "آہستہ پوچھنا" فصاحت اور بلاغت کا سرچشمہ ہے

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = مشورے، کرتے، تھے، پوچھتے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مشورہ کرنا (رائے لینا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) علیؑ ولی

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = مردف

لغات

قصد = ارادہ

فصاحت و بلاغت بیان

مصرعہ ثانی میں بچے "نانا جان" کہہ کر حضرت علیؑ سے اپنی نسبت اور علم حاصل کرنے پر اپنا حق جتا رہے ہیں جو اس شعر میں اس قضیہ کی جان ہے۔

صنائع معنوی

1- صنعت سوالیہ = دونوں مصرعوں میں سوال ہے۔

صنائع لفظی

1- تفریع = کیا۔ کا

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل = علیؑ ولی کے نشان سے مراد امام حسینؑ ہیں۔

2- زورمرہ = مصرعہ ثانی کی بہترین مثال ہے

page-470.gif

بند مرثیہ - 57

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) شہنشاہ خوش خِصال

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

لغات

1- محق = حق دار

2- خوش خصال = اچھی فطرت والے

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شہنشاہ خوش خصال (امام حسینؑ)

2- محاورہ = خیال رکھنا (دھیان رہنا)

3- محاورہ = مشورہ کرنا (رائے لینا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = (1) پاس ادب

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

لغات

1- پاسِ ادب = احترام کا لحاظ کرتے ہوئے

2- عرض = گذارش

3- مجال = قدرت

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = نہیں، ہے۔

2- احتجاج بدلیل عقلی = پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مجال رکھنا (قدرت رکھنا)

2- محاورہ = ملال کرنا (غم و رنج کرنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = مردف

لغات

1- جاں نثار = جان فدا کرنے والے

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = آقا۔ غلام

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = غلام۔ نام

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جاں نثار کرنا

(جان قربان کرنا)

2- محاورہ = نام کے امیدوار ہونا

(بغیر کوئی مطلب کے امید رکھنا)

بند مرثیہ - 58

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- صنعت احتجاج دلیل مذہبی
= پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے مثل ہونا (بے نظیر ہونا)
2- محاورہ = نشان دینا (پرچم دینا)

لغات

لشکر گراں = بڑا لشکر

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (2) لشکر گراں۔ وقت امتحاں
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = خیبر
(حضرت علیؑ کو چالیسویں دن علم عطا کیا گیا)
2- صنعت احتجاج دلیل مذہبی
= پورا شعر اس صنعت میں ہے
3- صنعت تجرید = خیبر میں علیؑ کی شجاعت سے عون و محمد ارتباط حاصل کر رہے ہیں۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= خیبر، علم، لشکر، علیؑ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = منہ دیکھتے رہنا
= رعب دیکھ کر خاموش رہنا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 61، ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- حشو ملیح = انہیں کی تکرار سے کلام کے حسن میں اضافہ ہوا ہے

فصاحت و بلاغت بیان

اس بند میں پہلے شعر میں حضرت جعفر طیار کا ذکر ہے اور دوسرے شعر میں حضرت علیؑ کا تذکرہ اور اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں ترتیب کے ساتھ "پوتے ان ہی کے ہم ہیں۔ انہیں کے نواسے ہیں"۔ اگر چہ یہ لف و نشر ترتیب نہیں لیکن اگر پورے بند کو اکائی سمجھا جائے تو یہ نئی صنعت ضروری ہے۔

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل = پوتے انہیں کے (حضرت جعفر طیار)
2- مجاز مرسل = نواسے انہیں کے (حضرت علیؑ)

۵۹

زینبؑ نے تب کہا کہ تمھیں اِس سے کیا ہے کام
کیا دخل مجھ کو، مالک و مختار ہیں امام
دیکھو! نہ کیجو بے ادبانہ کوئی کَلام
بگڑونگی میں جو لوگے زباں سے عَلَم کا نام

لو جاؤ، بس، کھڑے ہو اَلگ ہاتھ جوڑ کے
کیوں آئے تم یہاں، علی اکبرؑ کو چھوڑ کے

بند مرثیہ - 59

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = (1) مالک و مختار
کل تعداد حروف شعر = 57
ردیف = غیر مردف

لغات

مختار = آزاد

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اس میں کیا ہے کام (یعنی اس سے تعلق نہیں
2- محاورہ = دخل دینا (بیچ میں بولنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بگڑنا = (غصہ میں آنا)
2- محاورہ = زبان پر نام آنا

فصاحت و بلاغت بیان

یہ شعر روز مرہ اور مکالمہ نگاری کی بہترین مثال ہے۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = آئے۔ جاؤ
2- تضاد ایجابی = الگ۔ جوڑ

۶۰

سَرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو عَلَم کے پاس
ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اساس
کھوتے ہو اَور آئے ہوے تم مرے حَواس
بس! قابلِ قبول نہیں ہے یہ التماس

رونے لگو گے پھر، جو بُرا یا بھَلا کہوں
اِس ضِد کو بچپنے کے سِوا اَور کیا کہوں

بند مرثیہ - 60

لغات

اساس=بنیاد۔جڑ

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو= 13
کل اضافات شعر = (1) شاہِ فلک
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = غیر مردف

فصاحت و بلاغت بیان

یہ شعر مکالمہ نگاری کی بہترین مثال ہے

صنائع معنوی

1-طباق سلبی =ہو۔نہ ہو
2-جمع وتفریق =سرکو۔ہٹو۔بڑھو نہ کھڑے ہو علم کے پاس

صنائع لفظی

1-تضمن المزدوج =سرکو۔ہٹو۔بڑھو
2-تنسیق الصفات =سرکو،ہٹو،بڑھو

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید=شاہ فلک اساس
2-روز مرّہ = پہلا مصرعہ اس صنعت میں ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی= 1 کل الفاظ اردو= 10
کل اضافات شعر = (1) قابلِ قبول
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مرّدف

صنائع معنوی

1-تضاد ایجابی = نہیں ۔ ہے

محاسن علم بیان

1-محاورہ = حواس کھونا۔گھبرانا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی= 1 کل الفاظ اردو= 16
کل اضافات شعر= 0
کل تعداد حروف شعر= 53
ردیف =مردف

صنائع معنوی

1-تضاد ایجابی =برا۔بھلا

صنائع لفظی

1-تضمن المزدوج
=برا،بھلا،سوا،کیا،یا

محاسن علم بیان

1-محاورہ =برا بھلا کہنا(اچھا برا کہنا)
2-نیا محاورہ= بچپنا کرنا (ضد کی باتیں کرنا)

٦١

عُمریں قلیل، اور ہَوَسِ منصبِ جَلیل،
اچّھا! نکالو قَدْ کے بھی بڑھنے کی کچھ سبیل
ماں صَدقے جائے گرچہ یہ ہمت کی ہے دلیل
ہاں، اپنے ہم سِنوں میں تمھارا نہیں عَدیل،

لازم ہے سوچے، غور کرے، پیش وپَس کرے
جو ہو سکے نہ کیوں بشر اُس کی ہَوَس کرے

بند مرثیہ - 61

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 0   کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) منصب جلیل۔ ہوسِ منصب
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

1- ہوس = لالچ
2- سبیل = تدبیر
3- منصب جلیل = بڑا عہدہ

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = قلیل۔ جلیل

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سبیل نکالنا (وسیلہ پیدا کرنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1   کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 57
ردیف = غیر مردف

لغات

عدیل = برابر

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = ہاں۔ نہیں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = صدقہ جانا (قربان ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) پیش و پس
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

لغات

پس و پیش کرنا
= آگے پیچھے ہونا

فصاحت و بلاغت بیان

یہاں شاعر ماں کے منہ سے ایک اہم اخلاقی درس دے رہا ہے جو انیس کی بلاغت ہے۔

صنائع لفظی

1- ضرب المثل = مصرعہ ثانی تغیر کے ساتھ ضرب المثل ہے۔
2- مراعات النظیر = سوچے۔ غور۔ پیش و پس کرے۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = پس و پیش کرنا۔ سوچ بچار کرنا

(۶۲)

اِن ننھّے ننھّے ہاتھوں سے اُٹھے گا یہ عَلَم
چھوٹے قدوں میں سب سے، سنوں میں سبھوں سے کَم
نِکلے تنوں سے سبطِ نبیؐ کے قَدَم پہ دَم
عہدہ یہی ہے بَس، یہی مَنصب یہی حَشَم

رُخصت طَلَب اگر ہو تو یہ میرا کام ہے
ماں صَدقے جائے آج تو مرنے میں نام ہے

بند مرثیہ - 62

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = قدموں۔ سبھوں۔ سنوں
2- تکریر = مجھے مجھے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) سبط نبیؐ
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- حشو ملیح = یہی کی تکرار ہے
جس سے شعر کے حُسن میں اضافہ ہوا۔

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = سبط نبیؐ (امام حسینؑ)
2- محاورہ = قدموں پر دم نکلنا (قدموں پر مرجانا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = صدقہ ہونا = (قربان ہونا)
2- محاورہ = مرنے میں نام ہونا = (زندۂ جاوید ہونا)

۶۳

پھر تم کو کیا، بزرگ تھے گر فخرِ روزگار
زیبا نہیں ہے وصفِ اِضافی پہ اِفتخار،
جوہر وہ ہیں جو تیغ کرے آپ آشکار
دِکھلا دو آج حیدرؑ و جعفرؑ کی کارزار

تم کیوں کہو کہ لالؑ خدا کے ولی کے ہیں
فوجیں پکاریں خود کہ "نواسے علیؑ کے ہیں"

نشتر

بند مرثیہ - 63

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 14
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) فخر روزگار۔ وصف اضافی۔
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

1- فخر روزگار = نابغہ (Genius)
2- افتخار = عزت۔ بڑائی

محاسن علم بیان

1 - نیا محاورہ = تم کو کیا (تم کو اس کے ساتھ کیا واسطہ)

حوالہ جات: جدید ترکیب = وصف اضافی۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) حیدرؑ و جعفرؑ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

1- آشکار کرنا = ظاہر کرنا

صنائع معنوی

1- صنعت ضرب المثل
۔جوہر وہ ہے جو تیغ کرے آپ آشکار

صنائع لفظی

1- ضمن المزدوج = جوہر، جعفرؑ، حیدر
2- مراعات النظیر = جوہر، تیغ، کارزار

محاسن علم بیان

1- محاورہ
= دکھلا دو۔ بتا دو

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ذوالقافیتین = کے، ولی، نواسے، علی

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = خدا کے ولی (حضرت علیؑ)

(۶۴)

کیا کچھ عَلَم سے جعفرِ طیار کا تھا نام
یہ بھی تھی اِک عطائے رسولِؐ فلک مقام
بِگڑی لڑائیوں میں بَنْ آئے انھیں سے کام
جب کھینچتے تھے تیغ تو ہلتا تھا روم و شام

بیجاں ہوئے تو نخلِ وَغا نے ثمر دیے
ہاتھوں کے بدلے حق نے جواہر کے پَر دیے

بند مرثیہ - 64

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (3) جعفر طیار۔ عطای رسولؐ فلک
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تجنیس = طیار (1۔ آمادہ، 2۔ پر)
شاعر کی مراد "پر" ہے۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نام ہونا = مشہور ہونا
2- کنایہ = رسولؐ فلک مقام

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر (1) روم و شام
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = ہلتا تھا روم و شام
2- تضاد ایجابی = بگڑی۔ بن جانا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بگڑی بن جانا
2- محاورہ = تیغ کھینچنا (جنگ کرنا)

لغات

1- نخل = درخت
2- ثمر = میوے
3- وغا = جنگ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ذوالقافیتین = نے، ثمر دئے۔ کے پر دئے
جدید ترکیب = نخلِ دغا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے جان ہونا (مرجانا)
2- محاورہ = ثمر پانا (محنت کا صلہ پانا)

۶۵

لشکر نے تین روز ہزیمت اُٹھائی جب
بخشا عَلَم رسولِؐ خدا نے علیؑ کو تب
مرحب کو قتل کر کے بڑھا جب وہ شیرِ رَب
دَر بند کر کے قلعہ کا بھاگی سپاہ سَب

اُکھڑا وہ یوں گراں تھا جو دَر سنگِ سخت سے
جس طرح توڑ لے کوئی پتّا دَرخت سے

بند مرثیہ - 65

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) رسولِ خداؐ
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = غیر مردف

لغات

ہزیمت = شکست

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = لشکر۔عزیمت۔علم

محاسن علم بیان

1-محاورہ = ہزیمت اٹھانا (شکست اٹھانا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) شیر رب
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = مرحب کا قتل

صنائع لفظی

1- تفریع = مرحب۔جب۔رب
2-مراعات النظیر = مرحب، قتل
شیر رب، در، قلعہ، سپاہ

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شیر رب (حضرت علیؑ)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (1) سنگِ سخت
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

1- گراں = وزنی

صنائع معنوی

1-مبالغہ تبلیغ = جس طرح توڑے کوئی پتا درخت سے

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = در سنگ سخت سے گراں تھا
2- تشبیہ = جس طرح توڑے کوئی پتا درخت لے

٦٦

نرغے میں تین دن سے ہے مُشکلکشا کا لال
اماں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پائمال
پوچھا نہ یہ کہ کھولے ہیں کیوں تم نے سر کے بال
میں لُٹ رہی ہوں اور تمھیں منصب کا ہے خیال

غمخوار تم مرے ہو نہ عاشق امام کے
معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے

بند مرثیہ - 66

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - نرغہ = گھیراؤ

صنائع معنوی

1- تلمیح = مشکل کشا (حضرت علیؑ)

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = اماں کا باغ (حضرت فاطمہؑ کی اولاد)
2- محاورہ = نرغہ میں ہونا (محاصرہ ہونا)
3- نیا محاورہ = باغ پائمال ہونا (تباہ و تاراج ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 22 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 18
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 62
ردیف = غیر مردف

لغات

1- منصب = مرتبہ۔ منزلت

صنائع لفظی

1- تنسیق الصفات = تپ۔ بخار۔ مہر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بال کھولنا (بہت زیادہ غم زدہ اور رنجیدہ ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

طالب = خواہش مند

محاسن علم بیان

1- محاورہ = غم خواری کرنا (مصیبت میں شریک ہونا)
2- محاورہ = عاشق ہونا (محبت کرنا)
3- محاورہ = معلوم ہونا (بھید کھلنا)

٦٧

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام
غُصّے کو آپ تھام لیں لے خواہرِ امام
واللہ کیا مجَال جو لیں اَب عَلَم کا نام
کُھل جائیگا لڑیں گے جو یہ باوفا غُلام

ذَجیں بھگا کے گنجِ شہیداں میں سوئینگے
تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئینگے

بند مرثیہ - 67

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4   کل الفاظ اردو =11
کل اضافات شعر = (1) خواہرِ امام
کل تعداد حروف شعر = 54   ردیف = غیر مردف

لغات

لالہ فام = لالہ (پھول) کے مانند

صنائع لفظی

1- تکریر = جوڑ جوڑ
2 - تضمن المزدوج = تھام۔فام۔امامٓ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھوں کو جوڑنا۔(التماس کرنا)
2- نیا محاورہ = غصہ کو تھامنا (غصہ کو برداشت کرنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی= 2   کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر= 0
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

واللہ = خدا کی قسم

صنائع لفظی

1- ذوالقافتین = وفا، غلام
(وفا۔غلام) (کا۔نام)

محاسن علم بیان

(۱) محاورہ = مجال کرنا (ہمت کرنا)
(۲) محاورہ = کھل جانا (معلوم ہو جانا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر= 18   کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی= 1   کل الفاظ اردو= 15
کل اضافات شعر= (1) گنجِ شہیداں
کل تعداد حروف شعر= 55
ردیف = مردف

لغات

1- گنج شہیداں = وہ بڑی قبر جس میں شہیدوں کو ایک ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔ مکالمہ کی اس سے بہتر مثال ملنا ممکن نہیں۔

صنائع معنوی

1- پورا شعر صنعت تعلیق میں ہے

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج
= فوجیں۔ہوئیں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = قدر ہونا (معلوم ہونا)
2- نیا محاورہ = ہم نہ ہوئیں گے (مرجائیں گے)

٦٨

بس، کہہ کے یہ ہٹے جو سعادت نشاں پسر
چھاتی بھر آئی ماں نے کہا تھام کر جگر
دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو! مجھے خبر
ٹھہرو ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر

کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بری لگی
بچّو! یہ کیا کہا، کہ جگر پر چھری لگی

ن ـــ پیارو

بند مرثیہ - 68

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

سعادت = نیک بخت

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چھاتی بھر آنا (دل بھر آنا۔ غم ہونا)
2- محاورہ = جگر تھامنا (رنجیدہ ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

تعجب:
ع۔ دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو مجھے خبر

صنائع لفظی

1- تکریر = لے لے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بلائیں لینا (صدقے ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات

نصیحت = نیک مشورہ

صنائع معنوی

1- سوالیہ
کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بری لگی۔؟

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = جگر پر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = صدقہ جانا
(قربان ہونا)
2- محاورہ = جگر پر چھری چلنا
(بہت تکلیف ہونا)

۶۹

زینبؑ کے پاس آ کے یہ بولے شہِ زمن
کیوں تم نے دونوں بیٹوں کی باتیں سنی بہن
شیروں کے شیر، عاقل و جرار و صف شکن
زینب! وحیدِ عَصر ہیں یہ دونوں گلبدن

یوں دیکھنے کو سب میں بزرگوں کے طَور ہیں
تیور ہی اِن کے اَور، اِرادے ہی اَور ہیں

بند مرثیہ - 69

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = (1) شہ زمن
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

لغات

شہ زمنؑ = شاہ وقت (امام حسینؑ)

صنائع معنوی

1-ایہام = کیوں (1۔تاکید، 2۔مخاطب)
یہاں شاعر کی مراد مخاطب ہے

محاسن علم بیان

1-مجاز مرسل = شہ زمن (حضرت حسینؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2) عاقل و جرار۔ وحید عصر
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

1-جرار = بہادر
2-وحید عصر = یکتائے زمانہ
3-صف شکن = صفوں کو توڑنے والا

صنائع معنوی

1-جمع = یہ شعر صنعت جمع میں ہے۔

صنائع لفظی

1-تنسیق الصفات = عاقل۔ جرار۔ صف شکن۔ وحید عصر

محاسن علم بیان

1-استعارہ = شیر
2-استعارہ = گل بدن

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = مردف

لغات

طور = ڈھنگ
تیور = طبیعت کا رنگ

صنائع لفظی

1-تفریع = یوں۔ ہیں

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = تیور اور ہونا (طبیعت کا رنگ بدلنا)

۷۰

نُو دس برس کے سن میں یہ جرأت، یہ وَلوَلے
بچّے کسی نے دیکھے ہیں ایسے بھی مَن چلے
اقبال کیونکر اِن کے نہ قدموں سے مُنھ مَلے
کِس گود میں بڑے ہوئے، کِس دودھ سے پلے

بیشک یہ وَرثہ دارِ جنابِ امیرؑ ہیں
پر کیا کروں کہ دونوں کی عمریں صغیر ہیں

بندمرثیہ - 70

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18　　کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3　　کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53　　ردیف = غیر مردف

لغات

1- جرأت = دلیری
2- ولولے = جوش امنگیں
3- من چلے = بہادر

صنائع معنوی

1- سوالیہ = دوسرا مصرعہ پورا سوالیہ صنعت میں ہے۔

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = نو۔دس
2- تضمن المزدوج = بچے، ایسے، دیکھئے، منچلے، ولولے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 0
کل الفاظ اردو = 18
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

1- اقبال = خوش قسمتی

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = اقبال قدموں پر منہ ملنا (خوش قسمتی ترقی کرنا)
2- نیا محاورہ = کس کا دودھ پیا ہے (کس ماحول میں بڑھے ہوئے)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) دلِ جنابِ امیرؑ
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

لغات

ورثہ دار = وارث

صنائع معنوی

صنعت احتجاج عقلی = پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = جناب امیرؑ (حضرت علیؑ)

۷۱

اب تم جسے کہو، اُسے دیں فوج کا عَلَم
کی عَرض جو صَلاحِ شہِ آسماں حَشَم
فرمایا جب سے اُٹھ گئیں زہرؑاے با کَرَم
اُس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم

مَالک ہو تم بزرگ کوئی ہو کہ خُرد ہو
جس کو کہو اُسی کو یہ عُہدہ سپُرد ہو

بند مرثیہ - 71

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) صلاحِ شہِ دیںؑ
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- صنعت سوال و جواب = پورا شعر اس صنعت میں ہے
حوالہ جات : جدید ترکیب = شہ آسماں حشم

محاسن علم بیان

1- روزمرّہ = پہلا مصرعہ روزمرّہ کی اچھی مثال ہے۔

لغات

زہرائےؑ باکرم = زہرائے مہرباں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = (1) زہرائےؑ باکرم
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اٹھ جانا (مرجانا)

لغات

خُرد = چھوٹا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = بزرگ، خرد

صنائع لفظی

1- تحت النقط
مصرعہ دوم صنعت تحت النقط میں ہے۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مالک ہونا (مختار ہونا)

۷۲

بولی بہن کہ آپ بھی تو لیں کسی کا نام
ہے کس طرف توجّہِ سردارِ خاص و عام
قرآں کے بعد ہے بھی تو ہے آپ کا کلام
گر مجھ سے پوچھتے ہیں شہِ آسماں مقام

شوکت میں، قد میں، شان میں ہمسر کوئی نہیں
عبّاسِ نامدار سے بہتر کوئی نہیں

ن میری بھی صلاح ہے اے سرورِ انام

بند مرثیہ - 78

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) قمرِ علیؑ
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- صنعت مبالغہ غلو = ذرہ کو آفتاب کرنا۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ذرہ کو آفتاب بنانا (ترقی دینا)

لغات

1- خاکسار = عاجز۔ فروتن

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ایہام = کامیاب (1۔ پیروز ہونا، 2۔ مزہ چکھنا)
یہاں شاعر کی مراد شہادت کا مزہ چکھنا ہے۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = خاکسار۔ ابوتراب

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) ابن فاطمہؑ
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- صنعت المزدوج = پسینے۔ سے۔ کے
2- مراعات النظیر = سر، تن، پسینے، لہو

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر تن سے گرنا (قتل ہونا)
2- محاورہ = پسینہ پر خون بہانا (فدا ہونا)
3- کنایہ قریب = ابن فاطمہؑ (امام حسینؑ)

بند مرثیہ - 84

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) ابن حسنؑ
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = ابن حسنؑ سے مراد قاسمؑ ہیں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) فوجِ شام
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1 - نیا محاورہ = بڑھی چلی آنا (زیادہ ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گلے ملنا = (رخصت ہونا)

بند مرثیہ - 72

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (3) توجہ سردار خاص و عام
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = خاص و عام

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = نام لینا = انتخاب کرنا
2- نیا محاورہ = توجہ رہنا = خیال رہنا
3- کنایہ بعید = سردار خاص و عام = امام حسینؑ
4- روز مرّہ = پہلا مصرعہ روزمرہ کی اچھی مثال ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) شہ آسماں مقام
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = ہے تو ہے

حوالہ جات: جدید ترکیب = شہ آسماں مقام

محاسن علم بیان

2- کنایہ بعید = شہ آسماں مقام (امام حسینؑ)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردّف

صنائع معنوی

1- ایہام = قد (1- بدن کی لمبائی، 2- بلند مرتبت
یہاں شاعر کی مراد بلند مرتبت سے ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہمسری کرنا- برابری کرنا-

(۴۳)

عاشق، غلام، خادمِ دیرینہ، جاں نثار
فرزند، بھائی، زینتِ پہلو، وفا شعار
راحت رساں، مُطیع، نمودار، نامدار
جرّار، یادگارِ پدر، فخرِ روزگار،

صفدر ہے، شیر دل ہے، بہادر ہے، نیک ہے
بیمثل سیکڑوں میں، ہزاروں میں ایک ہے،

بند مرثیہ - 73 شعر نمبر- 1

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 1
کل اضافات شعر = (2) خادم دیرینہ ۔ زینت پہلو
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

لغات

1- دیرینہ = قدیم

صنائع معنوی

1- ذوالسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے
2- جمع ۔ پورا شعر اس صنعت میں ہے
حوالہ جات : جدید ترکیب = زینت پہلو

صنائع لفظی

1- تنسیق الصفات ۔ پورا شعر اس صنعت میں ہے
2- مراعات النظیر = غلام، خادم دیرینہ، وفا شعار، جاں نثار

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 10 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 0
کل اضافات شعر = (2) یادگار پدر ۔ فخر روزگار
کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = غیر مردف

لغات

1- راحت رساں = آرام پہنچانے والا
2- جرّار = دلیر
3- فخر روزگار = نابغۂ روزگار

صنائع معنوی

1- ذوالسان = پورا شعر اردو اور فارسی میں پڑھا جا سکتا ہے

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = یادگار، نام دار، روزگار، نمودار
2- تنسیق الصفات ۔ پورا شعر اس صنعت میں ہے
3- مراعات النظیر = فخر روزگار ۔ یادگار ۔ نمودار، نام دار

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

لغات

صفدر = لشکر کی صفیں پھاڑنے والا

صنائع معنوی

1- ایراد المثل = ہزاروں میں ایک ہے۔
2- ایہام = (1 - لشکر کی صف پھاڑنے والا 2- حضرت علیؑ کا لقب)
یہاں شاعر کی مراد لشکر کی صف پھاڑنے والے سے ہے۔

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = پہلا مصرعہ اس صنعت میں ہے
2- سیاق الاعداد = ایک ۔ سینکڑوں ۔ ہزاروں
3- تنسیق الصفات = صفدر ۔ شیر دل ۔ بہادر
4- تضمن المزدوج = سینکڑوں، ہزاروں
5- .... مثل ۔ دل

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے مثل ہونا (یعنی ان کا کوئی ہمسر نہیں) صفدر، شیر دل، بہادر
2- تشبیہ = شیر دل

(۷۴)

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولے شہِ زمن
ہاں! تھی یہی علی کی وصیّت بھی اے بہن
اچّھا، بُلائیں آپ، کدھر ہیں وہ صف شکن
اکبر چچا کے پاس گئے سُن کے یہ سخن،

کی عرض انتظار ہے، شاہِ غیور کو
چلیے، پھوپھی نے یاد کیا ہے حضور کو

بند مرثیہ - 74

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) شہِ زمن
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

شہِ زمن = امام حسینؑ

صنائع لفظی

1- تفریع = آنکھوں۔ بہن
2- تضمین المزدوج = تھی، بھی، یہی

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = آنکھوں میں اشک بھرنا (رونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 2
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = یہ۔ وہ

شعر نمب- 3

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) شاہِ غیور
کل تعداد حروف شعر = 44
ردیف = مردف

لغات

1- غیور = غیرت کرنے والا

فصاحت و بلاغت بیان

یہ شعر مکالمہ نگاری کی اعلیٰ مثال ہے۔

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = یاد کیا ہے (بلوایا ہے)

۷۵

عبّاس آئے، ہاتھوں کو جوڑے حضورِ شاہ
جاؤ بہن کے پاس، یہ بولا وہ دیں پناہ
زینبؑ وہیں عَلَم لیے آئیں بہ عزّ و جاہ
بولے نشاں کو لے کے شہِ عرش بارگاہ

اِن کی خوشی وہ ہے جو رضا پنجتن کی ہے
لو بھائی لو، عَلَم یہ عنایت بہن کی ہے

بند مرثیہ - 75

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی =1
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) حضورِ شاہ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

دیں پناہ = دین کی حفاظت کرنے والا

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = آئے۔ جاؤ
2- .... = یہ ۔ وہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھوں کو جوڑنا (عاجزی کرنا)
2- کنایہ بعید = دین پناہ (امام حسینؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (2) عزّ وجاہ۔ شہِ عرش بارگاہ
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

1- عزّ وجاہ = عزت اور رتبہ اعلیٰ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

لغات

رضا = رضامندی
عنایت = بخشش

فصاحت و بلاغت بیان

فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اس شعر کا جواب نہیں۔ اگر چہ حضرت زینبؑ جزو پنجتنؑ نہیں۔ لیکن پنجتنؑ کی رضامندی ہی حضرت زینبؑ کی اہمیت اور مقام و مرتبت کی نشان دہی کرتا ہے۔ چناں چہ امامؑ یہاں حضرت زینبؑ کی جگہ سمجھ کر احترام کرتے تھے اور اسی لیے حضرت عباسؑ کو علم سپرد کرتے ہوئے فرمایا: لو بھائی لو علم یہ امانت بہن کی ہے۔

صنائع معنوی

1- تلمیح = پنجتنؑ
2 - طباق ایجابی = یہ۔ وہ

محاسن علم بیان

1- روزمرّہ = دوسرا مصرعہ روزمرّہ کی اعلیٰ مثال ہے

۷۶

رَکھ کر عَلَم پہ ہاتھ جُھکا وہ فلک وقار
ہمشیر کے قدم پہ مَلا مُنھ بہ افتخار
زینبؑ بلائیں لے کے یہ بولیں کہ میں نثار
عباسؑ ! فاطمہؑ کی کمائی سے ہوشیار

ہوجائے آج صُلح کی صُورت تو کَل چَلو
اِن آفتوں سے بھائی کو لے کر نکل چلو

بند مرثیہ - 76

لغات

فلک مقام= آسمان مرتبت
افتخار= عزت

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی=1 کل الفاظ اُردو =11
کل اضافات شعر=0
کل تعداد حروف شعر=50
ردیف= غیر مردف

ضایع لفظی

1- مراعات النظیر =ہاتھ - منہ - قدم

محاسن علم بیان

1- محاورہ= جھک کر ملنا (تعظیم کرنا)
2- نیا محاورہ= قدم پر منہ ملنا (احترام و تعظیم کرنا)
3- کنایہ = فلک وقار (حضرت عباسؑ)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر=15 کل الفاظ عربی=4
کل الفاظ فارسی=2 کل الفاظ اُردو=9
کل اضافات شعر=0
کل تعداد حروف شعر= 53
ردیف= غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = لے، کے، سے

محاسن علم بیان

1- محاورہ =ہوشیار ہونا (چوکس رہنا)
2- محاورہ =بلائیں لینا (صدقہ ہونا)
3- مجاز مرسل =فاطمہؑ کی کمائی (امام حسینؑ مراد ہیں)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف =مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = آج ۔کل

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ =صورت ہو جانا (تدبیر ہونا)
2- محاورہ =نکل چلنا (دور ہو جانا)

۷۷

کی عرض میرے جسم پہ جس وقت تک ہے سر
ممکن نہیں ہے یہ کہ بڑھے فوجِ بدگہر
تیغیں کھنچیں جو لاکھ تو سینہ کروں سپر
دیکھیں اُٹھا کے آنکھ، یہ کیا تاب، کیا جگر

ساونت ہیں پسر اسدِ ذوالجلال کے
گر شیر ہو تو پھینک دوں آنکھیں نکال کے

بند مرثیہ - 77

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) فوجِ بدگہر
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

بدگہر = شریر

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = نہیں۔ ہے

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = سر جسم پر رہنا (زندہ رہنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

لغات

1- تاب = مجال

صنائع معنوی

1- مبالغہ اغراق = تیغیں کھنچی جو لاکھ۔
2- تجنیس تام = تاب
(1۔ روشنی۔ 2۔ طاقت)
یہاں مراد طاقت سے ہے

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ
= کیا تاب کیا جگر
2- مراعات النظیر
= سینہ، آنکھ، جگر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تاب رہنا (ہمت رکھنا)
2- محاورہ = جگر ہونا (حوصلہ ہونا)
3- محاورہ = تیغ کھنچنا (جنگ ہونا)
4- محاورہ = سینہ سپر کرنا (فداکاری کرنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (2) پسرِ اسدِ ذوالجلال
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

لغات

1- ساونت = بہادر
2- اسد = شیر
3- ذوالجلال
= خدا کا صفاتی کا نام۔

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں صیغہ جمع استعمال کر کے شعر میں بلاغت پیدا کی ہے کہ علیؑ کے تمام بیٹے بہادر اور دلیر ہیں۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آنکھیں نکال کر پھینک دینا (نابود کرنا)
2- کنایہ بعید = اسد ذوالجلال (حضرت علیؑ)

۷۸

مُنھ کر کے سُوے قبرِ علیؑ پھر کیا خطاب
ذرّے کو آج کر دیا مولا نے آفتاب
یہ عرض خاکسار کی ہے یا ابو تراب
آقا کے آگے ہوں میں شہادت سے کامیاب

سَر تَن سے ابنِ فاطمہؑ کے رو.برو گرے
شبیرؑ کے پسینے پہ میرا لہُو گرے

بند مرثیہ - 79

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) زوجۂ عباسؑ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

زوجہ = بیوی

فصاحت و بلاغت بیان

یہ میر انیس کی پاکیزہ منظر نگاری ہے کہ مرثیہ میں ترچھی نگاہ یا شرمیلی نگاہ کو بیان کرنے کے لیے انکھیوں سے کی نگاہ استعمال کرتے ہیں تاکہ کوئی جنسی کیفیت شعر میں پیدا نہ جائے۔

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = نظر۔شوہر۔نامور

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = انکھیوں سے نظر کرنا (ترچھی نگاہ کرنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) سبط نبیؐ۔چشم تر
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

1- نوحہ گر = غم زدہ ،دل ملول

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = یہ۔وہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بلائیں لینا = صدقہ ہونا
2- محاورہ = گرد پھرنا = صدقہ ہونا
3- کنایہ قریب = سبط مصطفیٰؐ ،(امام حسینؑ)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مردف

لغات

1- فیض = نفع۔نیکی
2 - تصدق = صدقہ

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = کنیز۔غلام

محاسن علم بیان

1- محاورہ = عزت بڑھنا (قدرو منزلت بڑھنا)
2- محاورہ = تصدق ہونا (صدقہ ہونا)

بند مرثیہ - 80

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

1- کوکھ = شکم۔بطن۔اولاد

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہے (سہاگ اور بچے زندہ رہیں)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) بانوئے نامور
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

1- سہاگن = جن کا شوہر زندہ ہو

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = بانو۔کنیز
2- مبالغہ = مجھ سی لاکھ کنیزیں ہوں تو فدا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سہاگن رہنا (شوہر دار رہنا)
2- محاورہ = فدا ہونا (قربان ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) ترقی اقبال و جاہ
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = بچے۔سائے۔کے
2- مصرعہ ثانی تحت النقاط میں ہے
ع سائے میں آپ کے علی اکبرؑ کا بیاہ ہو

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سایا سر پر ہونا (زندہ رہنا)

(۸۱)

قسمت وطن میں خیر سے پھر سب کو لیکے جائے

یثرب میں شور ہو کہ سفر سے حسینؑ آئے

ام البنین جاہ و حشم سے پسر کو پائے

جلدی شبِ عروسیِ اکبرؑ خدا دکھائے

مہندی تمہارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں

لاؤ دُولھن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں

بند مرثیہ - 81

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

یثرب = مدینہ

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = آئے۔جائے۔

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = لے، کے، سے
2- مراعات النظیر = وطن، سفر، یثرب

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خیر سے جانا
(خریت سے جانا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (3) جاہ و حشم، شب عروسِ اکبر
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = غیر مردف

لغات

1- ام البنین = (بیٹوں کی ماں) حضرت عباسؑ کی ماں

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = ام البنین = بیٹوں کی ماں

فصاحت وبلاغت بیان

یہ پورا شعر اردو کے سولہ الفاظ سے بنا ہے جس میں ہندوستانی سماج کی عکاسی کی گئی ہے جو انیس کی معجز بیانی ہے۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ہاتھ پاؤں

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= مہندی۔دلہن، بیاہ، ہاتھ پاؤں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مہندی ملنا
(شادی سے پہلے مہندی لگانا)
2- محاورہ = تاروں کی چھاؤں
(گجردم۔تاروں کی روشنی)

۸۲

ناگاہ آ کے بالی سکینہ نے یہ کہا
کیسا ہے یہ ہجوم، کدھر ہیں مرے چچا،
عُہدہ عَلَم کا ان کو مبارک کرے خدا
لوگو مجھے بلائیں تو لینے دو اِک ذرا

شوکت خدا بڑھائے مرے عمّو جان کی
میں بھی تو دیکھوں شان علیؑ کے نشان کی

بند مرثیہ - 82

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = غیر مردف

لغات

بالی = کمسن

فصاحت وبلاغت بیان

اس شعر میں بچے کی زبان سے ''کدھر ہیں میرے چچا'' مکالمہ نگاری کی جان ہے ۔

صنائع معنوی

1- سوالیہ = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = ناگاہ۔آ۔کہا۔کیسا۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مبارک کرے خدا (مبارک باد دینا)
2- محاورہ = بلائیں لینا (صدقہ ہونا)

فصاحت و بلاغت بیان

اس پورے بند میں بچوں کی نفسیاتی کیفیت کو پیش کیا گیا ہے جو بات کرتے وقت رشتے کا ذکر اپنے حوالے سے کرتے ہیں یعنی ''میرے عمو جان'' وغیرہ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ایہام = علیؑ کے نشان (1۔علم، 2۔عباس) ہر دو معنی لیے جا سکتے ہیں
2- صنعت مشاکلہ = عمو۔جان

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = شوکت بڑھانا (عزت بڑھانا)

۸۳

عباسؑ مُسکرا کے پُکارے کہ آؤ آؤ
عمّو نثار پیاس سے کیا حال ہے بتاؤ
بولی لپٹ کے وہ کہ مری مشک لیتے جاؤ
اب تو عَلَم ہِلا تمھیں پانی مجھے پِلاؤ

تحفہ نہ کوئی دیجے نہ انعام دیجیے
قربان جاؤں پانی کا اِک جام دیجیے

بند مرثیه - 83

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

فصاحت و بلاغت بیان

''مسکرا کر پکارنا'' ''آؤ آؤ''
نہایت سچی مرقع کشی ہے جس میں ''سہ بُعدی'' یا تھری ڈائمنشنل کیفیت نظر آتی ہے۔

صنائع معنوی

1- سوالیہ۔ پیاس سے کیا حال ہے بتاؤ؟

صنائع لفظی

1- تکریر = آؤ آؤ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نثار ہونا = صدقہ ہونا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

مشک = پانی بھرنے کی کھال

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = مشک۔ پانی۔ پلاؤ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = لپٹ جانا = اظہار محبت کرنا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 47 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- صنعت تفریق و جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے۔
2- دو نخنہ = پورا شعر اس صنعت میں ہے۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = قربان ہونا (صدقہ ہونا)
2- مجاز مرسل = جام کہہ کر پانی مقصد لینا

۸۴

باتوں پہ اُنکی روتی تھیں سیدانیاں تمام

کی عرض آکے ابنِ حسنؑ نے کہ یا اِمام

انبوہ ہے بڑھی چلی آتی ہے فوجِ شام

فرمایا آپ نے کہ نہیں فکر کا مقام

عبّاس اب عَلَم لیئے باہر نکلتے ہیں

ٹھہرو بہن سے مل کے گلے ہم بھی چلتے ہیں

۸۵

ڈیوڑھی پہ خادمانِ محل کی ہوئی پکار
آتے ہیں اب حضور، خبردار! ہوشیار!
خلعت پہن رہے ہیں علمدار نامدار
نذریں خوشی کی دینے کو حاضر ہیں جاں نثار

بھائی بڑا ہے سر پہ تو سایا ہے باپ کا
عہدہ جوان بیٹے نے پایا ہے باپ کا

بند ۸۵

کیونکہ یہ بند اغلب نسخوں میں نہیں اس لیے
اس کو تجزیہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

تقی عابدی

(۸۶)

ناگہ بڑھے عَلَم لئے عبّاسِ باوفا
دوڑے سب اہلبیتؑ، کھُلے سر، برہنہ پا،
حضرتؐ نے ہاتھ اُٹھا کے یہ اک ایک سے کہا
لو الوداع، اے حَرَمِ پاکِ مصطفیٰ

صُبحِ شبِ فراق ہے، پیاروں کو دیکھ لو،
سب مِلکے ڈوبتے ہوے تاروں کو دیکھ لو

بند مرثیہ - 86

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2) عباسِ باوفا۔ اہل بیت
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

لغات

1-برہنہ پا = ننگے پا

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = سر۔پا

صنائع لفظی

1-ذوالقافیتین = با، وفا، برہنہ پا۔
2-مراعات النظیر = اہلبیت، عباسؑ، علم۔

محاسن علم بیان

1-محاورہ = سر کھولنا (نہایت غم کرنا)
2- نیا محاورہ = برہنہ پا ہونا (عزادار ہونا)

شعر نمبر- 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) حرم پاکِ مصطفیٰؐ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

1-الوداع = خدا حافظ
2-حرم = اہلبیتؑ

فصاحت و بلاغت بیان

''حضرت نے ہاتھ اٹھا کے یہ ایک ایک سے کہا'' میں انیس نے انتہائی بلاغت سمودی ہے۔

صنائع لفظی

1- تکریر = ایک ایک

محاسن علم بیان

1- محاورہ = الوداع کرنا۔خدا حافظی کرنا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = (2) صبح شب فراق
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردف

لغات

1-فراق = بچھڑنا

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = صبح۔شب
2-ایہام
= ڈوبتے تاروں کو دیکھ لو

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر
= صبح، شب، تاروں
1۔وقت سحر تاروں کو دیکھ لو
2۔مرنے والے سپاہیوں کو دیکھ لو

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = ڈوبتے تاروں کو دیکھنا (سحر دیکھنا)
2-استعارہ = تاروں (سپاہیوں) شاعر کی مراد ''مرنے والے سپاہیوں کو دیکھ لو'' ہے۔

۸۷

شہؔ کے قدم پہ زینبِ زار و حزیں گری
بانو پچھاڑ کھا کے پسر کے قریں گری
کلثوم تھرتھرا کے بروے زمیں گری
باقر کہیں گرا تو سکینہ کہیں گری

اُجڑا چمن ہر اک گُلِ تازہ نکل گیا
نکلا عَلَم کہ گھر سے جنازہ نکل گیا

بند مرثیہ - 87

لغات

1- حزیں = غمگیں
2- قریں = قریب

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) زینبِ زار و حزیں
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = حزیں۔زار
2- طباق ایجابی = شہ۔بانو
3- ایہام تام مماثل = بانو (دو معنی)
(1۔مادر حضرت علی اصغر، 2۔اہلیہ۔بیوی)
شاعر کی مراد پہلے سے ہے۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر =زار۔حزیں۔ پچھاڑے کھانا۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = قدم پر گرنا (پاؤں چومنا)
2- محاورہ = پچھاڑے کھانا (تڑپنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) روئے زمین
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = گرا۔گری

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تھرتھرانا (خوف یا سردی سے کانپنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) گُلِ تازہ
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردّف

صنائع لفظی

1- تفریع = اجڑا۔گیا۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چمن اجڑنا (برباد ہونا)
2- نیا محاورہ = گھر سے جنازہ نکلنا (بہت غم زدہ ہونا)

۸۸

دیکھی جو شانِ حضرتِ عباسِ عرش جاہ
آگے بڑھی عَلم کے پس از تہنیت سپاہ
نِکلا حَرم سَرا سے دو عالم کا بادشاہ
نشترِ بدل تھی بنت عَلی کی فغان و آہ

رَہ رَہ کے اشک بہتے تھے روئے جناب سے
شبنم ٹپک رہی تھی گُلِ آفتاب سے

ش ہوئی

بند مرثیہ - 88

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (3) شانِ حضرت عباسِ عرش جاہ
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مرّدف

لغات

1- تہنیت = مبارک باد
2- عرش جاہ = عرش مقام

صنائع معنوی

1- پورا شعر صنعت تعلیق میں ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آگے ہونا (روبرو ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (1) بنتِ علیؑ
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مرّدف

لغات

1- حرم سرا = زنانہ خانہ
2- نشتر بہ دل = دل پر نشتر لگانا

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = سرا کا بادشاہ نکلا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نشتر بہ دل ہونا (بہت تکلیف ہونا)
2- کنایہ بعید = دو عالم کا بادشاہ (امام حسینؑ)

فصاحت و بلاغت بیان

مصرعہ اولی کا مضمون استعاروں کی زبان میں مصرعہ ثانی میں اس سے بہتر مضمون نہیں ہوسکتا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) روئے جناب۔ گلِ آفتاب
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مرّدف

صنائع لفظی

1- تکریر = رہ رہ
2- تضمین المزدوج = بہتے۔ تھے۔ روئے۔ سے

محاسن علم بیان

1- استعارہ = شبنم (آنسو)
2- استعارہ = گلِ آفتاب (روئے مبارک)

٨٩

مولا چڑھے فرس پہ محمدؐ کی شان سے
ترکش لگایا ہرنے پہ کس آن بان سے
نکلا یہ جن و انس و ملک کی زبان سے
اُترا ہے پھر زمیں پہ بُراق آسمان سے

سارا چلن خرام میں کبکِ دری کا ہے
گھونگھٹ نئی دُلھن کا ہے چہرہ پری کا ہے

بند مرثیہ - 89

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مرّدف

لغات

1- فرس = گھوڑا
2- ترکش = تیردان
3- برنا = گھوڑے کی کاٹھی کا اگلا محراب نما حصہ
4- آن بان = شان وشوکت

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = فرس۔ ترکش۔ برنے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آن بان سے (شان وشوکت)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 4 کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) جن وانس وملک
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مرّدف

لغات

1- براق = وہ بہشتی چوپایہ جس پر رسولِ خدا شب معراج سوار ہوکر آسمان تشریف لے گئے۔

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = جن۔ انس
2 - طباق ایجابی = زمیں۔ آسماں
3 - تلمیح = بُراق
4- مبالغہ اغراق = پورا شعر میں صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = جن، انس، ملک

محاسن علم بیان

1- استعارہ = بُراق (گھوڑا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) کبکِ دری
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مرّدف

لغات

1- خرام = ناز وادا کی چال
2- کبک دری = پہاڑی چکور

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو
= پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی۔ کبک

محاسن علم بیان

1- استعارہ = کبک دری (گھوڑا)
2- استعارہ = پری (گھوڑا)

۹۰

غُصّے میں اَنکھڑیوں کے اُبلنے کو دیکھیے
بَنْ بَنْ کے جھُوم جھُوم کے چلنے کو دیکھیے
سانچے میں جوڑ بند کے ڈھلنے کو دیکھیے
تھم[1] کر کنَوتیوں کے بَدَلنے کو دیکھیے

گردن[3] میں ڈالیں ہاتھ یہ پریوں[2] کو شوق ہے
بالا دوی میں اُس کو ہُما پر بھی فوق ہے

ن[1] تَن کر   ن[2] حوروں   [3] پُٹھوں پہ دُم چنور تھی کہ طاؤس پست تھا
بالا دوی میں اَوجِ ہُما اس سے پست تھا

بند مرثیہ - 90

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 0 　 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

انکھڑیوں = آنکھیں

صنائع لفظی

1- تکریر = بن بن
2- تکریر = جھوم جھوم

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = انکھڑیوں کا ابلنا (آنکھوں کا غصہ میں باہر آنا)
2- نیا محاورہ = بن بن کر چلنا (ناز و ادا سے چلنا)
3- نیا محاورہ = جھوم جھوم کر چلنا (مستانہ چلنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 　 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 1 　 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

لغات

1- کنوتیوں = گھوڑے کے کان
2- جوڑ بند = بندش عضو

فصاحت و بلاغت بیان

تھم کر کنوتیوں کو بدلنا، حساس ترین عکاسی ہے۔ یعنی جب چوپایہ حساس اور باخبر ہو جاتا ہے تو ایک لمحہ ٹھہر کر کانوں کے رخ کو موڑ کر دشمن کے رخ کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = جوڑ بند

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سانچے میں ڈھلنا (حالات کے مطابق وضع بدلنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19 　 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 　 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 57
ردیف = مردف

لغات

1- ہما = ایک خیالی پرندہ۔ جب سر پر گزر جاتا ہے تو وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔
2 - بالا دوی = اونچی پرواز

ضنائع معنوی

1- تلمیح = ہما
2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = شوق ہونا = آرزو ہونا
2- نیا محاورہ = گردن میں ہاتھ ڈالنا = محبت کرنا
3- تشبیہ = بالا دوی میں اس کو ہما پر بھی فوق ہے۔

۹۱

تھم کر ہَوا چلی، فرَسِ خوش قدَم بڑھا
جوں جوں وہ سوے دشت بڑھا اور دَم بڑھا
گھوڑوں کی لیں سواروں نے باگیں، عَلَم بڑھا
رَایت بڑھا کہ سَروِ ریاضِ اِرَم بڑھا

پھولوں کو لیکے بادِ بہاری پہونچ گئی،
بُستانِ کربلا میں سواری پہونچ گئی،

بند مرثیہ - 91

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) فرسِ خوش قدم۔ سوئے دشت
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مرّدف

لغات

1- خوش قدم = خوش رفتار

صنائع لفظی

1- تکریر = جوں جوں
2- تضمن المزدوج = تھم، دم، قدم
ردالعجز علیٰ عروض شبہ اشتقاق

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دم بڑھنا (قوت زیادہ ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) سرو ریاض ارم
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردف

لغات

ارم = بہشت (شداد کی بنائی ہوئی بہشت)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = گھوڑوں، سواروں، باگیں، علم
2- مراعات النظیر = سرو۔ ریاض۔ ارم
3- تضمن المزدوج = گھوڑوں۔ سواروں

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = رایت بڑھا کہ سرو ریاض ارم بڑھا
رایت = سرو ریاض ارم
2- محاورہ = باگ لینا۔ گھوڑا دوڑانا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) بادِ بہاری
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- عکس = یہاں مصرعہ اول مصرعہ ثانی کی جگہ ہونے سے شعر کا حسن زیادہ ہوگیا۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = پھولوں۔ باد۔ بہاری۔ بستان

محاسن علم بیان

1- استعارہ = پھولوں کو لے کے باد بہاری پہنچ گئی

۹۲

پنجہ اِدھر چمکتا تھا اور آفتاب اُدھر
اُس کی ضیا تھی خاک پہ، ضَو اِسکی عرش پر
زر ریزیِ عَلَم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر
دُولھا کا رُخ تھا سونے کے سہرے میں جلوہ گر

تھے دو طرف جو دو عَلَم اِس ارتفاع کے
اُلجھے ہوئے تھے تار خطوطِ شعاع کے

نہ زرش

بند مرثیہ - 92

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

پنجہ = ہاتھ کی شکل کا دھات سے بنا ہوا نشان جو علم پر لگایا جاتا ہے۔

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = اِدھر۔اُدھر
2- ....اس = اُس
3- ....خاک = عرش
3 - لف ونشر غیر مرتب = پورا شعر اس صنعت میں ہے
3- مبالغہ = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) ریزیٔ علم
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

لغات

زرریزی = سنہرا

فصاحت و بلاغت بیان

دولہا کا رخ تھا سونے کے سہرے میں جلوہ گر بہترین عکاسی ہے۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = دولہا۔رخ ۔سہرے۔جلوہ گر

محاسن علم بیان

2 - محاورہ = نظر نہ ٹھہرنا (نظر نہ جمنا)

حوالہ جات: جدید= زرریزیٔ علم

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) خطوط شعاع
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

ارتفاع = بلندی
خطوط شعاع = کرن

فصاحت وبلاغت بیان

اس شعر میں شعاعوں کا چمک دار سطحوں سے منعکس ہونے کا نظم کیا گیا ہے یہ میر صاحب کی قادر الکلامی ، دقیق نظری اور مرقع کشی کا بہترین نمونہ ہے

صنائع معنوی

1 - ترجمہ اللفظ = تار خطوط

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = تار، خطوط، شعاع

۹۲

اللہ ری سپاہِ خدا کی شکوہ و شان
جُھکنے لگے جنودِ ضلالت کے بھی نشان
کمریں کسے عَلَم کے تلے ہاشمی جوان
دنیا کی زیب، دین کی عزت، جہاں کی جان

ایک ایک دودمان علیؑ کا چراغ تھا
جِس کو بہشت پر تھا تفوّق وہ باغ تھا

ن جس سے ملی بہشت کو زینت وہ باغ تھا

بند مرثیہ - 93

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (3) سپاہِ خدا۔شکوہ وشان۔جنودِ ضلالت
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

لغات

1- شکوہ = شان وشوکت
2- جنود ضلالت = لشکر گمراہ
3- نشان = جھنڈا

صنائع معنوی

1- شبہ اشتقاق = شان۔نشان
ردالعجز علی عروض مع شبہ اشتقاق

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سپاہ۔جنود،نشان

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = نشان جھکنا = شکست ہونا
2- کنایہ بعید = جنود ضلالت (لشکر یزید)

حوالہ جات: جدید ترکیب = جنود ضلالت (لشکر یزید)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- جمع = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- ذوالقافتین
= ہاشمی۔جوان
کی،جان

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کمریں کسنا =
= جنگ کے لیے آمادہ ہونا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) دودمان علی
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات

1- دودمان = خاندان
2- تفوق = فضیلت

صنائع معنوی

1- ایہام تام مماثل = چراغ
1۔لیمپ، 2۔اولاد
شاعر کی مراد اولاد سے ہے

صنائع لفظی

1- تکریر = ایک ایک
2- تفریع = ایک۔تھا

محاسن علم بیان

1- استعارہ = باغ (اولاد علی)
2- تشبیہ = بہشت سے بہتر

۹۴

لڑکے وہ سات آٹھ، سہی قد، سمن عذار
گیسو کسی کے چہرے پہ دو اور کسی کے چار
حیدر کا رُعب نرگسی آنکھوں سے آشکار
کھیلیں جو نیمچوں سے کریں شیر کو شکار

تیروں کی سمت چاند سے سینے تنے ہوئے
آئے تھے عید گاہ میں دُولھا بنے ہوئے

بند مرثیہ 94

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

لغات

سمن عذار = چنبیلی کے پھول جیسے رخسار

صنائع معنوی

1-لف ونشر غیر مرتب، پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-سیاق الاعداد = سات آٹھ دو چار
2-مراعات النظیر = قد۔عذار۔گیسو۔چہرے

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

رُعب = دبدبہ

صنائع معنوی

1-شبہ اشتقاق = شکار۔آشکار
2-مبالغہ اغراق نیچوں سے کریں شیر کو شکار

صنائع لفظی

1- ضمن المزدوج = آنکھوں، نیچوں
کھیلیں۔کریں

مُحاسن علم بیان

1-تشبیہ = نرگسی آنکھیں

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مرّدف

محاسن علم بیان

1-تشبیہ = چاند سے سینے
2-محاورہ = سینہ تاننا = بغیر خوف کے ڈٹے رہنا

۹۵

غرفوں سے حوریں دیکھ کے کرتی تھیں یہ کلام

دنیا کا باغ بھی ہے عجب پُر فضا مقام

دیکھو دُرود پڑھ کے سوئے لشکرِ امام

ہمشکلِ مصطفےٰ ہے یہی عرش احتشام

رایت لئے وہ لال خُدا کے ولی کا ہے

اب تک جہاں میں ساتھ نبیؐ و علیؑ کا ہے

بند مرثیہ -95

شعر نمبر -1
کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو =11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

لغات
1- غرفوں = بالکنوں

صنائع لفظی
1- تضمین المزدوج = دنیا۔ فضا۔ کا

شعر نمبر- 2
کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی= 4 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (3) سوئے لشکر، امام۔ ہم شکل مصطفیٰ
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات
احتشام = شان وشوکت

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = دُرود۔ امام۔ عرش۔ مصطفیٰ

محاسن علم بیان
1- محاورہ = درود پڑھنا۔ صلوات پڑھنا
2- کنایہ قریب = ہم شکل مصطفیٰ

شعر نمبر-3
کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) نبیؐ وعلیؑ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

لغات
رایت = جھنڈا

صنائع معنوی
1- ادعا
= مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی
1- تضمین المزدوج = نبیؐ علیؑ
2- مراعات النظیر = خدا، نبیؐ، علیؑ، ولی۔

محاسن علم بیان
1- کنایہ بعید = لال خدا کے ولی کا (حضرت عباسؑ)

٩٦

دُنیا سے اُٹھ گئے تھے جو پیغمبرِ زماں

ہم جانتے تھے حُسن سے خالی ہے اب جہاں

کیونکر سوے زمیں نہ جُھکے پیرِ آسماں

پیدا کیا ہے حق نے عجب حُسن کا جواں

سب خوبیوں کا خاتمہ بس اِس حسیں پہ ہے

محبوبِ حق ہیں عرش پہ سایہ زمیں پہ ہے

بند مرثیہ -96

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو =11
کل اضافات شعر = (1) پیغمبرِ زماںؑ
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دنیا سے اٹھ جانا (انتقال کرنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی= 6
کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (2) سوئے زمین - پیرِ آسماں
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = پیر - جوان - آسماں - زمین

محاسن علم بیان

1- محاورہ = طرف جھکنا (احترام)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) محبوبِ حق
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = عرش - زمین

۹۷

ناگاہ تیر اُدھر سے چلے جانبِ امام
گھوڑا بڑھا کے آپ نے حجّت بھی کی تمام
نکلے اِدھر سے شہ کے رفیقانِ تشنہ کام
بے سَر ہوئے پروں میں سرانِ سپاہِ شام

بالا کبھی تھی تیغ ، کبھی زیرِ تنگ تھی
اِک اک کی جنگ مالکِ اشتر کی جنگ تھی

بند مرثیہ -97

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) جانب امام
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات

حجت = دلیل

محاسن علم بیان

1-محاورہ = حجت تمام کرنا (اعتراض کی گنجائش نہ چھوڑنا)
2-محاورہ = گھوڑا بڑھانا (گھوڑا تیز کرنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (3) رفیقان تشنہ کام، ۲۔سران سپاہ شام
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

سران = سردار
پروں = صفوں

صنائع معنوی

1-اشتقاق = سر۔سران
2-ایہام = بے سر ہونا۔
ا۔قتل ہونا۔ ۲۔غائب ہونا
شاعر کی مراد غائب ہونا ہے
3-تعلیق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-ضمن المزدوج = رفیقان، سران

محاسن علم بیان

1-محاورہ = بے سر ہونا (قتل ہونا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) زیرنگ۔مالک اشتر
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

لغات

زیرنگ = شرم

صنائع معنوی

1-تلمیح = مالک اشتر کی جنگ (مراد صفین ہے)
2-طباق ایجابی = بالا۔زیر
3-ترجمہ اللفظ = ایک۔اک

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = تیغ۔جنگ۔مالک اشتر

۹۸

نکلے پئے جہاد عزیزانِ شاہِ دیں
نعرے کیے کہ خوف سے ہلنے لگی زمیں
روباہوں کی صفوں پہ چلے شیرِ خشم گیں
کھینچی جو تیغ بھول گئے صف کشی لعیں

بجلی گری پَرُوں پہ شمال و جنوب کے
کیا کیا لڑے ہیں شام کے بادل میں ڈوب کے

نہ صفوں

بند مرثیہ -98

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) پئے جہاد، عزیز شاہ دیں
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = جہاد
2- مبالغہ غلو = خوف سے ہلنے لگی زمیں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نعرہ لگانا (شور مچانا)
2- کنایہ بعید = شاہ دیں (امام حسینؑ)

لغات

کارزار = جنگ

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 1
کل تعداد حروف شعر =51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = روباہ۔ شیر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تیغ کھینچنا = حملہ کرنا
2- استعارہ = روباہوں (دشمنوں)
3- استعارہ = شیر (عزیزاں شاہ دین)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی= 0 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = (1) شمال وجنوب
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ایہام مماثل تام = شام
ا۔ دن کا آخری وقت، ۲۔ ملک شام
شاعر کا مقصد ملک شام ہے

صنائع لفظی

1- تکریر = کیا کیا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بجلی گرنا (تباہی آنا)
2- نیا محاورہ = ڈوب کے لڑنا (شدت سے لڑنا)
3- استعارہ = بادل سے مراد لشکر ہے

۹۹

اللہ رے علیؑ کے نواسوں کی کارزار
دونوں کے نیمچے تھے کہ چلتی تھی ذوالفقار
شانہ کٹا کسی نے جو روکا سپر پہ وار
گنتی تھی زخمیوں کی نہ کُشتوں کا تھا شمار

اتنے سَوار قتل کئے تھوڑی دیر میں
دونوں کے گھوڑے چھپ گئے لاشوں کے ڈھیر میں

بند مرثیہ -99

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر =55
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = ذوالفقار

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = نیمچے کو ذوالفقار سے تشبیہ دی ہے
2- محاورہ = شمشیر چلانا۔تلوار چلانا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

لغات

کشتوں = قتل ہوئے لوگ

صنائع معنوی

2- مبالغہ تبلیغ
= دوسرا مصرعہ اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = کٹا، سپر، زخمیوں
کشتوں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گنتی نہ تھی (بے حساب ہونا)
2- محاورہ = شمار نہ تھا (بے حساب ہونا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ تبلیغ =
= مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے۔

صنائع لفظی

1- تضمن المز دوج = دونوں، لاشوں
2- مراعات النظیر
= سوار۔گھوڑے قتل۔لاشوں

محاسن علم بیان

1- روزمرہ
= پورا شعر روزمرہ کی مثال ہے۔

۱۰۰

وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ، وہ گوری کلائیاں
آفت کی پُھرتیاں تھیں، غَضَب کی صفائیاں
ڈر ڈر کے کاٹتے تھے کماں کش کَنائیاں
فوجوں میں تھیں نبیؐ و علیؑ کی دُہائیاں

تصوّیر ہو بہو تھے جنابِ امیرؑ کی
طاقت دکھا دی شیروں نے زینبؑ کے شیر کی

ن۔ شوکت ہُو بَہُو تھی

بند مرثیہ -100

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

لغات

1- پھرتیاں = تیزی

صنائع لفظی

1- تکریر = چھوٹے چھوٹے

2- تضمن المزدوج = پھرتیاں ۔ صفائیاں

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) نبیؐ وعلیؑ

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

لغات

کنائیاں = راستے

صنائع لفظی

1- تکریر = ڈر ڈر

2- تضمن المزدوج = نبی علی کی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کنائی کاٹنا = ایک راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنا۔

2- محاورہ = دہائی کرنا = فریاد کرنا

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (1) جناب امیرؑ

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

لغات

ہُوبہُو = ٹھیک ٹھیک، ہوبہو

صنائع معنوی

1- ادعا = پورا شعر اس صنعت میں ہے۔

2- مبالغہ تبلیغ = پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = ہُوبہُو

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = جناب امیر (حضرت علیؑ)

۱۰۱

کس حُسن سے حَسَنؑ کا جوانِ حَسیں لڑا
گِھر گِھر کے صُورتِ اسدِ خشم گیں لڑا
دو دِن کی بُھوک پیاس میں وہ مَہ جبیں لڑا
سہرا اُلٹ کے یوں کوئی دولھا نہیں لڑا

حَملے دکھا دیے اَسَدِ کِردگار کے
مقتل میں سوئے ازرقِ شامی کو مار کے

بند مرشیہ -101

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) جوانِ حسیں۔ اسدِ خشمگیں
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

مقتل = میدان کارزار

صنائع معنوی

1- اشتقاق = حسن حسیں

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = حسن، جوان، حسین
2- تکریر = گھر گھر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گھر گھر کے (لشکر میں گھس گھس کے)
2- تشبیہ = صورت اسد خشمگین

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سہرا، دولہا، مہ جبین
2- تضمن المزدوج = سہرا دولہا۔ لڑا

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = سہرا الٹ کر لڑنا (شادی کے روز لڑنا)
2- استعارہ = مہ جبین

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) اسد کردگار۔ ۲۔ ارزق شامی
کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = مردف

لغات

ارزق شامی = شام کا نامی پہلوان جس کو حضرت قاسمؑ نے قتل کیا۔

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = حملے۔ کے۔ سوے

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = مقتل میں سونا = قتل ہونا

۱۰۲

چمکی جو تیغِ حضرتِ عباسِ عرش جاہ
روح الامیں پکارے کہ اللہ کی پناہ
ڈھالوں میں چھپ گیا پسرِ سعدِ روسیاہ
کشتوں سے بند ہو گئی امن و اماں کی راہ

جھپٹا جو شیر شوق میں دریا کی سیر کے
لے لی ترائی، تیغوں کی موجوں کو پیر کے

بند مرشیه -102

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 4
کل اضافات شعر = (3) تیغِ حضرت عباسؑ عرش جاہ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی
1- تلمیح = روح الامین (حضرت جبریلؑ)

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = اللہ، عرش، روح الامین

محاسن علم بیان
1- محاورہ = اللہ کی پناہ (اللہ محفوظ رکھے)
2- محاورہ = تیغ چمکنا (لڑائی شروع ہونا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (3) پسرِ سعد روسیاہ۔ امن و امان
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات
اَمان = پناہ۔ حفاظت
امن = سکون

صنائع معنوی
1- مبالغہ اغراق = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے۔
2- ایہام مرشحہ = روسیاہ۔ 1۔ کالی صورت، 2۔ بدکردار
یہاں مراد بدکردار ہے

محاسن علم بیان
1- محاورہ = روسیاہ (گناہگار)
2- کنایہ قریب = ابن سعد (سپہ سالار)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = مردف

لغات
پیرنا = تیرنا

صنائع لفظی
1- تضمن المزدوج = تیغوں۔ موجوں
2- مراعات النظیر = دریا۔ ترائی۔ موجوں۔ پیرنا
ردالعجز الابتدا مع التجنیس

محاسن علم بیان
1 - استعارہ = شیر (حضرت عباسؑ)

۱۰۳

بے سَر ہوئے مؤکّلِ سرچشمۂ فرات
ہَل چَل میں مثلِ مَوج صفوں کو نہ تھا ثبات
دَریا میں گر کے فُوت[ل] ہوئے کتنے بد صفات
گویا حباب ہوگئے تھے نقطۂ حیات

عبّاس بھر کے مشک کو یوں تشنہ لَب لڑے
جِس طرح نہروال میں امیرِ عَرب لڑے

ل ڈوب مرے

بند مرثیہ -103

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (3) موکلِ سرچشمۂ فرات۔ ملِ موج
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

1- موکل = نگہبان
2- ثبات = قرار

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ہلچل۔ ثبات

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سرچشمہ، فرات، موج

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے سر ہونا (قتل ہونا)
2 - نادر تشبیہ = مثلِ موج صفوں کو نہ تھا ثبات

حوالہ جات: جدید اصطلاح = سرچشمہ فرات

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) نقطۂ حیات
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں میر صاحب نے انتہائی عالی درجہ کی واقعہ نگاری کی عکاسی کی ہے جب کوئی شخص پانی میں ڈوبتا ہے تو بلبلے پانی کی سطح پر بنتے ہیں۔

محاسن علم بیان

1- نادر تشبیہ = گویا حباب ہو گئے تھے نقطۂ حیات
(حباب کو نقطۂ حیات سے تشبیہ دی ہے)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) امیر عرب
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

۱۰۴

آفت تھی حرب و ضربِ علی اکبرؑ دلیر
غصّے میں جھپٹے صید پہ جیسے گرسنہ شیر
سب سربلند پست، زبردست سب تھے زیر
جنگل میں چار سمت ہوئے زخمیوں کے ڈھیر

سر اُنکے اُترے تن سے جو تھے رن چڑھے ہوئے
عبّاس سے بھی جنگ میں تھے کچھ بڑھے ہوئے

بند مرثیہ -104

لغات

1-صید = شکار

2-حرب وضرب = جنگ وجدال

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (3) حرب وضرب علی اکبر دلیر

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = حرب۔ضرب

2- " " = غصے۔جسے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آفت آنا (مصیبت آنا)

2- تشبیہ = بھوکا شیر کی طرح جھپٹنا

لغات

سربلند = ممتاز

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = بلند پست

2-طباق ایجابی = زبر زیر

صنائع لفظی

1-ذوالقافتین = تھے۔زیر، کے ڈھیر

2- تضمین المزدوج = پست۔دست

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سربلند رہنا = ممتاز رہنا

2- محاورہ = زیر کرنا = شکست دینا

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = (3) افسردہ وحزیں وپریشان وتشنہ کام

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = اترے چڑھے

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = تن،رن

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = رن چڑھنا (میدان جنگ میں مصروف رہنا)

2- نیا محاورہ = سرتن سے اتارنا (قتل کرنا)

۱۰۵

تلواریں برسیں صُبح سے نصف النہار تک
ہلتی رہی زمین ، لرزتے رہے فلک
کانپا کیے پروں کو سمیٹے ہوئے مَلَک
نعرے نہ پھر وہ تھے نہ وہ تیغوں کی تھی چمک

ڈھالوں کا دَوْر بَرچھیوں کا اَوج ہو گیا
ہنگامِ ظُہر، خاتمۂ فَوج ہو گیا،

بند مرثیہ -105

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

نصف النہار = دوپہر

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = زمین فلک
2-مبالغہ غلو = ہلتی رہی زمین
3-مبالغہ غلو = لرزتے رہے فلک
4-ادعا = پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر
= زمین۔فلک۔نصف النہار

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = تلوار برسنا
(تلواروں کا شدید حملہ)
2-محاورہ = زمین ہلا دینا (تہ و بالا ہونا)
3-محاورہ = فلک لرزنا (قیامت ہونا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1-مبالغہ غلو = کانپا کئے پروں کو سمیٹے ہوئے ملک

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = پروں کو سمیٹے کانپنا (بہت گھبرانا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) ہنگام ظہر۔خاتمہ فوج
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

لغات

اوج = ترقی
دور = حکومت

صنائع معنوی

1-صنعت جمع تفریق
پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-تضمن المزدوج = ڈھالوں،برچھیوں
2-مراعات النظیر = ڈھالوں،برچھیوں،فوج

محاسن علم بیان

1-محاورہ = خاتمہ ہونا (ختم ہونا)

لاشے سبھوں کے سبطِ نبیؐ خود اُٹھا کے لائے
قاتل کسی شہید کا سَر کاٹنے نہ پائے
دشمن کو بھی نہ دوست کی فرقت خدا دکھائے
فرماتے تھے بچھڑ گئے سب ہم سے ہائے ہائے

اتنے پہاڑ گر پڑیں جس پر وہ خَم نہ ہو
گر سَو برَس جیوں تو یہ مجمع بَہَم نہ ہو

بند مرثیہ -106

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو =11

کل اضافات شعر = (1) سبطِ نبیؑ

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = قاتل شہید

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = لاشے قاتل شہید سر کاٹنے

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = سبطِ نبیؑ (امام حسینؑ)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل اضافات شعر = 52

ردیف = غیر مردف

لغات

فرقت = جدائی

صنائع معنوی

1-ارسال المثال

= دشمن کو بھی نہ دوست کی فرقت خدا دکھائے

2-طباق ایجابی = دشمن۔دوست

صنائع لفظی

1- تکریر = ہائے ہائے

محاسن علم بیان

1-محاورہ = ہائے ہائے کرنا۔غم کرنا

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1 - احتجاج دلیل عقلی = پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1-محاورہ = سو برس جینا = لمبی عمر کرنا

2-محاورہ = پہاڑ گرنا = اچانک مصیبت آنا۔

۱۰۷

لاشے تو سب کے گرد تھے اور بیچ میں امام
ڈوبی ہوئی تھی خوں میں نبیؐ کی قبا تمام
افسردہ و حزین و پریشان و تشنہ کام
برچھی تھی دل کو فتح کے باجوں کی دھوم دھام

اعدا کسی شہید کا جب نام لیتے تھے
تھرّا کے دونوں ہاتھوں سے دل تھام لیتے تھے

لشکر — فوج

بند مرثیہ -107

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = ڈوبی۔ ہوئی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خون میں ڈوبنا = خون آلود ہونا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (3) افسردہ وحزیں و پریشان و تشنہ کام
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

1- افسردہ = غم زدہ
2- حزیں = غمگین

صنائع معنوی

1- ترجمۃ اللفظ = افسردہ۔ حزیں

صنائع لفظی

1- صنعت ذوالسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا مصرعہ اردو میں ہے۔
2- تنسیق الصفات = افسردہ۔ حزیں پریشان۔ تشنہ کام

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = دل پر برچھی لگنا = شدید صدمہ ہونا

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = مردف

لغات

1- اعدا = دشمن

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دل تھام لینا (ضبط کرنا)

۱۰۸

پوچھو اُسی سے جسکے جگر پر ہوں اتنے داغ
اِک عُمر کا ریاض تھا جس پر لٹا وہ باغ
فرصت نہ اب بکا سے نہ ماتم سے انفراغ
جو گھر کی روشنی تھے وہ گل ہو گئے چراغ

پڑتی تھی دُھوپ سب کے تنِ پاش پاش پر
چادر بھی اِک نہ تھی علی اکبرؑ کی لاش پر

لہ ہے فراغ

بند مرثیه -108

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

لغات

ریاض = باغ۔محنت

صنائع معنوی

1-ایہام مرشحہ = ریاض،1۔باغ،2۔محنت
شاعر کی مراد محنت سے ہے
2-ترجمہ اللفظ = ریاض۔باغ

محاسن علم بیان

1-محاورہ = جگر پر داغ کھانا = صدمے پہنچنا
2-نیا محاورہ = عمر بھر کا ریاض = عمر بھر کی کمائی

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

1-بُکا = گریہ زاری
2-فراغ = مہلت

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = گھر کی روشنی (گھر کی رونق)
2-محاورہ = چراغ گل ہونا (بے رونق ہونا۔مرجانا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) تن پاش پاس
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

لغات

1- پاش پاش = تتر بتر

صنائع لفظی

1-تکریر = پاش پاش

۱۰۹

مقتل سے آئے خیمے کے دَر پر شہِ زمن
پَر شدّتِ عَطَش سے نہ تھی طاقتِ سخن
پردے پہ ہاتھ رکھ کے پُکارے بصَد محن
اصغر کو گاہوارے سے لے آؤ اے بہن

پھر ایک بار اُس مہِ انور کو دیکھ لیں
اکبرؑ کے شیر خوار برادر کو دیکھ لیں

بند مرثیہ -109

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (3) شہ زمن ۔ شدت عطش ۔ طاقتِ سخن
کل تعداد حروف شعر = 43 ردیف = غیر مردف

لغات

عطش = پیاس

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شہ زمن (امام حسینؑ)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = غیر مردف

لغات

1- بہ صد محن
= رنج و غم کے ساتھ

فصاحت و بلاغت بیان

"پردے پہ ہاتھ رکھ کر" مرقعہ کشی کا بہترین نمونہ ہے کیوں کہ امام عطش کی شدت سے بہت کمزور ہو گئے تھے۔

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = غیر مردف

لغات

1- مہ انور = چاند جیسا روشن

محاسن علم بیان

1- استعارہ = مہ انور (سے مراد علی اصغر ہیں)
2- مجاز مرسل = شیر خوار برادر (سے مراد علی اصغر ہیں)

١١٠

خیمے سے دَوڑے آلِ محمدؐ برَہنہ سَر
اصغرؑ کو لائیں ہاتھوں پہ بانوے نوحہ گر
بچّے کو لیکے بیٹھ گئے آپ خاک پر
مُنہ سے ملے جو ہونٹھ تو چَونکا وہ سیمبر

غم کی چُھری چلی جگرِ چاک چاک پر
بِٹھلا لیا حسینؑ نے زانوے پاک پر

بند مرثیہ -110

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) آلِ محمدؑ، بانوئے نوحہ گر
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = آلِ محمدؐ۔ بانو۔ اصغر

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = آلِ محمدؐ (اہلبیت رسولؐ)
2- محاورہ = برہنہ ہونا (نہایت غم زدہ ہونا)
3- مجاز مرسل (آلِ محمدؐ) کل کہہ کر جز و لینا۔ آلِ محمدؐ کہہ کر حرم امام لینا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر =0
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- استعارہ = سیم بر (سے مراد حضرت علی اصغرؑ ہیں)

لغات

1- ملتفت ہونا = متوجہ ہونا ے
2- کمین = گھات

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) جگر چاک چاک۔ زانوئے پاک
کل تعداد حروف شعر = 43 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تکریر = چاک چاک

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جگر پر چھری چلنا (انتہائی درد اور صدمہ ہونا)
2- محاورہ = جگر چاک ہونا (سخت صدمہ ہونا)

(۱۱۱)

بچّے سے مُلتفِت تھے شہِ آسماں سریر
تھا اس طرف کمیں میں بنِ کاہلِ شریر
مارا جو تین بھال کا اُس بےحیا نے تیر
بس دفعتًا نشانہ ہوئی، گردنِ صغیر

تڑپا جو شیر خوار تو حضرت نے آہ کی
معصوم ذبح ہوگیا گودی میں شاہ کی

بند مرثیہ -111

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (3) شہ آسماں سریر۔ بن کاہل شریر
کل تعداد حروف = 47 ردیف۔ غیر مردف

لغات

1-ملتفت ہونا = متوجہ ہونا
2- کمین = گھات

صنائع لفظی

1- تجنیس خطی = سریر شریر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کمین میں بیٹھنا = گھات میں بیٹھنا
2- کنایہ بعید = شہ آسماں سریر = امام حسینؑ

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) گردن صغیر
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = تین بھال۔ تیر۔ نشانہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نشانہ بنا = تیر مارنے کی جگہ

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = ذبح ہونا = قتل ہونا
2- محاورہ = آہ کرنا = نالہ وفریاد کرنا

۱۱۲

جس دَم تڑپ کے مَر گیا وہ طفلِ شیر خوار
چھوٹی سی قبر تیغ سے کھودی بحالِ زار
بچّے کو دفن کر کے پکارا وہ ذی وقار
اے خاکِ پاک حُرمتِ مہماں نگاہدار

دَامن میں رکھ اِسے جو محبّت علیؑ کی ہے
دَولت ہے فاطمہؑ کی، امانت علیؑ کی ہے

بند مرثیہ -112

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) طفلِ شیر خوار۔ حالِ زار
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

لغات

1-بہ حالِ زار = روتے ہوئے

صنائع لفظی

1-صنعت مراعات النظیر = مرگیا، قبر، حال زار

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = طفل شیر خوار = حضرت علی اصغرؑ

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2) خاکِ پاک۔ حرمتِ مہمان
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

1-حرمت مہمان = مہمان کا احترام
2- نگہدار = قائم رکھ

صنائع معنوی

1-ابداع = سارا شعر صنعت ابداع میں ہے

حوالہ جات = مصرعہ دوم میں بہت ہی بلیغ اور نادر مضمون ہے چونکہ امام مہمان ہیں اور کوفیوں نے مہمان نوازی نہیں کی امام خاک سے مخاطب ہیں۔

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1-جمع = محبت علیؑ۔ دولت فاطمہؑ۔ امانت علیؑ

محاسن علم بیان

1-محاورہ = دامن میں رکھنا = حفاظت کرنا

۱۱۳

پہلے پہل چھٹا ہے یہ ماں کی کنار سے
واقف نہیں ہے قبر کی شبہا ے تار سے
اے قبر ہوشیار! مرے گلعذار سے
گردن چھدی ہوئی ہے بجا نا فشار سے

سیّد ہے لال حضرتِ خیر النّسا کا ہے
معصوم ہے شہید ہے بندہ خدا کا ہے

بند مرثیہ -113

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) شب ہائے تار
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

1-شب ہائے تار = تاریک راتیں

صنائع لفظی

1-ترجمہ اللفظ = پہلے پہل

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = کنارے سے چھٹنا = جدا ہونا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1-احتجاج دلیل عقلی
گردن چھدی ہوئی ہے بچانا فشار سے

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج
= ہوشیار گل عذار فشار

محاسن علم بیان

1-استعارہ = گل عذار (حضرت علی اصغرؑ)
2- محاورہ = ہوشیار رہنا (باخبر رہنا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) حضرت خیر النسآ
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1-جمع = سید + معصوم + شہید + بندہ
2-احتجاج بہ دلیل مذہبی
= سید ہے لال حضرت خیر النسآ کا ہے

صنائع لفظی

1-مقلوب مستوی = لال
2-تنسیق الصفات = معصوم، شہید۔ بندہ

محاسن علم بیان

1 - کنایہ بعید = خیر النسآ
(حضرت فاطمہؑ)

۱۱۴

یہ کہہ کے آئے فوج پہ تولے ہوے حسام
آنکھیں لہو تھیں رونے سے چہرہ تھا سُرخ فام
زیبِ بدن کئے تھے بصد عزّ و احتشام
پیراہنِ مطہّرِ پیغمبرِ انام

حمزہ کی ڈھال، تیغ شہِ لا فتا کی تھی
بر میں زرہ جنابِ رسولِ خُدا کی تھی

بند مرثیہ -114

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 13
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = آنکھیں۔لہو۔چہرہ

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = آنکھیں لہو ہونا (شدت گریہ سے آنکھیں لال ہونا)
2-نیا محاورہ = حسام تولنا (تلوار تولنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 2
کل اضافات شعر = (5) زیب بدن۔عز واحتشام۔پیراہن مطہر انام
کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = غیر مردف

لغات

1-پیراہن مطہر = پاکیزہ کرتا

صنائع لفظی

1-ذوللسان = دوسرا مصرعہ فارسی میں ہے
2-تضمن المزدوج = مطہر۔پیغمبرؐ

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر
(3) = شہ لافتا، جناب رسول خدا
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

1-بر = سینہ
2-حمزہؑ = حضرت رسولؐ کے چچا
3-شہ لافتا = حضرت علیؑ

فصاحت وبلاغت بیان

یہ بند فصاحت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ بلاغت سے بھرپور ہے۔امامؑ نے رسولؐ خدا کا کرتا اس لیے پہنا کہ دشمن جان لیں آپ حقیقی وارث رسولؐ ہیں اور آج پیغمبرؐ کی نیابت کررہے ہیں۔حضرت علیؑ کی طرح عظیم مجاہد اسلام ہیں اور آج صدر اسلام کی طرح انہیں عظیم جہاد کرنا ہے۔

صنائع معنوی

1-صنعت جمع = ڈھال۔تیغ۔زرہ

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = ڈھال، تیغ، زرہ

محاسن علم بیان

1 - کنایہ بعید = تیغ شہ لافتیٰ (ذوالفقار حیدری ہے)

۱۱۵

رُستم تھا درع پوش، کہ پاکھر میں راہوار
جرّار، بُردبار، سُبک رو، وفاشعار
کیا خوشنما تھا زِین طِلا کار و نقرہ کار
اکسیر تھا قدم کا جِسے مِل گیا غبار

خوشخو تھا، خانہ زاد تھا دُلدل نژاد تھا
شبّیرؑ بھی سخی تھے فرس بھی جواد تھا

بند مرثیه -115

شعر نمبر -1
کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 3
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات
درع = زرہ جو لڑائی کے وقت پہنتے ہیں
پاکھر = آہنی پوشاک جو لڑائی میں ہاتھی گھوڑوں کو پہناتے ہیں
جراز = دلیر
سبک رو = تیز گام

صنائع معنوی
1- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے
2- جمع = رستم + جرار + بردبار + سبک رو + وفا شعار

صنائع لفظی
1- صنعت ذواللسان = دوسرا مصرعہ فارسی میں ہے۔
2- تضمین المزدوج = جراز، بردبار، وفا شعار
3- مراعات النظیر = درع پوش، راہوار پاکھر۔ سبک رو

محاسن علم بیان
1- تشبیہ = رستم درع پوش

شعر نمبر -2
کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) زین طلا کار
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

لغات
نقرہ = چاندی

صنائع معنوی
1- مبالغہ غلو = اکسیر غبار قدم تھا
2- طباق ایجابی = طلا، نقرہ

صنائع لفظی
1 - تضمین المزدوج = طلا، نقرہ

محاسن علم بیان
1- استعارہ = اکسیر (غبار قدم)

شعر نمبر -3
کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

لغات
1- نژاد = نسل
2- جواد = سخی
3- دلدل (سیاہی مائل گھوڑا جسے حاکم اسکندریہ نے پیغمبرؐ اکرم کو بھیجا تھا جسے رسولؐ نے علیؑ کو دیا تھا)

صنائع معنوی
1- تلمیح = دلدل
2- جمع = خوش خو + خانہ زاد + جواد + دلدل نژاد

صنائع لفظی
1- تکرار بالواسطہ = خوش خو تھا، خانہ زاد تھا، دلدل نژاد تھا
2- تضمین المزدوج = خانہ زاد + نژاد
3- صنعت ایہام جواد = تیز رفتار گھوڑا

۱۱۶

گرمی کا روزِ جنگ کی کیونکر کروں بیاں
ڈر ہے کہ مثلِ شمع نہ جلنے لگے زباں
وہ لُو کہ اَلحذر ، وہ حرارت کہ الاماں
رَن کی زمیں تو سُرخ تھی اور زرد آسماں

آبِ خُنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہَوا سے آگ برستی تھی خاک پر

بند مرثیہ -116

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر =2 روزِ جنگ ۔ مثلِ شمع
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = گرمی ۔ شمع ۔ جلنے

محاسن علم بیان
1- تشبیہ = مثل شمع جلنے لگے زباں

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف = 53
ردیف = مردف

لغات
1- الحذر = اللہ کی پناہ
2- الاماں = اللہ کی پناہ ۔ امن پناہ

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = زمین آسمان
2- طباق تذبیح = سرخ ۔ زرد

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = زمین سرخ ہونا (قتل اور خون بہنے سے زمین لال ہونا)
2- نیا محاورہ = آسمان زرد ہونا (رنج و غم سے آسمان کا رنگ زرد ہونا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) آب خنک
کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف =مردف

لغات
1- آب خنک = ٹھنڈا پانی

صنائع معنوی
1- طباق اربع = آب، ہوا، آگ، خاک
2- طباق ایجابی = آب ۔ آگ
3- مبالغہ غلو
= گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

صنائع لفظی
مراعات النظیر
= آب، خاک، آگ، ہوا

محاسن علم بیان
1- محاورہ = آگ برسنا (نہایت گرمی ہونا)
2- تشبیہ = گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

(۱۱۷)

وہ لُو، وہ آفتاب کی حِدّت، وہ تاب و تب
کالا تھا رنگ دُھوپ سے دن کا مثالِ شب
خود نہرِ علقمہ کے بھی سُوکھے ہوئے تھے لب،
خیمے جو تھے حبابوں کے تپتے تھے سب کے سب

اُڑتی تھی خاک، خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دُھوپ سے پانی فرات کا

بند مرثیہ -117

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2 کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 11 کل اضافات شعر = (2) تاب وتب۔ مثالِ شب
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی	صنائع لفظی	محاسن علم بیان
1-طباق ایجابی = دن۔شب	1- تنسیق الصفات = لوں، حدّت، تاب وتب	
2- اشتقاق = تب۔تاب	2-مراعات النظیر۔ آفتاب، دھوپ، لوں، دن، تاب وتب	1- تشبیہ
3- مبالغہ = کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثالِ شب	3- حسن تعلیل = گرمی اور غبار سے دن کی روشنی کم ہو جاتی ہے اس کو شاعر نے یوں بیان کیا ہے دھوپ سے دن کا رنگ کالا تھا	= کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثالِ شب
4-ایہام تام مماثل = تاب [1۔چمک، 2۔گرمی] شاعر کی مراد گرمی سے ہے	4-ایہام تام مماثل = تب [1۔گرمی، 2۔اس وقت] شاعر کی مراد گرمی ہے	

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 3 کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 15 کل اضافات شعر = (1) نہر علقمہ
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مردف

لغات

علقمہ = دریائے فرات کی نہر جو کربلا سے گزرتی ہے

صنائع معنوی	صنائع لفظی	محاسن علم بیان
1-حسن تعلیل = گرمی سے دریا کے کنارے خشک ہیں اس کو شاعر نے لکھا ۔ع خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب	1-ذوالقافتین = تھے لب۔کے سب	1-محاورہ = لب سوکھے رہنا (پیاسے رہنا)
2-مبالغہ اغراق = تمام شعر اس صنعت میں ہے	2-تکرار بالواسطہ = سب کے سب	

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2 کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 11 کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف مرّدف

صنائع معنوی		محاسن علم بیان
1-مبالغہ اغراق = کھولا ہوا تھا پانی فرات کا	2-طباق ایجابی = خاک پانی	1-محاورہ = خاک اُڑنا (ویران ہونا)
		جدید ترکیب = چشمہ حیات

۱۱۸

جھیلوں سے چار پاے نہ اُٹھتے تھے تا بہ شام
مَسکن میں مچھلیوں کے سمندر کا تھا مقام
آہو جو کاہلے تھے تو چیتے سیاہ فام
پتّھر[ن] پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ مومِ خام

سُرخی اُڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاہ سے
پانی کنوؤں میں اُترا تھا سائے کی چاہ سے

ن پتّھر پگھل پگھل گئے تھے

بند مرثیہ-118

لغات

سمندر = ایک جانور جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں رہتا ہے۔

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1-مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی
2-ادعا = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = جھیلوں، مچھلیوں سمندر

محاسن علم بیان

1-محاورہ = مقام کرنا۔ زندگی کرنا

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (2) مثلِ موم خام
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = پتھر۔ موم
2-مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے۔

محاسن علم بیان

1-محاورہ = موم ہو جانا (نرم و نازک ہو جانا)
2-تشبیہ = پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ موم خام
3-نیا محاورہ = پتھر پگھلنا (سخت صدمہ ہونا)

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1-طباق تدبیج = سرخی = سبزی

صنائع لفظی

1-ترجمہ اللفظ = سبزی = گیاہ
2-تجنیس تام مماثل = چاہ [1-کنواں، 2-خواہش] شاعر کی مراد خواہش ہے
3-مراعات النظیر = پھولوں۔ سبزی۔ گیاہ
4-حسن تعلیل = مصرعہ ثانی (5) ذوالقافیتین سبزی گیاہ سے کی چاہ سے

۱۱۹

کوسوں کسی شجر میں نہ گُل تھے نہ برگ و بار

ایک ایک نخل جل رہا تھا صورتِ چنار

ہنستا تھا کوئی گُل نہ لہکتا تھا سبزہ زار

کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخِ بار دار

گرمی یہ تھی کہ زیست سے دل سب کے سرد تھے

پتّے بھی مثلِ چہرۂ مدقوق زَرْد تھے

بند مرثیہ -119

لغات

چنار=ایک بے ثمر درخت جس کی پتیاں انسان کے پنجہ کی مشابہ ہوتی ہیں اور خزاں میں اس کے پتے لال ہو جاتے ہیں۔

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو =11
کل اضافات شعر =(2) برگ وبار۔صورت چنار
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی
1- مبالغہ اغراق =مصرعہ ثانی

صنائع لفظی
1- تکرار =ایک ایک
2- مراعات النظیر = شجر،گل، برگ وبار،نخل، چنار

محاسن علم بیان
1- تشبیہ = نخل=صورت چنار

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی= 4 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = 0

لغات

سبزہ زار=چمن
باردار =میوہ سے بھرپور

صنائع معنوی
1- تفریق =مصرعہ اول

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = گل، سبزہ زار، کانٹا۔شاخ اس صنعت میں ہے۔

محاسن علم بیان
1- تشبیہ = شاخ باردار کو کانٹے سے تشبیہ دی گی
2- محاورہ = سوکھ کر کانٹا ہونا (بہت پتلا ہونا)
3- محاورہ = گل کا ہنسنا (گل کھلنا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) مثلِ چہرۂ مدقوق
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف =مردف

لغات

1- چہرہ مدقوق =دق کے مریض کا چہرہ
2- زیست =زندگی

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = گرمی۔سردی

صنائع لفظی
1- حسنِ تعلیل =مصرعہ ثانی

محاسن علم بیان
1- تشبیہ =پتے چہرہ مدقوق کی طرح زرد تھے
2- محاورہ =دل سرد ہونا (ولولہ اور خوش نہ رہنا)
3- محاورہ =چہرہ زرد ہونا
(کمزور یا خوف سے رنگ بدلنا)

۱۲۰

آبِ رَواں سے مُنھ نہ اُٹھاتے تھے جانور
جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر اِدھر اُدھر
مردُم تھے سات پردوں کے اندر عَرق میں تَر
خَس خانۂ مِژہ سے نکلتی نہ تھی نظر

گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

بند مرثیہ-120

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) آب رواں
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

1- آب رواں = دریا

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = ادھر۔اُدھر

صنائع لفظی

1- تجنیس محرف = اِدھر،اُدھر 2- حسن تعلیل = مصرعہ دوم

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی= 7
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو =9
کل اضافات شعر =(1) خانہ مژہ
کل تعداد حروف شعر =51
ردیف = غیر مردف

لغات

1-مژہ = پلک
2-مردم = آنکھ کی پتلی

فصاحت و بلاغت بیان

میر صاحب نے اس شعر میں نادر مضامین نظم کیے ہیں جو بڑی حد تک صحیح ہیں۔ پہلا مصرعہ جدید تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردم کئی پردوں کے اندر رہتی ہے۔ دوسرے مصرعہ میں گرمی اور تیز روشنی کی وجہ سے آنکھیں پوری طرح نہیں کھلتیں اور چندیا جاتی ہیں۔

صنائع معنوی

1-ایہام = مردم
(1۔ پتلی،2۔لوگ)

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = مردم،مژہ،نظر
2- حسن تعلیل = خس خانہ مژہ (پلکوں کے لیے)
3- حسن تعلیل = سات پردوں کے اندر
(آنکھ کی پتلی پردوں کے اندر رہتی ہے)
4- حسن تعلیل = عرق میں تر
(پتلی آنکھ کے پانی میں ڈوبی رہتی ہے)

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = عرق میں تر = پسینہ میں تر بتر ہونا
2- نیا محاورہ = سات پردوں میں رہنا = بہت حفاظت اور پوشیدہ رہنا۔

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 6
کل الفاظ اردو = 10 کل اضافات شعر = (1) پائے نگاہ
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1-ادعا = پورا شعر اس صنعت میں ہے
2-مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے 3-طباق ایجابی = نکل۔ٹھہر

صنائع لفظی

1-ذوالقافتین = جائے۔راہ
2-مراعات النظیر = راہ۔آبلے۔پائے

۱۲۱

شیر اُٹھتے تھے نہ دُھوپ کے مارے کچھار سے
آہو نہ مُنھ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مِہر کا تھا مُکدّر غُبار سے
گَردُوں کو تپ چڑھی تھی زمیں کے بخار سے

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بُھن جاتا تھا جو گِرتا تھا دانہ زمین پر

بند مرثیہ -121

لغات

1- کچھار =دریا کا کنارہ
2- سبزہ زار =چمن
3- آہو =ہرن

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

صنائع معنوی
1-طباق ایجابی =شیر۔آہو

صنائع لفظی
1-مراعات النظیر =شیر،آہو، کچھار۔سبزہ زار

محاسن علم بیان
1-نیا محاورہ =منہ نہ نکالنا =چھپنا

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر= 47
ردیف = مردف

صنائع معنوی
1-طباق ایجابی = گردوں =زمیں
2-مبالغہ غلو=پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی
1-حسن تعلیل = گردوں کو تپ چڑھی تھی زمیں کے بخار سے
2-تنسیق الصفات =مہر۔تپ۔بخار
3-مراعات النظیر =مہر، گردوں، زمیں، بخار

محاسن علم بیان
1 - استعارہ = آئینہ مہر

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف =مردف

صنائع معنوی
1-مبالغہ غلو =مصرعہ ثانی
2-ادعا = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی
1-مراعات النظیر = گرمی، بھن، دانہ

محاسن علم بیان
1-نیا محاورہ =مضطرب رہنا =بے قرار رہنا

۱۲۲

گرداب پر تھا شعلۂ جوّالہ کا گُماں
انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں
مُنھ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں
تہ پر تھے سب نہنگ مگر تھی لبوں پہ جاں

پانی تھا آگ، گرمیِ روزِ حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

بند مرثیہ-122

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) شعلۂ جوالہ
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

(۱) گرداب = بھنور
(۲) شعلۂ جوالہ
=شعلۂ آتش فشاں
(۳) شرر فشاں
= چنگاری بکھرنے والا

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں گرداب (بھنور) گول ہونے کی وجہ سے آتش فشاں کے دہان، حباب ابھرے ہوئے نقطے ہونے کی وجہ سے انگارے، پانی سیال اور بوند ہونے کی وجہ سے چنگاری بکھرنے سے تشبیہ دی گئی ہے جو انتہائی مرقع نگاری اور قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = شعلہ۔پانی
2-مبالغہ غلو
= تمام شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = گرداب، حباب، پانی
2-تنسیق الصفات = شعلہ، انگارے، شرر

محاسن علم بیان

1-تشبیہ = گرداب
2-استعارہ = حباب (انگارے)
3-استعارہ = پانی (شرر فشاں)

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 6
کل الفاظ اردو = 14 کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

لغات

نہنگ = مگرمچھ

صنائع معنوی

1-مبالغہ اغراق = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی

1-تجنیس تام مستوی = مگر
(1-مگرمچھ، 2-لیکن)
2-مراعات النظیر = منہ، زبان، لبوں
3-حسن تعلیل = تہہ میں تھے سب نہنگ

محاسن علم بیان

1-محاورہ = زبان منہ سے نکلنا
= شدت تشنگی سے زبان باہر ہونا
2-محاورہ = لبوں پر جان آنا
= ہونٹوں پر دم رہنا

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1 کل الفاظ فارسی = 6
کل الفاظ اردو = 8 کل اضافات شعر = (3) گرمیٔ روز حساب۔سیخ موج
کل تعداد حروف شعر = 43 ردیف = مردف

جدید ترکیب = سیخِ موج

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = پانی آگ
2-تلمیح = روز حساب
3-مبالغہ غلو = پانی تھا آگ گرمیٔ روز حساب تھی

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر
= سیخ۔کباب
2-تفریع = پانی۔تھی

محاسن علم بیان

1-محاورہ = کباب ہونا (جلنا، بھنا)
2-نیا محاورہ = گرمیٔ روز حساب
(قیامت کی گرمی)

۱۲۳

آئینۂ فلک کو نہ تھی تاب و تب کی تاب
چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب
سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو اضطراب
کافورِ صبح ڈھونڈھتا پھرتا تھا آفتاب

بھڑکی تھی آگ گنبدِ چرخِ اثیر میں
بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر میں

بند مرثیہ -123

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (3) آئینۂ فلک، تاب وتب، دامنِ سحاب
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

لغات

1- سحاب = بادل۔ ابر
2- تاب = گرمی۔ طاقت روشنی

صنائع معنوی

1- ایہام = تاب
(1۔ گرمی، 2، چمک یہاں کچھ مراد)
2- حسن تعلیل = چھپنے کو برق چاہتی تھی دامن سحاب
3- اشتقاق = تب تاب

صنائع لفظی

1- تنسیق الصفات
= تاب، تب، برق
2 - مراعات النظیر = فلک ،برق، سحاب، تب وتاب

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تاب نہ رہنا
(برداشت نہ رہنا)
2- محاورہ = دامن میں چھپنا
(پناہ مانگنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) کافورِ صبح
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

کافور = ایک تیز بو سفید مادہ جو کھلا رہنے سے اُڑ جاتا ہے جس میں ٹھنڈک ہوتی ہے۔

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی
2- ایہام = کافورِ صبح (۱۔ صبح کی ٹھنڈک، ۲۔ صبح کی سفیدی)
یہاں شاعر کی مراد صبح کی ٹھنڈک ہے

صنائع لفظی

مراعات النظیر
= آفتاب، صبح، گرم

محاسن علم بیان

1- جدید محاورہ = کافورِ صبح ڈھونڈنا
(ٹھنڈک ڈھونڈنا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (3) گنبدِ چرخ اثیر۔ کرہ زمہریر

لغات

1- چرخ اثیر = آگ کا کرّہ
2- کرّہ زمہریر = کرہ ہوا کا وسطی حصہ جو بہت سرد ہے

فصاحت و بلاغت بیان

میر انیس نے اس بند میں گرمی کو تمام کائنات میں بھر دیا۔

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = چرخ اثیر۔ کرہ زمہریر
2- حسن تعلیل = پورا شعر اس صنعت میں ہے
جدید اصطلاح = گنبد چرخ اثیر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آگ بھڑکنا (شدید آگ لگنا)

۱۲۴

اُس دُھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہِ اُمم
نہ دامنِ رسُول تھا ، نہ سایۂ عَلَمْ
شعُلے جگر سے آہ کے اُٹھتے تھے دَمبدم
اُودے تھے لب، زباں میں کانٹے، کمر میں خم

بے آب تیسرا تھا جو دن میہمان کو
ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو

بند مرثیہ-124

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (3) شہِ امم، دامنِ رسولؐ، سایۂ علم
کل تعداد حروف شعر = 43 ردیف = غیر مردف

فصاحت وبلاغت بیان

اس شعر کا پہلا مصرعہ تشبیب کی طرح ہے یعنی تمام گرمی کو میر صاحب نے امام مظلومؑ کے سر پر کھڑا کر دیا جہاں نہ دامن رسولؐ تھا نہ سایۂ علم تھا۔ اس شعر میں " اُس دھوپ " میر صاحب کی مرقع نگاری کی دلیل ہے۔

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = دھوپ، سایہ

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = شہِ امم، رسولؐ، علم

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شہِ اُمم
(سے مراد امام حسینؑ ہیں)

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 9 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1-جمع = اودے تھے +
+ زباں میں کانٹے
+ کمر میں خم

صنائع لفظی

1- تکرار بالواسطہ = دم بہ دم
2-مراعات النظیر
= جگر، لب، زبان، کمر

محاسن علم بیان

1-نیا محاورہ = جگر سے شعلے اٹھنا
(گرمی سے دل وجگر جلنا)
2-محاورہ = زبان میں کانٹے پڑنا (سخت پیاس لگنا)
3-محاورہ = کمر خم ہونا (کمزور ہونا)

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات

لکنت = رُک رُک کر بولنا

صنائع لفظی

1- تکرار = بات بات
2-مراعات النظیر = بات لکنت۔ زبان
پورا شعر صنعت احتجاج بدلیل عقلی ہے

محاسن علم بیان

1-مصرعۂ دوم روزمرہ کی عمدہ مثال ہے۔

۱۲۵

گھوڑوں کو اپنے کرتے تھے سیراب شہسوار
آتے تھے اونٹ گھاٹ پہ باندھے ہوئے قطار
پیتے تھے آبِ نہر پرند آ کے بیشمار
سقّے زمیں پہ کرتے تھے چھڑکاؤ بار بار

پانی کا دام و دد کو پلانا ثواب تھا
اِک ابنِ فاطمہؑ کیلئے قحطِ آب تھا

بند مرثیہ -125

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = گھوڑوں + اونٹ شہسوار
2- تضمن المزدوج = کرتے ۔ تھے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سیراب کرنا = پانی پلانا
2- محاورہ = قطار باندھنا = سلسلۂ باندھنا

لغات

سقّے = پانی بھرنے والے۔ بہشتی

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر =(1) آب نہر
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکرار = بار بار
2- مراعات النظیر = آب نہر سقّے چھڑکاو

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (3) دام ودد۔ ابن فاطمہؑ ۔ قحطِ آب
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

1- دام ودد = گھریلو اور جنگلی جانور

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = پانی۔ آب ۔ پلانا

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = ابن فاطمہؑ (حضرت امام حسینؑ)

۱۲۶

سر پر لگاے تھا پسرِ سعد چترِ زر
خادم کئی تھے مروحہ جُنباں اِدھر اُدھر
کرتے تھے آب پاش مکرّر زمیں کو تر
فرزندِ فاطمہؑ پہ نہ تھا سایۂ شجر

وہ دُھوپ دشت کی، وہ جلال آفتاب کا
سَونلا گیا تھا رنگِ مبارک جناب کا

بند مرثیہ-126

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل تعداد حروف شعر = (2) پسرِ سعد۔ چترِ زر
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- ذوالقافیتین = چتر، زر، اِدھر، اُدھر
2- تجنیس خطی = اِدھر، اُدھر
3- تضمن المزدوج = سر، پر، ذر، چتر

لغات

1- مروّحہ جنباں = پنکھے جھلنے والے
2- چترِ زر = زرین چھتری

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) فرزندِ فاطمہؑ۔ سایۂ شجر
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = مکرر۔ تر

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) رنگِ مبارک
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = دھوپ، آفتاب، دشت

لغات

1- جلالِ آفتاب = گرمیِ آفتاب

۱۲۷

کہتا تھا ابنِ سعد کہ اے آسماں جناب
بیعت جو کیجیے اب بھی تو حاضر ہے جامِ آب
فرماتے تھے حسینؑ کہ او خانماں خراب
دریا کو خاک جانتا ہے ابنِ بوتراب

فاسق ہے پاس کچھ تجھے اسلام کا نہیں
آبِ بقا ہو اب تو مرے کام کا نہیں

بند مرثیه -127

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) ابن سعد۔ جامِ آب
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تعلیق = مصرعِ ثانی اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = آسمان جناب (امام حسینؑ)
2- بیعت کرنا (اظہار اطاعت کرنا)

لغات

1- خانماں خراب = تباہ۔ برباد

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (1) ابن بوترابؑ
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = دریا خاک

صنائع معنوی

1- مراعات النظیر = دریا، خاک، تراب

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = ابن بوترابؑ (امام حسینؑ)
2- نیا محاورہ = او خانماں خراب (اے تباہ و برباد)
3- محاورہ = دریا کو خاک جاننا (دریا کو ہیچ جاننا)

لغات

1- فاسق = گناہگار
2- آبِ بقا = آبِ حیات

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) آبِ بقا
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = آبِ بقا (آبِ حیات جس کو پینے سے مشہور ہے انسان نہیں مرتا)
2- ایہام تام مماثل = پاس (1۔ خیال، 2۔ ہمراہ) شاعر کی مراد خیال ہے۔

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = پاس نہ ہونا (خیال نہ ہونا)

۱۲۸

کہدوں تو خوان لیکے خود آئیں ابھی خلیل
چاہوں تو سلسبیل کو دم میں کروں سبیل،
کیا جام آب کا تو مجھے دے گا او ذلیل
بے آبرو خسیس، ستمگر، دَنی، بخیل

جس پھُول پر پڑے ترا سایہ وہ بو نہ دے
کھُلوائے فصد تُو، تو کبھی رگ لہو نہ دے

بند مرثیہ -128

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = 0

لغات

1- خواں = کھانا لانے کا تھال

2- سلسبیل = بہشت کی ایک نہر

3- سبیل = بندوبست ۔ تدبیر

صنائع معنوی

1- پورا شعر صنعت احتجاج بدلیل مذہبی میں ہے

2- شبہ اشتقاق = سبیل سلسبیل

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = سلسبیل، سبیل، خلیل

2- تضمن المزدوج = چاہوں، کروں، کہہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سبیل کرنا = بندوبست کرنا

2- محاورہ = دم میں (لحظ میں)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

لغات

1- ذلیل = کمینہ ۔ سفلہ

2- دنی = کمینہ ۔ ذلیل

3- بخیل = کنجوس

(خسیس = کنجوس

صنائع معنوی

1- جمع = ذلیل + بے آبرو + خسیس + ستم + بخیل

2- ذواللسان = مصرعہ دوم فارسی میں ہے

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = دنی ۔ بخیل

2- ترجمہ اللفظ = ذلیل ۔ بے آبرو

3- تنسیق الصفات = ذلیل ۔ بے آبرو ۔ ستمگر

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

لغات

1- فصد کھلوانا = رگ کو نشتر سے کھولنا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = فصد، رگ، لہو

2- تضمن المزدوج = تو ۔ لہو

3- تجنیس خطی = تو ۔ ٹو

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سایا پڑنا (اثر ہونا)

2- نیا محاورہ = رگوں میں خون نہ ہونا (بے مروت ہونا)

۱۲۹

گر جَم کا نام لوں، تو ابھی جام لیکے آئے
کوثر یہیں رسولؐ کا اَحکام لیکے آئے
رُوح الامیں زمیں پہ مِرا نام لیکے آئے
لشکر مَلک کا فتح کا پیغام لیکے آئے

چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
اُلٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

بند مرثیہ -129

شعر نمبر -1

کُل الفاظ شعر=19 کُل الفاظ عربی=3
کل الفاظ فارسی=4 کل الفاظ اردو=12
کل اضافات شعر=0
کل تعداد حروف شعر=51 ردیف=مرّدف

لغات

1- جم=ایران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا مخفف
2- جام جم=وہ روایتی پیالہ جس میں جمشید تمام دنیا کے حالات کا عکس دیکھتا تھا
3- کوثر=حوض کوثر کا مخفف

ضائع معنوی

1- تلمیح=جام جم
2- تلمیح=جم

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل=جام کہہ کر پانی مراد لینا

شعر نمبر -2

کُل الفاظ شعر=17 کُل الفاظ عربی=3
کل الفاظ فارسی=4 کل الفاظ اُردو=10
کل اضافات شعر=0
کل تعداد حروف شعر=52 ردیف=مردف

ضائع معنوی

1- تلمیح=روح الامین
(جن کے ذرائع وحی آئی تھی)
2- صفت تجرید
=پورا شعر اس صفت میں ہے

1- مراعات النظیر
روح الامین-ملک-پیغام
2- تضمین المزدوج=روح الامین-زمیں۔

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ=نام لے کر آنا
(وسیلے سے آنا)

شعر نمبر -3

کُل الفاظ شعر=16 کُل الفاظ عربی=4
کل الفاظ فارسی=2 کل الفاظ اُردو=10
کل اضافات شعر=0
کل تعداد حروف شعر=51 ردیف= مردف

1- صنعت احتجاج بدلیل مذہبی

ضائع لفظی

1- مراعات النظیر
انقلاب-دنیا-زمین-کوفہ شام

محاسن علم بیان

1- محاورہ=زمین الٹنا=(حالات بدلنا)

۱۳۰

فرما کے یہ نگاہ جو کی سوے ذوالفقار
تھرّا کے پچھلے پانوں ہٹا وہ ستم شعار
مظلوم پر صفوں سے چلے تیر بے[1] شمار
آواز کوسِ حرب ہوئی آسماں کے پار

نیزے اُٹھا کے جنگ پر اسوار تُل گئے
کالے نشاں سپاہ سیہ رو میں کھُل گئے

1۔ دس ہزار

بند مرثیہ-130

شعر نمبر-1

کُل الفاظ شعر=16 کل الفاظ عربی=3 کل الفاظ فارسی= 2
کل الفاظ اُردو= 11 کل اضافات شعر=1 سُوئے ذوالفقار
کل تعداد حروف شعر=50 ردیف=غیر مردف

صائع معنوی

1- تلمیح= ذوالفقار

محاسن علم بیان

1- محاورہ=تھرّا کر =گھبرا کر
2- محاورہ=پچھلے پاؤں ہٹنا= پیچھے ہٹنا

لغات

1- آواز کوس حرب= جنگ کے طبلوں کی آواز

شعر نمبر-2

کُل الفاظ شعر=14 کُل الفاظ عربی=2
کل الفاظ فارسی=5 کل الفاظ اُردو=7
کل اضافات شعر=2 آوازِ کوس حرب
کل تعداد حروف شعر=48 ردیف=غیر مردف

صائع معنوی

1- مبالغہ غلو =مصرعہ ثانی

صائع لفظی

1- ذوالقافیتین =کے، پار، بے شمار
2- مراعات النظیر =صفوں، تیر، حرب

محاسن علم بیان

1- محاورہ=آسمان کے پار ہونا (بہت دور جانا)

حوالہ جات، جدید ترکیب=آواز کوس حرب

شعر نمبر-3

کُل الفاظ شعر=16 کُل الفاظ عربی=0
کل الفاظ فارسی=6 کل الفاظ اُردو=10
کل اضافات شعر=0
کل تعداد حروف شعر=47 ردیف=مردف

لغات

1- سپاہ سیہ رو= بد بخت فوج

صائع معنوی

1- ایہام مماثل مرشحہ= کالے نشان
(1-کالے پرچم، 2-بدبختی کے جھنڈے
یہاں شاعر کی مراد بدبختی کے جھنڈے ہیں

صائع لفظی

1- مراعات النظیر =نیزے، اسوار، جنگ، نشان
2- ترجمہ اللفظ= کالے-سیہ

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ= نیزہ اٹھانا
(جنگ پر آمادہ ہونا)
2- نیا محاورہ=تل جانا (تیار ہو جانا)
3- محاورہ= سیاہ رو ہونا
(بدنام اور ذلیل ہونا)

۱۳۱

وہ دھوم طبلِ جنگ کی وہ بوق کا خروش
کر ہو گئے تھے شور سے کرّوبیوں کے گوش
تھرّائی یوں زمیں کہ اُڑے آسماں کے ہوش
نیزے ہلا کے نکلے سواران درع پوش

ڈھالیں تھیں یوں سروں پہ سوارانِ شوم کے
صحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

بند مرثیہ -131

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) طبلِ جنگ
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1-بوق = بگل
2-خروش = شوروغل
3- کرّ ہونا = بہرہ ہونا
4- کرّ وبیوں = فرشتے

صنائع معنوی

1-مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی
2-شبہ اشتقاق = کرّ-کرّ وبیاں
3-صنعت تعلیق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = دھوم-خروش-شور-جنگ-طبل-بوق

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) سوارانِ درع
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

1- درع پوش = آہنی پوشاک جو سپاہی پہنتے ہیں ۔

صنائع معنوی

1-طباق ایجابی = زمین آسمان
2-غلو مبالغہ
= مصرعہ اول اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر = سواران، درع پوش، نیزے

محاسن علم بیان

1-محاورہ = زمین تھرانا = ہل چل مچنا
2-نیا محاورہ = آسماں کے ہوش اُڑنا
" = بہت گڑبڑ ہونا۔

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (1) سورانِ شوم
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

لغات

1-سوران شوم = منحوس سوار

صنائع لفظی

1- تکرار = جھوم جھوم
2-مراعات النظیر = ڈھالیں، سروں، سوران

محاسن علم بیان

1- نادر تشبیہ = سروں پر ڈھالوں کو صحرا میں گھٹا سے تشبیہ دی گئی ہے۔
2-محاورہ = گھٹا جھوم کر آنا (بادل چھانا)

(۱۳۲)

لوٗ پڑھ کے چند شعر رَجز شاہِ دیں بڑھے
گیتی کے تھام لینے کو روح الامیں بڑھے
مانند شیرِ نر کہیں ٹھہرے کہیں بڑھے
گویا علی اُلٹتے ہوے آستیں بڑھے

جلوہ دیا جری نے عروسِ مصاف کو
مشکلکشا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

ن جب رن میں تیغ تول کے سلطان دیں بڑھے

بند مرثیہ -132

شعر نمبر -1
کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) شعرِ رجز۔ شاہِ دیں
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

صنائع معنوی
1- تلمیح = روح الامین (حضرت جبریلؑ)

لغات
1- رجز = جنگ کے فخریہ اشعار

محاسن علم بیان
1- کنایہ بعید = شاہِ دیں (امام حسینؑ)
2- نیا محاورہ = کیتی کو تھامنا (زمین سنبھالنا)

شعر نمبر -2
کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (2) مانند شیرِ نر
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = ٹھہرے۔ بڑھے
2- تجرید = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے۔

محاسن علم بیان
1- تشبیہ = شیرِ نر (امام حسینؑ)
2- محاورہ = آستیں الٹنا (لڑنے مرنے کو تیار ہونا)

شعر نمبر -3
کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (1) عروسِ مصاف
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

جدید ترکیب = عروسِ مصاف

لغات
1- مصاف = میدان جنگ
2- عروس = دلہن
3- جری = دلبر

محاسن علم بیان
1- محاورہ = جلوہ کرنا = ظاہر کرنا
2- کنایہ قریب = مشکل کشا = (حضرت علیؑ)

۱۳۴

کاٹھی سے اِس طرح ہوئی وہ شعلہ خُو جُدا
جیسے کنارِ شوق سے ہو خوبرو جُدا
مہتاب سے شعاع جُدا، گُل سے بُو جُدا
سینے سے دم جُدا، رگِ جاں سے لہو جُدا

گرجا جو رَعد اَبر سے بجلی نکل پڑی
محمل میں دم جو گُھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

نـ ماہرو

بند مرثیہ -133

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) کنارِ شوق
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات

1- کاٹھی = تلوار کا نیام
2- خو = خصلت

فصاحت و بلاغت بیان

تلوار کا نیام سے باہر آنے کو جس طرح انیس نے تشبیہات سے بیان کیا کسی اور شاعر نے نظم نہیں کیا۔

صنائع معنوی

1- ایہام مماثل = شوق (1۔ آرزو، 2۔ عشق)
یہاں شاعر کی مراد عشق سے ہے

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = شعلہ خو۔ تلوار کے لیے
2- تشبیہ = خوب رو۔ تلوار کے لیے

حوالہ جات : جدید ترکیب = کنارِ شوق

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 11 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (1) رگِ جان
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں شاعر یہ بتاتا ہے کہ تلوار کی جدائی سے نیام کی قدر و منزلت ختم ہو جاتی ہے۔

محاسن علم بیان

1- ا ـارہ = نیام کو مہتاب، گل، سینے اور رگِ جان کہا ہے
2- استعارہ = تلوار کو شعاع، بُو، دم اور لہو کہا ہے۔

صنعت رد الجز علی الحشو مع تکرار ہے

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1- رعد = بجلی کی کڑک

صنائع معنوی

1- تلمیح = لیلیٰ (مجنوں کی معشوق)
2- حسنِ تعلیل = پہلا مصرعہ اس صنعت میں ہے
3- احتجاج بدلیل عقلی = دوسرا شعر اس صنعت میں ہے۔

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = گرجا۔ رعد

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = ابر یعنی نیام، بجلی یعنی تلوار
2- تشبیہ = محمل یعنی نیام = لیلیٰ یعنی تلوار
3- محاورہ = دم گھٹنا۔ (گھبراہٹ ہونا)

۱۳۴

آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح
کافر پہ کبریا کا عتاب آئے جس طرح
تابندہ برق سوئے سحاب آئے جس طرح
دوڑا فرس نشیب میں آب آئے جس طرح

یوں تیغِ تیز کوند گئی اِس گروہ پر
بجلی تڑپ کے گرتی ہے جس طرح کوہ پر

بند مرثیہ - 134

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) شرزۂ غاب
کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = مردف

لغات

1- شیر شرزہ = شیر ببر
2- غاب = جنگل
3- آہو = ہرن
4- عقاب = شاہین

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = شیر۔ شرزۂ غاب۔ آہو۔ عقاب

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = رفتار کو عقاب کی رفتار سے تشبیہ دی گئی
2- تشبیہ = جھپٹنا کو شیر کے حملہ سے تشبیہ دی گئی

حوالہ جات : جدید اصطلاح۔ شیر۔ شرزہ۔ غاب

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

1- تابندہ = چمک دار

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = تابندہ۔ برق
۔ سحاب۔ آب

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = تابندہ برق (سے مراد امام حسینؑ ہیں)
2- تشبیہ = سحاب (کالی گھٹا سے مراد دشمنان ہیں)
3- تشبیہ = دوڑا فرس (رفتار فرس کو رفتار آب نشیب سے تشبیہ دی گئی)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (1) تیغ تیز
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات

1- کوندنا = بجلی کا چمکنا

محاسن علم بیان

1- مصرعہ ثانی روز مرّہ کی اچھی مثال ہے

نادر مضمون = تلوار کی چمک اور حرکت کو بجلی کے پہاڑ پر گرنے سے ظاہر کیا گیا ہے۔

(۱۳۵)

گرمی میں برقِ تیغ جو چمکی شَرَر اُڑے
جھونکا چلا ہَوا کا جو سَن سے تو سَر اُڑے
پرکالۂ سپر جو اِدھر اور اُدھر اُڑے
روح الامیں نے صاف یہ جانا کہ پَر اُڑے

ظاہر نشانِ اسمِ عزیمت اثر ہوے
جِن پر علیؑ لکھا تھا وہی پر سپر ہوے

بند مرثیه 135

شعر نمبر - 1
کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) برقِ تیغ
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات
1- شرر = چنگاری
2- سَن = کسی چیز کی زور سے گزرنے کی آواز

صنائع لفظی
1- تنسیق الصفات = برق۔ تیغ۔ چمکی۔ شرر

محاسن علم بیان
1- محاورہ = سر اُڑانا = قتل کرنا

شعر نمبر - 2
کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) پرکالۂ سپر
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات
پرکالہ = ٹکڑے

صنائع معنوی
1- تلمیح = روح الامیںؑ
2- طباق ایجابی = اِدھر۔ اُدھر
3- مبالغہ غلو

صنائع لفظی
1- تجنیس خطی = اِدھر۔ اُدھر
2- تضمین المزدوج = اِدھر۔ اُدھر۔ سپر
صنعت رد العجز علی الصدر مع شبہ اشتقاق

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = صاف جانا
(دوٹوک مانا)
2- نیا محاورہ = پر اُڑانا (بکھیرنا)

= مصرعہ دوم اس صنعت میں ہے

حوالہ جات: جدید ترکیب = پرکالۂ سپر۔

شعر نمبر - 3
کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) نشانِ اسم
کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = مردف

لغات
1- عزیمت = طلسمی دعا

بلاغت
یہ شعر بلاغت کا سرچشمہ ہے یہاں پورا شعر جنگ خیبر میں حضرت علیؑ کے حملہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے جب کہ کوئی تلمیح یا واقعہ سے مربوط الفاظ کا یہاں استعمال نہیں ہوا۔

صنائع معنوی
1- شبہ اشتقاق = پَر۔ پَر، سپر

صنائع لفظی
1- تجنیس خطی = پَے۔ پَر
2- تضمین المزدوج = علی۔ وہی

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = عزیمت اثر ہونا (دعاؤں کا اثر ہونا)
2- محاورہ = سپر ہونا (حفاظت کرنا)

۱۳۶

جِس پر چلی وہ تیغ دو پارا کیا اُسے
کھنچتے ہی چار ٹکڑے دوبارا کیا اُسے
واں تھی جدھر اَجَل نے اشارا کیا اُسے
سختی بھی کچھ پڑی تو گوارا کیا اُسے

نے زین تھا فرس پہ نہ اسوار زین پر
کڑیاں زرہ کی بِکھری ہوئی تھیں زمین پر

بند مرثیہ - 136

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

لغات

1- دوپارہ = ٹکڑے

صنائع معنوی

1- تجنیس تام مماثل = دوپارہ، دو۔ پارہ
2- تجنیس خطی = پارہ۔ بارہ
3- صنعت تعلیق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = دو چار پارہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

لغات

1- اجل = موت

صنائع معنوی

1- صنعت تعلیق = پورا شعر تعلیق میں ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اشارہ کرنا = بتلانا
2- محاورہ = گوارا کرنا = برداشت کرنا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = اسوار، زین، فرس، ورہ

محاسن علم بیان

1- روزمرہ = مصرعہ ثانی عمدہ مثال ہے۔

(۱۳۷)

آئی چمک کے غول پہ جب بر گرا گئی
دم میں جمی صفوں کو برابر گرا گئی
اِک ایک قصرِ تن کو زمیں پر گرا گئی
سیل آئی زور و شور سے جب گھر گرا گئی

آپہونچا اِس کے گھاٹ پہ جو مر کے رہ گیا
دریا لہو کا تیغ کے پانی سے بہ گیا

بند مرثیه - 137

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 43
ردیف = مردف

لغات
1- غول = فوج کا مرکزی حصہ
2- سیل = طغیانی

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = آئی گئی

صنائع لفظی
1- تفریع = آئی ۔ گئی
2- تضمین المزدوج = زور شور

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = سیل آنا = زور و شور سے آنا
2- محاورہ = سر گرانا = قتل کرنا
3- محاورہ = زور و شور = گڑ بڑ کرنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) قصرِ تن
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات
1- قصر = محل

صنائع لفظی
1- تکرار = ایک ایک

حوالہ جات: جدید ترکیب = قصرِ تن۔

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = قصرِ تن گرانا (قتل کرنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف =

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = لہو ۔ پانی، آ، گیا
2- مبالغہ غلو = دریا لہو کا

صنائع لفظی
1- ذوالقافیتین = کے، رہ، سے، بہہ
2- مراعات النظیر
= دریا ۔ پانی ۔ گھاٹ ۔ بہہ

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = تیغ کے پانی سے بہنا
= قتل ہونا

۱۳۸

اِس آب پر یہ شعلہ فشانی، خدا کی شان
پانی میں آگ، آگ میں پانی، خدا کی شان
خاموش، اور تیز زبانی خدا کی شان
استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان

لہرائی جب اُتر گیا دریا چڑھا ہوا
نیزوں تھا ذوالفقار کا پانی بڑھا ہوا

بند مرثیہ - 138

لغات
1- شعلہ فشانی = شعلے بکھیرنا

شعر نمبر- 1
کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = پانی۔آگ
2- ایہام مماثل تام = آب (1۔پانی،2۔چمک)

صنائع لفظی
1 - تکرار = آگ آگ
2- ترجمہ اللفظ = پانی،آب

محاسن علم بیان
1- محاورہ = خدا کی شان

لغات
(ا) استادہ = کھڑا ہونا

شعر نمبر - 2
کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی= 10 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = استادہ۔روانی
2- ایہام = آب (ا۔پانی،۲۔چمک)

محاسن علم بیان
1- محاورہ = تیز زبانی (سخت باتیں کرنا)

شعر نمبر - 3
کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی
1- تلمیح = ذوالفقار
2- طباق ایجابی
= اتر۔چڑھا

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = لہر، دریا، پانی

محاسن علم بیان
1- محاورہ = دریا چڑھنا (دریا کا طغیانی پر آنا)
2- محاورہ = دریا اترنا (دریا کا اترنا)
3- محاورہ = لہر آنا (پیچ و تاب کھانا)

۱۳۹

قلب و جناح و میمنہ و میسرا، تباہ
گردن کشانِ اُمّتِ خیرالورا، تباہ
جنباں زمیں، صفیں تہ و بالا پرا تباہ
بے جان جسم، روح مسافر سرا تباہ

بازار بند ہو گیا، جھنڈے اُکھڑ گئے
فوجیں ہوئیں تباہ، محلّے اُجڑ گئے

بند مرثیہ - 139

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 10 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 0
کل اضافات شعر = (5)
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

لغات

1- قلب = فوج کا درمیانی حصہ 2- جناح = فوج کا اگلا حصہ
3- میمنہ = فوج کا دہنا حصہ
4- میسرہ = فوج کا بایاں حصہ
5- گردن کشاں = باغیان
6- خیر الورا = بہترین مخلوق رسول کا لقب)

صنائع معنوی

1- ذوالّلسان = پورا شعر فارسی + اردو
2- طباق ایجابی = میمنہ = میسرہ
3- جمع = پہلا مصرعہ صنعت جمع میں ہے
4- تجنیس تام مماثل = قلب (۱۔دل، ۲۔فوج کا درمیانی حصہ
شاعر کی مراد فوج کے درمیانی حصے سے ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = قلب و جناح و میمنہ و میسرہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 9 کل الفاظ اردو = 2
کل اضافات شعر = (1) تہ و بالا
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1- پرا = گروہ
2- جنباں = لرزاں
3- سرا = مسافر خانہ

صنائع معنوی

1- ذوالّلسان = پورا دوسرا مصرعہ
2- طباق ایجابی = تہ ۔ بالا
3- ....جسم ۔ روح (۴) مبالغہ غلو = جنباں زمین

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= جسم، روح، جان

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تہ و بالا ہونا ۔ تباہ ہونا
2- محاورہ = جسم بے جان ہونا
(مرجانا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ ار =8
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 40 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- جمع
= پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = تباہ ۔ اُجڑ
2- ذوالقافیتین = ہو گیا جھنڈے
تباہ محلے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اجڑ جانا ۔ تباہ ہونا
2- محاورہ = تباہ ہونا ۔ اجڑ جانا
3- نیا محاورہ = جھنڈا اکھڑنا ۔ شکست ہونا

۱۴۰

اللہ ری تیزی و برش اِس شعلہ رنگ کی
چمکی سوار پر تو خبر لائی تنگ کی
پیاسی فقط لہو کی، طلبگار جنگ کی
حاجت نہ سان کی تھی اُسے کچھ نہ سنگ کی

خوں سے فلک کو لاشوں سے مقتل کو بھرتی تھی
سَو بار دَم میں چرخ پہ چڑھتی اُترتی تھی

بند مرثیہ - 140

شعر نمبر - 1
کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

لغات
1- تنگ = زین کسنے کا چوڑا تسمہ
2- برش = تیزی کاٹ

صنائع لفظی
1- تنسیق الصفات = تیزی ۔ برش ۔ شعلہ رنگ

محاسن علم بیان
1- محاورہ = خبر لانا (مل کر آنا)
2- محاورہ = اللہ رے (تعجب کا جملہ)
3- تشبیہ = تلوار کو "شعلہ رنگ" سے

لغات
1 - سان = دھار رکھنے کا پتھر ۔ سنگ صقیل

شعر نمبر - 2
کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

صنائع لفظی
1- ترجمہ اللفظ = سان ۔ سنگ

محاسن علم بیان
1- محاورہ = لہو کا پیاسا (جانی دشمن)

لغات
1- مقتل = میدان جنگ

شعر نمبر - 3
کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 59
ردیف = مردف

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = چڑھتی ۔ اترتی
2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان
1- محاورہ = چرخ چڑھنا = خراد چڑھنا
2- محاورہ = دم میں ۔ لحظہ میں

۱۴۱

تیغِ خزاں تھی گلشنِ ہستی سے کیا اُسے
گھر جس کا خود اُجڑ گیا بستی سے کیا اُسے
وہ حق نما تھی کفر پرستی سے کیا اُسے
جو آپ سر بلند ہو پستی سے کیا اُسے

کہتے ہیں راستی جسے وہ خم کے ساتھ ہے
تیزی زباں کے ساتھ، برش دم کے ساتھ ہے

بند مرثیہ 141

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (2) تیغ خزاں۔ گلشن ہستی
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = اجڑ۔ بستی
2- سلب وایجاب = دونوں مصرعہ اس صنعت میں ہیں۔
حوالہ جات: جدید ترکیب = تیغِ خزاں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

لغات

1- حق نما = حق دکھانے والی

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = حق، کفر، بلند، پستی
2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے
(۳) صنعت احتجاج دلیل عقلی۔ پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- ضمن المزدوج = پرتی، تھی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر بلند ہونا (باوقار ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = راستی۔ خم

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = برش۔ تیزی۔ خم

۱۴۲

سینے پہ چل گئی، تو کلیجہ لہو ہوا
گویا جگر میں موت کا ناخن فرو ہوا
چمکی تو الاماں کا غُل چار سو ہوا
جو اسکے مُنھ پہ آگیا بے آبرو ہوا

رُکتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے
چہرے سیاہ ہوگئے تھے اُس کی آنچ سے

بند مرثیہ - 142 شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات

1- فرو ہونا = دھسنا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سینہ، کلیجہ، جگر۔ ناخن۔ لہو

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ناخن فرو ہونا (ناخن گاڑنا)
2- نیا محاورہ = کلیجہ لہو ہونا (سخت صدمہ ہونا)
3- نیا محاورہ = جگر میں ناخن دھسنا (اذیت ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات

1- الامان = خدا کی پناہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = غل ہونا (غوغا برپا ہونا)
2- محاورہ = منہ پر آنا (سامنے آنا)
3- محاورہ = بے آبرو ہونا (ذلیل ہونا)

شعر نمبر- 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ اغراق = دوسرا مصرعہ اس صنعت میں ہے
2- ایہام = چہرے سیاہ ہونا
(1۔ کالا ہونا، 2۔ بے آبرو ہونا)
شاعر کی مراد بے آبرو ہونے سے ہے

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد =ایک، پانچ، دس

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = چہرہ سیاہ ہونا (بے آبرو ہونا)
2- روزمرہ = مصرعہ ثانی عمدہ مثال ہے
3- استعارہ = تلوار کی چمک کو آنچ کہا ہے

۱۴۳

بجھ بجھ گئیں صفوں پہ صفیں وہ جہاں چلی
چمکی تو اُس طرف اِدھر آئی وہاں چلی
دونوں طرف کی فوج پکاری کہاں چلی
اُسنے کہا یہاں، وہ پکارا وہاں چلی

مُنھ کس طرف ہے تیغ زنوں کو خبر نہ تھی
سَر گر رہے تھے اور تنوں کو خبر نہ تھی

بند مرثیہ 143

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیان

یہ شعر پورا اردو میں ہے۔اس میں کوئی عربی یا فارسی لفظ نہیں۔

صنائع لفظی

1- تکرار = بجھ۔بجھ 2- تکریر = صفوں۔صفیں
3- تضمن المزدوج = چمکی۔آئی،چلی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = صفوں پر صفیں بچھنا = صفیں تباہ ہونا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تجنیس تام مماثل = چلی (1۔گئی،2۔تلوار کا وار ہونا)
شاعر کی مراد تلوار کا وار ہے
2- طباق ایجابی = کہاں۔یہاں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

لغات

1- تیغ زنوں = تلوار چلانے والے

''منہ کس طرف ہے'' سے مراد تلوار کی دھار ہے جو دشمنوں کو کاٹ رہی تھی۔ یہ نادر اور اچھوتا مضمون ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = منہ۔سر۔تنوں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر گرنا = سر قلم ہونا (قتل ہونا)

۱۳۳

دشمن جو گھاٹ پر تھے وہ دھوتے تھے جاں سے ہاتھ
گردن سے سَر الگ تھا جدا تھے نشاں سے ہاتھ
توڑا کبھی جگر کبھی چھیدا سِناں سے ہاتھ
جب کٹ کے گر پڑیں تو پھر آئیں کہاں سے ہاتھ

اب ہاتھ دستیاب نہیں مُنہ چھپانے کو
ہاں پاؤں رہ گئے ہیں فقط بھاگ جانے کو

بند نمبر - 144

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 21
کل الفاظ عربی =1
کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو =15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

لغات

(ا) عنان= لگام

ضائع لفظی

1-ترجمہ اللفظ = الگ - جدا
2-مراعات النظیر = گردن، سر، ہاتھ
3-مراعات النظیر = گھاٹ، دھوے، ہاتھ

محاسن علم بیان

1-محاورہ = جان سے ہاتھ دھونا (مرنے پر آمادہ ہونا)
2- محاورہ = سر جدا ہونا (قتل ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

لغات

سنان = نیزے کی انی

1- احتجاج عقلی
=مصرعہ ثانی اس صفت میں ہے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر
=توڑا، چھدا، کٹ

محاسن علم بیان

1-محاورہ = جگر توڑنا = سخت صدمہ پہنچانا
2- محاورہ = ہاتھ آنا = دستیاب ہونا
3- محاورہ = ہاتھ کٹ جانا = ہاتھ قلم ہونا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ہاتھ، پاوں

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = ہاتھ دست
2-مراعات النظیر = ہاتھ، دست، منہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ بھاگ جانا -فرار کرنا
2- محاورہ = منہ چھپانا -شرمندہ ہونا

۱۴۵

اللہ رے خوف تیغِ شہِ کائنات کا
زہرہ تھا آب خوف کے مارے فرات کا
دریا پہ حال یہ تھا ہر اک بدصفات کا
چارہ فرار کا تھا نہ یارا ثبات کا

غل تھا کہ برق گرتی ہے ہر درع پوش پر
بھاگو خدا کے قہر کا دریا ہے جوش پر

بند نمبر- 145

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) تیغ شہ کائنات
کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = مردف

لغات

1- زہرہ = ترشحات جگر جمع ہونے کی تھیلی - دلیری

صنائع مصنوی

1- حسن تعلیل = مصرعہ ثانی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = زہرہ آب ہونا = حوصلہ پست ہونا
2- نیا محاورہ = اللہ رے خوف = اُف کیا خوف ہے
3- کنایہ بعید = شہ کائنات

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

لغات

1- چارہ = تدبیر
2- یارا = طاقت
3- ثبات = ٹھہرنا

صنائع مصنوی

1- طباق ایجابی = فرار، ثبات

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = چارہ، یارا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چارہ کرنا (تدبیر کرنا)
2- نیا محاورہ = یارا ہونا حوصلہ ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

لغات

1- درع پوش = آہنی زرہ پہننے والا
2- قہر = غضب

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = درع پوش (سپاہی)
2- محاورہ = برق گرنا (مصیبت آنا)
3- محاورہ = دریا جوش میں آنا (دریا امنڈنا)
4- تشبیہہ = تلوار کی چمک کو برق سے تشبیہہ دی ہے

۱۴۶

ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
منھ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن ادھر اُدھر
بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر
تھے تہ نشین نہنگ، مگر آب تھے جگر

دریا نہ تھمتا خوف سے اُس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پانوں میں چھالے حباب کے

بند مرثیه - 146 **شعر نمبر - 1** **لغات**

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 6

کل الفاظ اردو = 10 کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

1 - ہر چند = اگر چہ - تمام

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل
= مچھلیوں کی کھال کو زرہ

2- حسن تعلیل = مچھلیوں کے کھلے منہ کو خوف کی وجہ بتانا۔

3- ایہام - ہر چند (1- اگر چہ، 2 سب)

4- طباق ایجابی = اِدھر، اُدھر

صنائع لفظی

1- ذوالقافتین
= سر بسر، ادھر اُدھر

2- تکریر بالواسطہ
= سر بہ سر

3- تجنیس خطی
= اِدھر - اُدھر

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = زرہ پوش ہونا (حملے سے بچنے کے لئے زرہ پہننا)

2- نیا محاورہ = منہ کھولے رہنا (تعجب یا خوف کرنا)

3- نادر استعارہ = مچھلیوں کی کھال کو جو پلک سے بچی رہتی ہے زرہ پوشی کہا گیا ہے۔

شعر نمبر - 2 **لغات**

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 8

کل الفاظ اردو = 8 کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = غیر مردف

1- گرداب = بھنور

2- نہنگ = وہیل

صنائع معنوی

1 - ایہام = مگر (1- مگر مچھ، 2- لیکن)
دونوں معنی لئے جا سکتے ہیں

2- طباق ایجابی = بھاگی - نشین

3- حسن تعلیل = مصرعہ اول، بھنور کے اطراف سے موجیں جدا کر پھیلتی ہیں

4- حسن تعلیل = مصرعہ ثانی = عموماً وہیل اور مگر مچھ دریا اور سمندر کی تہوں میں رہتے ہیں جس کو یہاں خوف کے مارے بتایا گیا۔

صنائع مصنوی

1- مراعات النظیر
= موج، گرداب، نہنگ آب

2- تضمین المزدوج
= بھاگی - تھی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جگر آب ہونا (بہت خوف زدہ ہونا)

2 - تشبیہ = گرداب (بھنور) کی گردی کو سپر سے تشبیہ دی گئی۔

شعر نمبر - 3 **لغات** **بلاغت بیان**

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 1، برق تاب

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

1- برق تاب
= چمک دار بجلی

2- حباب = بلبلے

اس پورے بند میں ہر مصرعہ میں نادر شگفتہ حسن تعلیل کی صنعتیں، استعارات اور تشبیہات سے استفادہ کر کے اپنی صنائع گری کے انمول نمونے پیش کئے ہیں

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل = مصرعہ اول
= دریا کی روانی کو ڈر سے بھاگنا بتایا گیا

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = پاؤں میں چھالے پڑنا (بہت درد ہونا)

2- نیا محاورہ = خوف سے نہ تھمنا (ڈر سے بھاگنا)

3- تشبیہ = تلوار کو برق تاب سے تعبیر کیا گیا ہے

١٤٧

آیا خدا کا قہر جدھر سَنْ سے آ گئی
کانوں میں اَلاماں کی صدا رن سے آگئی
دو کر کے خود زین پہ جوشن سے آ گئی
کھنچتی ہوئی زمین پہ توسن سے آ گئی

بجلی گری جو خاک پہ تیغِ جناب کی
آئی صدا زمین سے یا بو ترابؑ کی

بند نمبر- 147

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر =46 ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیان

''سن سے آ گئی'' یہاں شاعر نے تلوار کے وار کی آواز کو نظم کیا ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = کانوں، صدا، سن

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خدا کا قہر آنا = غضب آنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

لغات

1- توسن = گھوڑا

2- جوشن = آہنی پوشاک جو سپاہی پہنتے ہیں۔

3- خود = لوہے کی ٹوپی جو سپاہی پہنتے ہیں۔

ضائع لفظی

1- ذوالقافتین - زین پہ جوشن، زمین پہ توسن

2- مراعات النظیر = خود، زین، جوشن، توسن

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دو کرنا (تقسیم کرنا۔ دو حصے کرنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 1، تیغ جناب

کل تعداد حروف شعر =44 ردیف = مردف

صنائع مثنوی

1- تفریغ = بجلی - کی

2- مرات النظیر = خاک، زمیں، تراب

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = بوتراب (سے مراد حضرت علیؑ ہیں)

۱۴۸

پس پس کے کشمکش میں کماندار مرگئے
چلّے تو سب چڑھے رہے بازو اُتر گئے
گوشے کٹے کمانوں کے تیروں کے پر گئے
مقتل میں ہو سکا نہ گذارا گذر گئے

دہشت سے ہوش اُڑے ہوئے تھے مرغِ وہم کے
سوفار کھول دیتے تھے مُنہ سَہم سَہم کے

بند مرثیہ - 148

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر =47 ردیف = مردف

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی
=چڑھے- اُترے

صنائع لفظی
1- تکریر= پس- پس
2- تکریر بالواسطہ= کش مکش
3- مراعات النظیر = کماندار- چلے

محاسن علم بیان
1- محاورہ= چلہ چڑھانا = تیر کو تانت میں رکھنا
2- نیا محاورہ= باز واتر جانا = بازو کٹ جانا
3- محاورہ= پس جانا= تباہ ہو جانا
4 - محاورہ= کش مکش کرنا = ہلچل- گڑ بڑ ہونا

لغات
مقتل= میدان جنگ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی
1- اشتقاق= گزارا- گزر

صنائع لفظی
1- تضمن المزدوج= کمانوں تیروں
2- مراعات النظیر = گوشے- کمانوں- تیروں

محاسن علم بیان
1- محاورہ= گزر جانا= مر جانا
2- محاورہ= گزارا کرانا =مشکل زندگی کرنا

لغات
1- سوفار= تیر کی چٹکی
2- وہم= خوف

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 1، مرغ وہم
کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی
1- حسن تعلیل
= سوفار کی شکل کو کھلے منہ سے تعبیر کرنا

ضایع لفظی
1- تضمن المزدوج
= اڑے ہوئے تھے

محاسن علم بیان
1- محاورہ= سہم جانا= ڈر جانا
2- محاورہ= ہوش اڑ جانا= گھبرا جانا
3- محاورہ= منہ کھولنا= ڈر اور تعجب سے منہ کھولنا

۱۴۹

تیر افگنی کا جن کی ہر اک شہر میں تھا شور
گوشہ کہیں نہ ملتا تھا ان کو سوائے گور
تاریک شب میں جن کا نشانہ تھی چشم مور
لشکر میں خوفِ جاں نے انھیں کر دیا تھا کور

ہوش اُڑ گئے تھے فوجِ ضلالت نشان کے
پیکاں میں زہ کو رکھتے تھے سوفار جان کے

بند نمبر - 149

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 57 ردیف = غیر مردف

لغات

تیرافگنی = تیراندازی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = شور ہونا = مشہور ہونا
2- نیا محاورہ = گوشہ ملنا = جگہ ملنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 2 چشم مور-خوف جان
کل تعداد حروف شعر = 58
ردیف = مردف

لغات

1- چشم مور
= چیونٹی کی آنکھ

فصاحت و بلاغت بیان

چیونٹی کی آنکھ کو تاریکی میں نشانہ بنانا ماہرین تیراندازی کی عکاسی ہے ایسے مضامین اردو ادب کو میر صاحب کا عطیہ تصور کیے جائیں جو دوسرے عظیم شاعروں کے تصور میں بھی نہ تھے۔

صنائع معنوی

1- مبالغہ = مصرعہ اول اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

1- جدید تشبیہ = چشم مور = باریک اور چھوٹا نشان

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 1، ضلالت نشان
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1- زہ = کمان کا چلّہ
2- پیکان = تیر کی آنی
3- سوفار = تیر کا کھلا ہوا پچھلا حصہ
4- ضلالت = گمراہی

صنائع لفظی

مراعات النظیر = فوج، نشان، پیکان، سوفار
جدید ترکیب = ضلالت نشان

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہوش اڑنا = گھبرانا (حواس باختہ ہونا)
2- نیا محاورہ = پیکان میں زہ لکھنا = تیر میں کمان رکھنا
3- کنایہ بعید = فوج ضلالت نشان = یزیدی فوج

۱۵۰

صف پر صفیں، پروں پہ پرے، پیش وپس گرے
اسوار پر سوار فرس پر فرس گرے
اُٹھ کر زمیں سے پانچ جو بھاگے تو دس گرے
مخبر پہ پیک، پیک پہ مرکر عسس گرے

ٹوٹے پرے شکست بنائے ستم ہوئی
دنیا میں اس طرح کی بھی افتاد کم ہوئی

بند نمبر - 150

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 6   کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 1، پس و پیش
کل تعداد حروف شعر = 51   ردیف = مردف

لغات

1- پَرہ = صف، قطار
2 - فرس = گھوڑا

صنائع معنوی

1- اشتقاق = صف - صفیں
پرے، پروں، سوار، اسوار

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = فرس پر فرس گرے
2- مراعات النظیر = صف، پرے، اسوار، سوار، فرس

محاسن علم بیان

1- محاور = پس و پیش ہونا
= آگے پیچھے ہونا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19   کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5   کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51   ردیف = مردف

لغات

1- عسس = لشکر پہرہ دار
2- مخبر = خبر لانے والا سپاہی
3- پیک = قاصد

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = اٹھ - گرے

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = پانچ، دس
2- مراعات النظیر = مخبر - پیک - عسس
3- تکریر = پیک پیک

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15   کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5   کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47   ردیف = مردف

لغات

افتاد = اتفاق - سانحہ

صنائع معنوی

1- سلب و ایجاب
= شکست بنائے ستم ہوئی

صنائع لفظی

1- تجنیس نام مماثل (1- وجہ، 2- بنا) شاعر کی مراد وجہ ہے۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = افتاد ہونا = حادثہ ہونا

۱۵۱

غصّے تھا شیر شرزۂ صحرائے کربلا
چھوڑے تھے گرگ منزل و ماوائے کربلا
تیغِ عَلیؑ تھی مَعرکہ آرائے کربلا
خالی نہ تھی سروں سے کہیں جائے کربلا

بَستی بَسی تھی مُردوں کی قریے اُجاڑ تھے
لاشوں کی تھی زمین سروں کے پہاڑ تھے

بند مرثیہ 151-

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 12
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 3
کل اضافات شعر =(5) شیر شرزۂ صحرائے کربلا۔ منزل و ماوائے کربلا
کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = مردف

لغات
1- ماوا = ٹھکانہ
2- منزل = ٹھکانہ
3- شرزہ = ببر
4- گرگ = بھیڑیا

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = شیر، گرگ
2- تلمیح = کربلا

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = شیر شرزہ، گرگ، صحرا

محاسن علم بیان
1- تشبیہ = گرگ یعنی دشمنان امام حسین

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 3 ، تیغ علی - معرکہ آرائے کربلا
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

لغات
معرکہ آرا = جنگ آور ہونا

صنائع معنوی
1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی
1- مراعات النظیر = تیغ - معرکہ - سروں
2- تضمین المزدوج = علی، تھی

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

لغات
1- قریہ = گاؤں

صنائع معنوی
1- طباق ایجابی = بستی، اجاڑ
2- مبالغہ = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی
1- تضمین المزدوج = بستی - تھی - بسی
2- ....= مردوں - لاشوں - سروں
3- تفریع = بستی - بسی
4- مراعات النظیر = بستی - قریے - زمین - پہاڑ
5- ذوالقافیتین = قریے - کے

محاسن علم بیان
1- محاورہ = بستی بسنا = آباد ہونا

۱۵۲

غازی نے رکھ لیا تھا جو شمشیر کے تلے
تھی طُرفہ کشمکش فلکِ پیر کے تلے
چلّے سمٹ کے جاتے تھے زہ گیر کے تلے
چھپتی تھی سر جُھکا کے کماں تیر کے تلے

اُس تیغِ بے دریغ کا جلوہ کہاں نہ تھا
سہمے تھے سب پہ گوشۂ امن و اماں نہ تھا

بند مرثیہ -152

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 1 ، فلک پیر

کل تعداد حروف شعر =47 ردیف = مردف

لغات

طرفہ = عجیب

صنائع معنوی

1- اشتقاق = کش مکش

صنائع معنوی

1- تفریع = غازی - تلے

2- تکریر بالواسطہ = کش مکش

3- تضمن المزدوج = لیا، تھا، نے، کے

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = غازی (امام حسینؑ)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1- چلّے = کمان کی تانت

2- زہ گیر = سنگ یا ہڈی کا چھلّہ جس کو انگوٹھی میں پہنتے ہیں اور کمان کی زہ کو کھینچتے ہیں

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل = کمان کی تانت تلوار سے کٹنے کے بعد سمٹ جاتی ہے جس کو ڈر سے زہ گیر کے نیچے چھپنے سے تعبیر کی گئی ہے

2- حسن تعلیل = دوسرا شعر بھی اسی صنعت میں ہے۔

صنائع لفظی

1- تفریع = چلّے، تلے

2- مراعات النظیر = چلے، زہ گیر، کمان، تیر

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 3 ، تیغ بے دریغ - گوشہ امن وامان

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات

تیغ بے دریغ = شمشیر بے رنج (بے فکر)

صنائع معنوی

1- ایہام = کہاں نہ تھا

(1- ہر جگہ تھا، 2- کہاں پر نہ تھا)

2- جدید ترکیب = تیغ بے دریغ

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = امن وامان

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سہمے رہنا = خوف زدہ رہنا

2- نیا محاورہ

= گوشۂ امن وامان = عافیت کی جگہ

page-662.gif

بند مرثیہ -153

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 3، کمان کیانی - ابر شام - بارش خدنگ
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات

1- کمان کیانی = مشہور جنگ جو تیر انداز بادشاہ کاوس کی کمان
2- ترنگ = تیر چھٹنے کی آواز
3- ابر شام = لشکر شام
4- خدنگ = ایک قسم کا چھوٹا تیر

صنائع معنوی

1- تلمیح = کمان کیانی

صنائع لفظی

1 - تجنیس کام مماثل = ترنگ (۱- تیر چھٹنے کی آواز، ۲- لہر) شاعر کی مراد تیر چھٹنے کی آواز سے ہے
2- تکریر = رہ رہ
3- مراعات النظیر = کمان - ترنگ - خدنگ

محاسن علم بیان

تشبیہ = بارش خدنگ
= تیروں کا مینہ برسنا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر =4
شور صیحۂ فرس ابلق و سرنگ
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

لغات

1- شور صیحۂ فرس = گھوڑے کی آواز
2- ابلق = دو رنگ کا گھوڑا (سفید و سیاہ)
3- سرنگ = لال رنگ کا گھوڑا

فصاحت و بلاغت بیان

اگر چہ اس شعر کے پہلے مصرعہ میں چار اضافات استعمال کی گئی ہیں اس کے علاوہ غیر مانوس عربی اور فارسی کے الفاظ بھی رکھے گئے۔ لیکن یہ مصرعہ پڑھنے والے پر گراں نہیں گزرتا کیونکہ قادر الکلامی نے پورے مصرعہ کو نرم اور شگفتہ کر دیا گیا اور مصرعہ ثانی میں وہ کی تکرار سے بیان میں تاثیر پیدا کی گئی۔

صنائع معنوی

1- طباق تدبیج = ابلق - سرنگ
2- جمع = تمام شعر اس صنعت میں ہے

صنایع لفظی

1- مراعات النظیر = شور - صیحۂ فرس - جنگ
2- مراعات النظیر = لوں - آفتاب - تابندگی

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 2 ،دشت کیں - تاب و تب
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات

پھنکنا = جلنا

صنائع معنوی

2- اشتقاق = تب و تاب

محاسن علم بیان

1- محاورہ = پھنکتا تھا دشت = دشت گرمی سے جلتا تھا
2- محاورہ = دل کو چین نہ ہونا = اضطراب ہونا

۱۵۴

سقّے پکارتے تھے یہ مشکیں لئے اُدھر
بازارِ جنگ گرم ہے ڈھلتی ہے دوپہر
پیاسا جو ہو وہ پانی سے ٹھنڈا کرے جگر
مشکوں پہ دوڑ دوڑ کے گرتے تھے اہلِ شر

کیا آگ لگ گئی تھی جہانِ خراب کو
پیتے تھے سب حسینؑ ترستے تھے آب کو

بند نمبر -154

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 1، بازار جنگ
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بازار گرم ہونا (خوبصورت خرید و فروخت ہونا)
2- محاورہ = دوپہر ڈھلنا (دن ڈھلنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 59 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکرار = دوڑ دوڑ
2- مراعات النظیر) پیاسا، پانی، مشکوں
3- تضمین المزدوج = کے، گرتے، تھے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جگر ٹھنڈا کرنا = تشنگی بجھانا
2- کنایہ بعید = اہل شر = یزیدی فوج

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 1، جہان خراب
کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مردف

صنایع معنوی

1- طباق ایجابی = آگ - آب

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = پیتے، ترستے، تھے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آگ لگنا = تباہی آنا

۱۵۵

گرمی میں پیاس تھی کہ پُھنکا جاتا تھا جگر
اُف اُف کبھی کہا کبھی چہرے پہ لی سپر
آنکھوں میں ٹیس اُٹھی جو پڑی دھوپ پر نظر
جھپٹے کبھی ادھر کبھی حملہ کیا اُدھر

کثرت عرق کے قطروں کی تھی روئے پاک پر
موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر

فصاحت و بلاغت بیان

دوسرا مصرعہ واقعہ نگاری کی عالی مثال ہے

بند نمبر -155

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = گرمی، تھی، کبھی، لی

محاسن علم بیان

محاورہ = اُف اُف کرنا = کراہنا

محاورہ = جگر پھنکنا = جگر جلنا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

طباق ایجابی = اِدھر - اُدھر

صنائع لفظی

1- تجنیس خطی = اِدھر - اُدھر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ٹیس اٹھنا = درد ہونا

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 1 ، روئے پاک

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

لغات

1- عرق = پسینہ

صنائع معنوی

1- مبالغہ = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = برستے، جاتے، تھے

2- مراعات النظیر

= عرق، قطرے، روئے پاک

محاسن علم بیان

1- استعارہ = موتی (پسینے کے قطرات)

2- محاورہ = موتی برسنا (موتی نچھاور ہونا)

۱۵۶

سیراب چھپتے پھرتے تھے پیاسے کی جنگ سے
چلتی تھی ایک تیغِ علیؑ لاکھ رنگ سے
چمکی جو فرق پر تو نکل آئی تنگ سے
رکتی نہ تھی سپر سے نہ آہن نہ سنگ سے

خالق نے منہ دیا تھا عجب آب و تاب کا
خود اُس کے سامنے تھا پھپھولا حباب کا

بند نمبر -156

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 1 ، تیغ علی
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = سیراب، پیاسے
2- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = ایک لاکھ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = لاکھ رنگ
(متعدد طریقوں سے)
2- محاورہ = تیغ چلنا (شمشیر کا وار ہونا)

فصاحت و بلاغت بیان

یہ حسن بلاغت ہے کہ میر انیس پیاسے امامؑ کی جنگ سیراب یزیدیوں کے مقابلے میں پر اثر بتاتے ہیں۔

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

لغات

1- تنگ = زین کسنے کا چوڑا تسمہ
2- فرق = سر

صنائع معنوی

1- مراعات النظیر = تنگ، سپر، آہن، سنگ

فصاحت و بلاغت بیان

مصرعہ دوم میں ''نہ'' کی تکرار نے حسن اور تاثیر کو دوبالا کر دیا ہے

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 1، آب تاب
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

خود = سر پر پہنے کی لوہے کی ٹوپی جو گول ہوتی ہے
پھپھولہ = چھالہ - حباب

فصاحت و بلاغت بیان

لوہے کی ٹوپی تلوار کی کاٹ کے سامنے ایک پانی کے بلبلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی تھی

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل = خود کی حباب نما گولائی کو حباب سے تعبیر دی گئی ہے۔

محاسن علم بیان

2- تشبیہ = خود کو پھپھولہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۵۸

گھوڑے کی وہ تڑپ وہ چمک تیغ تیز کی
سَو سَو صفیں کچل گئیں جب جست و خیز کی
لاکھوں میں تھی نہ ایک کو طاقت ستیز کی
تھی چار سمت دھوم گریزا گریز کی

آری جو ہو گئی تھیں وہ سب ذوالفقار سے
تیغوں نے منھ پھرا لئے تھے کارزار سے

بند مرثیہ- 158

لغات

1- جست وخیز کرنا = اچھلنا-کودنا

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 2 تیغ تیز-جست وخیز

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ = مصرعہ دوم اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- تکریر = سوسو

2- تفریع = گھوڑے-کی

3- مراعات النظیر = گھوڑے، تیغ، صفیں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دھوم اُٹھنا = شور مچ جانا

2- محاورہ = لاکھوں میں ایک = چنا ہوا

3- نیا محاورہ = گریزا گریز (بھاگو بھاگو)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تفریع = آری، سے

2- مراعات النظیر = ذوالفقار، تیغوں، کارزار

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آری ہونا = مان لینا

2- محاورہ = منہ پھیر لینا = بے رخی کرنا

۱۵۹

گھوڑوں کی جست و خیز سے اُٹھا غبارِ زرد
گردوں میں مثلِ شیشۂ ساعت بھری تھی گرد
تو دا بنا تھا خاک کا مینائے لاجورد
کوسوں سیاہ و تار تھا سب وادیِ نبرد

پنہاں نظر سے نیّرِ گیتی فروز تھا
ڈھلتی تھی دو پہر یہ نہ شب تھی نہ روز تھا

١٦٠

اللہ ری لڑائی میں شوکت جناب کی
سونلاے رنگ میں تھی ضیا آفتاب کی
سوکھے وہ لب کہ پنکھڑیاں تھیں گلاب کی
تصویر ذوالجناح پہ تھی بوترابؑ کی

ہوتا تھا غل جو کرتے تھے نعرے لڑائی میں
بھاگو! کہ شیر گونج رہا ہے ترائی میں

بند مرثیہ -160

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 1، سونلائے رنگ
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = امامؑ کے رنگ کو ضیائے آفتاب سے تشبیہ دی ہے

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

لغات

1- ذوالجناح = امام حسینؑ کا گھوڑا

صنائع لفظی

1- تفریع = سوکھے، کی

محاسن علم بیان

کنایہ قریب = بوتراب = (حضرت علیؑ)
تشبیہ = سوکھے لب کو پنکھڑیاں گلاب کی
تشبیہ = امام حسینؑ کو حضرت علیؑ سے تشبیہ دی گئی ہے

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = شیر، گونج، ترائی

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = نعرے امامؑ کو شیر کی گونج سے تشبیہ دی گئی
2- روزمرّہ = مصرعہ ثانی عمدہ مثال ہے
3- محاورہ = نعرہ لگانا، للکارنا

۱۶۱

پھر تو یہ غل ہوا کہ دُہائی حسینؑ کی
اللہ کا غضب ہے لڑائی حسینؑ کی
دریا حسینؑ کا ہے ترائی حسینؑ کی
دنیا حسینؑ کی ہے خدائی حسینؑ کی

بیڑا بچایا آپ نے طوفاں سے نوحؑ کا
اب رحم! واسطہ علی اکبرؑ کی روح کا

بند مرثیہ-161

لغات

1- دوہائی=دادخواہی

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مرّدف

محاسن علم بیان

1- محاورہ= دوہائی دینا= کسی کا نام لے کر فریاد کرنا

2- تشبیہہ= امام حسینؑ کی لڑائی کو اللہ کے غضب سے تشبیہہ دی گئی ہے

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مردف

فصاحت وبلاغت بیان

یہ پورا شعر صرف آٹھ الفاظ کی تکرار سے بنا ہے ''حسینؑ'' اور '' کی'' کی تکرار سے شعر میں لطافت اور تاثیر پیدا ہوگئی ہے

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج= دنیا، دریا، کا

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مرّدف

فصاحت وبلاغت بیان

اس شعر میں علی اکبر کا واسطہ میر انیس کا کمال ہے کیوں کہ امام حسینؑ اپنے اس فرزند کو بہت چاہتے تھے۔ اس نسبت سے دشمن بھی انہی کی نسبت سے فریاد کرتے ہیں۔

صنائع معنوی

1- تلمیح= نوح کا بیڑا

صنائع لفظی

1- تفریع= بیڑا، کا

محاسن علم بیان

1 - محاورہ= بیڑا بچانا= کشتی کو سلامتی کے ساتھ کنارے لگانا۔
2- محاورہ= واسطہ دینا= کسی کا نام لے کر فریاد کرنا
3- محاورہ= رحم کرنا= ترس کھانا

۱۶۲

اکبرؑ کا نام سُن کے جگر پر لگی سناں
آنسو بھر آئے روک لی رہوار کی عناں
مُڑ کر پُکارے لاشِ پسر کو شہِ زماں
تم نے نہ دیکھی جنگِ پدر اے پدر کی جاں

قسمیں تمہاری روح کی یہ لوگ دیتے ہیں
لو اب تو ذوالفقار کو ہم روک لیتے ہیں

نہ مری   نہ بس

بند مرثیه -162

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ذوقافتین = کی عناں، لگی سناں

لغات

1- عناں = لگام
2- سناں = نیزے کی انی
3- راہوار = گھوڑے

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = جگر پر سناں لگنا (بہت درد اور صدمہ ہونا)
2- محاورہ = آنسو بھر آنا (آنکھوں کا آبدیدہ ہونا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 3، لاش پسر، جنگ بدر، شہ زماں
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = پدر اے پدر
2- تضمن المزدوج = کر، پسر، پدر

محسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شہ زماں (امام حسینؑ)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = دیتے، لیتے

صنائع لفظی

2- تفریع = قسمیں، ہیں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تلوار روک لینا (جنگ تمام کرنا)
2- محاورہ قسمیں دینا (سوگند پر سوگند دینا)
3- روزمرہ = مصرعہ ثانی

۱۶۳

چلّایا ہاتھ مار کے زانو پہ ابنِ سعد
اے وافضیحتا! یہ ہزیمت ظفر کے بعد
زیبا دلاوروں کو نہیں ہے خلافِ وعد
اِک پہلواں یہ سنتے ہی گرجا مثالِ رَعد

نعرہ کیا کہ کرتا ہوں حملہ امام پر
اے ابنِ سعد! لکھ لے ظفر میرے نام پر

(۱۶۴)

بالا قد و کلفت و تنومند و خیرہ سر
روئیں تن و سیاہ دروں، آہنی کمر
ناوک پیامِ مرگ کے ترکش اجل کا گھر
تیغیں ہزار ٹوٹ گئیں جس پہ وہ سپر

دل میں بدی، طبیعتِ بد میں بگاڑ تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

بند مرثیه -164

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 12
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 11
کل الفاظ اردو = 0
کل اضافات شعر =4، قدوکلفت وتنومندہ وخیرہ سر،تن وسیاہ
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف =

لغات

1- کلفت=موٹا
2-روئیں تن=کانسے کے جسم والا (قوی)
3- خیرہ سر =مغرور

صنائع معنوی

1-ذولسان=پورا شعر اُردو اور فارسی میں ہے
2-جمع=پورا شعر اس صنعت میں ہے
3-پورا شعر تاکید المدح بما یشبہ الذم میں ہے

صنائع لفظی

1- تنسیق الصفات=روئیں تن، کلفت، بالا قد، آہنی کمر
2- مراعات النظیر =قد، سر، تن، دروں، کمر

محاسن علم بیان

1- تشبیہ=روئیں تن
2- تشبیہ=آہنی کمر

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر =48
ردیف =غیر مردف

لغات

1- ناوک=تیر
2-ترکش
=تیر رکھنے کا بستہ

فصاحت وبلاغت بیان

اس شعر میں انیس نے ناوک پیام مرگ اس کی صفت حرکت سے اور ترکش کو اجل کا گھر کہہ کر اپنی معجز بیانی کا ثبوت دیا ہے

صنائع مثنوی

1- مبالغہ اغراق=مصرعہ دوم

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = ناوک، ترکش، تیغ، سپر

محاسن علم بیان

1- نادر تشبیہ=ناوک، پیام مرگ کے
2- نادر تشبیہ=ترکش، اجل کے گھر

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر=17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 1، طبعت بد
ردیف = مرّدف

لغات

1- شقی=ظالم

صنائع معنوی

1-مبالغہ غلو
=مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1-مراعات النظیر
=بدی، بد، بگاڑ، شقی

محاسن علم بیان

1- محاورہ=بددل ہونا=کمینہ انسان
2- تشبیہ=گھوڑے پہ شقی کو ہوا پر پہاڑ کہا ہے

۱۶۵

ساتھ اُسکے اور اِسی قد و قامت کا ایک پَل
آنکھیں کبود، رنگ سیہ، ابروؤں پہ بَل
بدکار و بدشعار و ستمگار و پُردَغل
جنگ آزما، بھگائے ہوئے لشکروں کے دَل

بھالے لئے کسے ہوئے کمریں ستیز پر
نازاں وہ ضربِ گُرز پہ یہ تیغِ تیز پر

بند مرثیہ 165-

لغات

1- یل = پہلوان
2- کبود = نیلا رنگ

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 1، قدو قامت
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق تذبیح = کبود، سیہ
2- جمع = پورا شعر
3- صنعت تاکید المدح بما یشبہ الذم میں پورا شعر ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= قدو قامت، آنکھیں، رنگ ۔ آبرو

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ابرو پر بل پڑنا (تیوری چڑھنا)
2- استعارہ = یل ۔ دشمن

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 9 کل الفاظ اردو = 4
کل اضافات شعر =(3)، بدکارو بدشعار و ستم گار و پُر دغل
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ذولسان = فارسی اور اُردو میں ہے
2- جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے
3- صنعت تاکید المدح بما یشبہ الذم

صنایع لفظی

1- تنسیق الصفات = بدکار، بدشکار، ستم گار، پردغل

لغات

1- ستیز = جنگ

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 2 ، ضرب گرز ۔ تیغ تیز
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- لف ونشر مرتب دوسرا مصرعہ اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= بھالے، گرز، تیغ، ستیز
2- تضمین المزدوج = بھالے، کے، ہوئے

محاسن علم بیان

1- محاورہ
= کمریں کسنا = لڑائی کے لئے آمادہ ہونا

۱۶۶

کھنچ جائے شکلِ جبر، وہ تدبیر چاہیے
دشمن بھی سب مقر ہوں وہ تقریر چاہیے
تیزی زباں میں صورتِ شمشیر چاہیے
فولاد کا قلم دمِ تحریر چاہیے

نقشہ کھنچے گا صاف صفِ کارزار کا
پانی دوات چاہتی ہے ذوالفقار کا

بند مرثیہ -166

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 1، شکلِ حرب

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مرّدف

لغات

1- مقر = اعتراف کرے

2- حرب = جنگ

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = تدبیر چاہیے = تجویز کرنا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 4

کل اضافات شعر = 2، صورتِ شمشیر، دمِ تحریر

کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مرّدف

صنائع لفظی

1- تفریع = تیزی - چاہیے

1- مراعات النظیر = شمشیر، فولاد

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = فولاد کا قلم (سخت اور مظبوط قلم)

2- تشبیہ = تیزی زبان کو صورت شمشیر سے تشبیہ

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = 1، صفِ کارزار

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مرّدف

لغات

1- دوات = سیاہی (روشنائی رکھنے کی شیشی)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = صف، کارزار، ذوالفقار

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نقشہ کھینچ جانا (آنکھوں کے سامنے منظر بندھ جانا)

۱٦٧

لشکر میں اضطراب تھا فوجوں میں کھلبلی
ساونت سب بے حواس ہراساں دھنی بلی
ڈر تھا کہ لو حسینؑ بڑھے، تیغ اب چلی
غل تھا اِدھر ہیں مرحب و عنتر اُدھر علیؑ

کون آج سر بلند ہو اور کون پست ہو
کس کی ظفر ہو دیکھیے کس کی شکست ہو

بند مرثیہ -167

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

1- کھلبلی = ہل چل

2- دھنی = ثروت مند، بات پر قائم رہنے والا

3- بلی = طاقت ور

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = لشکر، فوجوں، ساونت

2- تنسیق الصفات = اضطراب، کھل بل، بے حواس، ہراساں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اضطراب ہونا، بے چین ہونا

2- محاورہ = ہراساں ہونا = پریشان ہونا

3- محاورہ = کھلبلی پڑنا = ہل چل ہونا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 1، مرحب و عنتر

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مرّدف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = اِدھر، اُدھر

2- تلمیح = مرحب و عنتر (دشمنان اسلام) جن کو حضرت علی نے قتل کیا۔

صنائع لفظی

1- تجنیس خطی = اِدھر - اُدھر

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مرّدف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = بلند، پست

2- طباق ایجابی = ظفر، شکست

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سربلند ہونا (فتح یاب ہونا)

2- محاورہ = پست ہونا (شکست کھانا)

۱۶۸

آواز دی یہ ہاتفِ غیبی نے تب کہ ہاں

بسم اللہ اے امیرِ عرب کے سرورِ جاں

بیٹھے درست ہو کے فرس پر شہِ زماں

اُٹھی علیؑ کی تیغِ دو دم چاٹ کر زباں

واں سے وہ شور بخت بڑھا نعرہ مار کے

پانی بھر آیا منہ میں اِدھر ذوالفقار کے

۱٦٩

لشکر کے سب جو ان تھے لڑائی میں جی لڑاے
وہ بد نظر تھا آنکھوں میں آنکھیں دھر گڑاے
ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گرڑ گڑاے
غصے میں آکے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑاے

ماری جو ٹاپ ڈر کے ہٹے ہر لعیں کے پانوٗ
ماہی پہ ڈگمگا گئے گاوِ زمین کے پانوٗ

۱۷۰

نیزہ ہلا کے شاہ پہ آیا وہ خود پسند
مشکلکشا کے لال نے کھولے تمام بند
تیر و کماں سے بھی نہ ہوا کچھ وہ بہرہ مند
چلّہ اِدھر کھنچا کہ چلی تیغِ سر بلند

وہ تیر کٹ گئے جو در آتے تھے سنگ میں
گوشے نہ تھے کماں میں نہ پیکاں خدنگ میں

بند مرثیہ -170

لغات

بند = جوڑ

خود پسند = خودخواہ

مصرعہ ثانی کمال بلاغت سے سرشار ہے

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = کھولے بند

1- ایہام = بند (1- گرہ، 2- جوڑ)

یہاں شاعر کی مراد جوڑ سے ہے

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = نیزہ ہلا کر آنا (حملہ آور ہونا)

2- کنایہ بعید = مشکل کشا (حضرت علیؑ)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2)، تیر و کمان - تیغ سر بلند

کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- مراعات النظیر = تیر، کمان، چلّہ، تیغ

جدید ترکیب = تیغ سربلند

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بہرہ مند ہونا (فائدہ اٹھانا)

2- محاورہ = تیغ چلنا (شمشیر کا وار ہونا)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

خدنگ = تیر

پیکان = تیر کی انی

صنائع معنوی

1- مبالغہ = مصرعہ اول مبالغہ ہے

2- طباق ایجابی = آتے، گئے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = تیر کمان، پیکان، خدنگ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = در آنا، (داخل ہونا)

بند مرثیہ 171

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = 1، خلفِ بوتراب
کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مردف

لغات

1- گرز = ایک ہتھیار جو اوپر گول موٹا اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = خلف بوترابؑ = امام حسینؑ

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) سرِ پُر
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

لغات

1- پُر عتاب = پُر عذاب

صنائع معنوی

1- تجنیس خطی
= پُر پَر

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = ہاتھ، پاؤں، سر
2- تضمن المزدوج = کر، پر، سر

محاسن علم بیان

1- بجلی گری = یعنی تلوار کی چمک اور کاٹ کو بیان کیا گیا ہے
2- محاورہ = بجلی گرنا = مصیبت آنا
3- محاورہ = ہاتھ مارنا = وار کرنا

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = نیک، بد
2-............شکست، ظفر
3-............ایک، کئی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھ اُڑنا (ہاتھ کٹ جانا)
2- محاورہ = ایک ہاتھ میں (ایک وار میں)

۱۷۲

کچھ دست پاچہ ہو کے چلا تھا وہ نابکار
پنجے سے پر اجل کے کہاں جا سکے شکار
واں اُس نے بائیں ہاتھ میں لی تیغِ آبدار
یاں سر سے آئی پشت کے مُہروں پہ ذوالفقار

قربان تیغ تیز شہِ نامدار کے
دو ٹکڑے تھے سوار کے دو راہوار کے

نسخہ نقروں